تصحیح العقائد

علامہ محمد رئیس ندوی رحمہ اللہ

UMM UL QURA

مسئلہ علم غیب، حاضر وناظر، نور وبشر، رؤیت باری تعالیٰ وغیرہ
مسائل پر تفصیلی بحث اور مخالفانہ شکوک وشبہات کا تحقیقی جائزہ

تصحیح العقائد

بإبطال

شواھد الشاھد

تالیف

علامہ محمد رئیس ندوی رحمۃ اللہ علیہ
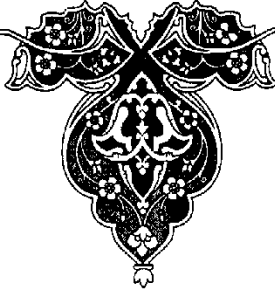
ناشر: ام القریٰ پبلی کیشنز
سیالکوٹ روڈ فتومنڈ، گوجرانوالہ
0333-8110896, 0321-6466422

نام کتاب

تصحیح العقائد

تالیف

علامہ محمد رئیس ندوی رحمۃ اللہ علیہ

کمپوزنگ .... ابو سفیان عزیزی

طبع اول .... مارچ 2010ء

Contacts

Pakistan
Umm-ul-Qura Publications
Sialkot Road,
Fattomand, Gujranwala
Ph: 0333-8110896
0321-6466422
www.umm-ul-qura.org

Madinah
Zulfiker Ibrahim Al-Memoni Al-Atharee
Islamic University
P.O Box 10133, Madinah
Kingdom of Saudi Arabia
Mob: (00966) (0)553462757
Tel: (00966) (04) 8283701
www.madeenah.com

ناشر: ام القریٰ پبلی کیشنز

سیالکوٹ روڈ فتومنڈ، گوجرانوالہ فون: 0333-8110896, 0321-6466422

فہرست

- حرفِ اوّل: 13
- سوانح علامہ محمد رئیس ندوی رحمہ اللہ: 16
- خطبہ کتاب: 23
- اہل اسلام میں افتراق کی نبوی پیش گوئی: 25
- نبوی پیش گوئی کا پورا ہونا: 27
- جھوٹ کی مذمت اور قباحت: 29
- شرک کی تعریف: 30
- امت محمدیہ میں وقوعِ شرک کی پیشگوئی: 31
- عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہونا اللہ کی ایک صفت ہے: 33
- حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا معنوی اور حکمی طور پر مرفوع ہے: 36
- تنبیہ بلیغ: 36
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب قرار دینے میں متضاد بریلوی پالیسی: 40
- اس بریلوی دعویٰ کی تلخیص و تجزیہ: 42
- تنبیہ بلیغ: 45
- شریعت کے سلسلے میں ہر دعویٰ کا شرعی دلیل سے مدلل ہونا ضروری ہے: 47
- تنبیہ بلیغ: 49
- تکمیلِ نزولِ قرآن کب ہوئی؟ 52
- بریلوی دعاوی کی تکذیب پر بعض اجمالی دلائل کی طرف اشارہ: 54

- ہمارے رسول ﷺ کے عالم الغیب نہ ہونے پر پہلی نص قاطع: 55
- اللہ و رسول پر کذب بیانی کا بریلوی اتہام: 57
- ہمارے رسول ﷺ کے عالم الغیب نہ ہونے پر دوسری نص قاطع: 59
- ہمارے رسول ﷺ کے عالم الغیب نہ ہونے پر تیسری نص قاطع: 63
- غیب کی لغوی و شرعی تعریف: 66
- ہمارے رسول کے عالم الغیب نہ ہونے پر چوتھی نص قاطع: 72
- بریلوی بحر العلوم کی تعلیم خود اپنی تکذیب و تغلیط: 74
- ہمارے رسول ﷺ کے عالم الغیب نہ ہونے پر پانچویں نص قاطع: 76
- ہمارے رسول ﷺ کے عالم الغیب نہ ہونے پر چھٹی نص قاطع: 76
- ہمارے رسول ﷺ کے عالم الغیب نہ ہونے پر ساتویں نص قاطع: 77
- ہمارے رسول ﷺ کے عالم الغیب نہ ہونے پر آٹھویں نص قاطع: 80
- ہمارے رسول ﷺ کے عالم الغیب نہ ہونے پر نویں نص قاطع: 81
- ہمارے رسول ﷺ کے عالم الغیب نہ ہونے پر دسویں نص قاطع: 81
- بریلوی بحر العلوم کا اعتراف کہ غیر اللہ مطلقاً علم غیب نہیں جانتے: 82
- اپنے بیان مذکور کی بریلوی بحر العلوم نے زوردار تکذیب کر رکھی ہے: 84
- غیر اللہ کے عالم الغیب نہ ہونے پر گیارہویں نص قاطع: 88
- بریلوی بحر العلوم کی اپنی ہی تحریر سے اپنی تکذیب: 94
- ہمارے رسول ﷺ کے عالم الغیب نہ ہونے پر بارہویں نص قاطع اور بریلوی سرکشی کی ایک اور مثال: 97
- سورۂ محمد کی تیسویں آیت پر بریلوی فرقہ کا مشق: 100
- بریلویوں کا اپنے مذہبی اصول سے انحراف و اعراض: 102
- بریلوی اعلیٰ حضرت و بحر العلوم کی اپنے مذہب سے بغاوت و خروج: 103
- بریلوی لوگ جن آیات سے اپنے موقف پر استدلال کرتے ہیں ان کا ذکر 107
- بریلوی مشن کی پیش کردہ پہلی آیت: 107

- بریلوی مشن کی پیش کردہ دوسری آیت: 108
- بریلوی مشن کی پیش کردہ تیسری آیت: 109
- ہمارے رسول ﷺ کے عالم الغیب نہ ہونے پر تیرہویں نص قاطع: 110
- بریلوی مشن کی طرف سے پیش کردہ چوتھی آیت: 112
- بریلوی مشن کی پیش کردہ پانچویں آیت: 112
- بریلوی مشن کی بعض دیگر مستدل آیات: 113
- شرعی اجازت کے بغیر انجام دیا جانے والا عمل مردود و باطل ہے: 114
- اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ: 115
- عبادت توقیفی چیز ہے: 116
- غیر اللہ کے عالم الغیب نہ ہونے پر ایک اور دلیل شرعی: 118
- ایک نبوی پیش گوئی کا ذکر: 126
- نبی ﷺ کے عالم الغیب ہونے کی نفی پر دلالت کرنے والی حدیث ربیع بنت معوذ: 127
- عہد نبوی میں نبی ﷺ کے عالم الغیب کہے جانے کا ذکر: 129
- جھوٹے کی عبادت مقبول نہیں: 131
- جدید بریلوی کتاب ''الشاہد'' اور اس کے مصنف کا تعارف: 133
- الشاہد کا تعارف: 135
- بریلوی کتابوں کی عبارتیں ایک دوسرے کی تکذیب کرتی ہیں: 136
- بریلوی مشن کے مزید کلمات اعتراف ملاحظہ ہوں: 137
- تصحیح العقائد کے علمی مواخذہ کے جواب سے بریلوی مشن کا مجرمانہ سکوت: 140
- غلو بازی میں بریلوی فرقہ اہل کتاب یہود و نصاریٰ کے نقش قدم پر: 141
- فرقہ بریلویہ کے ایک بھاری جھوٹ کی نشاندہی: 143
- ابلیس کی طرف سے ایک بریلوی توجیہ: 144
- الشاہد کی تصنیف میں بریلوی بحر العلوم کی متضاد پالیسی: 144

- تضاد در تضاد: 146
- سلفی المذہب خاندان کے فرد مولوی عتیق الرحمٰن اکرہروی کے بریلوی بن جانے پر بریلوی بحرالعلوم کی فرحت: 147
- ہمارے رسول محمد ﷺ انبیائے سابقین کے مذہب پر تھے: 148
- عالم الغیب ہونے سے متعلق فرمانِ نوح علیہ السلام: 150
- اپنے عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہونے سے خاتم النبیین محمد ﷺ کی نفی: 153
- اسلامی تعلیمات خصوصاً توحید پرستی کے منافی باتیں خبث ونجس ہیں: 157
- آمدم بر سر مطلب: 159
- بریلوی بحرالعلوم کا اہلحدیث پر امکان کذب باری کا جھوٹا اتہام: 160
- بریلوی بحرالعلوم کا اللہ و رسول پر کذب بیانی کا اتہام: 160
- خدائی کاریگری پر بریلوی جارحیت: 161
- مولانا جھنڈانگری کے چیلنج مباہلہ سے بریلویوں کا فرار: 161
- بریلوی مذہب میں ایمان گھٹتا بڑھتا ہے: 162
- بریلوی اسلاف بریلوی بحرالعلوم کی نظر میں: 162
- نبی حکم الٰہی کے مطابق بہت ساری چیزوں کو دیکھنے اور مشاہدہ کرنے سے باز رہنے کے مکلف ہیں: .. 164
- ہمارے نبی کا امی ہونا عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہونے والے بریلوی دعویٰ کے منافی ہے: 165
- تنبیہ بلیغ: 166
- پانچوں مفاتیح غیب سے متعلق ایک وضاحت: 167
- بریلوی شریعت کا یہ دعویٰ کہ خاتم النبیین محمد ﷺ تمام انبیاء کے معلم ہیں: 167
- برزخ میں روح نبوی پر اعمال امت کی پیشی: 169
- بریلوی شریعت بتصریح خویش عقائد کے معاملہ میں غیر مقلد ہے: 170
- یہ منافقوں کا عقیدہ ہے کہ نبی و رسول کو موت نہیں آتی: 173
- غیب کی جو بات بتلانے سے معلوم ہوگئی وہ غیب نہیں ہے: 173

- بریلویوں کا تقلیدی مذہب اور عقیدہ علم غیب: 175
- مغل حکمران اورنگ زیب اور فتاویٰ عالم گیریہ کا غیب نبوی کے متعلق موقف: 176
- غیب نبوی کی بابت فتاویٰ بزازیہ کی صراحت: 178
- غیب نبوی کی بابت درمختار کی صراحت: 179
- تنبیہ: 181
- غیب نبوی سے متعلق امام ابن الہمام حنفی اور عام احناف کی صراحت: 182
- غیب نبوی اور امام قاضی خاں حنفی کی صراحت: 186
- غیب نبوی اور پیرانِ پیر شیخ عبدالقادر جیلانی: 188
- غیب نبوی اور قاضی شہاب الدین دولت آبادی: 188
- غیب نبوی اور حنفی کتاب تحفۃ القضاۃ: 189
- غیب نبوی اور سلطان العارفین قاضی حمید الدین ناگوری: 190
- غیب نبوی اور ملا حسین خباز کشمیری حنفی: 191
- غیب نبوی اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی (متوفی ۱۲۱۳ھ): 192
- پہلی تنبیہ بلیغ: 192
- دوسری تنبیہ بلیغ: 193
- غیب نبوی اور فتاویٰ تاتارخانیہ: 195
- غیب نبوی اور صاحب ردالمحتار یعنی فتاویٰ شامی: 199
- بریلوی بحر العلوم کی توہین سلفیت اور تعظیم بریلویت: 204
- بریلویت کو سمجھنے میں اہل حدیثوں پر بریلوی بحر العلوم کا اتہام غلط فہمی: 205
- شاہد وشہید کا معنی عالم الغیب اور حاضر وناظر بتلانا حنفی مذہب میں بالاجماع کفر وجہالت قبیح ہے: .. 206
- "النبي أولى بالمؤمنين" والی آیت سے بریلوی استدلال: 207
- بریلوی موقف پر قرآنی آیت ﴿وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾ سے بریلوی استدلال: 213
- تنبیہ بلیغ: 216

- بریلوی موقف پر بعض احادیث نبویہ سے بریلوی استدلال: 217
- تنبیہ بلیغ: 217
- ملاحظہ: 218
- بریلوی موقف پر بریلوی بحرالعلوم کی مستدل چاروں منتخب احادیث کا ذکر: 219
- پہلی حدیث پر بحث ونظر: 220
- بریلوی بحرالعلوم کی پیش کردہ دوسری حدیث پر بحث: 223
- بریلوی بحرالعلوم کی ضعیف قرار دی ہوئی روایت مکذوب وموضوع ہے: 224
- ضعیف روایت باب فضائل میں مقبول نہیں: 224
- موضوع حدیث کا متابع کہہ کر بریلوی بحرالعلوم کی ذکر کردہ روایت پر بحث: 226
- بریلوی بحرالعلوم کی منتخب کردہ تیسری حدیث پر بحث: 228
- بریلوی بحرالعلوم کی منتخب کردہ چوتھی حدیث پر بحث: 229
- تمام اہل علم پر بریلوی بحرالعلوم کا اتہام: 235
- بہت سارے فضائل کے اثبات کے لیے دلائل قطعیہ کی ضرورت ہے: 237
- اللہ کے علاوہ کسی نبی ورسول کو عالم الغیب وحاضر وناظر کہنا عقیدہ ہے یا فضیلت والی بات؟... 240
- بریلوی باب فضائل کے چند اہم اصول: 243
- بریلوی باب فضائل کا پہلا اصول: 244
- بریلوی باب فضائل کے پہلے اصول کا ابطال ورد: 245
- بریلوی باب فضائل کے پہلے اصول سے بریلوی مزعومات کی تکذیب: 247
- بریلوی بحرالعلوم کی طرف سے اپنے مردود اصول کی مکرر حمایت: 251
- تنبیہ بلیغ: 254
- بریلوی باب فضائل کے دوسرے اصول کا جائزہ: 257
- بریلوی باب فضائل کے تیسرے اصول کا جائزہ: 259
- بریلوی باب فضائل کے چوتھے اصول کا جائزہ: 259

۱۔ تشریح، ۲۔ فضائل کی قطعیت وظنیت: 260
معراج نبوی سے متعلق بریلوی لغوطرازی پر نظر: 262
قرآن کی مختلف وجہیں اوران سے استدلال: 266
بریلوی باب فضائل کے اہم اصول کی بخیہ دری: 268
بریلوی بحرالعلوم کی مستدل عبارت سے بریلوی بحرالعلوم کی تکذیب: 276
اصول غلط نہیں خود مابدولت ہی جہالت میں گرفتار ہیں: 277
قرآن کی مختلف وجہیں اوران سے استدلال: 282
لفظ "الشاهد والشهيد" سے بریلوی استدلال اوراس کی تکذیب: 283
قرآنی آیت ﴿عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ﴾ کے متعلق بریلوی بحرالعلوم کی افترا پردازی: 285
یک نہ شد دو شد: 288
تمام انبیاء کرام پر بریلوی بحرالعلوم کا افترا: 291
ہر رسول و نبی کے شاہد وشہید ہونے کی مدت ان کے زمانہ تک محدود ہے: 294
فرقہ بریلویہ تخلیق آدم سے پہلے بھی آپ ﷺ کو عالم الغیب وحاضر وناظر مانتا ہے: 295
آپ ﷺ کا وجود گرامی دنیا میں: 302
پردہ فرمانے کے بعد: 303
سایہ نبوی: 305
سایہ نبوی کی نفی پر موضوع حدیث سے بریلوی استدلال: 306
عبدالرحمٰن بن قیس زعفرانی کذاب کا تعارف وترجمہ: 308
مرسل حدیث حجت نہیں: 310
سایہ رسول ﷺ کی نفی کرنے والی حدیث کے مضمون میں تعارض: 311
بریلویوں کی مستدل روایت حقائق ثابتہ کے خلاف ہے: 313
نوری مخلوق فرشتوں کا بھی سایہ ہوتا ہے: 313
بریلوی شریعت اور ہندوؤں کا نظریہ اوتار: 314

- کیا محمد ﷺ نور الٰہی تھے؟: 315
- سایہ نبوی کا انکار قرآنی نصوص کی خلاف ورزی ہے: 315
- سایہ نبوی پر دلالت کرنے والی حدیث صحیح: 317
- جھوٹ کی قباحت کا بریلوی اعتراف: 319
- بریلوی وسلفی مذہب میں شرعی دلائل کون کون سے ہیں؟ 320
- تفسیری و تاریخی روایات سے بریلوی بے اطمینانی: 323
- ہٹ دھری کی مذمت بزبان بریلوی بحر العلوم: 324
- بریلوی لوگ دورخی پالیسی رکھتے ہیں: 324
- قبوری شریعت کی نصوص قاطعہ کے خلاف بغاوت: 326
- قائدین بریلویت کی شریعت سازی: 328
- ابلیس کی غلط ترجمانی از فرقہ بریلویہ: 330
- بریلوی بحر العلوم کی حساب دانی: 333
- امام جنید بغدادی کا ذکر خیر: 333
- نبی ورسول کی بشریت: 336
- بریلویوں کا یہ جھوٹا دعوی کہ وفات کے بعد آپ ﷺ ہر جگہ حاضر و موجود ہیں: 339
- اس بریلوی مکذوبہ دعویٰ پر فاضل رحمانی کا مواخذہ اور جواب میں فاضلِ رحمانی پر بریلویہ کا طعن وتشنیع: 341
- قرآنی آیت اور حدیث نبوی سے بریلوی دعویٰ کی تکذیب: 342
- حاضر و ناظر اور علمائے سلف: 344
- نبی ورسول اور غیب کے لغوی و شرعی معنی: 355
- بریلوی لوگوں کا موضوع روایت سے استدلال: 357
- اپنی مستدل روایت میں بریلوی بحر العلوم کی کاٹ چھانٹ: 360
- نصوص شرعیہ سے بریلوی موقف کی تکذیب: 363

- بریلوی موقف اجماع امت کے خلاف ہے: 365
- رسول ﷺ کو خود رسول ﷺ نے عالم الغیب کہنے سے منع کیا: 368
- فرمان نبوی سے انحراف کے لیے بریلوی حیلہ جوئی کی تفصیل: 369
- اللہ کی جانب سے حاصل شدہ اپنی جملہ معلومات کو آپ ﷺ نے اپنی امت کو بتلا دیا ہے: 372
- قول عائشہ رضی اللہ عنہا کے بالمقابل بریلوی بحر العلوم کی ذکر کردہ روایات پر نظر: 374
- حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے خلاف بریلوی بحر العلوم کی بیہودہ گوئی: 378
- **امام داودی کی عبارت میں بریلوی تحریف:** 380
- امام قسطلانی کا فرمان: 381
- بریلوی بحر العلوم کی تحریف بازی: 384
- **شب معراج اور دیدار الٰہی و مسئلہ رؤیت باری تعالیٰ:** 385
- فرمان نبوی کے خلاف بریلوی بحر العلوم کی یاوہ گوئی: 389
- بریلوی اکاذیب پر نظر: 390
- حضرت ابن مسعود کی مرفوع حدیث: 393
- حدیث ابی موسیٰ پر بحث: 395
- قول ابن عباس رضی اللہ عنہ کا اضطراب و تضاد: 397
- تنبیہ بلیغ: 398
- دنیا میں دیدار الٰہی کے مسئلے پر بحث: 400
- حدیث ابی العالیہ: 408
- حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کا تجزیہ: 409
- لفظ شاہد و شہید سے غیب نبوی پر بریلوی استدلال پر سلفی ردِ بلیغ: 411
- آیت کریمہ ﴿يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ﴾ اور غیب نبوی: 418
- تنبیہ بلیغ: 429

- قرآنی آیت: ﴿نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ﴾ سے متعلق ایک ضروری وضاحت: 430
- قرآنی آیت ﴿وَ رُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ﴾ سے متعلق ایک وضاحت: 432
- قرآنی آیت ﴿وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِيْ لَهٗ﴾ سے متعلق وضاحت: 434
- قرآنی آیت: ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ﴾ سے متعلق وضاحت:......... 435
- تردید حاضر و ناظر و تردید علم غیب کے چند انوکھے دلائل:...................... 436
- احادیث سے غیب کی نفی پر چند دلائل:.. 438
- برزخ سے واپسی:... 443
- ملائکہ وجنوں پر بشری نبی کا قیاس:.. 444
- عدم فتویٰ کفر سے غیب نبوی کا ثبوت:... 444
- نبوت خضر:.. 444
- متفرقات:.. 445
- نجد وعراق:.. 447
- ابلیس اور بریلوی بحر العلوم:.. 447
- رسول امی ﷺ:... 448

حرفِ اوّل

الحمد للّٰہ و کفٰی، وسلام علی عبادہ الذین اصطفٰی، أما بعد!

نبی اکرم ﷺ نے امت کو یہ حکم فرمایا ہے کہ وہ اپنے نبی ﷺ کی مدح وستائش میں اس طرح کا مبالغہ نہ کرے، جیسے نصاریٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کیا۔ اس ارشادِ نبوی کی معنویت کا احساس اس وقت ہوتا ہے جب امت کے حالات کا مشاہدہ کیا جائے۔ رسول اکرم ﷺ کی ذات اور محاسن کے سلسلہ میں ایک طرف ایسا مبالغہ کیا جاتا ہے جس کی تائید نہ قرآن سے ہوتی ہے نہ حدیث سے، اور دوسری طرف آپ ﷺ کی تعلیمات و ارشادات سے اس طرح گریز کیا جاتا ہے کہ شرم سے گردن جھک جاتی ہے۔ سابقہ اقوام جس طرح گمراہیوں کا شکار ہوئی تھیں، اسی طرح اس امت کا بھی حال ہے۔

قرآن وحدیث کی دلیل کے بغیر تاویل وتحریف کے ذریعہ جو صفات نبی ﷺ کے لیے ثابت کی جاتی ہیں، ان میں ایک صفت آپ کے عالم الغیب ہونے کی اور دوسری حاضر و ناظر ہونے کی ہے۔ بریلوی فرقہ کی تاویل وتحریف کے جواب میں عرصہ ہوا مولانا عبدالرؤف رحمانی صاحب نے ایک رسالہ تردید حاضر و ناظر کے موضوع پر لکھا تھا، جس کا جواب بریلوی فرقہ کی طرف سے ''الشاہد'' کے عنوان سے دیا گیا۔ اس جواب کی حقیقت واضح کرنے کے لیے مولانا محمد رئیس ندوی صاحب نے ایک کتاب ''تصحیح العقائد بابطال شواھد الشاھد'' کے عنوان سے تصنیف کی۔ بریلوی فرقہ کی طرف سے اس کا جواب ''الشاہد'' کی جدید اشاعت کے ذریعہ دیا گیا۔ محترم ندوی صاحب نے اس اشاعت کا مفصل جائزہ لینے کے لیے اپنی کتاب ''تصحیح العقائد بابطال شواھد الشاھد (اشاعت جدیدہ باضافات کثیرہ)'' تصنیف کی جو ناظرین کے سامنے پیش کی جارہی ہے۔

ندوی صاحب کا یہ مفصل جواب ۲۱۲ر عناوین اور ساڑھے چار سو صفحات پر مشتمل ہے۔ موصوف نے یہ طویل بحث جن مخاطبین کو سمجھانے کے لیے کی ہے، ان کی فکر وفہم شاید ان دلائل کو سمجھنے پر قادر نہ ہوسکے، اور

اگر دلائل کی معقولیت اور ان کے وزن کا انھیں احساس ہو بھی جائے تو فرقہ وارانہ عصبیت یقیناً قبول حق کی راہ میں حائل ہوگی، البتہ انصاف پسند قارئین اس تحریر سے ضرور مستفید ہوں گے اور ندوی صاحب کی وسعتِ مطالعہ، قوت استدلال اور ژرف نگاہی کی داد دیں گے۔ موصوف نے نبی کریم ﷺ کے عالم الغیب ہونے پر تیرہ نصوص قطعیہ سے استدلال کیا ہے۔ پھر مخالف کی طرف سے پیش کی جانے والی آیات کی صحیح تفسیر ذکر کرتے ہوئے ان کی تحریفات کو رد کیا ہے، اور ان آیات و احادیث کو بھی پیش کیا ہے جن کے اندر صراحت کے ساتھ نبی ﷺ سے علم غیب کی نفی کی گئی ہے۔

ذیلی امور کے بعد ۱۵۹ رصفحہ سے اصل کتاب کا جواب شروع ہوا ہے۔ اس میں امکان کذب باری کا اہلحدیث پر اتہام، مباہلہ سے مخالفین کے فرار، عقائد میں عدم تقلید، عقیدۂ علم غیب، غیب نبوی سے متعلق کتب فقہ وفتاویٰ کے بیانات، شاہد وشہید کے معنی، رحمۃ للعالمین سے مخالفین کے استدلال کی تردید، بعض حدیثوں سے ان کے استدلال کی حقیقت، عقیدہ وفضیلت کے مباحث، فضائل سے متعلق اصول پر، قرآن کی مختلف وجہوں سے استدلال کا جواب، سایۂ نبوی کی بحث، نظریۂ اوتار سے مشابہت، مخالفین اجماع امت کے خلاف ہیں، مخالفین کی تحریفات کے نمونے، بعض آیات قرآنیہ کی تفسیر اور مخالفین کے ان سے استدلال پر بحث۔

یہ اور اسی طرح کے اور بہت سے عناوین کے ذیل میں مصنف نے غلط عقائد ونظریات کی تردید کی ہے، اور ساتھ ہی یہ بھی واضح کرتے گئے ہیں کہ اس طرح کے من گھڑت عقائد ونظریات کو اختیار کرنے کی وجہ کیا ہے۔ ظاہر ہے عوام اس طرح کی بحثوں کو سمجھنے کے اہل نہیں، اور اہل علم کسی ایسے فریب میں نہیں آ سکتے جس سے شریعت کے بنیادی مقاصد ہی مجروح ہو جائیں۔

حقیقت یہ ہے کہ عوام کو تاریکی میں رکھ کر اپنے مفادات کا تحفظ مقصود ہے اور اسی کے لیے لمبی لمبی تحریروں اور تقریروں کی ضرورت ہے۔ اسلام کے سادہ وسہل احکام کو پرپیچ بنا کر پیش کیا جاتا ہے۔ پھر حضور کے منصب شفاعت اور حبّ نبوی وغیرہ کی اس طرح تشریح کی جاتی ہے کہ عمل کی ضرورت ہی ختم ہو جاتی ہے۔ قرآن وحدیث کے مطالعہ سے عوام کو اس لیے باز رکھا جاتا ہے کہ وہ تلبیسات سے واقف نہ ہو سکیں۔ پھر ان تمام امور کے بعد کثرت و طاقت کی منطق کا سہارا لیا جاتا ہے۔ صوفیانہ اذکار و اوراد کی حمایت میں دلائل پیش کیے جاتے ہیں۔ لیکن قرآن وحدیث کے سیدھے سادے احکام بیان کرنے والی مجلسوں پر پتھر برسائے جاتے ہیں، اپنے گھروں میں بیٹھ کر دوسروں کو گالیاں دی جاتی ہیں اور چیلنج کیے جاتے ہیں اور میل

ملاقات سے روکا جاتا ہے تاکہ قرآن سن کر اس سے نصیحت اندوز ہونے کا کوئی امکان ہی باقی نہ رہے۔ تعجب انگیز امر یہ ہے کہ جن کے ساتھ مل کر ہر طرح کے تجارتی، سماجی اور سیاسی معاملات انجام دیے جاتے ہیں۔ ان کے ساتھ دینی امور پر تبادلۂ خیال سے فرار کی تعلیم دی جاتی ہے۔

اگر کسی طبقہ یا گروہ کا ایسا حال ہو تو پھر اس کے سامنے دلائل پیش کرنا اور انھیں سمجھا کر راہِ راست پر لانے کی توقع قائم کرنا محال نہ ہو تو مشکل ضرور ہے۔ امت اسلامیہ اس طرح کے گورکھ دھندوں سے نکل کر کتاب و سنت کی شاہراہ پر جب تک نہ آئے گی، اسے دنیا و آخرت میں سر بلندی و کامیابی حاصل نہیں ہوسکتی۔ اس امت اور سابقہ امتوں کی تاریخ یہی بتاتی ہے اور ہم کو اسی سے سبق لینے کی ضرورت ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مؤلف کتاب کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اس کتاب سے گم کردہ راہ لوگوں کو ہدایت بخشے۔ آمین

وصلى الله على نبيه الكريم، والحمد لله رب العالمين.

مقتدیٰ حسن ازہری

جامعہ سلفیہ بنارس

۲۹ شعبان ۱۴۱۸ھ

علامہ محمد رئیس ندوی رحمہ اللہ

اس دار فانی میں لوگ آتے ہیں اور ایک مخصوص عمر گزار کر چلے جاتے ہیں، مگر کچھ ہستیاں ایسی ہوتی ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کو غیر معمولی کام لینا مقصود ہوتا ہے۔ وہ علم وعرفان کی شمعیں روشن کرتے ہیں اور ان کی جدو جہد سے اہل فکر و دانش کی دنیا میں انقلاب آ جاتا ہے۔ انھیں میں سے ایک شخصیت والد محترم حضرت مولانا محمد رئیس ندوی رحمہ اللہ کی تھی۔ جو بیک وقت ایک نامور محقق، مفکر، مدرس، مصنف، مناظر اور شیخ الحدیث ومفتی جامعہ سلفیہ بنارس ہونے کے ساتھ ساتھ اس دور کے ایک جلیل القدر عالم، زہد وتقوی سے متصف اور اعلی اخلاق و عادات کے حامل شخص تھے۔ جو توحید وسنت کی ترویج واشاعت اور شرک و بدعت کی بیخ کنی کے لیے نہایت ٹھوس کام کر رہے تھے۔ خصوصاً آل دیو بند کی ہفوات کا جواب دینے کے لیے موصوف ہمہ وقت فکر مند رہتے تھے۔ وہ ان کی تلبیسات کو پہلی نظر میں تاڑ جاتے اور دلائل و براہین سے ان کے مزعومات کی حقیقت کو روز روشن کی طرح عیاں کر دیتے تھے۔ یقیناً ان کی اس کوشش سے بہت سے پردے اٹھے، مزاعم و اتہامات کی حقیقت بے نقاب ہوتی رہی اور شخصیت پرستی میں غلو و مبالغہ کے مفاسد عیاں ہوتے رہے۔ مسلک ائمہ محدثین کے دفاع اور دین حق کی توضیح کے لیے انھوں نے جس عرق ریزی اور دور رسی کا ثبوت دیا ہے، اس کی داد ہر حق پرست ہر دور میں دیتا رہا ہے اور یقیناً دیتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان کی ان تمام کوششوں کو مفید ومقبول بنائے۔ آمین!

نام ونسب:

محترم والد صاحب رحمہ اللہ نے ایک بار استفسار کرنے پر بتلایا کہ میرا نسب نامہ تحریری طور پر محفوظ نہیں، کیونکہ آباء واجداد میں علوم سے ربط نہیں رہا، البتہ دادا صاحب کے بیان کے مطابق نسب نامہ اس طرح ہے:

محمد رئیس ندوی ولد سخاوت علی ولد محمد باقر والد جہانگیر ولد رجب علی۔

اس کے آگے کا نسب معلوم نہ ہوسکا۔ ہمارا خاندان انصاری کہلاتا ہے۔ جس کی وجہ رفیق محترم صفی الرحمن

مبارکپوری صاحب "الرحیق المختوم" یہ بتلاتے تھے کہ ولائے اسلام ہے، یعنی ہمارے اجداد کسی انصاری بزرگ کے ہاتھ پر ایمان لائے تھے، جیسا کہ امام بخاری کے اجداد میں سے کوئی صاحب یمان جعفی کے ہاتھ پر ایمان لائے، تو وہ اس رشتہ کے سبب اپنے کو "یمانی جعفی" کہنے لگے۔ والد صاحب کا بیان ہے کہ میرا یہ نام میرے دادا نے تحریر کیا تھا، جو ایک سو بیس سال کی عمر میں ۱۹۵۲ء میں فوت ہوئے۔ میں اپنی والدہ کی ہدایت کے مطابق دادا، دادی کی بہت خدمت کرتا تھا، اسی لیے دونوں مجھے بہت چاہتے تھے۔ وہ بہت دیندار، اقرباء پرور اور غرباء و مساکین کی مالی و معنوی امداد کیا کرتے تھے۔

ولادت:

والد صاحب رحمہ اللہ کے بیان کے مطابق ان کی پیدائش ۷/ جولائی ۱۹۳۷ء میں ان کے آبائی گھر بھٹیا، مروٹیا بازار ضلع بستی یوپی ہند میں ہوئی۔ پہلے ضلع بستی ضلع گورکھپور کا ہی ایک حصہ تھا اور فی الحال اس ضلع بستی میں تین اضلاع بن چکے ہیں۔ تحریک شہیدین کے زمانے میں ہمارے ضلع کے بہت سارے اہل علم اس تحریک سے وابستہ رہے۔ باسی کے قاری عبدالحق کے آباء و اجداد اور مجھوا میر کے مولانا میر جعفر صاحب وغیرہ اس تحریک میں روح رواں کی حیثیت رکھتے تھے۔ والد صاحب نے اپنی طالب علمی کے زمانہ میں مجھوا میر کا سفر کیا اور میر جعفر کے خاندان کا پتہ لگایا، لیکن معلوم ہوا کہ اس گاؤں میں کوئی بھی شخص اہل حدیث نہیں ہے۔

تعلیم و تربیت:

محترم والد صاحب رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ جس زمانے میں مَیں پیدا ہوا، اس سے تھوڑے ہی دنوں پہلے ہمارے گاؤں میں مولوی پیر علی کی جد و جہد سے ایک مکتب کی تاسیس ہوئی۔ اس موقع پر جو دینی اجلاس ہوا، اس میں سلفی علماء ہی مدعو کیے گئے تھے، مثلاً حضرت العلام مولانا عبدالرؤف خان صاحب جھنڈانگری، مولانا عبدالتواب ملتانی، مولانا عبدالغفار رفیق اور مولانا محمد زماں رحمانی وغیرہم۔

میں پانچ سال سے بھی کم عمر کا تھا کہ میری والدہ نے مجھے نماز پنجگانہ پر مواظبت کرائی اور گاؤں کے مکتب، نیز ننھیال میں رہنے کے زمانے میں وہاں کے مکتب اور نانا صاحب سے پڑھنے کی تاکید کی۔ اس وقت دونوں مکاتب میں صرف دو درجات کی تعلیم دی جاتی تھی۔ پھر اپنے گاؤں سے قریب واقع پرائمری اسکول میں داخل ہوگیا اور پرائمری پاس کیا۔ اس زمانے میں پرائمری کے سارے اساتذہ غیر مسلم تھے۔ مکتب

کے اساتذہ منشی معین الحق ومنشی عبدالمجید ومنشی رضا تھے۔ مروٹیا ہی میں میں نے جونیئر ہائی اسکول پاس کیا۔ پرائمری اور جونیئر ہائی اسکول میں پڑھنے کے زمانے میں سردی کے مہینے میں استاد کے گھر یا اسکول کی عمارت میں پڑھنے جانا ہوتا تھا اور اساتذہ بڑی محنت سے پڑھاتے تھے۔ میں نے جونیئر ہائی اسکول کے بعد پرائیویٹ طریقہ پر ہائی اسکول مدرسہ بدریہ پکہ بازار بستی (جو دارالعلوم ندوۃ العلماء کی شاخ تھی) میں رہ کر پاس کیا۔ ادھر دینی عربی وفارسی تعلیم بھی جاری رہی اور پھر ۱۹۵۷ء میں دارالعلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ جا کر داخلہ لیا۔

مشہور اساتذہ:

محترم والد صاحب رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ ہمارے اساتذہ میں مشہور اساتذہ یہ ہیں:

۱. حضرت مولانا سید ابو الحسن ندوی، ان سے میں نے حدیث کی سند اجازہ بھی حاصل کی، جو مولانا سید نذیر حسین دہلوی وعلامہ عبدالرحمٰن مبارکپوری صاحب تحفۃ الاحوذی وغیرہما تک پہنچتی ہے۔
۲. مولانا عباس رحمہ اللہ۔
۳. مولانا عبدالغفار صاحب ندوی۔
۴. مولانا محمود الحسن عثمانی۔
۵. مولانا رابع حسن ندوی۔
۶. مولانا اسباط صاحب۔
۷. مولانا مفتی ظہور صاحب۔

درس وتدریس:

والد صاحب کا بیان ہے کہ دار العلوم ندوۃ العلماء سے فارغ ہونے پر ۱۹۶۰ء میں مدرسہ بدریہ پکہ بازار اور پھر دار العلوم ندوۃ العلماء کے ناظم حضرت الاستاذ العلام سید ابو الحسن ندوی رحمہ اللہ کے حسب ارشاد ندوہ ہی میں پڑھاتا رہا۔ پھر مولانا ہی کے حسب مشورہ میں جامعہ سراج العلوم جھنڈا نگر گیا، بعد ازیں موصوف ہی کے حسب مشورہ دار العلوم احمدیہ سلفیہ، دربھنگہ بہار میں پڑھایا اور ۱۹۶۹ء میں مرکزی دار العلوم جامعہ سلفیہ، بنارس میں درس وتدریس کے لیے مقرر ہوا۔ تب سے آج تک جامعہ سلفیہ ہی میں اپنے تدریسی فرائض انجام دے رہا ہوں۔

درس قرآن وحدیث:

محترم والد صاحب کا بیان ہے کہ یہ میری خوش نصیبی ہے کہ زمانہ طالب علمی ہی میں حضرت مولانا سید عبدالغفار ندوی نگرامی کے زیر اہتمام تھا، سال کے تین مہینوں کی چھٹی میں وہ اپنے گھر چلے جاتے تھے تو میں جامع مسجد پکا بازار میں مولانا ہی کے حکم کے مطابق بعد نماز فجر درس قرآن دیا کرتا تھا۔ یہ سلسلہ جامعہ سراج العلوم، جھنڈا نگر میں بھی جاری رہا، حتی کہ کئی کلو میٹر سے لوگ میرے درس قرآن میں شریک ہونے کے لیے جامع مسجد جھنڈا نگر میں چلے آتے۔ مولانا جھنڈا نگری بذات خود پورے درس میں موجود رہتے اور بعض باتیں نوٹ کرتے رہتے، یہ سلسلہ بحمد اللہ دار العلوم سلفیہ، دربھنگہ میں بھی جاری رہا۔

خطابت:

محترم والد صاحب رحمہ اللہ نے بیان فرمایا کہ جب تک میں جھنڈا نگر میں رہا خطبہ جمعہ میں ہی دیتا تھا، بلکہ زمانہ طالب علمی میں بھی بکثرت نماز جمعہ پڑھانے اور خطبہ دینے جاتا رہا۔ تبلیغی جماعت کے جلسوں میں حاضر ہوتا اور موقع بموقع ان میں بھی خطاب کرتا، مگر کئی سالوں سے ہارٹ اٹیک کا مریض چل رہا ہوں، بنا بریں معالج کی ہدایت کے مطابق تقریر وخطابت سے قاصر ہوں، ہاں صرف درس دیا کرتا ہوں۔

تصانیف:

دار العلوم ندوۃ العلماء کی عالمیہ سال کے آخر میں ایک مقالہ پیش کرنا ضروری قرار دیا گیا تھا، لہٰذا والد صاحب رحمہ اللہ نے "الیھود في القرآن" کے موضوع پر مقالہ لکھا، اسے دیکھ کر اساتذہ نے بہت تعریف کی۔ بنا بریں حضرت العلام مولانا علی میاں ندوی نے والد صاحب کو یہود پر ایک کتاب لکھنے کا مشورہ دیا اور مراجع کی فراہمی کا وعدہ کیا، حتی کہ اپنا ذاتی کتب خانہ والد صاحب کے حوالہ کر دیا، تو والد صاحب نے زمانہ طالب علمی ہی میں بڑی محنت، توجہ، عرق ریزی اور دماغ سوزی سے چار ضخیم جلدوں میں یہ کتاب لکھی۔ پانچویں جلد بھی آدھی سے زیادہ لکھ چکے تھے، مگر افسوس کے والد صاحب کی یہ اہم کتاب کسی کی نظر بد کا شکار ہوگئی اور منصۂ شہود پر آنے سے پہلے ہی مفقود ہوگئی۔ محترم والد صاحب کا بیان ہے کہ دوبارہ اسے لکھنے کی بالکل ہمت نہیں ہوئی، کیونکہ میں مولانا سید علی میاں ندوی کی صحبت اور استفادہ سے محروم ہو چکا تھا۔

میں جب جھنڈا نگر آیا تو ایک بدعتی کتاب کے جواب کے لیے مجھ سے مولانا عبدالرؤف صاحب نے

کہا، جو میں نے لکھ دیا، جسے انھوں نے "تصحيح العقائد بإبطال شواهد الشاهد" کے نام سے چھپوایا۔ پھر یہی کتاب کئی گنا اضافات کے ساتھ جامعہ سلفیہ میں طبع ہوئی، باقی کتابوں کے نام یہ ہیں:

1. "اللمحات إلى ما في أنوار الباري من الظلمات" اس کی چار ضخیم جلدیں شائع ہوگئی ہیں، پانچویں جلد بھی جامعہ سلفیہ بنارس کے شعبہ طباعت میں منتظرِ طباعت ہے، چھٹی اور آخری جلد زیر تصنیف ہے۔
2. ''اسلام میں نماز جمعہ کا حکم'' یہ کتاب مطبوع ہے۔
3. "غاية التحقيق في تضحية أيام التشريق" یہ کتاب کئی بار متعدد مقامات سے شائع ہوچکی ہے۔
4. ''تحویل قبلہ'' یہ کتاب کشمیر کی صوبائی جماعت اہل حدیث نے طبع کی۔
5. "تنوير الآفاق في مسئلة الطلاق" یہ کتاب بھی مطبوع ہے۔
6. ''سیرت امام ابن حزم'' مطبوع۔
7. ''علوی مالکی سے دو دو باتیں'' مطبوع۔
8. ''سیرت ام المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ'' یہ کتاب بھی جامعہ سلفیہ سے چھپ چکی ہے۔
9. ''ضمیر کا بحران'' یہ بھی جامعہ سلفیہ سے چھپ چکی ہے۔
10. ''قصہ ایامِ قربانی کا'' یہ کتاب دہلی سے باہتمام حافظ شکیل احمد میرٹھی چھپ چکی ہے۔
11. ''رکعات تراویح'' یہ کتاب چھ ضخیم قسطوں میں اخبار اہل حدیث دہلی باہتمام مولانا سہوانی چھپ چکی ہے۔
12. ''ابانہ'' یہ کتاب دربھنگہ میں چھپی ہے۔ تین سو صفحات سے زیادہ کی ہے۔
13. ''مفقود الخبر شوہر کا شرعی حکم''۔
14. ''صحت نکاح کے لیے ولی اور کفو کی شرط''۔
15. ''تاریخ اہل حدیث ہند'' مطبوع۔
16. ''خطبات نغمہ حدیث'' جامعہ محمدیہ مالیگاؤں سے چھپ چکی ہے۔
17. ''سیرت آدم علیہ السلام''۔
18. "كتاب العقيقه"۔
19. ''اولاد ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ'' زیر تصنیف۔

٤٠ ''سیرت علامہ نذیر احمد املوی رحمانی''۔

٤١ ''دیوبندی تحفظِ سنت کانفرنس پر سلفی تحقیقی جائزہ'' یہ کتاب ممبئی کی جمعیت چھپوا چکی ہے۔

٤٢ ''نماز جنازہ اور اس کے مسائل''۔

اولاد:

محترم والد صاحب حفظہ اللہ کی دو شادیاں ہوئیں۔ پہلی بیوی سے صرف ایک بچی ہے۔ دوسری بیوی سے پانچ لڑکیاں اور ایک لڑکا عبدالحق ہے۔

شاگردان:

١ مولانا ڈاکٹر رضاء اللہ صاحب مبارکپوری رحمہ اللہ۔

٢ مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی۔

٣ شیخ صلاح الدین مقبول۔

٤ مولانا شاہد جنید سلفی۔

٥ مولانا عبداللہ سعود سلفی۔

٦ شیخ وصی اللہ محمد عباس، مکہ مکرمہ۔

٧ شیخ عبدالباری فتح اللہ، ابوظبی امارات۔

٨ مولانا عزیر شمس مدنی۔

٩ ذوالفقار ابراہیم اثری، لندن۔

١٠ ڈاکٹر عبدالجبار فریوائی مدنی۔

محترم والد صاحب کا بیان ہے کہ پڑھنے کو تو بہت لوگوں نے مجھ سے پڑھا ہے، لیکن مجھے یاد نہیں۔

وفات:

آپ نے ۱۰ر مئی ۲۰۰۹ء کو وفات پائی۔

عبدالحق بن محمد رئیس ندوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ کتاب

إن الحمد لله نحمده، ونستعينه، ونستغفره، ونعوذ بالله من شرور أنفسنا، ومن سيآت أعمالنا، من يهده الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادي له، وأشهد أن لا إله إلا الله، وأشهد أن محمدا عبده ورسوله.

قال الله تعالىٰ: ﴿ يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَ لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ﴾ [آل عمران: ١٠٢]

﴿يَآيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَ لُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا﴾ [سورة النسآء: ١]

﴿يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا﴾ [سورة الأحزاب: ٧٠ و ٧١]

أما بعد: فإن خير الحديث كتاب الله، وخير الهدي هدي محمد صلى الله عليه وسلم، وشر الأمور محدثاتها، وكل محدثةٍ بدعة، وكل بدعة ضلالة وكل ضلالة في النار.

ہم نے اپنی زیرِ تصنیف اس کتاب کے لیے جو خطبہ تحریر کیا ہے، وہ احادیث نبویہ میں "خطبة الحاجة" کے نام سے موسوم ہے، اسے ہر اہم کام کے وقت شروع میں پڑھنا لکھنا چاہیے۔
(تفصیل کے لیے علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کی کتاب "خطبة الحاجة" ملاحظہ ہو)

اس خطبۂ نبویہ میں ظاہر کیا گیا ہے کہ مسلمان ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا، اس سے تمام امور میں مدد اور اس سے اپنے گناہوں کی مغفرت اور اپنی ذات اور اپنے اعمال کے شرور سے اللہ کی پناہ طلب کریں گے۔ جسے اللہ راہ یاب کرتا ہے، اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جسے وہ گمراہ کرتا ہے، اسے کوئی راہ یاب نہیں بنا سکتا، نیز بندہ مومن شہادت دیتا ہے کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے مومنو! اللہ تعالیٰ سے پوری طرح ڈرو اور تاحیات اسلام پر قائم رہو اور اسلام ہی پر مرو۔ اس

رب سے ڈرو جس نے ایک فرد (آدم علیہ السلام) سے تمہیں پیدا کیا، اسی فرد واحد سے اس نے اس کے جوڑا (حوا علیہا السلام) کی بھی تخلیق فرمائی، پھر ان دونوں سے اس نے بہت سارے مردوں اور عورتوں کی تخلیق کی، تم اسی اللہ سے ڈرو جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو، نیز رشتوں کے ذریعہ بھی، بے شک اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان ہے۔ مومنو! تم اللہ سے ڈرو نیز ٹھوس، پختہ اور صحیح و نرم بات بولو، اس سے اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کی اصلاح کر دے گا اور تمہارے گناہوں کو معاف فرما دے گا۔ جو اللہ و رسول کی اطاعت کرے گا، وہ بڑی کامیابی حاصل کرے گا۔ اس کے بعد سب سے بہتر حدیث اور بات اللہ کی کتاب (قرآن مجید) ہے اور سب طریقوں میں بہتر طریقہ طریقۂ محمدی ہے اور بدترین امور ''محدثات'' (دین میں پیدا کردہ نئی چیزیں) ہیں اور ہر ''محدث'' بدعت ہے اور ہر بدعت ضلالت اور ہر ضلالت جہنم میں لے جانے والی ہے۔

یہ خطبہ ہمارے رسول ﷺ عام طور پر جمعہ و نکاح و عیدین وغیرہ کے خطبات میں پڑھتے تھے، جس کا مقصود یہ ہوتا تھا کہ اہل اسلام کو یہ تعلیم دی جائے کہ وہ تمام امور میں تقویٰ شعاری و خوف الٰہی اختیار کریں اور اپنے قول و عمل اور عقیدہ میں بگاڑ و فساد نہ آنے دیں اور اس سلسلہ میں اللہ سے مدد مانگتے رہیں اور زبان و علم سے جو بات بولیں، وہ میزان شریعت کے مطابق درست، معتدل، ٹھوس اور صحیح ہو، نیز یہ کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت ہی کو اصل کامیابی سمجھیں اور کتاب و سنت ہی اللہ و رسول کی اطاعت کا ذریعہ ہیں اور یہی مومن کا اصل سرمایہ ہیں، جو دین و شریعت اللہ کے آخری رسول محمد ﷺ مسلمانوں کو دے کر دنیا سے گئے ہیں، مکمل و کامل ہے، اس میں کوئی نئی بات داخل نہ ہونے دیں، کیونکہ اس کامل دین و شریعت میں داخل کردہ ہر نئی چیز شریعت کی اصطلاح میں بدعت و ضلالت اور جہنم میں لے جانے والی ہے۔

اہل اسلام میں افتراق کی نبوی پیش گوئی

اگر اہل اسلام اس خطبۂ نبویہ کو تمام امور میں ملحوظ رکھیں تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجی ہوئی شریعت اسلامیہ میں کسی قسم کی نئی بات ایجاد کر کے شریعت میں داخل و شامل کرنے سے محفوظ رہیں گے، مگر ہمارے رسول ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی وحی و الہام کے مطابق پیش گوئی کی تھی کہ مسلم قوم اختلاف و افتراق کا شکار ہو کر کئی فرقوں میں منقسم ہو جائے گی اور ایک کے علاوہ تمام فرقے غلط رو اور غلط کار ہوں گے اور وہ ایجاد بدعات جیسے قبیح جرم کے شکار ہوں گے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

"قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: لا تقوم الساعة حتى تأخذ أمتي بما أخذ القرون قبلها شبرا بشبر و ذراعاً بذراع، فقيل: يا رسول اللّٰه! كفارس والروم؟ قال: ومن الناس إلا أولئك. أخرجه البخاري وغيره وفي رواية عن أبي سعيد الخدري: حتى لو دخلوا جحر ضب تبعتموهم. قلنا: يا رسول اللّٰه! اليهود والنصارىٰ؟ قال: فمن"[1]

یعنی آپ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت آنے سے پہلے میری امت اپنے سے پہلے والی فارسی، مجوسی، رومی (یورپی و مغربی اقوام) اور یہود و نصاریٰ یعنی دنیا میں ظہور پذیر ہونے والے غیر اسلام تمام فرقوں اور مذاہب و ملل کے طور طریقے ایک ایک بالشت و ایک ایک ہاتھ تک میں اختیار کرے گی، حتیٰ کہ اگر ان قوموں میں سے کوئی قوم گوہ و سوسمار کے سوراخ میں داخل ہوئی ہوگی تو میری امت بھی یہ کام ضرور کرے گی۔

مذکورہ بالا فرمانِ نبوی سے صاف ظاہر ہے کہ امت محمدیہ میں وہ سارے اوصاف پیدا ہو جائیں گے جو اقوام سابقہ اور امم ماضیہ میں پائے جاتے رہے ہیں، شرک و کفر الحاد و بے دینی، اللہ و رسول کے کلام میں تحریف و تغییر اور ترمیم و رد و بدل، خود ساختہ اختراعی اکاذیب، قبر پرستی، تقلید پرستی، اسلاف پرستی، بدعت و

[1] (صحيح البخاري مع فتح الباري: كتاب الاعتصام، باب قول النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: لتتبعن سنن من كان قبلكم: ۱۳/ ۳۰۰، ۳۰۱، و عام كتب حديث)

ضلالت پرستی، معاشرتی، سماجی اور اخلاقی فساد و بگاڑ، بدزبانی، یاوہ گوئی، دروغ بافی، کذب بیانی وغیرہ جیسے تمام اوصافِ رذیلہ اس امتِ محمدیہ میں پیدا ہوجائیں گے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ليأتين على أمتي كما أتى على بني إسرائيل حذو النعل بالنعل حتى إن كان منهم من أتى أمه علانية لكان في أمتي من يصنع ذلك، وإن بني إسرائيل تفرقت ثنتين وسبعين ملة، وتفترق أمتي على ثلاث وسبعين ملة، كلهم في النار إلا ملة واحدة. قال: من هي يا رسول الله؟ قال: ما أنا عليه وأصحابي."

وفي رواية أحمد وأبي داود عن معاوية: "ثنتان وسبعون في النار، و واحدة في الجنة، وهي الجماعة، وأنه سيخرج في أمتي أقوام تتجارى بهم تلك الأهواء كما يتجارىٰ الكلب بصاحبه ، لا يبقىٰ منه عرق ولا مفصل إلا دخله."[1]

یعنی میری امت کا حال بالکل اسی طرح ہونے والا ہے، جس طرح بنو اسرائیل کا ہوا تھا کہ اگر بنو اسرائیل کا کوئی آدمی اپنی ماں کے ساتھ علانیہ طور پر بدکاری کا مرتکب ہوا ہوگا، تو میری امت میں بھی اس طرح کا آدمی ظاہر ہو کر رہے گا، بنو اسرائیل بہتر فرقوں میں منقسم ہوئے تو میری امت تہتر فرقوں میں منقسم ہوگی اور ایک چھوڑ کر باقی بہتر فرقے جہنم رسید ہوں گے۔ لوگوں نے پوچھا کہ جہنم سے نجات یافتہ فرقہ کون سا ہوگا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ فرقہ ہوگا جو اس طور طریق کا پیروکار و پابند ہوگا، جس کا پیروکار و پابند میں خود ہوں اور میرے صحابہ ہیں، نیز یہ کہ میری امت میں ایسے لوگ اور گروہ و گروپ برپا ہونے والے ہیں، جنہیں بدعات و نفسانی خواہشات بالکل اس طرح کا دیوانہ و مجنون بنا دیں گی، جس طرح وہ لوگ مخبوط الحواس و پاگل ہوجایا کرتے ہیں، جنہیں پاگل زہریلے کتوں کے کاٹ لینے سے دیوانگی و حواس باختگی لاحق ہوگئی ہو، ان لوگوں کی کوئی بھی رگ و ریشہ اور جسمانی جوڑ اس بیماری کے اثر و دخل سے محفوظ نہ ہوگا۔

مذکورہ بالا حدیث کا مضمون بھی پہلے والی حدیث کی طرح کسی قدر تفصیل کے ساتھ ہے، جس کا حاصل

[1] مشكوة المصابيح مع مرعاة المفاتيح: باب الاعتصام بالكتاب والسنة بحواله ترمذی و أبو داود و أحمد وغيره (١/ ٢٦٩ تا ٢٧٦)

بہر حال یہ ہے کہ امت محمدیہ بنو اسرائیل کی طرح بہت سارے فرقوں میں منقسم ہو جائے گی اور ایک کے علاوہ باقی سارے فرقے طریق محمدی و شریعت محمدیہ کی معنوی و حقیقی پیروی کے بجائے بدعات و نفسانی خواہشات کے پیرو کار اس طرح ہوں گے کہ شریعت کے اصول و ضوابط اور قوانین و قواعد اور نصوص کتاب و سنت کی پابندی و بندش سے اپنے کو آزاد کر لیں گے، انہیں امورِ شریعت و نصوص اور مسلکِ اسلاف خصوصاً طریقِ سنت و طریقِ صحابہ کا کوئی پاس و لحاظ نہ ہوگا، وہ بدعت پرستی و ہوا پرستی سے دیوانگی و خبط الحواسی کی حد تک محبت و الفت رکھیں گے، انہیں بدعت پرستی و ہوا پرستی سے کوئی بھی شرعی بات اسی طرح باز نہیں رکھ سکے گی، جس طرح "داء الکلب" (پاگل و زہریلے کتے کے کاٹنے سے لاحق ہو جانے والی لا علاج بیماری) کسی بھی تدبیر و دوا سے ختم نہیں ہوا کرتی۔ ہوا پرستی و بدعت پرستی کا عشق و جنون ان کے تمام رگ و پے اور اعضائے جسم میں سرایت کیے ہوئے ہوگا، جس کی بنا پر وہ ہوا پرستی و بدعت پرستی والے عشق و جنون سے آزاد نہ ہو سکیں گے۔ نیز آپ ﷺ نے فرمایا تھا:

"يكون في آخر الزمان دجالون كذابون يأتونكم من الأحاديث بما لم تسمعوا أنتم ولا آباؤكم، فإياكم وإياهم، لا يضلونكم ولا يفتنونكم". وفي رواية: "سيكون في آخر أمتي أناس يحدثونكم بما لم تسمعوا أنتم ولا آباؤكم فإياكم وإياهم."[1]

یعنی آخری زمانہ میں بہت سارے دجال و کذاب لوگ ہوں گے، جو ایسی باتیں اہل اسلام کے سامنے دین کی باتیں کہہ کر پیش کریں گے جنہیں اہل اسلام کبھی ان سے پہلے نہ سنے ہوں گے، اس قسم کے دجالوں اور کذابوں سے اہل اسلام اپنے کو بچائیں اور ان سے دور رہیں، ورنہ یہ کذاب و دجال لوگ اہل اسلام کو گمراہ کر ڈالیں گے اور فتنے میں مبتلا کر دیں گے۔

نبوی پیش گوئی کا پورا ہونا:

مذکورہ بالا احادیث اور ان کی ہم معنی بہت ساری دوسری احادیث اور اقوال و آثار صحابہ سے معلوم ہوتا ہے کہ عہد نبوی ہی میں یہ پیشگوئی کر دی گئی تھی کہ ہمارے رسول ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہم اہل اسلام کو

[1] مقدمه صحيح مسلم مع شرح النووي، مطبع أصح المطابع دهلي ١٣٧٦هـ (١/ ٩، ١٠) الكامل لابن عدي (١/ ٥٧) الكفاية للخطيب البغدادي (ص: ٤٦٩، ٤٧٠) مستدرك حاكم (١/ ١٠٣) معرفة علوم الحديث للحاكم (ص: ١٣) مشكوة المصابيح مع مرعاة المفاتيح (١/ ٢٥٢) باب الاعتصام بالكتاب والسنة.

کتاب وسنت کی شکل میں جو کامل ومکمل شریعت دے کر گئے تھے اور فرما گئے تھے کہ کتاب وسنت پر جب تک اہل اسلام پوری طرح مضبوطی کے ساتھ کار بند وعمل پیرا رہیں گے اور ان دونوں سے راہ انحراف واعراض نہیں اختیار کریں گے، تب تک وہ ضلالت وگمراہی اور فتنوں کا شکار ہونے سے محفوظ و مامون رہیں گے، نیز جب تک اہل اسلام اللہ کی طرف سے دیے گئے کامل ومکمل اسلام میں نئے قسم کے اضافات کو دین قرار دے کر داخل وشامل کرنے سے اجتناب واحتراز کرتے رہیں گے، تب تک بھی وہ قعر ضلالت میں گرنے سے بچے رہیں گے۔ پھر آپ ﷺ ہی نے یہ پیش گوئی بھی فرمائی تھی کہ امت محمدیہ امم سابقہ اور اقوام ماضیہ کے طور وطریق اختیار کر کے غلط روی و باطل پرستی کا شکار ہوگی، صرف ایک گروہ اس سے محفوظ ہوگا اور یہ معلوم ہے کہ امم ماضیہ اور اقوام سابقہ میں بہت ساری اقوام اور امتیں ایسی گزری ہیں، جنھوں نے اللہ کی طرف سے دی گئی کتابِ شریعت اور دین اسلام میں من مانی تصرف وترمیم، تحریف ورد وبدل، مسخ وتلبیس، دسیسہ کاری اور استعمال اکاذیب ودجل وفریب ومکر کے ذریعہ صاف ستھری پاکیزہ کتب شریعت ودین اسلام کو بگاڑ کر رکھ دیا اور بہت سی خانہ ساز وخانہ زاد اور اختراعی ونو ایجاد باتوں کو دین وشریعت میں داخل کر لیا۔ بگاڑ وفساد اس حد تک راسخ ہوگیا کہ اپنی اصلاح کے لیے بھیجے گئے اللہ تعالیٰ کے نبیوں اور رسولوں تک کو قتل وذبح کر ڈالا، علمائے حق کو ناحق قتل کیا اور انہیں اپنے مظالم کا شکار بنایا اور بزعم خویش ان سارے امور کے باوصف اپنے آپ ہی کو حق پرست وحق پسند وحق گو کہتے اور لکھتے رہے۔

مذکورہ بالا احادیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ کذابین ودجالین اپنی جرأت بے جا اور جسارت مکروہہ وحرکات ناشائستہ سے کام لے کر اپنی خانہ ساز وخانہ زاد اختراعی باتوں کو دین وایمان واسلام قرار دے کر لوگوں کے سامنے پیش کریں گے، حالانکہ ان کی ان خانہ زاد باتوں سے ان کے پہلے والے اہل اسلام بالکل اور قطعاً ناواقف وناآشنا ہوں گے۔ حدیث نبوی کے مطابق اس طرح کے اوصاف قبیحہ والے لوگ آخری زمانہ میں رونما اور ظہور پذیر ہوں گے، شریعت میں آخری زمانہ ایک اعتباری اور اضافی چیز ہے، بالکل قرب قیامت کا زمانہ جب کہ ظہور دجال وخروج یاجوج و ماجوج ومہدی ہو چکا ہوگا، بعض اعتبار سے آخری زمانہ کہلاتا ہے، مگر بعض اعتبار سے عہد نبوی وعہد صحابہ وتابعین یعنی خیر القرون کے بعد والا زمانہ آخری زمانہ ہے، بعض اعتبار سے تو ساٹھ ہجری ہی کے بعد آخری زمانہ کا دور شروع ہو چکا ہے۔
بہر حال بہر اعتبار آخری زمانہ میں اس طرح کے دجالین وکذابین وتلبیس کار ودسیسہ کار لوگوں کے

ظہور کی خبر ہمارے نبی ﷺ نے دی ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ وفات نبوی ﷺ کے بعد ہی بہت سے کذابین و دجالین کے پیدا کردہ شرور وفتن سے عالم اسلام بھاری مصیبتوں اور پریشانیوں میں گرفتار ہوا اور عہد صدیقی میں فتنہ ارتداد جیسا بھیانک تاریخی فتنہ رونما ہوا، جس میں کذابین و دجالین نے اپنی اپنی استطاعت بھر اکاذیب و خانہ زاد و خانہ ساز باتوں کا استعمال کر کے بہت زیادہ شرور اہل اسلام میں پھیلائے۔ ان کی مکذوب باتوں سے بھی اس دور کے اہل اسلام، جو صحابہ و تابعین تھے، واقف و آشنا نہیں تھے، اس قسم کے دجال وکذاب لوگوں کے فراہم کردہ مواد و مسالہ کا استعمال بعد کے بدعت پرست و غلط کار لوگ بھی وقتاً فوقتاً کر کے بہت ساری خرابیاں پیدا کرتے رہے، کچھ لوگ غیر شعوری طور پر ایسی غلط باتیں لکھ اور کہہ گئے اور ان غلط باتوں کو دین وشریعت کی باتیں قرار دے گئے، جن کا دین و شریعت سے کوئی تعلق نہیں تھا، بلکہ وہ دین و شریعت کے منافی تھیں، اس طرح کے بے شعور لوگوں کی باتوں کا استعمال بھی بعد والے غلط کار لوگوں نے اپنے اپنے مصالح و مزاج کے مطابق کیا، اس طرح کا سلسلہ مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ جاری رہا اور اب تک جاری ہے اور آئندہ بھی جاری رہے گا۔

جھوٹ کی مذمت اور قباحت:

جھوٹ کے قبیح وشنیع اور گھناؤنے ہونے پر تمام ہی لوگ متفق ہیں، دنیا کے تمام مذاہب و افراد اور اقوام متحد اللسان ہو کر اس کی مذمت کرتے ہیں، دین فطرت اسلام نے اس کی قباحت بیان کرنے پر بہت زیادہ توجہ دی ہے، حتی کہ بڑی صراحت کے ساتھ ارشاد الٰہی ہے:

﴿إِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَاذِبُونَ﴾

[النحل: ۱۰۵]

''صرف وہ لوگ جھوٹ گھڑتے ہیں جو اللہ کی آیات پر ایمان نہیں رکھتے اور وہ لوگ دروغ گو اور جھوٹے ہیں۔''

اس آیت کریمہ میں صریح طور پر کہا گیا ہے کہ افترا پردازی، کذب بیانی اور دروغ بافی ایمان سے محروم لوگوں کا شیوہ وشعار ہے، جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں رکھتے۔ اس کے باوجود بہت سارے لوگ حتی کہ اسلام کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرنے والے بہت سارے افراد جھوٹ اور دروغ گوئی کو اپنا اوڑھنا

بچھونا بنائے ہوئے ہیں، اور حد یہ ہوگئی کہ بہت سارے لوگ اسلامی تصریحات کے خلاف اپنے ایجاد کردہ خانہ زاد و خانہ ساز اکاذیب کو اسلامی تعلیمات اور اسلامی عقائد ونظریات سے موسوم ومعنون کیے ہوئے ہیں، حالانکہ انہیں معلوم ہے کہ کبیرہ گناہوں، بھاری بھرکم جرائم اور ہلاکت خیز و تباہ کن طور وطریق کا ذکر کرتے ہوئے خاتم النبیین جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے شرک کا ذکر کرتے ہوئے بڑے تیز وتلخ لب و لہجے، بہت جوش اور غیظ وغضب کے ساتھ فرمایا تھا کہ "ألا و قول الزور" اچھی طرح آگاہ وخبردار اور ہوشیار ہو جاؤ کہ خانہ ساز و خانہ زاد جھوٹی بات بہت زیادہ ہلاکت خیز و تباہ کن معصیت اور جرم ہے۔ (عام کتب حدیث) اور حقیقت یہ ہے کہ شرک بذات خود بہت بڑا جھوٹ ہے کہ جو چیز غیر اللہ میں نہیں پائی جاتی اسے غیر اللہ میں پائے جانے کا دعویٰ مشرک لوگ کرتے اور اپنے اس خود ساختہ جھوٹ کے مطابق ہمیشہ عمل بھی کرتے ہیں۔

شرک کی تعریف:

ابھی اوپر فرمان نبوی کا ذکر آیا کہ جھوٹ و دروغ و کذب کی بہت زیادہ مذمت کے ساتھ شرک کو بھی نبی ﷺ نے بہت زیادہ مذموم وقبیح وشنیع بتلایا ہے، بلکہ اسے شریعت اسلامیہ نے اکبر الکبائر قرار دیا اور صراحت کی کہ شرک کرنے والا آدمی بلا توبہ مر جائے تو اسے ہمیشہ کے لیے جہنم رسید ہونا ہے، اس کی کبھی مغفرت ونجات نہیں ہوسکتی، بلکہ شرک اور اس کی ضد توحید ہی اسلام و ایمان اور غیر اسلام و غیر ایمان میں اصل حد فاصل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نصوص کتاب وسنت میں ہر قسم کے شرک سے دور رہنے اور پوری طرح توحید پرستی میں داخل ہونے کی سب سے زیادہ تاکید کی گئی ہے، اس لیے ضروری ہے کہ یہاں شرک کی شرعی تعریف بیان کر دی جائے۔

تمام نصوص کتاب وسنت پر نظر کرنے سے بطور حاصل شرک کی یہ تعریف سامنے آتی ہے:

"اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات و عبادات وحقوق میں اللہ کے علاوہ کسی دوسرے کو قولاً و عملاً و اعتقاداً شریک ومماثل ومشابہ ماننا اور جاننا۔"

نصوص کتاب وسنت اور کلام سلف صالح سے شرک کی یہی تعریف مستفاد ہوتی ہے اور شرک کی اس تعریف سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جس توحید کو اسلامی شریعت نے اصل دین قرار دیا ہے اور اسی پر کاربند رہنے کا سب کو حکم دیا ہے، اس کی تعریف کیا ہے؟ یعنی کہ "اللہ کی ذات و صفات و عبادات وحقوق میں اللہ

کے علاوہ کسی کو بھی شریک ومثیل ومشابہ نہ مانا اور جانا جائے، نہ بذریعہ قول وعمل اور نہ بذریعہ عقیدہ ونظریہ۔''

شرک اور اس کی ضد توحید کی مذکورہ تعریف میں کسی بھی مومن ومسلم کو کوئی اختلاف نہیں ہے اور نہ ہوسکتا ہے۔

امت محمدیہ میں وقوعِ شرک کی پیشگوئی:

یہ معلوم ومعروف حقیقت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کے بعثت نوح علیہ السلام سے کچھ پہلے دس قرون یعنی نسلوں تک تمام لوگ اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ دین "ملة واحدہ" یعنی اسلام مراد دین توحید کے پابند رہے، پھر شیطان کے بہکاوے میں آ کر رفتہ رفتہ بہت سارے لوگ اس دین توحید سے منحرف ہو کر راہ شرک اختیار کرنے لگے، حضرت عیاض بن حمار مجاشعی سے یہ حدیث نبوی منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"إني خلقت عبادي حنفاء كلهم، وإنهم أتتهم الشياطين فاجتالتهم عن دينهم، وحرمت عليهم ما أحللت لهم، وامرتهم ان يشركوا بي ما لم ينزل به سلطانا." ❶

یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے اپنے تمام بندوں کو توحید پرست بنا کر پیدا کیا تھا، مگر ان کے پاس شیطانوں نے آ کر انہیں ان کے دین توحید سے برگشتہ ومنحرف کر دیا اور ان شیاطین نے میرے بندوں پر میری حلال کردہ چیزوں کو حرام قرار دے ڈالا اور ان شیاطین نے میرے بندوں کو میرے ساتھ ایسی چیزوں کو شریک قرار دے لینے کی فرمائش کی جن کو میں نے اپنے ساتھ شریک کرنے کے لیے کوئی دلیل وحجت نہیں نازل کی۔

اس حدیث قدسی میں دراصل اسی حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ تخلیق آدم سے لے کر ایک زمانہ دراز تک تمام لوگ دین توحید پر قائم تھے، مگر بعثت نوح سے کچھ پہلے شیاطین کی شیطنت سے لوگوں میں دین توحید سے انحراف آ گیا اور لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایسی چیزوں کو شریک قرار دے بیٹھے، جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے اجازت نہیں دی تھی، یعنی لوگوں نے شرک کا راستہ اختیار کر لیا، چنانچہ راہ توحید سے منحرف ہونے والے ان لوگوں کی اصلاح کے لے منجانب اللہ بھیجے گئے رسول ونبی حضرت نوح علیہ السلام نے ان مشرکین سے جہاں بہت ساری باتیں کہیں، وہیں ان سے ایک بات یہ بھی کہی:

﴿وَ لَآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَ لَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ﴾ [سورہ هود: ۳۱]

❶ رواه مسلم، مشكوة المصابيح: باب الإنذار والتحذير، الفصل الأول (٢/ ٤٦٠).

"لوگو! میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور میں عالم الغیب ہوں۔"

اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے واضح کر دیا تھا کہ میں اللہ تعالیٰ کا اولوالعزم و عظیم المرتبت رسول و نبی ہونے کے باوجود اللہ کے اوصاف مخصوصہ میں سے وصفِ علم غیب میں اس کا شریک نہیں، تو پھر اللہ کے علاوہ کوئی دوسرا اس کے اس وصف میں کیوں کر شریک ہوسکتا ہے؟

بہر حال یہ ایک حقیقت ہے کہ مشرکین کے شرکیہ عقائد میں یہ بات بھی شامل رہی ہے کہ عالم الغیب ہونے کے وصف الٰہی میں دوسرے لوگ بھی شریک ہیں، توحید سے انحراف کے بعد لوگوں کی اصلاح کے لیے بھیجے گئے عظیم المرتبت رسول حضرت نوح علیہ السلام نے نہایت وضاحت سے اپنے عالم الغیب نہ ہونے کی صراحت کر کے ظاہر کر دیا کہ اللہ تعالیٰ کے اس وصف میں کوئی نبی و رسول بھی شریک نہیں ہوسکتا، ہمارے نبی خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں یہ پیش گوئی کی تھی کہ میری امت کے لوگ سابقہ امتوں کے طریقِ ضلالت پر چلنے لگیں گے، وہاں یہ بات بھی واضح طور پر بتلا دی تھی کہ میری امت کے لوگ شرک و کفر اور بت پرستی بھی اختیار کریں گے۔ چنانچہ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لا تقوم الساعة حتى تلحق قبائل من أمتي بالمشركين، وحتى تعبد قبائل من أمتي الأوثان."[1]

یعنی قیامِ قیامت سے پہلے پہلے میری امت کے کچھ لوگ اپنے طور و طریق و عمل اور عقیدہ و نظریہ کے اعتبار سے مشرکوں سے مل جائیں گے، یعنی کہ مشرک ہو جائیں گے اور کچھ لوگ کھل کر بت پرستی کا شیوہ و شعار اختیار کر لیں گے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جاہلی دور میں جس طرح سے بتوں کی پوجا ہوا کرتی تھی، اسی طرح قیامِ قیامت سے پہلے میری امت کے لوگ بھی کرنے لگیں گے۔[2]

اسی معنی و مفہوم کی بات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور دوسرے صحابہ سے کئی اسانید سے مروی ہے۔ حضرت زیاد بن لبید سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خوف ناک چیز کے وقوع کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ بات زوالِ علم کے زمانہ میں واقع ہوگی، تو حضرت زیاد بن لبید نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ علم پر زوال کیسے

---

[1] رواه أبو داود والترمذي، مشكوة المصابيح: كتاب الفتن، فصل ثاني (٢/ ٤٦٥)

[2] متفق عليه، مشكوة باب لا تقوم الساعة إلا على شرار الناس (٢/ ٤٨١)

آئے گا، جب کہ ہم لوگ خود قرآن مجید پڑھتے ہیں اور اپنے بچوں کو بھی پڑھاتے ہیں اور ہمارے بچے اپنے بچوں کو پڑھاتے ہیں، یہ سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ زیاد میں تو تمہیں مدینہ منورہ کے فقیہ ترین لوگوں میں سمجھتا تھا مگر تم میری یہ بات سمجھ نہیں پائے، تم اپنی آنکھوں کے سامنے یہود و نصاریٰ کو توراۃ وانجیل پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو، مگر یہ لوگ توراۃ وانجیل پر کچھ بھی عمل پیرا نہیں، یہی حال میری امت کا ہو جائے گا۔ [1]

عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہونا اللہ کی ایک صفت ہے:

ابھی جو شرک کی تعریف کی گئی ہے اس کے مطابق اللہ کی کسی صفت میں اللہ کے علاوہ کسی اور کو قولاً وعملاً و اعتقاداً شریک ماننا، جاننا اور کہنا بھی شرک ہے اور بہت سارے نصوص شرعیہ سے ثابت ہوتا ہے کہ عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہونا اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت ہے، مثلاً اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَ مَا یَشْعُرُوْنَ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ﴾ [النمل: ٦٥]

یعنی اے ہمارے نبی! آپ کہہ دیجئے کہ آسمانوں اور زمین میں جتنی بھی مخلوقات ہیں، وہ عالم الغیب اور حاضر و ناظر نہیں، صرف اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہے، اللہ کے علاوہ تمام مخلوقات کا حال یہ ہے کہ انہیں اس کا بھی شعور و احساس اور علم نہیں کہ وہ دوبارہ کب زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے؟

مندرجہ بالا آیت کے ہم معنی بہت ساری دوسری آیات اور احادیث نبویہ ہیں، جن سے واضح ہوتا ہے کہ علم غیب بھی اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت ہے، جو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو حاصل نہیں، آیت مذکورہ کی تفسیر میں حافظ سیوطی رحمہ اللہ نے لکھا ہے:

"أخرج الطيالسي وسعيد بن منصور وعبد بن حميد والبخاري ومسلم والترمذي وابن جرير و ابن المنذر و ابن أبي حاتم وأبو الشيخ وابن مردويه والبيهقي في الأسماء والصفات عن مسروق قال: كنت متكئا عند عائشة، فقالت عائشة: ثلاث من تكلم بواحدة منهن فقد أعظم على الله الفرية.

---

[1] رواه أحمد و ابن ماجه والحاكم مرسلا ورواه الترمذي وغيره عن أبي الدرداء نحوه والدارمي عن أبي أمامة، مرعاة المفاتيح شرح مشكوة المصابيح (١/ ٣٦٢)

قلت: وما هن؟ قالت: من زعم أن محمدا رأى ربه فقد أعظم على الله الفرية. قال: كنت متكئا فجلست فقلت: يا أم المؤمنين: أنظريني ولا تعجلي عليّ. ألم يقل الله ﴿وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ﴾ ﴿وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى﴾ فقالت: أنا أول هذه الأمة سأل عن هذا رسول الله صلى الله عليه وسلم. فقال: جبرئيل لم أره على صورته التي خلق عليها غير هاتين المرتين رأيته منهبطا من السماء سادا عظم خلقه ما بين السماء إلى الأرض. قالت: أو لم تسمع الله عزوجل يقول: ﴿لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَ هُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَ هُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ﴾ أو لم تسمع الله يقول: ﴿وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ﴾ ومن زعم أن محمداً كتم شيئا من كتاب الله فقد أعظم على الفرية. والله جل ذكره يقول: ﴿يٰاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ﴾ الآية. قالت: ومن زعم أنه يخبر الناس بأن يكون في غد، فقد أعظم على الله الفرية. والله تعالىٰ يقول: ﴿ قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ [1]

یعنی امام مسروق سے مروی ہے کہ میں ام المؤمنین عائشہ صدیقہ کے پاس ٹیک لگائے ہوئے بیٹھا تھا کہ موصوفہ نے فرمایا کہ تین باتیں ایسی ہیں، جن میں سے کسی ایک کا جو قائل ہو وہ اللہ تعالیٰ پر بہت بڑی افترا پردازی کرنے والا ہے۔ مسروق نے کہا کہ میں نے پوچھا: وہ کونسی باتیں ہیں؟ فرمایا: جس نے یہ سمجھا کہ محمد ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا ہے، وہ اللہ تعالیٰ پر بہت بڑی افترا پردازی کرنے والا ہے، مسروق نے ام المؤمنین سے یہ سن کر ٹیک چھوڑ کر اور باقاعدہ بیٹھ کر کہا کہ ام المؤمنین! آپ مجھے میری پوری بات کہنے کا موقع دیجیے اور عجلت سے کام نہ لیجیے۔ سنیے! کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا ہے: ﴿وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ﴾ اور ﴿وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى﴾ جس کا مطلب بظاہر یہ سمجھ میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے (یعنی اللہ کو) دو مرتبہ دیکھا ہے، ایک مرتبہ افق مبین میں اور دوسری مرتبہ آخری بار نزول کے موقع پر۔ ام المؤمنین نے مسروق کی بات سن کر کہا کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا مطلب ومعنی

[1] در منثور (٦/ ٣٧٣، ٣٧٤) بحوالہ إمام أبوداود (طيالسي) ، سعيد بن منصور، عبد بن حميد، بخاري، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن جریر وغیرہ۔

میں نے اس امت کے لوگوں میں سب سے پہلے پوچھا۔ میرے پوچھنے پر آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا کہ اس آیت میں مجھے جس کو دیکھنے کا ذکر ہے، اس سے مراد اللہ نہیں بلکہ حضرت جبرئیل علیہ السلام ہیں، اپنی پوری زندگی میں میں نے موصوف کو دو ہی مرتبہ دیکھا ہے۔ یعنی کہ موصوف جبرئیل کو ان کی اصل صورت میں میں نے صرف دو مرتبہ دیکھا ہے، وہ آسمان سے نیچے اتر رہے تھے، ان کی ساخت اور بناوٹ اتنی بڑی ہے کہ آسمان و زمین کے درمیان والے فاصلے کو بھرے ہوئے ہے، ام المؤمنین نے مسروق سے کہا کہ تم نے ان دو آیتوں کو نہیں سنا، جن میں اس بات کی نفی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ ان تینوں باتوں میں سے دوسری بات یہ ہے کہ جو شخص خیال خام میں مبتلا ہو کر یہ کہے کہ محمد ﷺ نے کتاب اللہ میں سے کوئی چیز چھپا لی اور امت کو نہیں بتلائی، وہ بھی اللہ پر بہت بڑی افترا پردازی کرنے والا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿يَآَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ﴾ جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ نے اپنے رسول کو حکم دیا کہ منجانب اللہ آپ (ﷺ) پر جو چیز نازل کی گئی ہے اسے تمام لوگوں تک پہنچا دیجیے۔ تیسری بات یہ ہے کہ جو اس خام خیالی کا شکار ہو کہ آپ ﷺ عالم الغیب اور حاضر و ناظر تھے، وہ اللہ پر بہت بڑی افترا پردازی کرنے والا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ یعنی اللہ کے علاوہ کوئی بھی عالم الغیب اور حاضر و ناظر نہیں۔

ناظرین کرام دیکھ رہے ہیں کہ مذکورہ بالا حدیث (جو عام کتب حدیث میں معنوی تواتر کے ساتھ مروی ہے) میں ام المؤمنین عائشہ صدیقہ نے تین باتوں کا ذکر کر رکھا ہے:

1. رسول اللہ ﷺ نے اللہ کو نہیں دیکھا، جو اس کے خلاف بات کہے وہ اللہ پر بہت بڑی افترا پردازی کرنے والا ہے، کیونکہ بعض جن قرآنی آیات کا مطلب بظاہر یہ محسوس ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے اللہ کو دیکھا ہے، ان آیات کا معنی و مطلب میں نے خود رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تھا، جس کا جواب آپ ﷺ نے یہ دیا کہ ان بعض آیات میں جس کو میرا دیکھنا مذکور ہے، اس سے مراد اللہ نہیں بلکہ حامل وحی و معلم الانبیاء حضرت جبرئیل ہیں، اور ایک سے زیادہ قرآنی آیات میں صراحت ہے کہ کوئی بھی شخص اللہ کو دنیاوی زندگی میں نہیں دیکھ سکتا۔
2. دوسری بات یہ کہ جو یہ کہے اور سمجھے کہ آپ ﷺ نے وحی الٰہی میں سے کوئی چیز چھپائے رکھی اور امت کو نہیں بتلائی وہ بھی اللہ پر بہت بڑی افتراء پردازی کرنے والا ہے، کیونکہ یہ بات بھی قرآنی تصریح

کے خلاف ہے۔

③ تیسری بات یہ کہ جو شخص یہ سمجھے اور کہے کہ آپ ﷺ عالم الغیب اور حاضر و ناظر تھے وہ بھی اللہ پر بہت بڑی افترا پردازی کرنے والا ہے، کیوں کہ اس کی یہ بات بھی اللہ تعالیٰ کی تصریح مذکور کے خلاف ہے۔

حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا معنوی اور حکمی طور پر مرفوع ہے:

مذکورہ بالا حدیثِ عائشہ میں اس کی صراحت ہے کہ انہوں نے مذکورہ تینوں باتوں میں سے پہلی والی بات زبان نبوی سے ان آیتوں کی تفسیر سن لینے کے بعد کہی تھی، جن سے بظاہر محسوس ہوتا تھا کہ آپ ﷺ نے اللہ کو دیکھا ہے، اس لیے موصوفہ کی پہلی والی بات کا منصوص ہونا واضح ہے، دوسری والی بات کا بھی یہی حال ہے اور تیسری والی بات بھی معنوی طور پر حکماً منصوص اور مرفوع حدیث نبوی کے درجے میں ہے، ان میں سے ہر ایک کی مفصل تحقیق آگے آرہی ہے، مگر آخر والی تیسری بات کا معنوی اور حکمی طور پر منصوص اور مرفوع حدیث نبوی کے درجے میں ہونے کی بہت ساری دلیلوں میں سے ایک واضح دلیل مندرجہ ذیل حدیث نبوی ہے:

”عن الربيع بنت معوذ، في حديث طويل وفيه: قالت: إذ قالت إحداهن: وفينا نبي يعلم ما في غد. فقال: دعي هذه، وقولي بالذى تقولين، فإنه لا يعلم ما في غد إلا الله...“

یعنی ربیع بنت معوذ سے مروی ہے کہ ان کی شادی کے موقع پر زفاف کے دن بعض لڑکیوں نے اشعار پڑھتے ہوئے ایک مصرع یہ کہہ دیا کہ ہمارے درمیان نبی ﷺ موجود ہیں، جو عالم الغیب ہیں، یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ بات مت کہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی دوسرا عالم الغیب نہیں ہے۔

مذکورہ بالا حدیث نبوی معنوی طور پر متواتر ہے، مگر ہم نے جو الفاظ نقل کیے، وہ سنن ابن ماجہ میں صحیح سند کے ساتھ مروی ہیں، اس سے صاف طور پر معلوم ہوا کہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ کی تینوں باتوں میں سے آخر والی بات بھی معنوی طور پر منصوص اور حکمی طور پر مرفوع حدیث نبوی کے درجے میں ہے۔

تنبیہ بلیغ:

اپنے مذکورہ بالا بیان کے ذریعہ ہمارے نبی جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے پوری صراحت کے ساتھ

وضاحت کر دی ہے کہ صرف اللہ تبارک و تعالیٰ ہی عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہے، اس لیے مجھے عالم الغیب اور حاضر و ناظر نہ کہا جائے، اور یہ معلوم و معروف حقیقت ہے کہ مذکورہ بالا فرمان نبوی کے ہم معنی بہت ساری قرآنی آیات اور احادیث نبویہ موجود ہیں اور یہی بات مندرجہ بالا حدیث عائشہ میں کہی گئی ہے، مگر اسلامی شریعت کے اتنے واضح اور اہم معاملہ سے بھی اختلاف کرنے والے کچھ لوگ امت محمدیہ میں پیدا ہوگئے اور انہوں نے اسلامی تعلیمات کا اتباع کرنے کے بجائے نبوی پیش گوئی کے مطابق غیر مسلموں کا طور وطریق اختیار کرلیا اور رفتہ رفتہ اس قسم کے لوگوں نے بڑھتے بڑھتے ایک مستقل فرقہ کی صورت اختیار کر لی اور اسلامی تعلیمات کے خلاف دوسرے بہت سارے اختراعی عقائد ونظریات اور رسوم و رواج کے مجموعہ کو مرتب و مدون کر کے ایک مستقل شریعت ایجاد کر لی اور اپنی اس اختراعی کاروائی کے باوجود اس فرقہ نے اپنے ایجاد کردہ مذہب کا نام سنی مذہب اور مسلک اہل سنت و جماعت رکھ لیا اور اپنے آپ کو اس نے سنی یا اہل سنت و جماعت سے موسوم کرلیا۔

سنی مذہب یا بلفظ دیگر مذہب اہل سنت و جماعت سے موسوم اس نئی شریعت کی تدوین وترتیب کے لیے مواد و مسالہ اگرچہ اس کے بانی مبانی نے بذات خود ایجاد و اختراع کیا اور اس کام میں موصوف کے ہم مزاج اساتذہ وتلامذہ وبعض ہم مشرب معاصرین نے مدد و معاونت کی، مگر اس کا اچھا خاصہ حصہ اس کے مرتب و مدون کرنے والے سے پہلے مختلف زمانوں میں پیدا ہونے والے ان لوگوں کا فراہم کردہ ہے، جو اس نبوی پیش گوئی کے مصداق ہیں کہ میری امت میں کچھ ایسے لوگ ظہور پذیر ہونے والے ہیں، جو اسلام کے بجائے غیر اسلامی نظریات وعقائد والے یہود ونصاریٰ، مجوس، مشرکین، رومی و یونانی وغیرہ لوگوں کے متبع و پیروکار ہوں گے، وہ اپنی ایجاد کردہ ایسی ایسی باتیں اہل اسلام کے سامنے اسلامی تعلیمات کہہ کر پیش کریں گے جن سے اہل اسلام نا آشنا و ناواقف ہوں گے، چنانچہ اس نئی شریعت کی تدوین کرنے والے شخص کے اوصاف بیان کرنے والے ہم مذہب وہم عقیدہ سیرت نگاروں نے موصوف کا یہ وصف خاص بیان کیا ہے:

”فتاویٰ رضویہ میں ہزارہا مسائل ایسے ہیں، جن سے علماء کے کان آشنا نہیں۔“

(بہار شریعت: ۱/۳، از مولوی امجد علی بریلوی اعظمی)

یعنی نبوی پیشگوئی میں جو بات کہی گئی ہے کہ اسلامی تعلیمات کہہ کر غیر اسلامی باتیں مسلمانوں میں پھیلانے والے اسلام کے علاوہ غیر اسلامی مذاہب کے متبع لوگ ایسی باتیں پیش کریں گے، جن سے اہل

اسلام واقف و آشنا نہ ہوں گے، وہی بات اس نئی شریعت کی تدوین وتخلیق کرنے والے ہم مذہب سیرت نگاروں نے اس نئی شریعت کے تدوین کنندہ کا وصف خاص بتلایا ہے۔

ہندوستان کے مشہور ومعروف مسلمان حنفی المذہب حکمراں سلطان محمد اورنگ زیب نے ملک و بیرون ملک کے بہت سارے حنفی المذہب اہل علم وفقہاء کے ذریعہ فتاویٰ کی ایک کتاب مرتب کرائی، جس میں کسی قسم کے اختلاف کی طرف اشارہ کیے بغیر ان حنفی اہل علم نے یہ صراحت کی:

"رجل تزوج امرأة، ولم يحضر الشهود، وقال: "خدا را و رسول را گواه كردم" أو قال: "خدا را وفرشتگان راگواه كردم" كفر كذا في الفصول العمادية."[1]

یعنی جس شخص نے کسی عورت سے شادی کی اور شرعی گواہ پیش کیے بغیر کہہ دیا کہ اللہ ورسول اور فرشتوں کو گواہ بنایا تو وہ کافر ہو جائے گا۔

مذکورہ بالا بات ہی سلطان اورنگ زیب سے بہت پہلے پیدا ہونے والے حنفی امام قاضی خان متوفی ۵۹۲ھ نے کہہ کر یہ تصریح کی:

"لأنه اعتقد أن رسول الله صلى الله عليه وسلم يعلم الغيب، وهو ما كان يعلم الغيب حين كان حيا فكيف بعد الموت؟"[2]

یعنی ایسے شخص کو اس لیے کافر قرار دیا جائے کہ اس نے یہ عقیدہ رکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ عالم الغیب ہیں، حالانکہ جب اپنی وفات سے پہلے آپ ﷺ دنیا میں زندہ تھے، تو آپ ﷺ عالم الغیب نہیں تھے، پھر وفات پانے کے بعد آپ ﷺ کا عالم الغیب ہونا تو اور بھی زیادہ بعید ومحال ہے۔

سلطان اورنگ زیب سے بہت پہلے پیدا ہونے والے ایک دوسرے حنفی امام ابن الہمام فرماتے ہیں:

"ذكر الحنفية تصريحاً بالتكفير باعتقاد أن النبي صلى الله عليه وسلم يعلم الغيب... الخ"[3]

---

[1] (فتاویٰ عالم گیری عرف فتاویٰ ہندیہ: ۲/۹۳)

[2] (فتاویٰ قاضی خاں مطبوعہ نولکشور لکھنؤ: ۴/ ۴۶۸)

[3] المسايره مع المسافره، مطبوع السعادة مصر (ص: ۲۳۵) و فتاویٰ فرنگی محلی (۱/ ۵ و ۲۸) و شرح فقه أكبر از ملا علی قاری، مطبوعه مجیدی کانپور(ص: ۱۸۵)

یعنی تمام احناف نے علی الاطلاق اس عقیدہ کو بالتصریح کفر قرار دیا ہے کہ نبی ﷺ عالم الغیب تھے۔

یہی بات مشہور ہندوستانی حنفی فقیہ قاضی شہاب الدین (متوفی ۸۴۹ھ) نے معنوی طور پر اپنے مجموعۃ الفتاوی (۱/ ۲۷) میں کہی، اور شیخ عبدالقادر جیلانی (متوفی ۵۶۱ھ) نے کہا:

"ومن يعتقد أن النبي صلى الله عليه وسلم يعلم الغيب فهو كافر لأن الغيب صفة من صفات الله."

یعنی جو شخص آپ ﷺ کو عالم الغیب کہے وہ کافر ہے، کیونکہ علم غیب اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت ہے۔ (مرآة الحقيقة، مطبوعة مصر: ۱۸)

یہی بات تحفۃ القضاۃ میں کہہ کر صراحت کی گئی ہے:

"قد منع الأئمة الأربعة مثل هذا." (تحفة القضاة)

"اس طرح کی بات یعنی آپ ﷺ کے عالم الغیب ہونے کا عقیدہ رکھنے سے ائمہ اربعہ نے منع کر رکھا ہے۔"

اہل علم کی ان تصریحات کے بالمقابل نئی شریعت کے بانی نے آپ ﷺ کو کھل کر مختلف کتابوں میں عالم الغیب اور حاضر و ناظر کہا ہے۔[1]

اور موصوف نے اپنے ایجاد کردہ ان عقائد سے اختلاف کرنے والوں کی بابت یہ فتویٰ دیا کہ یہ لوگ کافر ہیں، ان کی تعمیر کردہ مسجدوں کا حکم عام گھروں جیسا ہے، انہیں اللہ کا گھر نہ تصور کیا جائے۔
(ملفوظات اعلیٰ حضرت، ص:۱۰۶)

واضح رہے کہ اس نئی شریعت کے بانی و تدوین کنندہ مولوی احمد رضا خاں بریلوی ۱۲۷۲ھ میں پیدا ہوئے، ظاہر ہے کہ موصوف پچیس تیس سال کی عمر میں نئی شریعت کی تدوین میں مصروف ہوئے ہوں گے، یعنی ان کی مرتب کردہ بریلوی شریعت چودھویں صدی ہجری کی پیداوار ہے۔

اس نئی شریعت کے بانی نے لکھا ہے:

"غیر مقلد (یعنی سلفی المذہب اہل حدیث لوگوں) کے دین میں کتا (سگ) حلال ہے، ان کے یہاں سور (خنزیر) کی چربی، خنزیر کے گردے، خنزیر کی تلی، خنزیر کی کلیجی و اوجھڑی حلال

[1] ملاحظہ ہو: الدولة المكية (ص: ۵۸ و ۲۳۰، مطبوعہ لاہور پاکستان) خالص الاعتقاد (ص: ۲۸، ۳۸) مواعظ نعیمیہ از أحمد یار (ص: ۱۹۲ وغیرہ)

ہے۔خنزیر کی کھال کا ڈول بنا کر اس سے پانی پینا حلال اور ایک وقت میں ایک عورت متعدد مردوں کے لیے حلال...الخ۔'' (فتاوی رضویہ، رضا اکیڈمی بمبئی،ص:۷۴۷)

اس نئی شریعت کے ایک سرگرم مبلغ و پیروکار و مناظر مولوی عتیق الرحمٰن بریلوی نے اپنی کتاب ''خیر الانبیاء'' (ص:۳۲) میں کہا ہے کہ ''تمام انبیاء آدم سے لے کر عیسیٰ علیہم الصلوۃ والسلام نے ہمارے نبی محمد ﷺ سے پڑھ کر علم حاصل کیا۔''

رسول اللہ ﷺ کو عالم الغیب قرار دینے میں متضاد بریلوی پالیسی:

ایک طرف تو بریلوی مذہب کا یہ کہنا ہے کہ تمام انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام بھی عالم الغیب ہیں اور یہ سب ہمارے رسول محمد ﷺ سے تعلیم پا کر عالم الغیب ہوئے، جیسا کہ مولوی عتیق الرحمٰن بریلوی کی کتاب خیر الانبیاء (ص:۳۲) کے حوالہ سے اوپر نقل کیا گیا، نیز بریلوی مذہب کے ایک دوسرے ترجمان مولوی احمد یار نعیمی بریلوی نے لکھا ہے:

''حضور علیہ السلام نے حضرت آدم کا پیدا ہونا، ان کی تعظیم، ان کا جنت سے نکالا جانا پھر توبہ کر کے اور معاف ہو کر دنیا میں آنا، نیز ان پر جو بھی معاملات گزرے حتی کہ ابلیس کی پیدائش اور اس پر جو کچھ گزرا ان سب کو دیکھا ہے اور اپنی آنکھوں سے ان کا مشاہدہ کیا ہے۔''

(جاء الحق از مولوی احمد یار،ص:۱۵۵)

بریلوی مذہب کے بحر العلوم علامہ مفتی عبدالمنان اعظمی فرماتے ہیں:

''رسول اللہ ﷺ نے احاطہ علوم کلی و جزئی کر لیا تھا اور آپ ﷺ پر سب کچھ روشن تھا۔''

(ملاحظہ ہو: بریلوی بحر العلوم علامہ مفتی اعظم عبدالمنان کی کتاب ''الشاہد'' کا پہلا قدیم ایڈیشن مطبوعہ ۱۹۶۰ء،ص:۷۱)

''رسول اللہ ﷺ اللہ کے ارادہ مشیت اور مرضی کی اطلاع رکھتے تھے۔'' (حوالہ مذکورہ،ص:۱۰۷)

''اہل سنت (بریلوی عرف قبوری عرف رضا خانی لوگ) رسول اللہ ﷺ کے علم کو جس کا ثبوت قرآن سے ہے، اتنا وسیع مانتے ہیں کہ کونین کی ساری وسعت اس میں سما جاتی ہے اور اس کی ایک سرحد وہاں سے شروع ہوتی ہے، جہاں سے وجود کی ابتدا ہوتی ہے اور دوسری سرحد وہاں ختم ہوتی ہے، جب اس کائنات کی عمر ختم ہوتی ہے۔'' (حوالہ مذکورہ،ص:۸۴)

''جہاں جہاں اہل سنت (بریلوی فرقہ) نے حضور کے علم غیب کا دعویٰ کیا ہے، وہ جمیع ما کان وما

یکون، تمام اشیاء یا بالفاظ دیگر ابتدائے آفرینش سے لے کر قیامت تک ہے۔''
(حوالہ مذکورہ، ص: ۸۳، اور الشاہد کا نیا ایڈیشن مطبوعہ ۱۹۸۷ء، ص: ۸۹)

''عالم میں حاضر و ناظر کے شرعی معنی یہ ہیں کہ قوت قدسیہ والا ایک ہی جگہ رہ کر تمام عالم کو اپنے کف دست کی طرح دیکھتا ہے اور دور و قریب کی آواز سنتا ہے، یا ایک آن میں تمام عالم کی سیر کرتا ہے اور صدہا کوس پر حاجت مندوں کی حاجت روائی کرتا ہے، یہ رفتار خواہ صرف روحانی ہو یا جسم مثالی کے ساتھ یا اس جسم کے ساتھ جو قبر میں مدفون ہے، یا کسی جگہ موجود ہے، ان امور کا ثبوت صرف انبیائے کرام ہی کے لیے نہیں، بلکہ اولیاء اللہ کے لیے بھی قرآن و حدیث و اقوال علماء سے ثابت ہے۔'' (خیر الانبیاء، ص: ۸، الشاہد قدیم ایڈیشن، ص: ۳۷، والشاہد جدید ایڈیشن، ص: ۴۴)

''اس عبارت کے دو جزو ہیں:

① ''سرکار دو عالم ﷺ ایک جگہ رونق افروز ہیں اور خالق عالم نے جس طرح بارہا آپ ﷺ کے لیے عالم ہست و بود کے حدود و تعینات، مسافت زمان و مکان کو پارہ پارہ کر دیا ہے، یوں ہی عالم مادیت اور ملأ اعلیٰ تو بر تو حجابات اس نے جب چاہا اٹھاتا رہا، یہاں تک کہ نگہہ عالم سے نہاں ہونے کے وقت پر انکشاف بھی کامل ہو گیا اور اب یہ عالم ہے:

كالشمس في وسط السماء ونورها ... يغشي البلاد مشارقاً ومغارباً

والقمر من حيث التفت رأيته ... يعطيك في عينيك نورا ثاقبا

آفتاب و ماہتاب کی طرح آپ ایک جگہ رونق افروز ہیں اور سارا عالم آپ کے پیش نظر ہے اور خدا جس کسی کو چاہتا ہے، حجابات اٹھا کر اپنے حبیب ﷺ کی طلعت زیبا دکھا دیتا ہے۔

② یا آپ ﷺ کبھی کبھی، جیسا کہ لفظ سیر کرنے سے ظاہر ہے، سارے عالم میں بیک وقت کہیں قوت روحانی کے ساتھ، کہیں جسم مثالی کے ساتھ، کہیں جسم اطہر کے ساتھ موجود ہو جاتے ہیں اور بے کسوں کی دست گیری کرتے ہیں، جیسا کہ یہ رفتار جسم مثالی کے ساتھ خواہ صرف روحانی یا اس جسم کے ساتھ جو قبر انور میں موجود ہے کہ ''قضية مانعة الخلو'' سے ظاہر ہے۔''
(الشاہد جدید ایڈیشن، ص: ۴۵)

''علمائے اسلام کا خیال ہے کہ جسم نبوی پر دست الٰہی رکھنے سے مراد وصول فیض ہے، یعنی عالم خواب میں اللہ کی طرف سے آپ کو فیض پہنچایا گیا اور آپ ﷺ کے احاطۂ علوم کلی و جزئی کو لیا،

سب کچھ آپ پر روشن ہوگیا۔ فإن من جودك الدنيا وضرتها، ومن علومك اللوح والقلم." (الشاهد، ص: ۷۸)

"خیال کوئی نیا نہیں ہے، بلکہ صدیوں پہلے کے علمائے اسلام نے اس کی تشریح وتصریح کر دی ہے، جیسا کہ مولانا عتیق الرحمٰن نے اپنے رسالہ میں شیخ محدث دہلوی اور علامہ سیوطی و دیگر علماء کے اقوال سے ثابت کیا ہے کہ کسی حیثیت سے بھی وہ حضرات اس کو بیان کرتے ہیں اور اس پر کوئی رد نہیں کرتے، بلکہ علامہ سیوطی نے تو خاص اس مبحث میں ایک کتاب "تنوير الملك" تصنیف فرمائی اور تصریح کی۔ (یہاں تنویر الملک کی ایک عبارت اور اس کا اردو ترجمہ درج ہے، جس کا ذکر آگے آرہا ہے) اور شیخ امام علامہ نور الدین حلبی اپنے رسالہ "تعريف أهل الإسلام بأن محمدا لا يخلو منه زمان ولا مكان" میں فرماتے ہیں۔ (یہاں نور الدین حلبی کے رسالہ مذکورہ کی ایک عبارت و ترجمہ درج ہے، جس کا ذکر آگے آرہا ہے) جس سے مولانا عتیق الرحمٰن کا مطلب یہ تھا کہ علمائے اسلام میں کوئی حضور ﷺ کی موجودگی مساجد میں، کوئی اہل اسلام کے گھروں میں، کوئی ذوات مصلین میں، کوئی ساری کائنات میں تصریح کے ساتھ تسلیم کرتا ہے۔ جس کا مطلب صاف یہی ہوا کہ یہ عقیدہ کوئی نیا نہیں اور اس کے ماننے والے صرف ہم ہی نہیں جیسا کہ آج کل غیر مقلدین اڑاتے ہیں، نیز اپنے مخالف سے یہ کہنا تھا کہ جان برادر اپنی کفری وشرکی مشین کا رخ ذرا بزرگان دین کی طرف بھی کراؤ، تاکہ دنیا کو معلوم ہو جائے کہ علمائے اسلام کو کافر ومشرک بنانے والے کون ہیں... الخ۔"

(الشاہد کا نیا ایڈیشن، ص: ۴۴ تا ۴۷)

ناظرین کرام دیکھ رہے ہیں کہ ان بریلوی ورضا خانی عبارتوں میں ہمارے رسول خاتم النبیین ﷺ سمیت تمام ہی انبیاء واولیاء کو عالم الغیب اور حاضر وناظر کہا گیا ہے اور دعویٰ کیا گیا ہے کہ اس کا ثبوت قرآن وحدیث اور بریلویت کے عالم وجود میں آنے سے پہلے والے اہل اسلام کے تعامل وطرز عمل سے ہے۔

اس بریلوی دعویٰ کی تلخیص وتجزیہ:

مذکورہ بالا بریلوی عبارتوں کا ماحصل یہ ہے کہ آپ ﷺ نے کلی اور جزئی تمام علوم کا احاطہ کر رکھا ہے اور آپ ﷺ پر سب کچھ روشن ہے، حتیٰ کہ آپ ﷺ اللہ کے ارادے، مشیت اور مرضی کی اطلاع بھی رکھتے تھے، نیز آپ ﷺ کے لیے قرآن سے ثابت ہونے والے وسیع علم غیب میں کونین کی ساری وسعت سمائی

ہوئی ہے، جس کی ایک سرحد وہاں سے شروع ہوتی ہے، جہاں سے وجود کی ابتدا ہے اور دوسری سرحد وہاں ختم ہوتی ہے، جب اس کائنات کی عمر ختم ہوگی۔ بالفاظ دیگر بریلویوں کا جو یہ دعویٰ ہے کہ آپ ﷺ جمیع ما کان وما یکون اور تمام اشیاء کا علم رکھتے ہیں، اس سے مراد ابتدائے آفرینش سے لے کر قیامت تک کے جمیع ما کان وما یکون وتمام اشیاء کا علم ہے، بریلوی شریعت کی نظر میں آپ ﷺ کے حاضر وناظر ہونے کے شرعی معنی یہ ہیں کہ آپ ﷺ ایک ہی جگہ رہ کر پوری دنیا کو اپنے کف دست کی طرح دیکھتے ہیں اور دور وقریب کی آواز سنتے اور آن واحد میں تمام دنیا کی سیر کرتے اور صدہا کوس پر حاجت مندوں کی حاجت روائی کرتے ہیں، کبھی یہ رفتار روحانی ہوتی ہے، کبھی جسم مثالی کے ساتھ، کبھی اپنے اس جسم کے ساتھ جو قبر میں مدفون ہے، یا کسی جگہ موجود ہے۔ یہ سارے علوم آپ ﷺ کو بیک وقت حاصل نہیں ہوئے تھے، بلکہ بتدریج حاصل ہوئے اور دنیا سے پردہ اٹھا لینے پر تمام ہی علوم مکمل طور پر آپ پر منکشف ہوگئے، اب وفات کے بعد حال یہ ہے کہ سارا عالم آپ ﷺ کے پیش نظر ہے اور آپ ﷺ کا دیدار اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے کرا دیتا ہے۔ اب آپ ﷺ کبھی روحانی قوت کے ذریعہ، کبھی جسم مثالی کے ذریعہ، کبھی قبر میں مدفون شدہ جسم کے ذریعہ جہاں چاہتے ہیں سیر کرتے ہیں اور ضرورت مندوں کی ضرورت پوری کرتے اور یہ بات صرف آپ ﷺ ہی کو نہیں حاصل ہے، بلکہ آپ ﷺ کے علاوہ بھی لوگوں کو حاصل ہے۔ آپ ﷺ کا علم جمیع ما کان وما یکون اس وقت پورا ہوا، جب قرآن مجید آپ ﷺ پر پوری طرح سے نازل ہوگیا، اپنی مذکورہ بالا بات کو بریلوی بحر العلوم نے تمام اہل اسلام کی بات کہی ہے اور آگے چل کر اسی بات کو دہراتے ہوئے اپنے مذہب بریلویت کے بانی مبانی احمد رضا سے موصوف نے نقل کیا ہے:

''بحث کو سمجھنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ پہلے علمائے اہل سنت وجماعت کا موقف بیان کر دیا جائے، حضرت مولانا احمد رضا، بقول رئیس صاحب اس مسئلہ کے موجد و بانی ہیں، ان کا بیان سنیے:

''اللہ نے اپنے حبیب ﷺ کو تمام اولین و آخرین کا علم دیا، مشرق و مغرب وعرش وفرش دکھائے، آسمانوں اور زمین کی بادشاہتوں کا شاہد بنایا، اول روز سے لے کر قیامت تک ہونے والے حوادث کا علم بخشا، علوم خمسہ یعنی بارش، قیامت، ارحام والی چیزوں، آئندہ کیا کون کرے گا اور کیا ہوگا اور کب کون کہاں مرے گا، سب کا علم آپ کو ہے، صرف قیامت کے بارے میں اختلاف ہے کہ اس کا علم آپ کو ہے یا نہیں؟ ہم اس کا دعویٰ نہیں کرتے کہ آپ ﷺ نے تمام

معلومات الٰہی کا احاطہ کرلیا، یہ تو مخلوق کے لیے محال ہے، اللہ پاک نے آپ ﷺ کو بذریعہ قرآن تعلیم اور تھوڑا تھوڑا کر کے اسے اس نے آپ ﷺ پر اتارا، ہر دم اس کا نزول جاری نہیں رہتا تھا، جس سے معلوم ہوا کہ آپ کا علم بہر حال بعض علم غیب ہے، اس سے ثابت ہوا:

① آپ ﷺ کا علم بعطائے الٰہی ہے۔

② آپ ﷺ کا علم دو حدوں کے درمیان محدود ہے، یعنی ابتدائے آفرینش سے لے کر قیامت تک۔

③ آپ ﷺ کے علم میں علوم خمسہ (قیامت، بارش، بچہ دانیوں والی چیزوں، آئندہ ہونے والی باتیں، کہاں اور کب کون مرے گا؟) داخل ہیں، صرف قیامت کا علم مختلف فیہ ہے کہ آپ کو حاصل تھا یا نہیں؟

④ یہی علم ما کان وما یکون ہے جو آپ کو حاصل تھا، وہ بھی آپ ﷺ کو شروع سے حاصل نہ تھا، تدریجاً حاصل ہوا، اس لیے تکمیل علم سے پہلے اگر کسی چیز کے علم کی نفی کی گئی ہو تو یہ امر آپ ﷺ کے علم ما کان وما یکون ہونے کے منافی نہیں۔'' (ماحصل از الشاہد جدید ایڈیشن، ص: ۱۵۲، ۱۵۳)

''اعلیٰ حضرت احمد رضا نے آج سے پچاس سال قبل اعلان فرمایا تھا کہ تمام نجدیہ، دہلوی، جنگلی وکوہی سب کو ہی دعوتِ عام ہے، سب چھوٹے بڑے اکٹھے ہو کر ایک آیت قطعی الدلالہ یا ایک حدیث متواتر یقینی الافادہ چھانٹ لائیں، جس سے صاف صریح طور پر ثابت ہو کہ تمامی نزول قرآن کے بعد اشیاء مذکورہ ما کان وما یکون میں سے فلاں امر آپ ﷺ پر مخفی رہا۔ فإن لم تفعلوا فاعلموا أن اللہ لا یھدي کید الخائنین. ہم نے صاف صاف لکھ دیا ہے کہ ہم آپ ﷺ کے لیے گزشتہ زمانہ میں حضور جسمی کے قائل نہیں، نہ اس کو آپ ہمارے بیان کردہ معنی حاضر و ناظر سے ثابت کر سکتے ہیں، پھر کان کھول کر سن لیجیے، ہمارا دعویٰ یہ ہے:

① آپ ﷺ کو سب کا علم ہے، اس لیے آپ ﷺ حاضر و ناظر ہیں۔

② آپ ﷺ ایک جگہ ہیں اور سارے حجابات آپ ﷺ سے اٹھائے گئے ہیں، اس لیے آپ سب کو دیکھ رہے ہیں، اس لیے آپ ﷺ حاضر و ناظر ہیں۔

③ آپ ﷺ کسی جگہ اپنے حقیقی جسم کے ساتھ موجود ہیں اور بعض دوسری جگہ جسم مثالی کے ساتھ اور کسی جگہ روحانی طاقت سے، ہر جگہ جسم حقیقی کے ساتھ موجود نہیں ہیں، اس لیے آپ حاضر و

ناظر ہیں، ان تینوں معانی میں سے کوئی ایک معنی بھی ثابت ہو، ہمارا مدعا ثابت ہے۔"

(ماحصل از الشاہد جدید ایڈیشن، ص: ۱۵۲، ۱۵۳)

اس بریلوی وضاحت سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ ابتدائے آفرینش سے لے کر قیامت تک کے جمیع ماکان وما یکون والے علوم سے واقف ہیں اور آپ ﷺ کی یہ واقفیت دنیا سے پردہ کر لینے کے بعد آپ ﷺ کو حاصل ہوئی، وفات سے پہلے آپ ان تمام علوم کے عالم بتدریج ہوئے، جب سے نزول قرآن کا سلسلہ شروع ہوا، تب سے لے کر نزول قرآن کا سلسلہ ختم ہونے سے پہلے تک آپ ﷺ اس لیے جمیع علوم سے واقف نہیں تھے کہ قرآن ہی کی بدولت آپ ﷺ ان علوم سے واقف ہوئے، جوں جوں نزول قرآن ہوتا گیا، آپ ﷺ کے علوم میں اضافہ ہوتا گیا، یہاں تک کہ نزول قرآن مکمل ہونے پر آپ کی جمیع ما کان وما یکون والی معلومات بھی مکمل ہوگئیں، اس لیے نزول قرآن کی تکمیل سے پہلے اگر کسی بات سے آپ ﷺ کی ناواقفیت کا ثبوت ہو تو وہ بریلوی دعویٰ کے منافی نہیں ہے، اس لیے اس قسم کے ثبوت کے ذریعہ بریلویوں پر حجت نہیں قائم ہوسکتی۔ یہ بریلوی بات اس کے پہلے ہماری ذکر کردہ ان بریلوی باتوں کے معارض ہے، جن کا حاصل یہ ہے کہ آپ ﷺ تخلیق آدم سے بھی پہلے عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہوگئے تھے، ابھی اس سلسلہ میں مزید تفصیل آگے آرہی ہے۔

تنبیہ بلیغ:

اس تفصیل کا حاصل وخلاصہ یہ ہے کہ بریلویت کے بانی ومؤسس اور اس کے زعماء وقائدین کا کہنا ہے کہ نزول قرآن کا سلسلہ شروع ہوتے ہی یکے بعد دیگرے تدریجاً آپ ﷺ تھوڑے تھوڑے علم الغیب سے آشنا ہوتے رہے، حتی کہ تکمیل نزول قرآن کے ساتھ کامل ومکمل عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہوگئے، اور ہم دیکھتے ہیں کہ پورا قرآن مجید اور اس کی تفسیر وتوضیح کے سلسلے میں آپ ﷺ کے فرامین واعمال کامل ومکمل طور پر آپ ﷺ کی امت کو آپ ﷺ کے ذریعہ سپرد کر کے کہہ دیا گیا تھا کہ ان دونوں پر تم مضبوطی کے ساتھ کاربند رہو۔ اللہ تعالیٰ نے صاف طور سے اپنے رسول ﷺ کو حکم دیا تھا:

﴿ يَاأَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ أُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ﴾ [المائدہ: ٦٧]

اے ہمارے رسول! آپ (ﷺ) اپنی امت کو وہ ساری باتیں، جو قرآن وحدیث کی صورت میں آپ ﷺ کی طرف نازل کی گئی ہیں، لوگوں تک پہنچا دیں۔

اس معنی کی متعدد آیات واحادیث موجود ہیں، جن کا حاصل یہ ہے کہ آپ ﷺ نے حکم الٰہی کے مطابق اپنی امت کو پورے کا پورا قرآن مجید اور اس سے متعلق اللہ کی وحی کردہ تشریحات وتوضیحات وتفسیرات بتلا دی ہیں، اس لیے مذکورہ بالا بریلوی اصول کے مطابق آپ کی پوری امت کے جملہ افراد اسی طرح عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہیں، جس طرح آپ قرآن مجید سے بہرہ ور ہونے کے سبب بریلوی شریعت میں عالم الغیب و حاضر و ناظر قرار دیے گئے ہیں، دونوں کے درمیان کسی قسم کا کوئی معنوی اور حقیقی فرق و امتیاز نہیں ہے، اس لیے بریلوی شریعت کے متبعین و پیروی کرنے والے عوام وخواص پر لازم ہے کہ یہ عقیدہ و ایمان رکھیں اور اس عقیدہ وایمان کو دل و جان سے مانیں کہ امت محمدیہ کا ہر فرد اس لیے عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہے کہ اس پر بھی بالواسطہ قرآن مجید کا نزول ہوا، اللہ تعالیٰ نے نبی و رسول کے واسطے سے امت کی طرف نازل کردہ کتاب کو امت پر نازل کردہ کتاب قرار دیا ہے، یہ بات قرآن مجید میں مکرر سہ کرر بار بار کی تکرار کے ساتھ دہرائی گئی ہے، ایک جگہ ارشاد الٰہی ہے:

﴿ وَ اَنْزَلْنَآ اِلَیْكَ الذِّكْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْهِمْ وَ لَعَلَّهُمْ یَتَفَكَّرُوْنَ﴾ [النحل: ٤٤]

یعنی اے رسول! ہم نے آپ پر قرآن مجید کو اس لیے اتارا ہے کہ آپ کے واسطے سے یہ قرآن جن لوگوں پر نازل کیا گیا ہے، یعنی کہ آپ ﷺ کی امت کے جملہ افراد پر آپ کے واسطے، آپ ﷺ اس قرآن کے معانی ومطالب کی توضیح وتشریح کر دیں تاکہ لوگ غور وفکر کریں۔

اس معنی ومفہوم کی ایک سے زیادہ آیات ہیں، جن کا تقاضا بریلوی اصول سے یہ ہوا کہ تمام افراد امت محمدیہ کے عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہونے کا عقیدہ رکھا جائے اور ایسا عقیدہ نہ رکھنے والے کو آپ ﷺ کا معاند ومخالف و دشمن وہابی ولہابی وغیرہ کہا جائے، جیسا کہ بریلوی شریعت کی تصریحات سے پتہ چلتا ہے، مگر ہم دیکھتے ہیں کہ بریلوی شریعت کے حامی ومتبع لوگ خصوصاً اس کے علماء واہل قلم تمام افراد امت کے عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہونے کا عقیدہ رکھنے کی نہ تعلیم وتلقین کرتے ہیں اور نہ خود ہی اس طرح کا عقیدہ ونظریہ رکھتے ہیں۔

ظاہر ہے کہ یہ بریلوی لوگوں کا متضاد ومتعارض ومضطرب اور ناقابل فہم و نالائق تطبیق نظریہ وموقف و عقیدہ ہے اور ان لوگوں کا یہی تضاد وتعارض واضطراب ہی ان کی تکذیب وتردید وتغلیط کے لیے بہت کافی اور وافی ہے، انہیں ہوسکتا ہے کہ اپنی متضاد ومتعارض پالیسی کا احساس وادراک وشعور وعلم نہ ہو، مگر ان کی اس بے حسی و بے شعوری سے اصل معاملہ بدل نہیں سکتا، وہ اپنی جگہ پر قائم ہے اور قائم رہے گا، اتنی بات سمجھ لینے

والے آدمی پر حقیقت امر مخفی و پوشیدہ نہیں رہ سکتی اور ہر آدمی بہت آسانی وسہولت سے اس معاملہ کو سمجھ سکتا ہے کہ بریلویوں کا یہ خانہ ساز و خانہ زاد خود ساختہ اختراعی عقیدہ خود ان کی متضاد و متعارض و متناقض پالیسی کا شکار ہونے کے سبب باطل ومکذوب ولغو ولایعنی و بے معنی ہے، اس طرح کی بات کوئی صاحب عقل سلیم نہیں کہہ اور کر اور لکھ سکتا ہے۔ واللہ المستعان وھو یھدي السبیل.

ساتھ ہی ساتھ ہم عرض کر چکے ہیں کہ رسول و نبی کے علم غیب کو کبھی کلی اور کبھی جزئی کہہ کر بھی بریلوی فرقہ تضاد و تعارض واضطراب کا شکار ہوا ہے اور اس کے اسی قسم کے متضاد بیانات ہی اس کی تکذیب کے لیے کافی ہیں۔

شریعت کے سلسلے میں ہر دعویٰ کا شرعی دلیل سے مدلل ہونا ضروری ہے:

یہ بات بہت واضح ہے کہ آپ ﷺ کے لیے جس علم غیب کے ثبوت کا دعویٰ بریلوی زعماء و قائدین نے کر رکھا ہے، وہ محض ان کا ایک دعویٰ ہے اور یہ معلوم ہے کہ امور دین سے متعلق کسی بھی دعویٰ کا صحیح ہونا اس کی دلیل کے صحیح ہونے پر موقوف و منحصر ہے، اگر دلیل صحیح اور دعویٰ کے مطابق ہے تو دعویٰ درست و صحیح ہے، لیکن اگر دعویٰ پر کوئی صحیح دلیل نہیں ہے اور وہ پوری طرح دعویٰ پر منطبق نہیں ہوتی تو دعویٰ مردود و باطل ہے، اگر کوئی کہے کہ ہمارے دعویٰ پر قرآنی آیات اور احادیث نبویہ اور آثار صحابہ اور اقوال سلف امت دلالت کرتے ہیں، مگر وہ آیات واحادیث و آثار صحابہ واقوال سلف دعویٰ کے مطابق نہیں تو ظاہر ہے کہ یہ بھی شخص مذکور کا محض ایک دعویٰ ہے، جو اس کے پیش کردہ دلائل سے غیر مطابق ہونے کی بنا پر مردود و باطل ہے۔

یوں شرعی امور میں صرف نصوص، اجماع امت اور حکماً نص کا درجہ رکھنے والے آثار صحابہ ہی حجت ہیں اور جس چیز کو کچھ لوگوں کی اصطلاح میں قیاس شرعی کہا جاتا ہے، اس کا حجت ہونا نزاعی و اختلافی چیز ہے، اس لیے نصوص و اجماع کے علاوہ باقی چیزیں فی نفسہ حجت نہیں، البتہ جو لوگ انہیں حجت مانتے ہوں ان کے خلاف ان چیزوں کے ذریعہ حجت قائم کی جا سکتی ہے اور وہ اپنے طور پر اپنے گھر انہیں حجت مان سکتے ہیں، لیکن وہ اپنے مخالفین کے خلاف ان چیزوں سے حجت قائم کرنے کا نہ حق رکھتے ہیں اور نہ ان چیزوں سے ان کے مخالفین پر حجت قائم ہی ہو سکتی ہے، ہاں ہر فریق اپنے اختیار کردہ موقف کی تائید میں موجود نصوص اور اجماع امت کی موافقت کرنے والے قیاس شرعی، اقوال اور آثارِ صحابہ و تابعین کا ذکر اپنے موقف کو مزید تقویت پہنچانے اور اپنی طبیعت کی تسکین کے لیے کر سکتا ہے، مگر بطور حجت شرعیہ ان کا ذکر نہیں کر سکتا۔ یہ

حقیقت اس قدر واضح اور نا قابل انکار ہے کہ بریلوی واہل حدیث کے درمیان وسیلہ مروجہ کے مسئلہ پر جب ۲۳،۲۴ اکتوبر ۱۹۸۹ء مطابق ۲۰،۲۳ ذی قعدہ ۱۳۹۸ھ کو سرزمین بنارس میں تاریخی اہمیت کا حامل مناظرہ ہوا، تو ہزاروں داؤں پیچ کے ماہر بریلویوں کی طرف سے شرائط مناظرہ میں اس حقیقت ثابتہ کو مانے بغیر کوئی چارہ نہ رہا اور انہوں نے تحریری طور پر تسلیم کیا:

''دلیل صرف قرآن واحادیث صحیحہ ومرفوعہ ثابتہ واجماع امت اور ایسے قیاس شرعی سے دینی ہوگی جو قیاس اوپر کی تینوں چیزوں (قرآن واحادیث نبویہ واجماع امت) سے ٹکراتا نہ ہو، احادیث میں مرفوع حکمی، جو اقوال صحابہ غیر اجتہادیہ ہوتی ہیں، حجت ہوں گی، ضعیف اور غیر مقبول روایات پیش کرنے کا کسی کو حق نہ ہوگا، ہر حدیث کے ساتھ اس کی سند بھی پیش کرنی ہوگی یا طلب کرنے پر اصل کتاب میں سند فوراً دکھانی ہوگی، اس طرح سارے حوالے بھی دکھانے ہوں گے...الخ'' (مناظرہ بجرڈیہہ، مطبوعہ فوٹو آفسیٹ پریس کلکتہ، دسمبر ۱۹۷۸ء، ص: ۱۲، ۱۳)

اس مناظرے کے تیرہ سال بعد اگست ۱۹۹۰ء میں ''الشاہد'' کا جدید ایڈیشن ہم کو موصول ہوا، جس پر سنہ طباعت دسمبر ۱۹۸۷ء چھپا ہوا ہے، مگر ہمارے پاس پہنچتے پہنچتے یہ کتاب اگست ۱۹۹۰ء میں پہنچی۔ ''الشاہد'' کے مصنف بریلوی بحر العلوم مفتی اعظم علامہ عبدالمنان اس مناظرہ بجرڈیہہ میں بذات خود موجود تھے، اس لیے یہ ضروری تھا کہ اپنی کتاب میں کیے ہوئے اپنے دعاوی و دلائل کے سلسلے میں فریقین کے درمیان طے شدہ شرائط و حدود کو ملحوظ رکھتے، مگر افسوس کہ حسب عادت موصوف نے فریقین کے درمیان طے شدہ شرائط مذکورہ کا لحاظ کیا نہ اسلامی اخلاق وطرز گفتار وطریق تحریر کا کوئی پاس وخیال رکھا اور حسب سابق اپنی زبان کو بالکل بے لگام چھوڑ دیا اور معروف عادت کے مطابق ہی طرز تحریر اختیار کیا، حالانکہ موصوف کو حضرت العلام خطیب الاسلام مولانا عبدالرؤف صاحب رحمانی جھنڈانگری اور میں نے (محمد رئیس ندوی نے) تردید حاضر و ناظر اور تصحیح العقائد بابطال شواہد الشاہد میں اس طرح قدم قدم پر توجہ دلائی تھی، مگر حسب عادت موصوف نے کوئی توجہ نہ دی، یہ صورت حال بہر طور بہت غم انگیز اور افسوسناک ہے کہ دین وعلم کے ساتھ اس طرح کا معاملہ و برتاؤ کیا جائے اور اسے اپنی نفسانی خواہشات و جذبات کا تابع بنا لیا جائے اور اس طرح کا کام خدمت علم و دین کے نام پر کیا جائے، پھر بہت بڑے پیمانے پر اس کی ترویج واشاعت اور تبلیغ کی جائے اور اس کی حمایت میں کسی بھی شرعی و غیر شرعی اصول وضابطہ اور اخلاقی قیود و حدود اور اپنے ہی طے کردہ شرائط و

قواعد کا کوئی پاس ولحاظ نہ رکھا جائے۔

اللہ تعالیٰ سب کو حق پسندی، حق فہمی، حق پرستی، حق طلبی اور حق گوئی کی توفیق دے۔ آمین یا رب العالمین.

تنبیہ بلیغ:

وسیلہ کے موضوع پر بریلوی و اہلحدیث کے درمیان ہونے والے مناظرہ کی شرائط مذکورہ میں جو یہ بات کہی گئی ہے کہ نصوص و اجماع کے ساتھ ایسے قیاس شرعی سے ہر فریق کو دلیل دینی ہوگی، جو قیاس اوپر کی تینوں چیزوں سے ٹکراتا نہ ہو، اس کے سبب نصوص و اجماع سے نہ ٹکرانے والے قیاس شرعی کی کوئی اہمیت و حیثیت نہ رہ گئی، کیونکہ نصوص و اجماع کے موافق ہوتے ہوئے اس کا ہونا اور نہ ہونا سبھی کالعدم ہے اور نصوص و اجماع کے ناموافق ہونے کی صورت میں اسے فریقین متفقہ طور پر رد اور کالعدم قرار دینے پر متحد ہیں، البتہ جس قیاس شرعی کے موافق نصوص و اجماع نہ ہو اور وہ کسی نص و اجماع سے ٹکراتا نہ ہو، اس کا معاملہ زیر غور ہے کہ جس فریق کے مطابق جو بھی قیاس ہوگا اسے وہ فریق قیاس شرعی قرار دینے کی کوشش کرے گا اور اس کا مخالف اسے شرعی قیاس ماننے سے انکار کی کوشش کرے گا، اس طرح اس قیاس کی حجیت بہر حال فریقین کے درمیان نزاعی ہوگی اور کوئی بھی فریق اس کے ذریعہ اپنے مخالف کے خلاف حجت قائم کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے گا اور اپنے طور پر جس کو جس بات سے بھی انشراح ہو جائے، خواہ وہ قیاس شرعی ہو یا قیاس غیر شرعی بلکہ قیاس فاسد و باطل ہو، اسے استعمال کرنے سے کوئی روک نہ سکے گا، اس کے حق و صواب ہونے پر اس کا حامی سیکڑوں دلائل پیش کرے گا اور اس کو ماننے منوانے پر مصر ہوگا، جب کہ اس کے مخالف کا رویہ اس کے بالکل برعکس ہوگا۔

اس مسئلہ میں یعنی اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کو خصوصاً ہمارے رسول جناب محمد ﷺ کو عالم الغیب ماننے والے زیر بحث ونظر اس مسئلہ کے حق و صواب والے پہلو کے اثبات اور ناحق و غیر صواب والے پہلو کے ابطال کے لیے مذکورہ بالا اصول پر عمل کرنے کا دعویٰ ہر فریق کرتا ہے اور دوسرے پر اس سے انحراف اور اس کی خلاف ورزی کا الزام لگاتا ہے، مگر کون فریق واقعی حق پر ہے اور کون ناحق پر ہے، اس کا فیصلہ بہر حال دونوں کے طریق بحث ونظر اور طرز استدلال اور دلائل و براہین اور اپنے مخالف کی باتوں کی تردید و تغلیط کی قوت و ضعف کا بھرپور جائزہ لے کر اور حق پسندی و حق پرستی و حق طلبی کی نیت و ارادہ سے اصل معاملہ کو سمجھنے کی کوشش پر موقوف و منحصر ہے۔

قبوری شریعت عرف بریلوی شریعت عرف رضا خانی شریعت کے موجد و بانی کا یہ دعوی کہ آپ ﷺ اپنے اوپر نزول قرآن کی تکمیل کے بعد اس معنی والے عالم الغیب ہوگئے، جس معنی والے عالم الغیب کی وضاحت موصوف مولانا احمد رضا اور ان کے متبعین ومتوسلین نے مذکورہ بالاتحریر میں کر رکھی ہے، یعنی کہ آپ مفاتیح غیب وعلوم خمسہ سمیت ہر قسم کے کلی و جزئی امور غیب سے پوری طرح آگاہ و باخبر ہونے کے ساتھ کبھی کبھی اپنے جسم مثالی یا جسم عنصری یا روح کے ساتھ پوری دنیا کی سیر کرتے اور جسے چاہتے ہیں اسے اپنا دیدار کرا دیتے اور حاجت مندوں کی حاجت روائی کرتے اور ہمہ وقت تمام امور ما کان وما یکون پر نظر رکھتے ہیں، اپنے اوپر نزول قرآن کی تکمیل سے لے کر تا قیام قیامت آپ کا یہی حال رہے گا، البتہ تکمیل نزول قرآن سے پہلے آپ ﷺ تمام امور غیب کا علم کلی طور پر نہیں رکھتے تھے، بلکہ بعض سے ناواقف تھے، بریلوی شریعت کے زعماء وقائدین نے اپنے اس دعویٰ کو کسی ایسی دلیل سے مدلل نہیں کیا، جس کو اہل اسلام فی الواقع دلیل مانتے ہوں، اس سلسلے میں بریلوی پارٹی کی طرف سے سیاہ کردہ ہزاروں صفحات پر مشتمل کتابوں میں ہم نے بہت تلاش کیا، مگر ایک بھی ایسی دلیل اس بریلوی دعویٰ کی موافقت میں نظر نہیں آئی، جسے فی الواقع دلیل کہا جائے۔

بریلوی بحر العلوم نے اس موضوع پر مستقل اپنی تازہ ترین کتاب ''الشاہد'' مشتمل بر تین سو اٹھائیس (۳۲۸) صفحات میں اپنے مدعا پر کوئی بھی دلیل نہیں پیش کی، بلکہ وہ اپنے خلاف پیش کیے گئے دلائل اور ان دلائل کے پیش کنندہ لوگوں کے خلاف معروف بریلوی طرز کی یاوہ گوئی، لغوطرازی اور اپنی حمایت میں بے معنی سخن سازی ہی کر کے رہ گئے۔ موصوف کو یہ بتلانا چاہیے تھا کہ کس دلیل شرعی سے یہ دعویٰ صحیح ثابت ہوتا ہے کہ نزول قرآن کی تکمیل سے پہلے تو آپ ﷺ تدریجاً یکے بعد دیگرے بعض بعض امور غیب سے واقف ہوتے گئے اور تکمیل نزول قرآن ہوتے ہی جمیع ما کان وما یکون سے اس تفصیل کے ساتھ واقف ہوگئے، جو تفصیل بریلوی بحر العلوم نے بتلائی ہے، پھر یہ کہ اپنی وفات کے بعد سے لے کر تا قیامت آپ ﷺ اسی طرح کے عالم الغیب رہیں گے۔ اس دعوی پر شرعی دلیل بریلوی شریعت کی طرف سے نہیں پیش کی گئی، اس سے قطع نظر یہ بات بھی ملحوظ رہے کہ بریلوی لوگ اگرچہ ایک طرف سے کہے اور لکھے ہوئے ہیں کہ تکمیل نزول قرآن سے پہلے آپ کلی طور پر عالم الغیب نہیں ہوئے تھے، مگر ان لوگوں نے تکمیل نزول قرآن سے پہلے بلکہ ولادت نبوی سے بھی پہلے آپ ﷺ کے بارے میں حیرت انگیز باتیں لکھ رکھی ہیں، بریلوی بحر العلوم

بعنوان ''فضیلت سید المرسلین'' لکھتے ہیں:

''جب سے دنیا عالم وجود میں آئی، ایسی کوئی نظیر علاوہ رسول عربی ﷺ کے پیش نہیں کی جا سکتی کہ کوئی شخص دنیا میں آنے سے پہلے بھی ادراک و احساس کی اس بلندی پر ہو، جس کا دسواں حصہ بھی دوسروں کو دنیا میں آنے کے بعد نہ ملے۔'' الخ (الشاہد جدید ایڈیشن، ص: ۲۶)

''حقیقت محمدیہ کو نبوت کا منصب جلیل اسی وقت سپرد کر دیا گیا تھا اور آپ ﷺ اسی وقت سے اس مرتبہ پر فائز تھے جب آدم علیہ السلام پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔''

(ماحصل از شاہد جدید ایڈیشن، ص: ۲۷، ۲۸ وقدیم ایڈیشن، ص: ۲۰، ۲۱)

فرقہ بریلویہ کے اس افترا و اتہام اور جھوٹ کا ذکر پہلے بھی ایک اور انداز میں آ چکا ہے۔ بریلوی بحر العلوم کے ہم مسلک شیخ احمد یار فرماتے ہیں:

''انبیائے کرام علیہم السلام پیدائش کے وقت ہی سے عارف باللہ ہوئے اور علم غیب رکھتے ہیں۔''

(مواعظ نعیمیہ از احمد یار، ص: ۱۱۲)

بریلوی بحر العلوم بریلوی ہتھکنڈوں کا استعمال کر کے بتلائیں کہ مذکورہ بالا بریلوی عبارت کا معنی و مطلب کیا ہے؟

بریلوی شریعت کے جنم داتا اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں فرماتے ہیں:

''صحابہ کرام یقین کے ساتھ حکم لگاتے تھے کہ آپ کو غیب کا علم ہے۔'' (خالص الاعتقاد، ص: ۲۸)

حالانکہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ علی الاعلان فرماتی ہیں کہ جو یہ کہے کہ آپ علم الغیب رکھتے تھے، وہ کذاب ہے۔ (صحیح بخاری و عام کتب حدیث)

ام المؤمنین کے اس بیان کے خلاف کسی بھی صحابی یا غیر صحابی مسلمان نے بریلویت کے ظہور سے پہلے لب کشائی نہیں کی تھی، بریلویت کے موجدین ہی نے اہل اسلام کے اجماع کو پارہ پارہ کر کے دعویٰ مذکورہ کر رکھا ہے، جیسا کہ تفصیل آگے آ رہی ہے۔

آپ کو عالم الغیب کہنے والوں کو کذاب قرار دینے والی بات ام المؤمنین نے وفات نبوی کے زمانہ بعد ہی کہی تھی اور ان کی اس بات کے خلاف اس زمانہ میں اور بعد والے زمانہ میں قبوری شریعت کی تدوین و تولید و تخلیق سے پہلے کسی بھی مسلمان آدمی نے لب کشائی کی جرأت و جسارت نہیں کی تھی۔ حضرت ام المؤمنین عائشہ کے فرمان کی بالصراحت موافقت متعدد صحابہ و تابعین و عام اسلاف سے ثابت ہے، جیسا کہ

آنے والی تفصیل سے معلوم ہوگا اور ام المؤمنین عائشہ اور ان کی موافقت کرنے والے صحابہ کرام کی بات نصوص کتاب وسنت کے عین مطابق ہے، کیونکہ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے محض اتباع نصوص ہی میں یہ بات کہہ رکھی ہے اور نصوص کی متابعت میں صحابہ کرام کی کہی ہوئی جس بات سے کسی صحابی کا کوئی اختلاف منقول نہ ہو، وہ کم از کم اصطلاح اہل علم میں صحابہ کا اجماع سکوتی ہوا، اور وفات نبوی کے بعد جس موقف پر صحابہ کرام کا اجماع ہوا اور صحابہ کے بعد والے لوگوں میں سے بھی جس اجماع صحابہ سے بریلوی مذہب کی تولید وتخلیق و تدوین سے پہلے کسی نے اختلاف ظاہر نہ کیا ہو، اس موقف کے خلاف بریلوی شریعت کا اپنا اختراع کردہ موقف یقیناً اور قطعاً شریعت محمدیہ سے انحراف واعراض و بغاوت ہے۔

بریلوی عرف قبوری شریعت کے قائدین و زعماء کا یہ دعویٰ کہ نزولِ قرآن کی تکمیل کے ساتھ ہی ساتھ آپ ﷺ جمیع علوم غیب سے اس تفصیل کے مطابق واقف ہوگئے اور وفات کے بعد بھی سارے عالم کی تمام جزئی وکلی باتیں ہر وقت آپ کے سامنے ہیں، ایک ایسا حیرت انگیز دعوی ہے جس سے اہل اسلام تولید بریلویت سے پہلے بالکل ناآشنا تھے۔

تکمیلِ نزولِ قرآن کب ہوئی؟

یہ معلوم ہے کہ بعض روایات کے مطابق وفات نبوی سے صرف تین گھنٹے پہلے بھی آپ ﷺ پر نزول قرآن ہوا تھا، اور بعض روایات کے مطابق تین دن پہلے اور بعض کے مطابق سات دن اور بعض کے مطابق نو دن پہلے آپ پر نزول قرآن ہوا تھا۔[1]

جس کا مطلب ہوا کہ وفات سے بہت تھوڑا عرصہ پہلے بریلوی شریعت کے دعویٰ کے مطابق آپ ﷺ کامل ومکمل طور پر عالم الغیب ہوئے، یہ خانہ ساز دخانہ زاد موقف اختیار کرنے والوں نے بخیال خویش بڑی ذہانت کا ثبوت دیا ہے، جس کی بنیاد پر وہ بڑے زور وشور سے پوری دنیا کے مسلمانوں کو یہ چیلنج دینے میں اپنے کو آزاد محسوس کرنے لگیں کہ ''تکمیل نزول قرآن کے بعد تم سب چھوٹے بڑے اکٹھے ہوکر ایک آیت قطعی الدلالہ یا ایک حدیث متواتر یقینی الافادہ چھانٹ لاؤ، جس سے صاف صریحی طور پر ثابت ہو کہ تمام نزول قرآن عظیم کے بعد اشیائے مذکورہ ما کان وما یکون سے فلاں امر حضور ﷺ پر مخفی رہا، جس کا علم حضور ﷺ کو نہ دیا گیا۔ فإن لم تفعلوا فاعلموا أن الله لا يهدي كيد الخائنين" (الشاہد جدید ایڈیشن، ص: ۱۴۵ بحوالہ انباء المصطفیٰ)

[1] فتح الباري، كتاب التفسير، سورة اذا جاء نصر الله (٨/ ٧٣٤) و عام كتب تفسير و شروح حديث.

شریعت محمدیہ سے منحرف ہو کر خانہ زاد قبوری شریعت کے موجدین کا اہل اسلام سے یہ مطالبہ کتنا عجیب ہے کہ تکمیل نزول قرآن کے بعد بھی نازل ہونے والی قطعی الدلالہ قرآنی آیت پیش کریں؟ قبوری شریعت کے علاوہ شریعت محمدیہ میں کیا یہ ممکن ہے کہ تکمیل نزول قرآن کے بعد بھی کوئی آیت نازل ہو؟ اگر بریلوی زعماء یہ کہیں کہ ہماری مراد یہ ہے کہ تکمیل نزول قرآن سے پہلے نازل ہونے والی کسی قطعی الدلالہ قرآنی آیت کو پیش کرو، جس سے آپ کا عالم الغیب نہ ہونا ثابت ہو تو بحمداللہ بہت ساری آیات بریلوی دعویٰ کی تکذیب کرنے والی قرآن مجید میں موجود ہیں، جن کی تفصیل آگے آرہی ہے، اسی طرح احادیث نبویہ بھی اس مضمون کے بعد ہیں جن میں سے بعض کا ذکر گزر چکا ہے۔ بریلوی دعویٰ کے بالمقابل قطعی الدلالہ قرآنی آیت اور قطعی الدلالہ یقینی الافادہ متواتر حدیث اہل اسلام سے بریلوی لوگوں کا مطالبہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ بریلوی مذہب میں آپ ﷺ کا عالم الغیب و حاضر ناظر ہونا بایں معنی باب عقائد سے تعلق رکھتا ہے، جس کے لیے دلیل قطعی کی ضرورت ہے، لہٰذا بریلوی بحر العلوم علامہ مفتی عبدالمنان نے اپنی کتاب الشاہد کے قدیم ایڈیشنوں میں بڑے زور و شور کے ساتھ کئی صفحات بیان کرتے ہوئے جو یہ دعویٰ کیا ہے کہ ''آپ کا عالم الغیب و حاضر ناظر ہونا بایں معنی باب عقائد سے تعلق نہیں رکھتا، جس کے ثبوت کے لیے دلیل قطعی کی ضرورت ہو، بلکہ اس کا تعلق باب فضائل سے ہے، جس کے لیے دلیل ظنی کافی ہے۔''

(الشاہد قدیم ایڈیشن، ص: ۱۳، ۱۴ و ۳۶ وغیرہ، جدید ایڈیشن، ص: ۱۸ تا ۲۲)

اس سے صاف ظاہر ہے کہ بریلوی بحر العلوم نے اپنے بریلوی مذہب ہی کے خلاف بغاوت اختیار کر لی ہے، اس کی طرف ہم نے تصحیح العقائد (ص: ۲۱ تا ۲۶) میں بریلویوں کے اس متضاد و متعارض اور ایک دوسرے کی تکذیب کرنے والے موقف کی طرف متوجہ کیا تھا، مگر بریلویت کا نشہ ایسا نہیں کہ وہ کسی بھی تدبیر سے اتر جائے، چنانچہ ان باتوں کی طرف دھیان دیے بغیر اپنی لاف زنی و یاوہ گوئی میں بریلوی بحر العلوم نے بہت زیادہ اضافہ کر دیا، جس کا ہماری زیر نظر کتاب میں کسی قدر جائزہ لیا گیا ہے۔

جب قبوری شریعت والوں کا دعویٰ یہ ہے کہ قرآن مجید کی آخری آیت کے نزول کے ساتھ آپ پورے عالم الغیب ہوئے، اس کے پہلے آپ ﷺ پورے نہیں بلکہ صرف بعض امور غیب سے بتدریج واقف کرائے جاتے رہے تو قبوری شریعت والوں نے ان قرآنی آیات و احادیث نبویہ میں معنوی تحریف اور باطل و فاسد تاویلات و توجیہات اور خانہ ساز تعلیلات کرنا اپنا فریضۂ منصبی کیوں بنا لیا، جو تکمیل نزول وحی سے پہلے

آپ ﷺ کے عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہونے کی نفی کرتی ہیں، ان کے لیے یہ کہہ دینا کافی تھا کہ یہ آیات و احادیث تکمیل نزول قرآن سے پہلے نازل و صادر ہوئی ہیں، اس ایک جھوٹ کے مقابلہ میں سیکڑوں تحریفات، اکاذیب، تلبیسات، خانہ ساز تعلیلات و توجیہات و مجرمانہ تاویلات زیادہ بھیانک نتائج و مہلک اثرات کی حامل ہیں، ظلماً و جوراً و کذباً و افتراءً اہل اسلام پر ﴿اَنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ كَیْدَ الْخَآئِنِیْنَ﴾ جیسی باتوں کا چسپاں کرنا کتنا گھناؤنا کام ہے؟

اسلامی شریعت کے خلاف خانہ ساز عقائد و نظریات ایجاد کر لینے والے اپنے نو ایجاد عقائد کے خلاف قطعی الدلالہ آیت قرآنی اور یقینی الافادہ حدیث متواتر کا مطالبہ کرنے والے کس قسم کے نشہ میں مدہوش ہیں کہ خود نصوص کتاب وسنت و اجماع امت کے خلاف اپنے ایجاد کردہ عقائد و نظریات پر فی الواقع دلالت کرنے والی کوئی قرآنی آیت اور حدیث متواتر پیش کرنے کی ذرہ برابر ضرورت نہیں محسوس کرتے؟ بکثرت استعمال اکاذیب و تلبیسات کے ذریعہ جن آیات و احادیث کو یہ لوگ اپنے خود تراشیدہ و پیدا کردہ عقائد پر دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں، ان کی حقیقت ہماری اس کتاب میں بخوبی درج کی گئی ہے۔

بریلوی دعاوی کی تکذیب پر بعض اجمالی دلائل کی طرف اشارہ:

بریلوی بحر العلوم اور ان کے ہم مزاج لوگوں کی اس طرح کی تلبیسات و دسیسہ کاریوں کی حقیقت واضح کرنے کے لیے ہم نے متعدد آیات قرآنیہ نقل کر کے معاملہ کی توضیح کر دی تھی، مگر بریلوی بحر العلوم اپنی اور اپنے ہم مسلک لوگوں کی عادت کے مطابق اپنی تلبیسی اور جارحانہ کارروائی والی پالیسی پر کاربند رہے، اللہ رب العالمین کا کوئی خوف محسوس نہیں کیا اور دنیا والوں کی انہیں کیا پرواہ جب ”إن لم تستحي فاصنع ما شئت“ والے فرمان نبوی کے مطابق بے حیائی پر ان لوگوں نے کمر ہی کس رکھی ہے اور جسارت بے جا کا یہ حال ہے کہ یہ حدیث نبوی موصوف نے ہم پر منطبق کرنے کی کوشش کی ہے۔ (الشاہد جدید ایڈیشن، ص: ۱۴۹)

اکاذیب بریلویہ کے رد میں ہم نے اپنی کتاب تصحیح العقائد میں بہت ساری قرآنی آیات اور احادیث نبویہ پیش کی تھیں۔ (ملاحظہ ہو: تصحیح العقائد بابطال شواہد الشاہد: ۴۲ تا ۴۷، نیز متفرق طور پر مختلف صفحات)

مگر دور موسیٰ و ہارون والے سامری کی طرح سامرین فرقہ بریلویہ نے اپنے زور سحر و فسوں کاری سے فرقۂ بریلویہ کو مسحور و مطبوب کر کے اس قدر شعور و ادراک سے بے حس و محروم بنا دیا ہے کہ ان قرآنی آیات و احادیث نبویہ اور ان کی موافقت میں صادر ہونے والے اقوال صحابہ و تابعین اور تصریحات سلف کا ان لوگوں

پر کوئی اثر نہیں ہوتا، اثر ہوتا ہے تو بریلوی خانہ ساز اختراعی اکاذیب اور خود ساختہ لغویات کا!!

ہم اس جگہ ان بعض آیات و احادیث کا ذکر کر دینا مناسب سمجھتے ہیں، جو بریلوی مزعومات و رضا خانی توہمات اور قبوری اکاذیب کی حقیقت پر رد بلیغ ہیں، اگر ان آیات و احادیث کی تلاوت کے باوجود بھی بریلوی سامریوں کی فسوں کاری و سحر طرازی کا اثر زائل نہیں ہوتا تو بہر حال تاریخ عالم میں اس طرح کا معاملہ بہت زیادہ ہوتا رہا ہے، کوئی شک نہیں کہ ہماری پیش کردہ آیات و احادیث میں اللہ کے علاوہ کسی کو عالم الغیب اور حاضر و ناظر کہنے کی اجازت نہیں دی گئی ہے، بلکہ ایسا کرنے سے ممانعت کی گئی ہے، اب ناظرین کرام تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

ہمارے رسول ﷺ کے عالم الغیب نہ ہونے پر پہلی نص قاطع:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَ مَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ۝ بَلِ ادّٰرَكَ عِلْمُهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ ﴾ [النمل: ٦٥، ٦٦]

اے ہمارے نبی ﷺ! آپ کہہ دیجیے کہ آسمانوں اور زمین میں رہنے والوں میں سے کوئی بھی عالم الغیب نہیں ہیں، صرف اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب ہے اور آسمانوں اور زمین کی جملہ مخلوقات کو یہ شعور و احساس تک نہیں ہے کہ وہ مرنے کے بعد دوبارہ قیامت کے روز کب زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے، آخرت کے معاملات میں تمام ہی لوگوں کو علم نہیں ہے، اس سلسلے میں سب کا علم یکساں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی نازل کردہ ان دونوں آیات میں صراحت کر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی بھی عالم الغیب نہیں، خصوصاً اس نے علی الاطلاق یہ وضاحت فرمائی کہ کسی بھی مخلوق کو یہ شعور و احساس تک نہیں کہ مرنے کے بعد لوگوں کی برزخی زندگی (مرنے کے بعد سے لے کر قیامت آنے تک کے زمانہ کو عالم برزخ و برزخی زندگی کہا جاتا ہے) کب ختم ہوگی اور یہ برزخی زندگی ختم ہو کر کب قیامت قائم ہوگی، جس کے نتیجہ میں سارے لوگ دوبارہ زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے، پھر اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر یہ بھی فرمایا کہ آخرت کے معاملات میں لوگوں کو کوئی علم و معلومات نہیں ہے۔

اس سلسلے میں ایک متواتر المعانی حدیث نبوی ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے نقل کی ہے، جس کے الفاظ ہم امام ابن ابی حاتم کی تفسیر سے نقل کر رہے ہیں، اس کی سند بھی نہایت پختہ اور ٹھوس اور مستحکم ہے۔

”عن عائشة قالت: من زعم أن النبي صلى الله عليه وسلم يعلم ما يكون ما في غد فقد أعظم على الله الفرية، لأن الله تعالىٰ يقول ﴿قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ [1]“

یعنی ام المؤمنین عائشہ صدیقہ سے مروی ہے کہ جو شخص یہ زعم و خیال خام قائم کرے کہ نبی ﷺ عالم الغیب تھے، وہ اللہ تعالیٰ پر بہت بڑی افترا پردازی و کذب بیانی کرنے والا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ اللہ کے علاوہ آسمانوں اور زمین کے رہنے والوں میں سے کوئی بھی علم غیب نہیں رکھتا۔

ناظرین کرام دیکھ رہے ہیں کہ ہماری ذکر کردہ آیت کریمہ سے استدلال کرتے ہوئے اپنے مذکورہ بالا بیان میں ام المؤمنین عائشہ صدیقہ نے نہایت صراحت کے ساتھ فرمایا ہے کہ جو شخص ہمارے نبی ﷺ کو عالم الغیب کہے وہ بہت بڑا کذب و افترا پرداز ہے، اس سے معلوم ہوا کہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ کے اس بیان کے مطابق چودھویں صدی ہجری میں قبوری شریعت کو ایجاد کرنے والے اپنا جو یہ عقیدہ و نظریہ گھڑے ہوئے ہیں کہ آپ عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہیں، وہ سراسر اللہ تعالیٰ کی ذات پر کذب و افترا ہے اور چودھویں صدی ہجری میں برپا ہونے والا فرقہ بریلویہ بہت بڑا افترا پرداز و کذاب ہے۔

یہ معلوم ہے کہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ نے اپنے اس موقف پر صرف مذکورہ بالا آیت کریمہ سے استدلال نہیں کیا ہے، بلکہ اس آیت کریمہ کے علاوہ موصوفہ نے دوسری متعدد آیات کریمات سے استدلال کیا ہے، جو اسی معنی و مفہوم والی ہیں، یعنی کہ بہت ساری آیات کریمات سے مستفاد ہوتا ہے کہ چودھویں صدی میں پیدا ہونے والا نوخیز و نوزائیدہ فرقہ بریلویہ اللہ و رسول پر بہت زیادہ افترا پردازی و کذب بیانی کرنے والا ہے، گویا بہت ساری آیات نے اس نوزائیدہ فرقہ بریلویہ کو بہت بڑا کذاب اور افترا پرداز قرار دیا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ بہت ساری آیات کریمات کی طرح بہت ساری احادیث نبویہ میں بھی اسی معنی و مفہوم کی بات کہی گئی ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ و رسول دونوں کی نظر میں نوزائیدہ فرقہ بریلویہ بہت بڑا کذاب و افترا پرداز ہے، اور یہ معلوم ہے کہ احادیث نبویہ بھی معنوی طور پر کلام الٰہی و وحی ربانی ہیں، جن کا حاصل معنی یہ ہے کہ فرقہ بریلویہ بہت بڑا کذاب و مفتری ہے۔

---

[1] تفسیر ابن کثیر (٥/ ٢٥١) سوۃ النمل، آیت: ٦٥، بحوالہ تفسیر ابن أبي حاتم.

یہ بھی معلوم ہے کہ اس فرمان عائشہ سے عہد نبوی سے لے کر فرقہ بریلویہ کے ظہور پذیر ہونے تک کسی بھی مسلمان صحابی ہو یا غیر صحابی، تابعی و تبع تابعی اور بعد والے اسلاف میں سے کسی نے کبھی کوئی اختلاف نہیں ظاہر کیا، جس کا لازمی مطلب یہ ہے کہ فرقہ بریلویہ کے ظہور سے پہلے تمام اہل اسلام متفق تھے اور سب کا اس پر اجماع تھا کہ ہمارے رسول محمد ﷺ عالم الغیب نہیں ہیں اور جو اس کے خلاف آپ ﷺ کو عالم الغیب کہے وہ بہت بڑا کذاب و مفتری ہے، جس کا حاصل یہ ہوا کہ نصوص کتاب وسنت و اجماع امت فرقہ بریلویہ کو بہت بڑا کذاب و مفتری قرار دینے پر متفقہ طور پر یک زبان وہم آہنگ ہیں۔

اللہ ورسول پر کذب بیانی کا بریلوی اتہام:

ناظرین کرام دیکھ رہے ہے کہ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو مذکورہ بالا بات کے اعلان کرنے اور لوگوں میں کہنے کا حکم دیا تھا اور یہ معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کسی رسول یا غیر رسول کو خلاف واقع کسی جھوٹی اور غلط بات کو اعلان کرنے اور کہنے کا حکم نہیں دیا اور نہیں دے سکتا اور نہ کوئی نبی و رسول بحکم الٰہی کسی خلاف واقع بات کا اعلان ہی کر سکتا ہے، اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ اللہ نے اپنے رسول کو خلاف امر واقع کسی بات کے اعلان کرنے اور کہنے کا حکم دیا تو کوئی شک نہیں کہ وہ شخص بہت بڑا کذاب و مفتری اور بہتان تراش و اتہام باز ہے، مگر چودھویں صدی میں پیدا ہونے والے فرقہ بریلویہ کا یہ بھی کہنا ہے کہ نعوذ باللہ خاک بدہن گستاخ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو خلاف واقع اس اعلان کا حکم دیا کہ اللہ کے علاوہ کوئی عالم الغیب نہیں اور اللہ کے اس حکم کی پابندی کرتے ہوئے ہمارے رسول نے خلاف واقع اس جھوٹی مکذوب بات کا اعلان بھی لوگوں کے سامنے کر دیا، ورنہ حقیقت امر یہ ہے کہ آپ ﷺ عالم الغیب تھے اور صرف آپ ہی نہیں بلکہ تمام انبیاء و مرسلین علیہم السلام اور اولیاء اللہ بشمول صحابہ کرام بھی عالم الغیب تھے، بریلوی لوگوں کی تحریری وتقریری باتوں کا حاصل یہی ہے، چنانچہ بریلوی بحر العلوم لکھتے ہیں:

''مولانا عتیق الرحمٰن (مربی بریلوی بحر العلوم) کی اس تاویل میں قول اور دعویٰ کی نفی کی گئی ہے نہ کہ علم کی، یہاں قابل لحاظ بات یہ ہے کہ عدم دعویٰ عدم علم اور وجود علم دونوں ہی شکلوں میں ہوسکتا ہے، لیکن اگر صرف یہی آیت ہوتی تو عدم دعویٰ بر بنائے عدم علم مان کر ہم تسلیم کر لیتے کہ ہم بھی آپ ﷺ کے لیے علم غیب کا دعوی نہ کریں اور جب اس کے بالمقابل ﴿وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ﴾ اور ﴿نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ﴾ بھی موجود

ہے اور جب قرآن آپ ﷺ کو بار بار صاحب علم غیب کہتا ہے، تو پھر اس کے علاوہ چارہ کار کیا رہ جاتا ہے کہ عدم دعویٰ و عدم قول بر بنائے انکسار ہے، اس آیت میں عدم دعویٰ اور دوسرے میں ثبوت اور عدم دعویٰ ثبوت کے منافی نہیں۔'' الخ (ملخص از الشاہد جدید ایڈیشن، ص: ۱۰۴، ۱۰۵)

اس بریلوی تحریر کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے امر واقع کے بالکل خلاف نعوذ باللہ اپنے رسول ﷺ کو یہ اعلان کرنے اور کہنے کا حکم دے دیا کہ اللہ کے علاوہ کوئی بھی عالم الغیب نہیں، نہ میں نہ کوئی اور، اور اللہ کے رسول نے اللہ کے حکم کے مطابق اس خلاف واقع جھوٹی بات کا اعلان کر دیا!

بریلوی بحر العلوم نے اس عبارت میں یہ بھی کہا ہے کہ ہم بریلوی لوگ یہ بات اس لیے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے خلاف واقع اس جھوٹی بات کا اعلان کرنے کا حکم اپنے رسول کو دیا اور آپ ﷺ نے حکم الٰہی کی اطاعت کرتے ہوئے اعلان بھی کر دیا کہ متعدد آیات میں اللہ تعالیٰ ہی نے آپ ﷺ کو عالم الغیب اور اپنے علاوہ دوسروں کو عالم الغیب کہا ہے، جس کا لازمی مطلب ہے کہ اللہ کے علاوہ کسی کے عالم الغیب نہ ہونے کا اعلان کرنے کا حکم اللہ نے امر واقع کے خلاف دیا۔ بریلوی بحر العلوم کا یہ بیان موصوف کے دوسرے بیانات کے معارض بھی ہے، جس کی وضاحت آگے چل کر کی جائے گی اور موصوف بحر العلوم کی یہی تضاد بیانی موصوف کی تکذیب کے لیے بہت کافی ہے، موصوف کے دوسرے بیانات کا حاصل یہ ہے کہ جن آیات میں غیر اللہ کے لیے علم غیب کا اثبات کیا گیا ہے، ان سے مراد بعض علوم غیب ہیں اور یہ بعض علوم غیب اللہ تعالیٰ کے جملہ علوم غیب کے بالمقابل کالعدم اور نہ ہونے کے برابر ہیں، اس لیے غیر اللہ کے لیے جن بعض علوم غیب کا اثبات بعض آیات میں کیا گیا ہے، وہ ان آیات کے منافی و معارض نہیں، جن میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ ہر ایک کے عالم الغیب ہونے کی نفی کی گئی ہے، ظاہر ہے کہ بریلوی بحر العلوم کی دونوں قسم کی یہ باتیں باہم متضاد و متعارض و متناقض و مضطرب اور ایک دوسرے کی تکذیب کرنے والی ہیں اور یہی بات بریلوی بحر العلوم کی تکذیب کے لیے کافی ہے اور اسی سے موصوف اور موصوف کے فرقہ بریلویہ کا بہت بڑا کذاب و مفتری ہونا بھی لازم آتا ہے۔

جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کے بالمقابل اس قدر جری اور نڈر و بے باک ہیں کہ بلا تأمل و بلا خوف علی الاعلان کہیں کہ اللہ نے اپنے رسول کو خلاف واقع بات کے اعلان کا حکم دیا اور اس نے تعمیل حکم الٰہی کرتے ہوئے اس خلاف واقع بات کا اعلان بھی کر دیا، ان کا اپنی اس بات میں صادق القول و سچا اور

درست گو ہونا محال درمحال اور مستحیل سے بھی مستحیل تر اور ناممکن سے بھی زیادہ ناممکن ہے، اس حقیقت ثابتہ کے باوصف بریلوی جسارت و جارحیت کا حال یہ ہے کہ بریلوی بحر العلوم نے نصوص کتاب وسنت و اجماع امت کے مطابق کہی ہوئی ام المؤمنین عائشہ صدیقہ کی اس بات کو موصوفہ کا ذاتی قول اور ذاتی قیاس و اجتہاد قرار دیا ہے۔ (الشاہد جدید، ص: ۱۱۵، ۱۱۶)

یعنی کہ ام المؤمنین عائشہ پر بھی بریلوی بحر العلوم نے اپنی عادت کے مطابق افترا پردازی کر ڈالی اور خود ساختہ اکاذیب پر قائم اپنی خانہ ساز و خانہ زاد و مکذوب بات کو صحیح بخاری شارح علامہ سندھی وغیرہ کی طرف اپنے منصوبہ بند بریلوی سازش کے تحت ظلماً و جوراً اور کذباً و زوراً منسوب کر دیا ہے، جس کی حقیقت آگے چل کر ہم نے بطریق احسن واضح کی ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فرمان میں صاف طور پر غیر اللہ کے عالم الغیب و حاضر و ناظر نہ ہونے کی تصریح علی الاطلاق کی ہے کہ آسمان اور زمین میں رہنے والا کوئی بھی شخص عالم الغیب اور حاضر و ناظر نہیں اور یہ معلوم ہے کہ وفات کے بعد بھی ہمارے نبی ﷺ اپنی قبر شریف میں زندہ موجود ہیں اور تمام کے تمام فوت شدہ انبیاء و مرسلین علیہم السلام و مؤمنین اور غیر مؤمنین سبھی دنیا سے فوت ہونے کے بعد زندہ موجود ہیں، وفات کے بعد والی اس زندگی کو اصطلاح شرع میں برزخی زندگی کہا جاتا ہے، جس کا لازمی مطلب یہ ہے کہ ہمارے نبی ﷺ سمیت کوئی بھی نبی و رسول و ولی و مومن و کافر عالم برزخ میں عالم الغیب اور حاضر و ناظر نہیں ہے، کیوں کہ قرآن مجید نے آسمانوں و زمین میں رہنے والے سبھی لوگوں کے عالم الغیب اور حاضر و ناظر نہ ہونے کی صراحت کر رکھی ہے، خواہ وہ عالم برزخ میں دنیاوی زندگی گزر جانے کے بعد زندہ موجود ہوں یا دنیاوی زندگی گزار رہے ہوں، مگر فرقہ بریلویہ کا دعویٰ یہ ہے کہ آپ ﷺ اور سارے نبی و رسول و ولی وفات کے بعد بھی عالم برزخ میں عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہیں، ظاہر ہے کہ اس فرمان الٰہی اور اس معنی و مفہوم والے بہت سارے فرامین الٰہی سے فرقہ بریلویہ کے اس زعم باطل و خیال فاسد اور عقیدہ قبیحہ و نظریہ شنیعہ کی تکذیب ہوتی ہے اور لازمی طور پر یہ فرقہ بہت سارے اکاذیب کا تخلیق کنندہ اور موجد ثابت ہوتا ہے۔

ہمارے رسول ﷺ کے عالم الغیب نہ ہونے پر دوسری نص قاطع:

اپنی مذکورہ بالا بات اللہ تعالیٰ نے معنوی طور پر دوسرے الفاظ میں اس طرح واضح کی ہے:

﴿ قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَ لَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَ لَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ

اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰى اِلَيَّ قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الْاَعْمٰى وَ الْبَصِيْرُ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ﴾

[الأنعام: ٥٠]

یعنی اے ہمارے نبی ﷺ! آپ ﷺ لوگوں سے کہہ دیجیے کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا ہوں کہ میرے پاس اللہ تعالیٰ کے خزانے ہیں اور نہ میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں عالم الغیب ہوں اور نہ میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں، میں جو کچھ کرتا اور کہتا ہوں سب وحی الٰہی کے مطابق کرتا اور کہتا ہوں، آپ ان سے یہ بھی کہہ دیجئے کہ کیا اندھے اور بصارت رکھنے والے برابر ہو سکتے ہیں، آخر تم سوچتے اور غور کیوں نہیں کرتے ہو؟

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے رسول ﷺ کو پانچ اہم باتوں کا حکم دیا ہے:

1. یہ کہ آپ تمام لوگوں کے سامنے واضح طور پر اعلان کر کے کہہ دیجیے کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا ہوں کہ میرے پس اللہ کے خزانے ہیں یعنی میں اللہ کے خزانوں میں تصرف کی ملکیت نہیں رکھتا، کیوں کہ وہ میری ملکیت ہی نہیں۔
2. میں تم سے یہ بھی نہیں کہتا کہ میں عالم الغیب ہوں۔
3. میں تم سے یہ بھی نہیں کہتا کہ میں فرشتہ ہوں۔
4. بحکم الٰہی یہ کہتا ہوں کہ میں وحی الٰہی کے اتباع کا پابند ہوں، جو کچھ بولتا یا کرتا ہوں سب وحی الٰہی کی اتباع میں بولتا اور کرتا ہوں، خلاف وحی الٰہی وخلاف حکم ربانی کچھ نہیں کہتا اور نہ کرتا ہوں۔
5. آپ ﷺ کو من جانب اللہ بذریعہ وحی حکم دیا گیا کہ لوگوں سے پوچھیں کہ کیا اندھے اور بصارت والے برابر ہو سکتے ہیں؟ مطلب یہ ہے کہ اندھے اور دیکھنے والے برابر ہرگز نہیں ہوتے اور نہ ہو سکتے ہیں، یہ بات بالکل واضح اور ظاہر و باہر ہے اور ہر شخص کی سمجھ میں بڑی آسانی سے آنے والی ہے کہ اندھے اور دیکھنے والے برابر نہیں ہوتے، مطلب یہ کہ اللہ و رسول کی باتوں کو سن سمجھ کر ماننے والے اور نہ ماننے والے ہرگز برابر نہیں، بلکہ دونوں قسم کے لوگوں میں بہت ہی زیادہ فرق ہے۔

ہر مسلمان اور مومن کا یہ ایمان وعقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول بلکہ کسی بھی بندے کو امر واقع کے خلاف جھوٹی بات کہنے اور جھوٹا اعلان کرنے کی اجازت نہیں دے گا، چہ جائیکہ وہ اس کا حکم دے، اس لیے اس آیت کریمہ کا واضح مفاد یہ ہے کہ آپ ﷺ خزائن اللہ پر قبضہ وتصرف وملکیت رکھتے تھے نہ عالم الغیب تھے اور نہ فرشتے تھے، بلکہ متبع حکم الٰہی رسول و نبی و مومن و مسلم تھے، دوسری متعدد آیات میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ سے یہ اعلان کرنے کے لیے کہا کہ میں صرف ایک بشر ہوں، یعنی کہ نہ نورانی مخلوق فرشتہ ہوں نہ

ناری مخلوق جن ہوں، نہ کچھ اور ہوں، مگر قبوری شریعت کے متبعین بریلوی لوگ اللہ و رسول کے اس اعلان و بیان و حکم کے خلاف راہ بغاوت و انحراف کر کے صاف صاف کہتے ہیں کہ آپ ﷺ خزائن اللہ پر قبضہ و تصرف رکھتے اور عالم الغیب تھے اور آپ ﷺ بشر بھی نہیں تھے بلکہ کچھ اور تھے، جس سے ہر شخص بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ اس بریلوی موقف سے اللہ و رسول دونوں کی نعوذ باللہ تکذیب و مخالفت اور ان سے بغاوت و سرکشی لازم آتی ہے اور ظاہر ہے کہ اللہ و رسول جھوٹے و کذاب نہیں ہو سکتے۔ اس لیے متعین طور پر لازم آیا کہ قبوری شریعت کے پیرو لوگ اللہ و رسول دونوں کی نظر میں کذاب اور جھوٹے و دروغ گو اور اللہ و رسول سے مخالفت و بغاوت و سرکشی کرنے والے ہیں اور جو لوگ اللہ و رسول کی نظر میں کذاب و دروغ گو ہوں اور ان کے مخالف و باغی بھی، وہ اللہ و رسول اور ان کی شریعت کے خلاف اختراعی طور پر جتنے بھی اکاذیب ایجاد کر کے ان اکاذیب کو دین و ایمان بنالیں ان سے مستبعد نہیں، بلکہ عین ممکن ہے کہ اس طرح کے لوگ اللہ و رسول کے خلاف مخالفت و معاندت و بغاوت و سرکشی میں جو بھی کر گزریں کم ہے۔

غور کرنے کی بات ہے کہ اللہ و رسول متفق ہو کر کہتے ہیں کہ خاتم النبیین محمد ﷺ عالم الغیب نہیں ہیں، مگر قبوری شریعت والے اللہ و رسول کی اس متفق علیہ بات کے خلاف کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عالم الغیب ہیں!

یہ معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو جن جن باتوں کو کہنے اور کرنے کا حکم دیا ہے ان باتوں کو کہنے اور کرنے کے مکلّف آپ ﷺ کی امت کے افراد بھی ہیں، الا یہ کہ کسی حکم میں کسی قسم کا استثناء و تخصیص دلیل شرعی سے ثابت ہو اور مذکورہ بالا حکم الٰہی میں کسی استثناء و تخصیص کا کوئی ثبوت نہیں، لہٰذا امت کے ہر فرد پر فرض و لازم ہے کہ وہ یہ عقیدہ و ایمان رکھے کہ آپ ﷺ عالم الغیب نہیں ہیں، مگر یہ معلوم ہے کہ بریلوی لوگ اللہ و رسول کے اس حکم کے بالکل خلاف علی الاعلان کہتے ہیں کہ آپ ﷺ عالم الغیب ہیں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرما کر کہ ﴿اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰٓی اِلَیَّ﴾ واضح کر دیا کہ مذکورہ اعلان آپ ﷺ نے وحی الٰہی کے مطابق کیا، لیکن اللہ تعالیٰ کی وحی کے مطابق کیے گئے اس اعلان نبوی کے خلاف فرقہ بریلویہ کا نعرہ یہ ہے کہ سارے رسول و نبی عالم الغیب ہیں، اس سے بھی فرقہ بریلویہ کا کذاب و مفتری ہونا لازم آتا ہے۔

اس آیت میں یہ تصریح الٰہی بھی موجود ہے کہ اعمیٰ اور بصیر یعنی بصارت سے محروم اور بصارت سے بہرہ ور لوگ یکساں اور برابر نہیں ہو سکتے اور یہ بات ہر شخص کو مشاہدہ سے معلوم ہے کہ بصارت سے محروم اور بصارت

سے بہرہ ور لوگوں کے درمیان بہت زیادہ فرق ہے، یہاں پر قرآن کی اصل مراد یہ ہے کہ معنوی بصیرت و بصارت اور سوجھ بوجھ اور عقل وفہم سے محروم لوگ بابصیرت و بابصارت و عاقل وفہیم کے برابر کبھی نہیں ہو سکتے، جس کا مفہوم لازمی طور پر یہ نکلتا ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کہ ''اللہ کے علاوہ کوئی بھی عالم الغیب و حاضر و ناظر نہیں'' کے خلاف غیر اللہ میں سے ہمارے نبی محمد ﷺ سمیت تمام رسولوں ونبیوں کو عالم الغیب اور حاضر و ناظر مانتے ہیں، وہ بصیرت و بصارت اور سمجھ بوجھ سے بالکل بے بہرہ، اندھے، بہرے اور عقل سے خالی ہیں، اس آیت سے لازم آیا کہ فرقہ بریلویہ قرآنی بیان کے مطابق قرآنی تصریح کے خلاف خود ساختہ عقیدہ ونظریہ ایجاد کر لینے کے باعث بصارت وبصیرت سے بے بہرہ اور اندھا و بے عقل ہے اور قرآنی بیان کے مطابق جن کا یہ حال ہو وہ اپنی بے بصیرتی و اندھے پن اور بے عقلی و بے سمجھی کی بنا پر نصوص شرعیہ کے خلاف جو جارحانہ اقدامات کرتے رہیں وہ ان سے کچھ مستبعد نہیں، بلکہ معنوی طور پر عقل و بصارت وبصیرت سے کورے لوگوں سے نصوص شرعیہ کے خلاف اس قسم کے جارحانہ اقدامات کی توقع ہی کی جا سکتی ہے۔

اتنی واضح المعانی آیت سے جو آدمی یا فرقہ عبرت پذیر وموعظت گیر نہ ہو اور اسلام و اہل اسلام و پیغمبر اسلام و آیات قرآنیہ واحادیث نبویہ کے خلاف جارحانہ اقدامات میں سرگرم اور نشیط و تازہ دم ہو، اس آدمی یا فرقہ سے کسی قسم کی امیدِ خیر کیسے کی جائے؟ یہی وجہ ہے کہ اتنی واضح المعانی آیات کریمہ اور احادیث نبویہ اور اقوال صحابہ وتابعین سے فیضیاب ہونے کے بجائے یہ نوزائیدہ فرقہ ان کے خلاف دوسری باتوں کے اثبات و حمایت میں مصروف کار اور مشغول ومنہمک رہا کرتا ہے اور اسی قسم کی باتوں کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنائے ہوئے ہے اور کچھ لوگ اسی کاروبار کو ذریعہ معاش و معیشت بنائے ہوئے ہیں، اسی کاروبار کے ذریعہ اپنی روزی روٹی چلاتے اور ان آیات پر پوری طرح ایمان رکھنے والوں اور عمل کرنے والوں کو اپنی جارحانہ ہوس کاریوں اور فتنہ سامانیوں اور شرارتوں کا نشانہ بنائے ہوئے ہیں۔ دن رات ان کے خلاف تقریریں کرتے، کتابیں لکھتے، جرائد ورسائل واخبارات میں بیانات، درس گاہوں میں کتاب وسنت اور علوم دینیہ کے درس کے نام پر اسی قسم کے درس دیتے اور عوام وطلبہ اور اپنے معتقدین ومتوسلین و مریدین ومسترشدین ومتلمذین ومقربین و متعلقین واہل وعیال کے ذہن و دماغ کو مسموم بناتے اور بگاڑتے رہتے ہیں اور اپنے اس قبیح و شنیع اور گھناؤنے مشاغل ومصروفیات کو خدمت دین اور خدمت علم کے نام سے موسوم ومعنون کرتے ہیں۔

ظاہر ہے کہ ان کا یہ طور وطریقہ اور طرزِ عمل اسلامی نقطۂ نظر اور شرعی اعتبار سے نہایت مذموم اور قابل نفریں اور لائق صد ہزار ملامت اور باعث صد حیف وافسوس ہے۔

عجیب بات یہ ہے کہ اس قسم کا کاروبار کرنے والے لوگ اپنے خلاف ان آیات کریمہ واحادیث نبویہ کے مطابق عقیدہ ونظریہ رکھنے والوں ہی کو بہت زیادہ مطعون کرتے اور ان پر بہت زیادہ لعنت و ملامت کرتے اور ان سے ربط وضبط وتعلق رکھنے کو جرم وگناہ قرار دیتے ہیں، بلکہ انہیں مومن ومسلم ماننے والوں کو بھی نشانہ سب وشتم اور ہدف طعن وتشنیع بناتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس قسم کے مہلک ذہن والوں کے شر وفساد سے تمام ہی مسلمانوں کو محفوظ و مامون رکھے اور اہل اسلام کو توفیق دے کہ ان کے دام تزویر وفریب اور سامری بنو اسرائیل والے ساحرانہ ہتھکنڈے اور پھندے سے بچائے۔ آمین یا رب العالمین برحمتك یا أرحم الراحمین.

ہمارے رسول ﷺ کے عالم الغیب نہ ہونے پر تیسری نص قاطع:

دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ وَ عِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ﴾ [الأنعام: ٥٩]

یعنی اللہ ہی کے پاس مفاتیح غیب (غیب کی کنجیاں) ہیں، ان کنجیوں کو صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔

یہ معلوم ہے کہ کنجیاں ہی ذریعہ معلومات ہیں اور جب غیب کی کنجیوں کا علم تک اللہ کے علاوہ کسی کو نہیں تو کوئی غیب کو کیسے جانے گا؟ یعنی کہ اللہ کے علاوہ کسی کا عالم الغیب ہونا مستبعد سے بھی مستبعد تر ہے۔

متواتر سندوں کے ساتھ متعدد صحابہ کرام سے مروی ہے کہ انہوں نے یک زبان ہو کر کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مفاتیح غیب، غیب کی وہ پانچ بنیادی چیزیں ہیں، جن کا ذکر قرآن مجید کی سورۂ لقمان میں اس طرح کیا گیا ہے:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَ يَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ وَ مَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَ مَا تَدْرِيْ نَفْسٌۢ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ﴾

[لقمان: ٣٤]

یعنی اللہ کے پاس قیامت کا علم ہے اور اس کا علم بھی اسی کے پاس ہے کہ وہ کب اور کتنی بارش کرے گا اور وہی یہ بھی جانتا ہے کہ بچہ دانیوں میں کیا ہے اور اس کے علاوہ کوئی دوسرا یہ بھی نہیں جانتا کہ وہ کل کیا

کرے گا اور نہ کوئی یہ جانتا ہے کہ کہاں مرے گا؟

حدیث متواتر کے مطابق سورۂ انعام میں جن علوم غیب کو مفاتیح غیب کہا گیا ہے، وہ مفاتیح غیب بتصریح نبوی سورۂ لقمان میں بیان کردہ مذکورہ بالا پانچ بنیادی علوم غیب ہیں، اللہ و رسول تو نہایت وضاحت سے کہتے ہیں کہ یہ پانچ باتیں مفاتیح غیب ہیں، جن کو اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا اور حدیث متواتر میں ارشاد نبوی ہے کہ یہ پانچوں باتیں وہ مفاتیح غیب ہیں، جن میں سے کسی ایک کو بھی میں نہیں جانتا۔ لیکن اللہ و رسول کی تصریحات کی کھلم کھلا تکذیب کر کے بذات خود کذاب قرار پانے والے بریلوی بحر العلوم تصحیح العقائد سے ہمارے یہ الفاظ نقل کرتے ہیں:

''اس آیت پاک میں صراحت ہے کہ مذکورہ پانچ چیزوں کا علم آپ ﷺ کو نہیں۔''

(شاہد نیا ایڈیشن، ص:۱۵۳ بحوالہ تصحیح العقائد، ص: ۴۷)

ہماری اس بات کے خلاف بریلوی بحر العلوم فرماتے ہیں:

''ہماری گزارش ہے کہ یہ صریح جھوٹ ہے، آیت قرآن کے یہ الفاظ ہیں:

﴿ إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَ يَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَ مَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَ مَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ ﴾ [لقمان: ٣٤]

''بے شک اللہ کے پاس ہے قیامت کا علم، اور اتارتا ہے مینھ اور جانتا ہے جو کچھ ماؤں کے پیٹ میں ہے اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کل کیا کمائے گی اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کس زمین میں مرے گا۔ ان پانچ فقروں میں کس فقرے کا یہ ترجمہ ہے کہ آپ ﷺ کو بھی پانچ چیزوں کا علم نہ تھا؟ پھر جھوٹ ہوا یا نہیں؟'' (الشاہد نیا ایڈیشن، ص:۱۵۴)

اس سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ و رسول جن علوم خمسہ کو مفاتیح غیب کہہ کر صراحت کیے ہوئے ہیں کہ ان کا علم صرف اللہ کو ہے اور کسی دوسرے کو نہیں، ان علوم خمسہ کے بارے میں اللہ و رسول کے اعلان صریح کو بریلوی بحر العلوم جھوٹ سے تعبیر کر رہے ہیں، ہر شخص فیصلہ کر سکتا ہے کہ نعوذ باللہ اللہ و رسول جھوٹے ہیں یا بریلوی لوگ؟

اسی سورۂ لقمان والی آیت زیر بحث کی صرف ایک شق کا معاملہ یہ ہے کہ بعض نادان بچیاں لاعلمی میں ایک شادی کے موقع پر یہ مصرع پڑھ رہی تھیں: ''وفينا نبي يعلم ما في غد'' ہم میں کل کے بارے میں

جاننے والے نبی موجود ہیں۔تو آپ ﷺ نے صاف طور پر ان سے فرمایا کہ تم یہ مت کہو کہ ہمارے نبی عالم الغیب ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی بھی عالم الغیب نہیں ہے، یہ حدیث صحیح سند کے ساتھ سنن ابن ماجہ اور بعض دیگر کتب حدیث میں موجود ہے اور معنوی طور پر یہ حدیث صحیحین اور عام کتب حدیث میں متواتر سندوں کے ساتھ مروی و منقول ہے، جس کی تفصیل آگے آ رہی ہے۔

یہ واضح بات ہے کہ آپ ﷺ نے مذکورہ بالا حدیث کے مطابق اپنے آپ کو عالم الغیب کہنے سے اس زمانہ میں منع کر دیا تھا، جب کہ آپ کو منصب رسالت وعہدہ نبوت پر سرفراز و فائز ہوئے تیرہ سال سے زیادہ زمانہ گزر چکا تھا، اس تیرہ سال سے زیادہ والی مدت نبوت میں آپ ﷺ وحی الٰہی و تعلیم ربانی کی بدولت بہت سارے امور غیب سے واقف و آشنا ہو چکے تھے اور جن بہت سارے امور غیب سے آپ ﷺ اس مدت میں واقف و آشنا وحی الٰہی کی بدولت ہوئے اور اس کے بعد بھی مزید دوسرے امور غیب سے تاحیات واقف ہوتے رہے ان سارے امور غیب کو اہل اسلام متفقہ و اجماعی طور پر بعض امور غیب کے نام سے موسوم کرتے ہیں، حتی کہ فرقہ بریلویہ بھی ان تمام امور غیب کو بعض امور غیب ہی کہتا، مانتا اور لکھتا ہے، جن سے آپ ﷺ اپنی زندگی میں تعلیم الٰہی اور وحی ربانی کے ذریعہ واقف و آشنا ہوئے۔

جب بہت سارے امور غیب سے تعلیم الٰہی کی بدولت واقف ہونے کے باوجود آپ ﷺ نے بحکم الٰہی اپنے کو عالم الغیب کہنے اور ماننے سے یہ کہہ کر روک دیا اور منع کر دیا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی دوسرا حتی کہ میں بذات خود بھی عالم الغیب نہیں اور نہ کوئی دوسرا ہی ہے، تو ظاہر ہے کہ بہت سارے امور غیب سے واقف ہونے کے باوجود اپنے عالم الغیب ہونے کی نفی آپ ﷺ نے یا تو اس لیے کی کہ جن امور غیب سے آپ ﷺ واقف تھے وہ شرعاً و حقیقتاً تعلیم الٰہی کے ذریعہ معلوم ہونے کے سبب معنوی و حقیقی طور پر غیب نہیں رہ گئے، کیونکہ بتصریح اہل علم غیب وہ چیز ہے، جس کا علم و ادراک آدمی کو اپنے حواس سے ہوا ہو، انہیں حقیقتاً و شرعاً امور غیب نہیں کہا جائے گا، البتہ چونکہ وہ تعلیم الٰہی سے پہلے حقیقتاً امور غیب ہی تھے، اس لیے عام رسم و رواج کے مطابق مجازی طور پر انہیں امور غیب بھی کہا جا سکتا ہے، لیکن یہ بالکل ظاہر بات ہے کہ مجازی طور پر غیب قرار پانے والے امور چونکہ حقیقتاً امور غیب نہیں، اس لیے ان کے واقف کار کو عالم الغیب نہیں کہا جا سکتا، لہٰذا شریعت نے وضاحت و صراحت کے ساتھ آپ ﷺ کو اور آپ ﷺ کی امت کو حکم دیا کہ اللہ کے علاوہ کسی کو عالم الغیب اس بنا پر نہ کہو کہ اللہ کے علاوہ کوئی دوسرا عالم الغیب ہے ہی نہیں یا پھر اتنے

سارے امورِ غیب سے واقف ہونے کے باوجود آپ ﷺ کو عالم الغیب ماننے اور کہنے سے شریعت نے یعنی اللہ و رسول نے اس لیے منع کر دیا کہ کل امورِ غیب کے بالمقابل آپ ﷺ کو یا آپ ﷺ کے علاوہ دوسرے نبیوں و رسولوں کو حاصل ہونے والے بعض امورِ غیب نہ ہونے کے برابر بالکل کالعدم ہیں، جیسا کہ حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا کہ ہمارا اور آپ ﷺ کا جملہ مجموعی علم علمِ الٰہی کے بالمقابل سمندر میں گوریا پرندہ کے چونچ مارنے کی مقدار بھر یعنی کالعدم و لاشی محض و ہیچ ہے، ان دونوں وجوہ کا حاصل ایک ہی ہے کہ عالم الغیب ہونا اللہ تعالیٰ کا وصف خاص ہے، اس میں کسی کی شرکت نہیں اور اللہ کے علاوہ دوسروں کو اللہ کے علومِ غیب میں سے جو کچھ وحی الٰہی و تعلیم الٰہی کی بدولت حاصل ہوئے وہ شریعت کی نظر میں کالعدم اور بدرجہ لاشی ہونے کے سبب اس لائق نہیں کہ ان سے واقف کار کو عالم الغیب کہنا شرعاً جائز و مباح ہو۔ کوئی شک نہیں کہ شریعت نے اللہ کے علاوہ کسی کو عالم الغیب کہنے سے ممانعت کر کے ظاہر کر دیا کہ اللہ کے علاوہ کسی کو عالم الغیب ماننا جائز و مباح تک نہیں، چہ جائیکہ غیر اللہ کو عالم الغیب قرار دینے کا عقیدہ شریعت میں داخل و شامل کر لیا جائے!

اللہ تعالیٰ کے بہت سے اوصاف کی تعبیر ایسے الفاظ کے ساتھ کی گئی ہے، جن کے استعمال کی اجازت شریعت میں غیر اللہ کے لیے جائز بتلائی گئی ہے، مثلاً قرآن مجید نے کہا ہے:

﴿ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ﴾ [الأنبياء: ٣٠]

یعنی کہ ہر جاندار چیز کو قرآن مجید نے "حي" کہا ہے، جبکہ یہ لفظ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے ایک اسم بھی ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ کے وصفی ناموں میں سے سمیع، بصیر، رؤوف، رحیم، کریم، عزیز، جبار، متکبر اور اس طرح کے بہت سارے نام پائے جاتے ہیں، جن کا اطلاق اللہ کے علاوہ دوسروں پر بھی ہوتا ہے، مگر لفظ عالم الغیب وہ لفظ ہے جسے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کے لیے استعمال کرنے کی اجازت شریعت اور اللہ و رسول نے نہیں دی ہے، جیسا کہ مذکورہ بالا تفصیل سے واضح و آشکار ہے۔

غیب کی لغوی و شرعی تعریف:

اسلامی شریعت میں "غیب" کا لفظ وسیع معنی و مفہوم رکھتا ہے اور اپنی وسعت معنی کے اعتبار سے شرعی طور پر یہ لفظ بہت ساری باتوں اور چیزوں کے لیے بولا جاتا ہے، کتب لغت و کتب تفسیر میں اس کے کئی شرعی معانی بتلائے گئے ہیں، اس لفظ کا اطلاق اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی پر بھی ہوتا ہے اور ہمارے اعتبار سے اس

لفظ کا اطلاق تمام کے تمام انبیائے کرام و مرسلین عظام علیہم السلام اور ان کی لائی ہوئی کتابوں و شریعتوں پر بھی ہوتا ہے، کیونکہ ہم نے اپنی آنکھوں سے نہ ان نبیوں و رسولوں کو دیکھا ہے، نہ ان پر کتابوں و شریعتوں کے نزول کا مشاہدہ و معاینہ کیا ہے، لہٰذا اس اعتبار سے سارے انبیاء ہمارے لیے غیب کی چیزیں ہیں، اسی وجہ سے اس لفظ کا اطلاق شرعاً اللہ تعالیٰ کی تمام کتابوں بشمول قرآن مجید پر بھی ہوتا ہے، قضا و قدر، قیامت، علاماتِ قیامت، حشر و نشر، قبر کا عذاب و ثواب اور برزخی زندگی اور اس قسم کے جملہ امور پر بھی شرعاً لفظ غیب کا اطلاق ہوتا ہے، اس کی تفصیل عام کتب تفسیر خصوصاً تفسیر قرطبی (۱/ ۱۶۳، ۱۶۴، طبع ثالث مطبع دار الکتب مصریہ ۱۹۶۷ء) میں ملے گی۔

لغوی اعتبار سے غیب اس چیز کو کہتے ہیں جو حواس انسانی کے ادراک سے غائب و خارج ہو، مذکورہ بالا سارے شرعی معانی میں غیب کا یہ لغوی معنی پایا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ پر غیب کا اطلاق اس لیے ہوتا ہے کہ وہ انسانی حواس کے ادراک سے غائب ہے اور اسے کوئی دیکھ نہیں سکتا، مخلوقات میں سے کوئی مخلوق حتی کہ کوئی نبی و رسول بھی اسے دیکھ نہیں سکا، اگرچہ بعض لوگوں کا دعویٰ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور محمد خاتم النبیین و رحمۃ للعالمین و سید المرسلین ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے، اول الذکر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں دعویٰ مذکورہ کرنے والے کچھ ہی لوگ ہیں، مگر خاتم النبیین ﷺ کے لیے دعوی مذکورہ کرنے والے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بالمقابل کچھ لوگ زیادہ ہیں، لیکن نصوص شرعیہ اور تصریحات کتاب و سنت کے خلاف ہونے کے سبب یہ دعویٰ بقول ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا مکذوبہ ہے، اس موضوع پر آگے چل کر کسی قدر تفصیل سے بحث کی گئی ہے، البتہ یہاں اجمالی طور پر معلوم رہنا چاہیے کہ ہمارے نبی محمد ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو دنیاوی زندگی میں نہیں دیکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ذات پر لفظ غیب کا اطلاق ہمارے نزدیک از روئے تحقیق صحیح ہے، اگرچہ امام ابوبکر محمد بن عبداللہ ابن العربی (مولود ۴۶۸ھ و متوفی ۵۴۳ھ) نے اس کو غیر قوی کہا ہے اور کہا ہے کہ وجود الٰہی کا ادراک چونکہ نظر صحیح کے ذریعہ یعنی صحیح طور پر غور و فکر کے ذریعہ کیا جا سکتا ہے، اس لیے وہ حقیقتاً غیب کہلانے کے لائق نہیں۔ [1] مگر اس سلسلے میں بہت کچھ کہا جا سکتا ہے اور ہمارے نزدیک اللہ تعالیٰ پر لفظ غیب کا اطلاق از روئے شرع و لغت صحیح و درست ہے، یہاں ہم اس موضوع پر تفصیلی بحث میں نہیں پڑنا چاہتے۔

[1] أحكام القرآن لابن العربي (١/ ٨)

مشہور صحابی حضرت ابوسفیان بن حارث کا ایک شعر ہے۔

وبالغیب آمنا وقد کان قومنا　　　یصلون للأوثان قبل محمد [1]

یعنی ہم غیب پر ایمان لائے ہیں، جب کہ بعثت محمدی سے پہلے ہماری قوم والے لوگ بتوں کے لیے نماز پڑھتے تھے، مرادان کی عبادت کرتے تھے۔

صحابی کے اس شعر کا ظاہر مطلب ہے کہ غیب سے موصوف کی مراد اللہ تعالیٰ ہے، جو اہل ایمان دیدار نبوی سے مشرف ہوئے بغیر آپ ﷺ کی نبوت ورسالت پر ایمان رکھتے ہیں، ان کے اعتبار سے آپ ﷺ بھی غیب ہیں، اس معنی ومفہوم کی متعدد احادیث مرفوعہ وموقوفہ حافظ سیوطی نے تفسیر درمنثور (۱/ ۶۵ تا ۶۸) میں نقل کر رکھی ہیں۔ مشہور ومعروف صحابی حضرت عبداللہ بن مسعود نے قرآن مجید کو غیب کہا ہے اور ابن مسعود کے کئی تلامذہ نے بھی یہی بات کہی ہے اور قرآنی آیت ﴿وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ﴾ وفي قراءة "بِظَنِينٍ" [التکویر: ۲۴] میں عام مفسرین نے واقع شدہ لفظ "غیب" سے مراد قرآن مجید بتلایا ہے۔ [2]

یہ معلوم ہے کہ جب اللہ ورسول اور قرآن پر لفظ غیب کا اطلاق ہوا ہے اور ان کے وجود و برحق ہونے اور صادق ہونے کا ہم اس پندرہویں صدی ہجری میں بھی علم یقین رکھتے ہیں اور قرآن مجید کی تلاوت کرتے نیز اسے حفظ کر کے اس کے اندر پائے جانے والے علوم سے واقفیت حاصل کر لیتے ہیں اور بریلوی بحرالعلوم نے کہہ رکھا ہے:

جمیع العلم في القرآن لکن　　　تقاصر عنه أفهام الرجال

یعنی قرآن مجید میں جمیع علوم موجود ہیں، لیکن سب کے ادراک سے لوگوں کی سمجھ قاصر ہے۔

(الشاہد جدید ایڈیشن، ص:۲۲)

یہ معلوم ہے کہ قرآن مجید اور اس سے متعلق تمام ضروریات دینی والی باتیں نیز شریعت کے جملہ علوم کی تعلیم ہمارے رسول اللہ ﷺ اپنی امت کو دے کر گئے ہیں، اس اعتبار سے آپ ﷺ کی امت آپ کے علوم سے واقف ہے اور فرقہ بریلویہ اپنے دعویٰ کے مطابق ہمارے رسول کے لیے بعض علوم غیب ہی کا قائل ہے، جس کی بنیاد پر یہ فرقہ آپ ﷺ کو اور تمام انبیاء ومرسلین علیہم السلام اور اولیاء اللہ کو عالم الغیب کہتا ہے، پھر جب آپ ﷺ کی امت کے افراد بھی آپ ﷺ کے ذریعہ آپ ﷺ کے علوم سے بہرہ ور ہیں، تو بریلوی

[1] تفسیر در منثور (۱/ ٦٤) و عام کتب تفسیر.

[2] تفسیر در منثور (۸/ ٤٣٥، ٤٣٦) و عام کتب تفسیر.

قاعدہ و اصول سے آپ ﷺ کے امت کے افراد بھی عالم الغیب لازمی و التزامی طور پر قرار پانے کے لائق ہیں، مگر ناظرین کرام بریلوی بحر العلوم سے لے کر تمام زعمائے بریلویت سے معلوم کر کے دیکھ لیں وہ اپنے اصول سے لازم آنے والی بات کے مطابق تمام افرادِ امت حتیٰ کہ بریلویوں کے مرکزی دارالعلوم جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے چپراسیوں سے لے کر شیخ الحدیث و شیخ التفسیر و شیخ الجامعہ میں سے کسی کو عالم الغیب نہیں مانتے، نہ اس کا عقیدہ رکھتے ہیں۔

اس دوغلی، دورخی اور دوہری پالیسی کی کوئی بھی معقول وجہ بریلوی فرقہ کے پاس نہیں ہے، پھر وہ یہ تسلیم کیوں نہیں کرتا کہ بعض علوم غیب سے اِعلام الٰہی و وحی ربانی کی بدولت واقف ہونے سے آپ ﷺ کو اسی طرح عالم الغیب کہنا صحیح نہیں جس طرح دوسرے افراد امت کو، جبکہ شریعت نے تاکید سے آپ ﷺ کو عالم الغیب کہنے سے منع کیا ہے، آخر ذاتی اور عطائی علم غیب کی اصطلاح ایجاد کر کے بریلوی لوگ یہی نہ کہتے ہیں کہ ہمارے رسول سمیت تمام انبیائے مرسلین علیہم السلام عطائی طور پر بعض علوم غیب سے واقف ہونے کی بنا پر عالم الغیب تھے، تو پھر عطائی طور پر اس طرح کے بعض علوم غیب سے افراد امت بھی واقف ہونے کی بنا پر کیوں عالم الغیب نہیں ہیں؟ فرق اگر ہوسکتا ہے تو بعض علوم غیب کی واقفیت میں کثرت و قلت کا۔ ہمارے رسول ﷺ کا بعض علوم غیب بہر حال باعتراف فرقہ بریلویہ دوسرے انبیاء و مرسلین علیہم السلام سے زیادہ اور تمام انبیاء و مرسلین علیہم السلام کا بعض علوم غیب آپ ﷺ کے بالمقابل کمتر ہے، پھر بھی ہر نبی و رسول فرقہ بریلویہ کے نزدیک حتیٰ کہ غیر نبی اولیاء بھی عالم الغیب ہیں، دریں صورت بریلوی بحر العلوم اور ان جیسے بریلوی لوگ اپنے کو بھی کیوں عالم الغیب نہیں کہتے؟

حقیقت یہ ہے کہ غیب لغوی و شرعی اعتبار سے حقیقتاً صرف اس وقت تک غیب رہتا ہے، جب تک وہ کسی ذریعہ سے نبی و رسول اور امتی لوگوں کو بتلا نہ دیا جائے، لیکن جب اسے بذریعہ وحی الٰہی بواسطۂ حامل وحی نبی و رسول کو اور نبی و رسول کے واسطہ سے امتی لوگوں کو بتلا دیا گیا تو وہ حقیقی اور معنوی طور پر غیب نہیں رہ گیا، کیوں کہ غیب اسے کہا جاتا ہے جس کا علم و ادراک انسانی حواس نہ کرسکیں، لیکن وحی کے ذریعہ بالواسطہ یا بلا واسطہ بتلا دینے کی صورت میں اس کا ادراک و علم حواس انسانی بآسانی کر سکتے ہیں، پھر اس طرح کا غیب حقیقی و معنوی کہاں رہ گیا، اگر بتلا دینے اور ادراک کرا دینے کے بعد بھی اس پر لفظ غیب کا اطلاق ہوا ہے، تو حقیقی

معنی میں نہیں، بلکہ مجازی معنی میں ہے، جس طرح ایک مملوک غلام جو عرصہ تک کسی کا مملوک غلام رہا، پھر آزاد کر دیا گیا، تو وہ غلام مملوک حقیقت میں آزاد ہونے کے بعد مملوک غلام نہیں رہ گیا، مگر اسے بھی بعض اوقات مجازاً مملوک غلام کہہ دیا جاتا ہے، اسی طرح ہمارے رسول محمد ﷺ بالغ ہونے سے پہلے حقیقی معنی میں یتیم تھے، لیکن بالغ ہونے کے بعد یتیم نہیں رہ گئے، پھر بھی آپ ﷺ کو آج بھی لوگ مجازاً یتیم اس لیے کہہ دیا کرتے ہیں کہ کسی زمانہ میں آپ واقعتاً اور حقیقتاً یتیم تھے، صرف ان دونوں مثالوں سے اس معاملہ کو بہت آسانی کے ساتھ سمجھا جا سکتا ہے، اس لیے اس سلسلے میں مزید تفصیل نظر انداز کی جا رہی ہے۔

پورا قرآن مجید بذریعہ وحی آپ ﷺ پر نازل ہونے سے پہلے حقیقتاً اور واقعتاً غیب تھا، مگر وحی الٰہی و اعلام ربانی کے ذریعہ جب اسے آپ ﷺ نے اور آپ ﷺ کے توسط سے آپ ﷺ کی امت نے جان لیا تو وہ حقیقی معنی میں غیب نہیں رہ گیا، اس پر اگر وحی و اعلام کے بعد بھی لفظ غیب کا اطلاق ہوا ہے، جیسا کہ قرآنی آیت ﴿وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ﴾ کا مفاد ہے، تو اس پر لفظ غیب کا قرآنی اطلاق حقیقتاً اور واقعتاً نہیں بلکہ مجازاً ہے، قرآن مجید نے حضرت یوسف علیہ السلام کے دو قیدی ساتھیوں میں سے ایک کے خواب کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ اس نے حضرت یوسف علیہ السلام سے عرض کیا:

﴿ إِنِّيْٓ أَرٰىنِيْٓ أَعْصِرُ خَمْرًا ﴾ [یوسف: ٣٦] میں خواب میں اپنے آپ کو دیکھتا ہوں کہ شراب نچوڑ رہا ہوں۔

حالانکہ خواب یا غیر خواب میں کوئی آدمی انگور سے شراب نہیں نچوڑتا، بلکہ شیرۂ انگور اور عرق انگور نچوڑتا ہے، مگر چونکہ وہ نچوڑا جانے والا عرق انگور آگے چل کر شراب ہو جاتا ہے، اس لیے مجازاً کہہ دیا جاتا ہے کہ شراب نچوڑی گئی۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے خواب میں دس ستاروں اور سورج و چاند کو اپنے لیے سجدہ کرتے دیکھا تھا، مگر یہ سب کو معلوم ہے کہ ان پر سورج، چاند اور ستاروں کا اطلاق مجاز ہی مجاز ہے، اسی طرح جو بعض علوم غیب وحی ربانی و اعلام الٰہی کے ذریعہ ہمارے رسول محمد ﷺ سمیت سبھی انبیاء و مرسلین علیہم السلام کو بتلا دیے گئے، وہ اگرچہ از روئے حقیقت حقیقی و معنوی طور پر واقعتاً بتلائے جانے سے پہلے غیب تھے، مگر بتلا دینے کے بعد وہ حقیقتاً غیب نہیں رہ گئے اور ان پر لفظ غیب کا اطلاق محض مجازاً ہوا ہے، لہٰذا ان بعض امور غیب سے وحی الٰہی کے ذریعہ ہمارے رسول اور تمام انبیاء و مرسلین علیہم السلام عالم الغیب ہو گئے۔

زیر نظر بحث و مسئلہ کو اچھی طرح سمجھنے کے لیے ہمارے مذکورہ بالا گزارشات کو پیش نظر رکھا جائے تو اصل معاملہ بہت آسانی سے سمجھ میں آجائے گا۔ فرقہ بریلویہ نے بعض علم غیب عطائی و ذاتی کی خود ساختہ اصطلاح کی تولید و تخلیق و ایجاد کر کے ہمارے رسول اور جمیع انبیاء و مرسلین اور اولیاء کو عطائی عالم الغیب کہا، مگر عام طور سے یہ لوگ عطائی کا لفظ حذف کر کے اس مبالغہ و غلو کے ساتھ آپ کو عالم الغیب کہتے ہیں، نیز دوسرے اوصاف میں بھی اسی طرح کی مبالغہ آرائی کرتے ہیں کہ پناہ بخدا!

علم غیب ذاتی و عطائی کی خود ساختہ اصطلاح ایجاد کر کے فرقہ بریلویہ نے بزعم خویش بہت بڑی ذہانت و ذکاوت و عقلمندی و دانش مندی کا ثبوت دیا اور بخیال خویش اس طرح اپنے کو بہت سارے اعتراضات و معارضات و اشکالات و پیچیدگیوں سے بچالیا، مگر سوال یہ ہے کہ جب غیب کے لغوی معنی ہیں کہ وہ چیز جس کا ادراک و علم حواس انسانی کے اختیار میں نہ ہو اور وہ حواس انسانی کی گرفت سے غائب ہو تو جس چیز کا ادراک و علم حواس انسانی سے غائب نہیں رہ گیا، بلکہ جس کا معلوم کر لینا اور جان لینا انسانی حواس کے اختیار میں آگیا اسے غیب ہونے کا وصف حاصل کہاں رہ گیا؟

بریلوی لوگ جب کہتے ہیں کہ ہم اس بات کے قائل و معتقد ہیں کہ بعض علوم غیب کا علم باعلام الٰہی و بوحی ربانی حامل وحی، معلم الانبیاء والمرسلین روح الامین حضرت جبرئیل علیہ السلام کی تعلیم کے ذریعہ ہمارے نبی سمیت تمام انبیاء و مرسلین علیہم السلام کو حاصل ہوا، تو جو بعض علوم غیب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور جمیع انبیاء و مرسلین کو منجانب اللہ بواسطہ جبرئیل امین کے بتلانے سے حاصل و معلوم ہوئے، وہ بعض علوم غیب بعض علوم غیب کیسے رہ گئے؟ اگر کہا جائے کہ بوحی الٰہی انبیاء و مرسلین علیہم السلام کو بتلانے کے بعد بھی ان پر لفظ غیب کا اطلاق نصوص شرعیہ میں ہوا ہے، تو اس کی توجیہہ ہم کر چکے ہیں کہ شرعی و لغوی اعتبار سے ان پر حقیقتاً اور واقعتاً اس لفظ کا اطلاق نہیں ہوا ہے، بلکہ مجازاً اس لحاظ و اعتبار سے ہوا ہے کہ وہ بتلائے جانے سے پہلے فی الواقع اور حقیقتاً ایک زمانہ میں غیب رہ چکے تھے، بس اسی لحاظ اور اعتبار سے انہیں غیب کہا گیا ہے، پھر نصوص شرعیہ میں صریح اور واضح طور پر ان مجازی امور غیب کا علم دے چکنے کے باوجود پوری صراحت اور وضاحت و تاکید کے ساتھ کہہ دیا گیا کہ کوئی آدمی غیر اللہ میں سے کسی بھی نبی و رسول و ولی و مومن و فرشتہ و جن اور کسی بھی مخلوق کو عالم الغیب یا غیب داں، حاضر و ناظر نہ کہے۔

ان فرامین الٰہیہ اور قوانین شرعیہ اور تصریحات نبویہ کے باوجود اگر کوئی آدمی ان کے خلاف غیر اللہ میں سے کسی کو عالم الغیب کہتا ہے تو ظاہر ہے کہ وہ فرامین الٰہیہ وقوانین شرعیہ اور تصریحات نبویہ کی مخالفت کرتا اور اللہ و رسول کی تعلیمات کی خلاف ورزی کرتا اور شریعت اسلامیہ کے خلاف راہ بغاوت و انحراف اختیار کرتا ہے، اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ عالم الغیب ہونا اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت ہے اور اللہ تعالیٰ کا اپنی ذات گرامی کی طرح صفات میں بھی منفرد و یکتا اور وحدہ لا شریک لہ ہونا مسلم و معروف معاملہ ہے، اس لیے غیر اللہ میں سے کسی کو کوئی شخص اگر عالم الغیب کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے اس وصف میں شرک اور کفر کا مرتکب ہوتا ہے۔

ہر مومن و مسلم پر لازم ہے کہ جب وہ کلمہ توحید کی شہادت دیتا اور ایمان رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات میں کسی کو شریک کرنا شرک ہے تو وہ اپنے آپ کو کسی بھی ایسے نظریہ وعقیدہ وموقف وخیال وظن و رائے وقیاس سے دور ومحفوظ رکھے جس سے لازم آئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ذات یا صفات میں سے کسی صفت میں شرک وکفر اور غیر اسلامی نظریہ وعقیدہ اور خیال وظن ورائے کا مرتکب ہو رہا ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں دین کے اندر غلو سے پرہیز کرنے کا حکم دیا ہے اور اللہ کے رسول نے بڑی تاکید کے ساتھ دین میں غلو سے منع کیا اور روکا ہے، مومن تو نصوص شرعیہ کی قائم کردہ حدود و قیود کا پابند ہے، وہ شتر بے مہار کی طرح بے لگام نہیں کہ نصوص شرعیہ اور حدود الٰہیہ کے قوانین اسلامیہ کا پاس ولحاظ رکھے بغیر ظن وقیاس کی بنیاد پر عقائد و نظریات کی ایجاد وتخلیق وتولید کرے اور اس کے پرچار اور نشر واشاعت کے لیے اللہ کے دیے ہوئے وسائل و ذرائع کا استعمال کرے اور اس طرح کے خود ساختہ عقائد ونظریات پر نکیر کرنے والوں کے خلاف منصوبہ بند سازش کے ذریعہ جارحیت اختیار کرے اور تقریری وتحریری طور پر نکیر کرنے والوں کو نشانہ سب وشتم بنائے اور اس طرح اسلامی شریعت کے خلاف محاذ بنا لے۔

ہمارے رسول کے عالم الغیب نہ ہونے پر چوتھی نص قاطع:

بریلوی بحر العلوم مفتی اعظم عبدالمنان اعظمی نے کہا:

''علامہ ملا علی قاری مرقاۃ شرح مشکوۃ میں، امام قرطبی شرح صحیح مسلم میں، علامہ عینی اور امام احمد قسطلانی نے شرح بخاری میں اس حدیث (یعنی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مفاتیح غیب کا غیب اللہ کے علاوہ کسی کو نہیں اور مفاتیح غیب وہ پانچ چیزیں ہیں، جن کا ذکر سورۂ لقمان کی

آخری آیت میں ہے کہ قیامت، نزول باراں، بچہ دانیوں کی اندرونی چیزیں، آئندہ ہونے والی باتوں، ہر آدمی کی جائے وفات کا علم اللہ کے علاوہ کسی کو نہیں ہے) کی شرح میں فرمایا ہے:

”لا مطمع لأحد في علم هذه الأشياء بهذا الحديث، فمن ادعى شيئا منها غير مستند إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فدعواه كاذب.“

”کسی ایک کو بھی ان چیزوں کے علم کی طمع نہ ہو، جس کسی نے ان میں سے کسی کے علم کا دعوی بغیر حضور کی طرف نسبت کیے کیا اس کا دعویٰ باطل ہے۔“ (الشاہد جدید ایڈیشن: ۱۰۷و۱۷۶، ۱۷۷)

بریلوی بحر العلوم کی عبارت مذکورہ میں قرآنی آیت میں واقع لفظ ”مفاتیح غیب“ کا ذکر آیا ہے اور اس آیت کی توضیح معنی کرتے ہوئے ہمارے رسول ﷺ نے فرمایا ہے کہ مفاتیح غیب سے مراد وہ پانچ علوم غیب ہیں، جن کا ذکر دوسری قرآنی آیت سورہ لقمان کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے کر رکھا ہے، بریلوی بحر العلوم کی تحریر مذکورہ بالا میں اسی حدیث نبوی کا ذکر ہے جس میں سورۂ لقمان میں مذکور شدہ پانچوں علوم غیب کا تذکرہ ہے اور انہیں آپ ﷺ نے مفاتیح غیب قرار دیا ہے، اگر بریلوی بحر العلوم اور ان کی جماعت و پارٹی کے اہل علم کہلانے والے لوگ اپنی بیان کردہ مذکورہ بالا تحریر کا معنی و مطلب سمجھتے ہیں تو وہ بتلائیں کہ جب پانچوں مفاتیح غیب میں سے کسی چیز کے علم کا دعویٰ رسول اللہ ﷺ سے مروی شدہ معتبر و مستند حدیث کے بغیر اور اسے آپ ﷺ کی طرف منسوب کیے بغیر کرنے والا بتصریح ائمہ اسلام جھوٹا دعویٰ کنندہ ہے تو آپ ﷺ سے مروی شدہ معتبر و مستند حدیث یا قرآنی آیت کے بغیر اور اس حدیث کو آپ ﷺ کی طرف بسند صحیح منسوب کیے بغیر اور اس معنی کی کسی آیت کو اللہ کی کتاب سے نقل کیے بغیر بریلوی فرقہ عرف قبوری گروہ کا یہ دعویٰ کہ رسول اللہ ﷺ سمیت جمیع انبیاء و مرسلین علیہم السلام اور اولیاء اللہ عالم الغیب تھے، غیب داں تھے، غیب کا علم رکھتے تھے۔ سچا ہے یا جھوٹا؟ کیونکہ ہم قرآن کریم کی وہ آیت کریمہ نقل کر آئے ہیں، جس کا مضمون یہ ہے کہ اللہ و رسول کا متفقہ یہ اعلان و بیان ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ عالم الغیب، غیب داں، غیب جاننے والے، غیب کا علم رکھنے والے نہیں ہیں۔

اللہ و رسول کے اس متفق علیہ بیان و اعلان کے برخلاف بریلوی بحر العلوم اور ان کی جماعت کے اہل علم کہلانے والے لوگوں کا یہ دعویٰ کہ رسول ﷺ عالم الغیب ہیں، آپ کی طرف معتبر و مستند سند و طریق سے منسوب شدہ کسی حدیث یا اللہ کی طرف منسوب شدہ کسی آیت سے ماخوذ و مقبول نہیں ہے، بریلوی فرقہ والوں

نے کس دلیل وثبوت کی بنیاد پر اللہ ورسول کی طرف منسوب کر کے یا منسوب نہ کر کے اپنا دعویٰ کر رکھا ہے؟

ابھی ہم نے مذکورہ بالا آیت ہی کے ذکر پر اکتفا کیا ہے، جس کا حاصل معنی یہ ہے کہ اللہ و رسول نے متفقہ طور پر یہ اعلان کر رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے آخری رسول رحمۃ للعالمین و خاتم النبیین وسید المرسلین جناب محمد رسول اللہ ﷺ عالم الغیب اور حاضر و ناظر نہیں ہیں، حالانکہ اس معنی و مفہوم کی آیات کریمات ایک سو سے بھی متجاوز ہیں، جن میں سے کچھ آیتوں کو ہم موقع ومحل کی مناسبت سے آگے چل کر اس کتاب میں ذکر کرتے رہیں گے، اور ایک واضح حقیقت ہے کہ ایک سو سے زیادہ ان آیات کریمات کی تفسیر وتوضیح وتشریح و تبیین کے سلسلے میں ہمارے رسول ﷺ کی زبان فیض ترجمان سے صادر ہونے والی احادیث شریفہ کی تعداد ہزاروں میں ہے، اور ان آیات و احادیث نبویہ کی موافقت کرتے ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جو بیانات دیے ہیں اور معنوی طور پر وہ بیاناتِ صحابہ مرفوع حدیث یعنی احادیث نبویہ کے حکم و درجہ میں ہیں، نیز ان آیات و احادیث نبویہ و آثار صحابہ کے مطابق ان کی تفسیر وتوضیح معانی کے سلسلے میں صحابہ کرام کے بعد والے اسلاف کرام تابعین و اتباع تابعین اور ان کے بعد والے سلف امت کی طرف سے صادر ہونے والے ہزار ہا اقوال وفرامین اسلامی کتب خانوں میں محفوظ و مدون ہیں اور ان ساری آیات و احادیث نبویہ و آثار صحابہ و تابعین و اقوال اسلاف امت کے بالکل برخلاف و برعکس صرف ایک سو سال پہلے پیدا کیے جانے والے بریلوی مذہب ورضا خانی دین کے متبعین وعقیدت مند لوگ دوسرا موقف وعقیدہ رکھتے اور بہر قیمت اپنے اس نو ایجاد واختراعی وخود ساختہ و خانہ ساز موقف وعقیدہ کی حمایت کرتے اور دعویٰ کرتے ہیں کہ اللہ و رسول قرآن و حدیث اور اسلاف امت بھی اسی موقف پر کاربند اور اسی عقیدہ کے معتقد ہیں۔

أعوذ باللّٰه من همزات الشياطين وأعوذ باللّٰه أن يحضرون وأعوذ باللّٰه من نفخات الشياطين ونفثاتهم آمين يا رب العالمين۔

بریلوی بحر العلوم کی تعلیم خود اپنی تکذیب وتغلیط:

یہ بات اہل علم و دانش کے لیے بہت بڑا عجوبہ ہے کہ بریلوی بحر العلوم کی تحریروں میں واضح طور پر مذکور ہے کہ سورۂ لقمان کے آخر میں مذکور شدہ پانچ علوم غیب کو ہمارے رسول ﷺ نے ''مفاتیح غیب'' قرار دیا ہے، جن کا ذکر سورۃ الانعام کی پچاسویں آیت میں ہے، اس کے باوجود بریلوی بحر العلوم اپنی بقلم خود لکھی ہوئی تحریروں اور نقل کردہ احادیث نبویہ و فرامین مصطفویہ کی نعوذ باللہ خاک بدہن گستاخ تکذیب وتردید و

تغلیط وتوہین وتحقیر کرتے ہوئے اپنی معروف بریلوی جسارت وجرأت اور دیدہ دری سے کام لے کر فرماتے ہیں کہ سورۂ لقمان والی آیت مذکورہ میں جن پانچ ''مفاتیح علم غیب'' کا ذکر ہے، ان کے بارے میں رئیس کا یہ کہنا کہ ان کا علم رسول اللہ ﷺ کو بھی نہیں تھا، صریح طور پر جھوٹ ہے، کیونکہ سورۂ لقمان والی آیت مذکورہ میں موجود پانچ فقروں میں سے کسی میں یہ صراحت نہیں کہ ان پانچوں باتوں کا علم رسول اللہ ﷺ کو نہیں تھا، اس لیے رئیس کا یہ کہنا جھوٹ ہے۔'' (الشاہد جدید ایڈیشن، ص: ۱۵۴ کا ماحصل)

حالانکہ سورۂ لقمان وسورۂ انعام والی دونوں آیتوں اور ان کی تفسیر میں منقول شدہ احادیث نبویہ سے واضح طور پر مستفاد ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ لقمان والے اپنے بیان میں اس بات کی صراحت و وضاحت کر رکھی ہے کہ ان پانچوں علوم غیب کی خبر ہمارے رسول اللہ ﷺ کو بھی نہیں تھی، بریلوی بحر العلوم کا یہ بیان بذات خود اپنی تکذیب خود کرے اور اپنی مختلف تحریروں سے اپنا کذاب و دروغ گو و لاف زن ہونا ظاہر کر دے تو اس کی تکذیب کے لیے پھر دوسرے دلائل کی ضرورت نہیں رہ جاتی اور قرآن مجید کی صراحت ہے:

﴿اِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ﴾

[النحل: ۱۰۵]

یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ صرف وہی لوگ افترا پردازی کیا کرتے ہیں جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں رکھتے اور وہ افترا پرداز لوگ جھوٹے ہیں۔

کسی ایسے آدمی کے حاشیہ خیال میں بھی یہ بات نہیں آسکتی ہوگی جو فرقہ بریلویہ کے بحر العلوم اور ان جیسے لوگوں کے بلند بانگ دعوی ایمان و اسلام و دعوی حب الٰہی و حب نبوی بہت زور دشور سے کر کے پروپیگنڈہ کرتے پھرتے ہوں کہ ہم اللہ و رسول کی باتیں شریعت کی باتیں مانتے اور سچ بولنے کا التزام کرتے ہیں۔ اتنی کثرت سے نصوص شرعیہ کی تکذیب و خانہ ساز اکاذیب کی ترویج متعارض و متضاد و مضطرب باتوں کی اشاعت جو لوگ خدمت علم و دین کے نام سے کرتے ہوں اور اس طرح کا دام تزویر لوگوں کو پھنسانے کے لیے استعمال کرتے ہوں، ان کے دام تزویر میں پھنس کر بریلویت کے نشہ میں بدمست و مدہوش ہو کر بریلوی عوام اس کا ادراک واحساس وشعور نہ رکھ سکیں کہ اکاذیب وتلبیسات سے بنائی ہوئی قبوری شریعت کے حامیوں کی باتیں باہم ایک دوسرے کی تکذیب وتردید وتغلیط کر رہی ہیں اور ان کی تحریریں خود ان کے کذاب و فنکار و تلبیس کار ہونے پر شاہد عادل ہیں، ان کے بارے میں ہم بھلا کس طرح کی باتیں پیش کریں تو کام بنے؟!

ہمارے رسول ﷺ کے عالم الغیب نہ ہونے پر پانچویں نص قاطع:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ وَمَا هِيَ إِلَّا ذِكْرَىٰ لِلْبَشَرِ ﴾ [المدثر: ۳۱]

یعنی اے ہمارے رسول! آپ (ﷺ) کے رب کے لشکروں اور فوجوں کو آپ کے رب کے علاوہ کوئی بھی نہیں جانتا اور تذکرہ جہنم انسانوں کے لیے موعظت اور نصیحت و یاد دہانی کی چیز ہے۔

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں بھی صراحت کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی فوج درفوج تمام مخلوقات کا علم اللہ کے علاوہ کسی دوسرے کو نہیں ہے، اس سے بھی ہمارے رسول کے عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہونے کے عقیدہ باطلہ کا ابطال ہوتا ہے، نیز اس فرمان الٰہی میں صراحت کر دی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کلام سے عبرت پذیر اور موعظت گیر نہ ہونے والوں اور اس کی تصریحات اور آیات پر ایمان و اعتقاد نہ رکھنے والوں کے لیے جہنم جیسا برا ٹھکانہ تیار کیا گیا ہے، اگر اس خوفناک تنبیہ الٰہی اور توعید ربانی کے باوجود غیر اللہ کے عالم الغیب و حاضر و ناظر ہونے کے عقیدہ باطلہ و نظریہ فاسدہ کو کوئی آدمی یا فرقہ اپنا دین و ایمان قرار دے لیتا ہے، تو اس کے بد بخت و محروم القسمت ہونے میں کیا شک ہے؟ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو حق کی طرف رجوع کی توفیق دے۔ آمین

ہمارے رسول ﷺ کے عالم الغیب نہ ہونے پر چھٹی نص قاطع:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَيَقُولُونَ لَوْلَا أُنزِلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِّن رَّبِّهِ فَقُلْ إِنَّمَا الْغَيْبُ لِلَّهِ فَانتَظِرُوا إِنِّي مَعَكُم مِّنَ الْمُنتَظِرِينَ ﴾ [یونس: ۲۰]

یعنی یہ کفار و مشرکین کہتے ہیں کہ اس مدعی نبوت رسول پر اس کے رب کی طرف سے اس کی صداقت پر کوئی معجزہ کیوں نہیں ظاہر ہوتا؟ تو اے ہمارے رسول ﷺ! آپ کہہ دیجیے کہ غیب کا علم صرف اللہ کو معلوم ہے، پس تم لوگ فیصلہ خداوندی کے منتظر رہو، میں بھی تمہارے ساتھ اس کا انتظار کرنے والوں میں سے رہوں گا۔

اس فرمان الٰہی میں بھی نہایت صراحت سے کلمہ حصر کے ساتھ علم غیب کا جاننا صرف اللہ تعالیٰ کی ذات پر منحصر قرار دیا گیا ہے، جس کا لازمی مطلب ہے کہ ہمارے رسول سمیت کوئی بھی نبی و رسول و ولی عالم الغیب

نہیں ہے، اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تہدید کی ہے کہ ہمارے رسولوں کی اس تصریح سے انحراف کرنے والوں کا انجام ونتیجہ بھیانک ہوگا، اگر اس تہدید الٰہی اور تصریح ربانی کے باوجود بھی فرقہ بریلویہ غیر اللہ کو عالم الغیب اور حاضر و ناظر کہتا ہے، تو کوئی شک نہیں کہ اس کے لیے بڑی بدقسمتی و بدنصیبی کی بات ہے۔

ہمارے رسول ﷺ کے عالم الغیب نہ ہونے پر ساتویں نص قاطع:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اَلَمْ یَاْتِکُمْ نَبَؤُا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّ عَادٍ وَّ ثَمُوْدَ وَ الَّذِیْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لَا یَعْلَمُهُمْ اِلَّا اللّٰهُ﴾ [ابراهیم: ۹]

یعنی اے لوگو! کیا تمہارے پاس تم سے پہلی قوموں قوم نوح و عاد و ثمود اور ان کے بعد والی اقوام کی خبریں نہیں آئیں، جن کو اللہ کے سوا کوئی دوسرا نہیں جانتا ہے؟

قرآن مجید کی اس آیت میں بھی پوری صراحت کے ساتھ کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی بھی، خواہ رسول و نبی ہو یا ولی و غیر ولی ہو، عالم الغیب اور حاضر و ناظر نہیں ہے۔

یہ معلوم ہے کہ ہماری ذکر کردہ احادیث مذکورہ سمیت پورے قرآن کو منجانب اللہ پاکر ہمارے رسول ﷺ ہم سارے لوگوں کے پاس آئے، اور ہم نے سورۂ ابراہیم والی جس آیت کا ذکر ساتویں نص قاطع کے طور پر کیا ہے، اس میں ہمارے ذکر کردہ الفاظ کے فوراً بعد متصلا یہ مذکور ہے:

﴿ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَرَدُّوْۤا اَیْدِیَهُمْ فِیْۤ اَفْوَاهِهِمْ وَ قَالُوْۤا اِنَّا کَفَرْنَا بِمَاۤ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ وَ اِنَّا لَفِیْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَنَاۤ اِلَیْهِ مُرِیْبٍ۝ قَالَتْ رُسُلُهُمْ اَفِی اللّٰهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ یَدْعُوْكُمْ لِیَغْفِرَ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَ یُؤَخِّرَكُمْ اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی قَالُوْۤا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا تُرِیْدُوْنَ اَنْ تَصُدُّوْنَا عَمَّا كَانَ یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا فَاْتُوْنَا بِسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ۝ قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ یَمُنُّ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ﴾ [ابراهیم: ۹، ۱۰، ۱۱]

ان اقوام کے پاس ہمارے رسول واضح دلائل قاطعہ لے کر آئے مگر ان پر ایمان لانے کے بجائے ان بدنصیب لوگوں نے ان پر نکیر کرتے ہوئے اپنے چہروں پر اپنے ہاتھ رکھ کر کہا کہ تم لوگ جو آیات و دلائل قاطعہ

کے ساتھ بھیجے گئے ہو، ہم انہیں نہیں مانتے، ہم ان کے منکر ہیں اور جن باتوں پر ایمان لانے اور ماننے کی دعوت تم ہم کو دیتے ہو ان کے بارے میں ہم شک در شک میں مبتلا ہیں، ان کے رسولوں نے کہا کہ کیا آسمانوں و زمین کے پیدا کرنے والے اللہ کی نازل کردہ باتوں میں بھی شک کی کوئی گنجائش ہے؟ وہ تو تمہیں رسولوں کے ذریعہ ایسی باتوں کی طرف دعوت دے رہا ہے، جنہیں مان لینے کی صورت میں وہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تمہیں مقررہ وقت تک جیتے رہنے کی مہلت دے گا، اس کے باوجود ان بدنصیب قوموں نے کہا کہ تم تو ہمارے ہی جیسے بشر ہو اور اپنی رسالت و نبوت کا ڈھونگ رچا کر تم ہم کو ان چیزوں کی پوجا پاٹ سے روکنا چاہتے ہو، جن کی پوجا پاٹ ہمارے آباء واجداد کیا کرتے تھے، لہٰذا تم کوئی واضح دلیل وثبوت اپنی صداقت پر پیش کرو، ان اقوام کی طرف اللہ کے مبعوث کردہ رسولوں نے کہا کہ ہم تو تمہارے ہی جیسے بشر ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے رسالت و نبوت سے بہرہ ور و سرفراز کر کے احسان کرتا ہے۔

ان آیات کریمات میں تمام ہی رسولوں کی بابت علی الاطلاق یہ کہا گیا ہے کہ وہ منجانب اللہ جو آیات و ہدایات لے کر اپنی اقوام کے پاس آئے انہیں ماننے سے ان کی اقوام نے صاف صاف یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ جو آیات اور کلام الٰہی تم پیش کرتے ہو ان کی صداقت میں ہم کو بہت زیادہ شک ہے۔ اور یہ معلوم ہے کہ ہمارے رسول بھی اللہ کے مبعوث کردہ ایک رسول ہیں، جن کی منجانب اللہ پیش کردہ آیات میں سے وہ ساری آیات بھی ہیں جو نہایت صراحت کے ساتھ اس بات کی وضاحت کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی رسول و نبی و ولی یا غیر ولی عالم الغیب اور حاضر و ناظر نہیں ہے، ان آیات سمیت تمام کی تمام کتب سماویہ کو کفار و مشرکین نے ماننے سے صاف صاف انکار کر دیا اور اس کا سبب یہ بتلایا کہ ہم کو تمہاری پیش کردہ باتوں کی صداقت میں شک ہے، ان کفار و مشرکین کے بالمقابل چودہویں صدی ہجری میں ظہور پذیر ہونے والا فرقہ بریلویہ تمام رسولوں اور ان کی پیش کردہ کتب سماویہ وتعلیمات الٰہیہ پر ایمان و اعتقاد رکھنے کا دعویدار ہے، مگر ہماری ذکر کردہ جن آیات میں نہایت صراحت کے ساتھ غیر اللہ کے عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہونے کی نفی کی گئی ہے، ان سے مستفاد ہونے والے مضمون کو ماننے سے اس فرقہ نے انکار کر رکھا ہے اور وجہ انکار یہ نہیں بتلاتا کہ ہم کو ان کی صداقت میں شک ہے، بلکہ وہ کہتا ہے کہ ہم کو یقین ہے کہ اللہ کے علاوہ بہت سارے لوگ خصوصاً محمد رسول اللہ ﷺ عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہیں، ان آیات سے حاصل ہونے والے علم قطعی

کے بالمقابل اس فرقے کا یہ قطعی یقین وعقیدہ قائم کر لینا کہ اللہ کے علاوہ رسول و نبی لوگ عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہیں اور اس کے باوجود ان آیات کریمات پر ایمان و یقین کا دعویٰ بھی کرنا عجیب قسم کا عملی وقولی تضاد و تعارض ہے اور ساتھ ہی ساتھ یہ دعویٰ بھی کرنا کہ ان آیات کے بالمقابل بہت ساری آیات میں غیر اللہ کو عالم الغیب اور حاضر و ناظر کہا گیا ہے، مزید درمزید تضاد و تعارض اور عجوبہ والا طریق کار ہے۔

ان آیات میں یہ صراحت بھی ہے کہ رسولوں کی پیش کردہ آیات الٰہیہ وتعلیمات ربانیہ کا انکار کفار و مشرکین نے یہ کہہ کر کیا تھا کہ یہ مدعیانِ رسالت اور دعویدارانِ نبوت اپنی باتوں کی صداقت پر کوئی واضح دلیل نہیں رکھتے، گمراہ وشریر لوگوں کا طریقہ یہی ہے کہ دلائل قاطعہ و براہین ساطعہ کی صداقت پر الگ سے طالب دلیل رہا کرتے ہیں، رسولوں اور نبیوں کے عالم الغیب اور حاضر و ناظر نہ ہونے پر اتنے واضح دلائل قاطعہ و براہین ساطعہ موجود ہیں، پھر بھی بریلوی فرقہ کو ان کے قطعی الثبوت وقطعی الدلالہ نیز ان کے قطعی اور واضح ہونے پر اہل اسلام سے دلائل مطلوب ہیں اور اپنے دعاوی باطلہ ونظریات فاسدہ کے سلسلے میں اس کا یہ دعویٰ وموقف ہے کہ ان کے لیے ظنون واوہام ہی دلیل ہیں اور یہی ظنون واوہام ہمارے اس عقیدہ خانہ ساز کے صحیح قرار پانے کے لیے کافی ہیں!

ان آیات میں یہ صراحت بھی ہے کہ اللہ کے رسولوں کی رسالت ونبوت سے کفار ومشرکین نے یہ کہہ کر انکار کر دیا تھا کہ تم لوگ ہمارے ہی جیسے بشر ہو، ہم اپنے ہی جیسے بشر کی بات نہیں مان سکتے، اسی قسم کی بات ان مشرکین وکفار کے قائد اعظم ابلیس لعین نے بھی کہی تھی کہ میں خاکی بشر آدم کو اس لیے نہیں سجدہ کر سکتا کہ وہ خاکی بشر ہے، یہ معلوم ہے کہ فرقہ بریلویہ بھی کفار ومشرکین اور ابلیس کے اسی موقف پر کاربند ہے کہ خاکی بشر رسول و نبی نہیں ہوسکتا، لہٰذا جن رسولوں اور نبیوں کو ہم رسول و نبی مانتے ہیں، وہ خاکی بشر نہیں، بلکہ کچھ اور ہیں، یعنی کہ نور الٰہی کے جزو ہیں، اس عقیدہ کو اسلامی عقیدہ کہنا، جب کہ اس کا مشرکانہ اور شیطانی عقیدہ ہونا نصوص قرآنیہ سے ثابت ہے، کیونکر درست ہے؟

ان آیات میں صراحت ہے کہ اللہ کے رسولوں نے کفار ومشرکین کے قول مذکور کے جواب میں یہ نہیں کہا کہ تم ہم کو بشر کہہ کر ہماری رسالت ونبوت سے کیوں انکار کرتے ہو، ہم تو بشر نہیں بلکہ نور الٰہی کے جزو ہیں، لہٰذا ہم کو بشر کہہ کر تم ہماری رسالت ونبوت کے انکار کے مجاز نہیں ہو۔

بہر حال ان آیات میں بریلویوں کے بہت سارے عقائد باطلہ کی تکذیب موجود ہے۔

ہمارے رسول ﷺ کے عالم الغیب نہ ہونے پر آٹھویں نص قاطع:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ۝ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ﴾ [الجن: ۲۶، ۲۷]

یعنی اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے، وہ اپنے غیب پر کسی کو باخبر نہیں کرتا، مگر وہ اپنے جس رسول کو پسند کر لیتا ہے، وہ اس کے آگے پیچھے نگہبان بن کر چلتا ہے۔

ان دونوں آیتوں میں پہلی آیت پر مضمون کلام الٰہی مکمل ہوگیا ہے اور یہاں واقع شدہ استثناء استثنائے منقطع ہے، یعنی کہ اللہ تعالیٰ اپنے غیب کی خبر کسی غیر اللہ کو نہیں دیتا، جیسا کہ اس سے پہلے نقل کردہ ہماری ساتوں آیات میں علی الاطلاق کہا گیا ہے کہ اللہ کے علاوہ کوئی عالم الغیب نہیں، وہ اپنا غیب کسی شخص پر بھی ظاہر نہیں کرتا، یہاں استثناء کو منقطع ماننے کی صورت میں بعد والی آیت کا مفاد یہ نہیں نکلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جس رسول کو پسند کر لیتا ہے، مراد فرشتوں میں سے جس رسول کو پسند کر لیتا ہے، وہ پسندیدہ رسول مراد فرشتے رسول بشری کے آگے پیچھے اس کی حفاظت کے لیے باڈی گارڈ کی طرح چلا کرتے ہیں، دوسری آیات کے پیش نظر یہاں استثناء کو منقطع ہی ماننا لازم ہے، اور محقق اہل تفسیر نے اسی کو اختیار کیا ہے، بعض مفسرین نے بتلایا ہے کہ ﴿اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ﴾ سے مراد حضرت جبرئیل ہیں، جن کو اللہ نے اپنے رسول امی کا باڈی گارڈ بھی مقرر کر دیا ہے اور بعض مفسرین نے کہا کہ جبرئیل کے علاوہ مزید کچھ اور فرشتوں کو بھی آپ ﷺ کا باڈی گارڈ بنا دیا گیا ہے، اس تفسیر کے مطابق ﴿اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ﴾ کا یہ معنی مراد لینا ممکن ہی نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے پسندیدہ رسول کو غیب سے آشنا کر دیا کرتا ہے، ظاہر ہے کہ قرآن مجید کی آیات متعددہ کے پیش نظر اس آیت کا یہی مطلب متعین بھی ہے۔

بریلوی بحر العلوم کا کہنا ہے کہ قرآن مجید کے جتنے بھی معانی کا احتمال ہو ان احتمالی معانی میں سے ہر ایک کو حجت بنانا صحیح ہے، لہٰذا اس بریلوی اصول کے مطابق اس آیت کا یہی معنی متعین کرنا بالکل صحیح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کسی بھی رسول یا غیر رسول کو اپنے غیب سے باخبر نہیں کیا ہے، اس تفسیر کے ماننے سے یہاں پر واقع شدہ استثناء کو متصل ماننا ناممکن ہو جاتا ہے، لہٰذا اس کے دوسرے معانی نہیں مانے جا سکتے، کیونکہ بریلوی بحر العلوم ہی کا کہنا ہے کہ قرآن کے مختلف احتمالی معانی کو حجت بنایا جا سکتا ہے، مگر اس کو حجت نہیں بنایا

جا سکتا جو دوسرے معانی سے متعارض ہو۔

یہاں استثناء منقطع کے بجائے متصل ماننے کی صورت میں غیر اللہ کو غیب سے باخبر کیے جانے والی بات قطعی نہیں رہتی، کیونکہ متعدد آیات میں قطعیت کے ساتھ غیر اللہ کے عالم الغیب ہونے کی نفی کی گئی ہے اور ظاہر ہے کہ قطعی کے بالمقابل احتمالی چیز بے وزن ہوا کرتی ہے، اسی طرح کا معاملہ آنے والی آیت کریمہ کا بھی ہے۔

ہمارے رسول ﷺ کے عالم الغیب نہ ہونے پر نویں نص قاطع:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ﴾

[آل عمران: ۱۷۹]

یعنی جس حال میں تم ہو اسی پر اللہ تعالیٰ مومنوں کو نہیں چھوڑے گا، بلکہ خبیث و طیب سے جدا کر کے رہے گا، یعنی مومن و غیر مومن کے درمیان صورت تمیز و تفریق پیدا کر دے گا اور اللہ تعالیٰ تمہیں غیب سے مطلع بھی نہیں کرے گا، لیکن وہ البتہ جسے چاہے اپنے رسولوں میں سے منتخب کر لے گا۔

اس آیت میں بھی ''ولکن'' کے پہلے والا مضمون مکمل ہو گیا ہے اور ''ولکن'' سے جملہ مستانفہ شروع ہوا ہے، اس پر ابھی آگے بحث آئے گی، یہ تفسیر اس لیے ضروری ہے کہ دوسری آیات صریحہ میں علی الاطلاق غیر اللہ میں کسی کو بھی غیب سے باخبر نہ ہونے کی صراحت کی گئی ہے، اس لیے یہ آیت بھی مقصود مذکور پر نص قاطع ہی ہے۔

ہم نے تصحیح العقائد (ص: ۶۴) میں اس آیت کا ترجمہ اس حساب سے کیا تھا کہ ''ولکن'' جملہ مستانفہ نہیں ہے، اس صورت میں بھی بریلوی نقطۂ نظر والا علم غیب و حاضر و ناظر کا مسئلہ ثابت نہیں ہوتا، مگر ہمارے نزدیک اس کا جو معنی ہم نے یہاں اختیار کیا ہے، وہ زیادہ اچھا ہے۔

ہمارے رسول ﷺ کے عالم الغیب نہ ہونے پر دسویں نص قاطع:

اللہ تعالیٰ نے آیت الکرسی میں فرمایا ہے:

﴿ وَ لَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ﴾ [البقرہ: ۲۵۵]

یعنی لوگ اللہ تعالیٰ کے علم کا احاطہ نہیں کر سکتے، مگر صرف اتنے کا جتنے کا احاطہ وہ چاہے۔
یہ معلوم ہے کہ اللہ کے صرف بعض علوم ہی کا احاطہ غیر اللہ کے لیے ممکن ہے، انھی بعض ممکنہ علوم میں سے اللہ نے جتنا چاہا اپنے ہر نبی و رسول کو احاطہ کرا دیا، مگر یہ اصل برقرار رہا کہ تمام علوم کا احاطہ ناممکن ہے اور یہ بات اس کو مستلزم ہے کہ اللہ کے علاوہ کوئی دوسرا عالم الغیب اور حاضر و ناظر نہ ہو۔

ان آیات کے علاوہ بھی کئی آیات اس معنی و مفہوم کی ہیں، مگر فی الوقت بنظر اختصار انہیں نقل نہیں کیا جا رہا ہے، ان آیات میں علی الاطلاق برزخی و دنیاوی و اخروی زندگی میں کسی تفریق کے بغیر کہا گیا ہے کہ اللہ کے علاوہ کسی اور کو علم غیب حاصل نہیں، اس لیے کسی شخص یا فرقہ کا یہ سمجھ بیٹھنا کہ وفات پا جانے کے بعد رسول و نبی اور مقربین بارگاہ الٰہی اپنی قبروں میں برزخی زندگی کے ساتھ زندہ رہتے ہوئے عالم الغیب و حاضر و ناظر ہیں، قطعاً باطل ہے اور اس کا ابطال و تردید ان ساری آیات قاطعہ سے ہو رہی ہے۔

بریلوی بحر العلوم کا اعتراف کہ غیر اللہ مطلقاً علم غیب نہیں جانتے:

ناظرین کرام اب بریلوی بحر العلوم کا مندرجہ ذیل بیان ملاحظہ فرمائیں، آگے چل کر اپنی تائید میں بریلوی بحر العلوم علامہ مفتی عبدالمنان بزعم خویش کچھ آیات کا ذکر کر کے کہتے ہیں:

> ''یہ امر بالکل واضح ہے کہ مذکورہ بالا آیتوں میں جس طرح علم غیب کی نفی ہے، ان آیتوں میں اس کا ثبوت ہے، اصول تطبیق کو مدنظر رکھتے ہوئے ضروری ہے کہ پہلی آیتوں میں جس غیب کی نفی ہو وہ اس کے علاوہ ہو جو دوسری آیتوں میں حضور کے لیے ثابت ہو، اس امر میں اہل سنت (بریلوی لوگ) اور وہابیہ (اہل حدیث لوگ) دونوں متفق ہیں کہ جہاں ثبوت ہے وہاں بعض مراد ہیں اور جہاں نفی ہے وہاں کل، کیونکہ کسی سنی عالم (بریلوی عالم) کے قول یا تحریر سے ثابت نہیں کیا جا سکتا کہ سنی عالم (بریلوی عالم) علم خدا اور علم نبی کو برابر کہتا ہو۔''
>
> (ماحصل از الشاہد جدید ایڈیشن، ص: ۸۸، ۸۹)

ناظرین کرام دیکھ رہے ہیں کہ مذکورہ بالا بریلوی عبارت میں واضح طور پر صاف صاف کہا گیا ہے کہ اس امر میں بریلوی و اہل حدیث متفق ہیں کہ جن آیات و احادیث سے انبیاء کرام علیہم السلام کے لیے علم غیب کا ثبوت ملتا ہے، اس سے مراد بعض علم غیب ہے اور جن آیات و احادیث میں انبیاء کرام علیہم السلام کے لیے علم غیب کی نفی ثابت ہوتی ہے، اس سے مراد کل علم غیب ہے۔

بریلوی بحر العلوم نے اپنے مذکورہ بالا بیان کے خلاف دوسرے بیان کے ذریعہ یہ تضاد بیانی کر رکھی ہے اور موصوف نے اپنی تضاد بیانی کے ذریعہ خود اپنی تکذیب کر لی ہے، اس سے قطع نظر ہم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اپنے مندرجہ بالا بیان میں بریلوی بحر العلوم نے یہ ظاہر کیا ہے کہ بریلوی اور اہلحدیث اس بات پر متفق ہیں کہ قرآن مجید کی کچھ آیات میں ہمارے نبی جناب محمد ﷺ سمیت جملہ مخلوقات (خواہ انبیاء و مرسلین ہوں یا اولیاء و اقطاب ہوں) سے کلی طور پر مطلقاً علم غیب کی نفی کی گئی ہے، یعنی مطلقاً ان کے عالم الغیب ہونے سے انکار کیا گیا ہے اور بریلوی و اہل حدیث اس بات پر بھی متفق ہیں کہ قرآن مجید کی کچھ آیتوں میں ہمارے نبی سمیت تمام انبیاء و مرسلین علیہم السلام کے لیے بعض علم غیب کا اثبات کیا گیا ہے، ہمارے نبی سمیت تمام انبیاء و مرسلین علیہم السلام کو بعض علم غیب ہونے کی بنیاد پر بریلوی لوگ عالم الغیب مانتے ہیں، مگر اہل حدیث انہیں بعض علم غیب ہونے کے باوجود عالم الغیب نہیں مانتے

اس بریلوی عبارت میں یہی تأثر دیا گیا ہے جو اپنے معنی کی وضاحت میں کافی ہے، بریلوی و اہل حدیث اس پر بھی متفق ہیں کہ ہمارے نبی سمیت تمام انبیاء و مرسلین علیہم السلام کو حاصل ہونے والا بعض غیب اللہ رب العالمین کا عطا کردہ ہے، ان ساری باتوں پر دونوں فریق کے درمیان اتفاق وہم آہنگی ہونے کے باوجود دونوں کے درمیان پایا جانے والا یہ اختلاف کافی نتیجہ خیز بلکہ ہلاکت خیز ہے کہ آپ ﷺ کو اور تمام نبیوں و رسولوں کو عالم الغیب کہنا ماننا اور اس کا عقیدہ و یقین رکھنا صحیح ہے یا غیر صحیح ہے؟ ظاہر ہے کہ ہر فریق اپنے اختیار کردہ موقف کی حمایت میں اپنے خیال کے مطابق معقول و مقبول دلائل رکھتا ہوگا اور اپنے فریق مخالف کے پیش کردہ دلائل اور اپنے پیش کردہ دلائل پر اس کے اعتراضات و نقوض و معارضات کا رد کرتا ہوگا۔ دونوں میں سے کسی کے حق بجانب ہونے اور دوسرے کے برخود غلط ہونے کا فیصلہ دونوں فریقوں کی دلیلوں اور پیش کردہ مباحث کا تحقیقی جائزہ لینے کے بعد ہی کیا جا سکے گا، فریقین کے دلائل و مباحث کا جائزہ لینے والے کا غیر جانب دار و معتدل مزاج و سلیم الطبع اور صاحب علم و فضل ہونا ضروری ہے، اس کے بغیر جائزہ لا حاصل و بے معنی ہو کر رہ جائے گا، ہم چاہتے ہیں کہ فریقین کی باتوں پر پورے انصاف و تحقیق کے ساتھ نظر ڈال کر حقیقت حال تک پہنچنے کی کوشش کی جائے۔

نبی کے لغوی و شرعی معنی میں یہ بات داخل ہے کہ وہ اپنے مخاطبین اور امت کے افراد کو ان علوم غیب کی خبر دیتا ہے، جن سے وہ بذریعہ وحی و اعلام الٰہی باخبر ہوتا ہے، یعنی کہ نبی کے معنی ہیں اپنے مخاطبین کو ان

علوم غیب کی خبر دینے والا جن سے وہ بذات خود باعلام الٰہی واقف و آگاہ ہے۔ اس مفہوم میں اللہ کی طرف سے پیغام رسانی کی بات بھی داخل و شامل ہے، کیونکہ نبی جو باتیں بھی اپنی امت کو بتلاتا اور اللہ کی طرف سے لوگوں کو جو باتیں پہنچاتا ہے وہ ساری کی ساری باتیں اس نبی اور اس کے مخاطبین کے اعتبار سے وحی الٰہی و اعلام الٰہی کے پہلے غیب ہوتی ہیں، آپ دیکھ لیجیے کہ سورۂ تکویر تیسویں پارہ میں اللہ تعالیٰ نے بذات خود قرآن مجید کو ''غیب'' کہا ہے اور ہم بتلا آئے ہیں کہ اللہ اور اللہ کا اپنی ذات و صفات میں واحد و یکتا ہونا اور رسول کا رسول ہونا، اس طرح کی باتوں پر لفظ غیب کا اطلاق ہوتا ہے، اس اعتبار سے ایک سامع و مخاطب کے حق میں یہ باتیں معلوم ہونے سے پہلے غیب تھیں، پھر بذریعہ اعلام الٰہی معلوم کرا دینے کے بعد وہ غیب نہیں رہ گئیں اور باعلام الٰہی معلوم ہو چکنے کے بعد پھر اگر ان پر نصوص میں لفظ غیب کا اطلاق ہوا ہے، تو محض مجازی طور پر۔

اس تفصیل کا حاصل یہ ہے کہ جن بعض امور غیب سے ہمارے رسول سمیت تمام انبیاء و مرسلین علیہم السلام واقف و آگاہ و مطلع تھے، وہ باعلام الٰہی اور بوحی الٰہی واقف و آگاہ و مطلع کیے جانے سے پہلے انؐ کے حق میں اور ان کے اعتبار سے تبعاً سبھی کے اعتبار سے قطعاً و یقیناً امور غیب تھے، مگر اللہ کے بتلانے سے واقف و آگاہ و باخبر و مطلع ہونے پر وہ امور غیب حقیقتاً اور واقعتاً امور غیب نہیں رہ گئے، بلکہ صرف مجازاً انہیں امور غیب قرار پانے والے امور غیب سے واقف و آگاہ و باخبر ہونے کی بنا پر ان واقف کاروں اور باخبر لوگوں کو عالم الغیب کہنے سے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو بھی روکا ہے اور ان پر ایمان رکھنے والوں کو بھی، جیسا کہ یہ بات ناظرین کو بھی معلوم ہو چکی ہے، اس لیے ایمان و اسلام اور حب الٰہی و حب نبوی و تقویٰ شعاری و امانت داری و دین داری کا تقاضا یہ ہے کہ انہیں افراد امت عالم الغیب نہ کہیں، اس سلسلے میں تفصیلی دلائل کا ذکر ابھی آگے آئے گا۔

اپنے بیان مذکور کی بریلوی بحر العلوم نے زور دار تکذیب کر رکھی ہے:

ابھی اوپر ہم بریلوی بحر العلوم کا یہ بیان نقل کر آئے ہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ بریلوی اور اہلحدیث دونوں فریق اس بات پر متفق ہیں کہ ہمارے رسول ﷺ کو بعض امور غیب کا علم تھا، مگر ہم عرض کر چکے ہیں کہ بریلوی زعماء و علماء متعارض و متضاد باتیں لکھنے کے عادی ہیں اور اس طرح اپنی تکذیب و تغلیط بھی کرنے کی عادت رکھتے ہیں، چنانچہ ایک دوسری جگہ مصنف ''الشاہد'' بریلوی بحر العلوم فرماتے ہیں:

''وہابیہ کے اقوال اس سلسلے میں مختلف و متعارض رہے ہیں، کبھی مطلقاً علم غیب کی نفی کرتے ہیں اور کبھی بعض علم غیب ثابت کرتے ہیں۔'' (حاشیہ الشاہد جدید ایڈیشن، ص:۸۸)

ناظرین کرام دیکھ رہے ہیں کہ ایک طرف بریلوی بحر العلوم لکھ چکے ہیں کہ بریلویہ و وہابیہ دونوں متفق ہیں کہ جہاں انبیاء کے لیے علم غیب کا ثبوت ہے، وہاں علم غیب سے مراد بعض علم غیب ہے، اور جہاں نفی ہے، وہاں مراد کل علم غیب کی نفی ہے، مگر دوسری طرف اپنی اس بات کی تکذیب کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ وہابیہ اس معاملے میں متفق نہیں، بلکہ اس سلسلے میں ان کے اقوال مختلف و متعارض ہیں، کبھی مطلقاً علم غیب کی نفی کرتے ہیں، کبھی بعض علم غیب کا ثبوت تسلیم کرتے ہیں۔ ناظرین کرام صاف طور پر اس بریلوی عبارت میں اہلحدیث کے خلاف لگائے گئے الزامِ تعارض میں تعارض و تضاد ملاحظہ فرما رہے ہیں اور بریلوی بحر العلوم اپنی اس تضاد بیانی اور بے جا الزام تراشی و بہتان بازی و اتہام سازی کے باوجود اپنے صادق القول و سدید القول ہونے کا پروپیگنڈہ کرتے پھر رہے ہیں۔

جب بریلوی بحر العلوم اپنی جماعت سمیت اس کے معترف ہیں کہ قرآنی آیات میں ہمارے نبی سمیت تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے لیے علم غیب کی کلی طور پر نفی کی گئی ہے اور اس اعتراف کے ساتھ بریلوی بحر العلوم کا یہ دعویٰ بھی ہے کہ اس بات پر تمام بریلوی لوگ متفق بھی ہیں، تو پھر کیا بات ہے کہ فرقہ بریلویہ انبیائے کرام علیہم السلام کے لیے ثابت شدہ بعض علم غیب کو کالعدم مان کر اس سے کل علم غیب کی نفی کا اس بنا پر معترف و مقر و معتقد ہو جائے کہ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا ہے کہ اپنے بعض علم غیب کا کوئی اعتبار و شمار نہ کر کے اپنے لیے مطلقاً علم غیب کی نفی کر دی ہے؟ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دعویدار بریلوی جماعت جو اپنے کو اہل سنت کے نام سے موسوم کرنے کی عادت رکھتی ہے، کیونکر اس سنت نبویہ پر عمل کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے نیز جمیع انبیاء و مرسلین علیہم السلام کے لیے مطلقاً علم غیب کی نفی نہیں کرتی؟ بریلوی جماعت آخر ''فالأکثر حکم الکل'' نیز ''قلیل کالمعدوم'' کے محاورہ و قاعدہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے کیوں موقف اہل حدیث سے متفق ہو جانے میں عار و شرم محسوس کرتی ہے اور ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سمیت جمیع انبیاء و مرسلین علیہم السلام کے لیے ثابت ہونے والے بعض علم غیب کو مذکورہ بالا اپنی تفصیل کے مطابق جتنا وسیع و عریض مانتی ہے، اتنا وسیع و عریض ثابت نہیں، بلکہ یہ تفصیل سراسر جھوٹ، افترا، بہتان، کذب محض اور دروغ بے فروغ ہے اور ثابت شدہ یہ بعض علم غیب ازروئے حقیقت نصوص شرعیہ کی نظر میں فی الواقع کالعدم ہے،

پھر کیا بات ہے کہ یہ اڑیل، ضدی، بے راہ رو، بے لگام، شتر بے مہار، اصول وضابطہ سے بالکل آزاد بریلوی جماعت بے جا ہٹ دھرمی وضد اور غلط روی کو چھوڑ کر راہ راست پر نہیں آ جاتی؟

جن آیات و احادیث کی بنیاد پر ہمارے رسول ﷺ سمیت تمام انبیاء و مرسلین علیہم السلام کے لیے بعض علوم غیب کے ثبوت میں بریلوی جماعت مذکورہ بالا طویل و عریض دعوی علم غیب کرتی پھرتی ہے، ان آیات و احادیث کے سلسلے میں مذہب اہلحدیث بلکہ تمام اہل اسلام کے اصول وضوابط کے مطابق بہت کچھ کہنے سننے اور بحث وتمحیص کی گنجائش اور حاجت وضرورت ہے اور بہت سے علمائے اسلام نے اس سلسلے میں اپنی باتیں پیش بھی کی ہیں اور وضاحت کر دی ہے، جن آیات و احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہمارے رسول ﷺ سمیت تمام رسول و نبی علیہم السلام بعض علوم غیب سے واقف تھے، ان سے مراد یہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جن بعض امور غیب سے واقف کرایا ہے، وہ امور غیب واقف کرا دینے کے بعد بھی حقیقتاً اور واقعتاً امور غیب رہ گئے ہیں اور جب یہ معاملہ ہے تو ہمارے نبی سمیت جملہ انبیاء و مرسلین علیہم السلام کو عالم الغیب کہنا اور ماننا و جاننا اس لیے ہمارے لیے ممنوع ہے کہ اللہ و رسول نے متفقہ طور پر غیر اللہ کے عالم الغیب خصوصاً ہمارے رسول کے عالم الغیب ہونے کی نفی کی ہے اور صاف کہا ہے کہ تم لوگ رسول کو عالم الغیب مت کہو، دریں صورت کسی بھی صاحب ایمان و صاحب اسلام ومتبع کتاب وسنت کے لیے جائز و روا اور درست و مناسب و زیبا نہیں کہ وہ رسول کو عالم الغیب کہے، بلکہ چونکہ عالم الغیب ہونا اللہ کے اوصاف وصفات میں سے ہے، اس لیے اللہ کے علاوہ کسی اور کو خواہ وہ رسول و نبی ہی کیوں نہ ہو، عالم الغیب ماننا جاننا کہنا اللہ کی اس صفت میں شرک کے مترادف ہے اور شرک وکفر و بلائے عظیم و جرم جسیم ہے، جس سے ہر مسلمان کو دور بھاگنا لازم ہے، یہی وجہ ہے کہ جماعت اہل حدیث کے لوگ اس بریلوی عقیدہ سے شدید اختلاف رکھتے ہیں کہ ہمارے رسول ﷺ عالم الغیب ہیں، اس وضاحت وصراحت کے باوجود بھی اگر بریلوی لوگ اس مسئلہ پر تعصب وہٹ دھرمی و ضد سے ہٹے بغیر لاف گزاف بکنے والی روش پر قائم رہیں، تو بہت افسوس ناک بات ہے، بریلوی لوگ اپنی تمام باتوں کے ساتھ یہ بھی کہتے ہیں کہ اللہ کے علاوہ ذاتی طور پر کوئی دوسرا عالم الغیب نہیں ہے، یعنی اس فرقہ نے آیات قرآنیہ سے مستفاد ہونے والے حکم مطلق کو اپنے مصطلح لفظ ''ذاتی'' کے ساتھ مقید کر دیا۔

آگے آنے والی تفصیل سے ناظرین کرام کو پتہ چل جائے گا کہ یہ مصطلح لفظ فرقہ بریلویہ کا خانہ ساز وخود ساختہ واختراع کردہ ہے اور قرآن مجید کی تصریحات پر اس فرقہ نے یہ خانہ زاد اضافہ کر لیا ہے اور متواتر المعنی

حدیث نبوی میں صریح طور پر اس طرح کے خانہ زاد اضافہ کو مردود و باطل کہا گیا ہے اور قرآن مجید کی متعدد آیات کریمات میں بھی۔ اپنے ایجاد کردہ اس مصطلح لفظ کے اضافے کی بدولت اس فرقہ نے دعویٰ کیا کہ اللہ کے علاوہ کوئی مخلوق ذاتی طور پر عالم الغیب نہیں مگر عطائی طور پر اللہ کے علاوہ بہت سارے لوگ یعنی ہمارے نبی جناب محمد ﷺ سمیت سارے کے سارے انبیاء و مرسلین اور اولیاء عالم الغیب ہیں۔

اس طرح دو مصطلح الفاظ ایجاد کر کے اس فرقہ نے نصوص شرعیہ اور شریعت محمدیہ کے خلاف یہ عقیدہ و نظریہ ایجاد کر لیا کہ اللہ کے علاوہ بہت سارے لوگ ذاتی طور پر نہیں عطائی طور پر عالم الغیب ہیں، ساتھ ہی ساتھ اس فرقہ کا یہ کہنا بھی ہے کہ اللہ کے علاوہ دوسرے لوگ عطائی طور پر جو علم غیب رکھتے ہیں، وہ کل علم غیب نہیں بلکہ بعض علم غیب ہے، اس کا حاصل یہ ہے کہ یہ فرقہ اللہ کے علاوہ دوسری مخلوقات کے لیے جس عطائی علم غیب رکھنے کا دعویدار ہے، اس سے مراد اس کے نزدیک کل علم غیب نہیں بلکہ بعض علم غیب ہے، البتہ اس بعض علم غیب کی مقدار اس فرقہ کے بیان کے مطابق ابتدائے آفرینش سے لے کر ختم دنیا اور قیامت تک کا علم ما کان وما یکون ہے۔

بریلوی بحر العلوم مفتی اعظم علامہ عبدالمنان اعظمی لکھتے ہیں:

''اس امر میں اہل سنت (یعنی بریلوی جماعت) اور وہابیہ (یعنی اہلحدیث جماعت) دونوں متفق ہیں کہ جن آیات سے حضور ﷺ کے لیے علم غیب کا ثبوت ملتا ہے، ان سے مراد بعض علم غیب ہے اور جن آیات سے اللہ کے علاوہ دوسروں سے علم غیب کی نفی ثابت ہوتی ہے، ان سے مراد کل علم غیب ہے، کسی سنی عالم کے قول یا تحریر سے ثابت نہیں کیا جا سکتا کہ کوئی سنی عالم علم خدا و علم نبی کو برابر کہتا ہو، جہاں جہاں بھی بریلوی جماعت نے حضور ﷺ کے لیے علم غیب کا دعویٰ کیا ہے، وہ جمیع ما کان وما یکون تمام اشیاء یا بالفاظ دیگر ابتدائے آفرینش سے لے کر قیامت تک ہے، پھر کون بے وقوف کہہ سکتا ہے کہ تمام اشیاء کا علم بالفاظ دیگر کل علم الٰہی کا بعض نہیں؟''

(ماحصل از الشاہد جدید ایڈیشن، ص: ۸۸، ۸۹)

اپنی مندرجہ بالا بات بریلوی بحر العلوم نے متعدد مقامات پر مختلف انداز و پیرایہ میں کہی ہے اور ان کے ہم مذہب لوگوں نے بھی، مگر اس کے خلاف بھی ان حضرات کے تحریری بیانات موجود ہیں، جن کی تفصیل آگے پیش کی گئی ہے، بریلوی بحر العلوم کے اس بیان سے صاف ظاہر ہے کہ ہمارے رسول ﷺ سمیت تمام

انبیاء ومرسلین علیہم السلام کو عطائی طور پر جس علم غیب کا عالم بتلاتے ہیں، اس سے مراد بعض علم غیب ہے اور بریلوی بحر العلوم کے اس بیان سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ موصوف اور ان کی جماعت والے اپنے اس موقف سے اہلحدیث کو بھی متفق بتلاتے ہیں، حالانکہ تعبیر کے الفاظ میں لفظی اختلاف کے باوصف اہل حدیث کا وہ موقف نہیں ہے، جو بریلوی بحر العلوم اور ان کی ہم جماعت لوگوں نے ظاہر کر رکھا ہے، یہ بریلوی دعویٰ خالی از دلیل ہونے کے ساتھ جماعت اہل حدیث پر افترا ہے اور اسلامی تعلیمات وتصریحات کے خلاف بھی ہے، از روئے تحقیق یہ موضوع بحث ونظر کا محتاج ہے اور ہماری اس کتاب میں اس پر بحث ونظر کی گئی ہے۔

غیر اللہ کے عالم الغیب نہ ہونے پر گیارہویں نص قاطع:

ہم نے ''الشاہد'' قدیم کے رد میں اپنی لکھی ہوئی کتاب ''تصحیح العقائد'' میں بریلوی عقیدہ باطلہ پر بطور رد بلیغ جن آیات واحادیث کا ذکر کیا تھا، ان آیات واحادیث میں ہم نے (نمبر ۵) کے تحت ایک قرآنی آیت پیش کی تھی کہ ہمارے رسول ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا کہ آپ لوگوں کے سامنے یہ اعلان کر دیں:

﴿ قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَمَآ اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ وَمَآ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴾ [الأحقاف: ۹]

یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے ہمارے نبی ﷺ! آپ کہہ دیجیے کہ میں رسولوں میں سے کوئی انوکھا رسول نہیں ہوں اور مجھے یہ معلوم نہیں کہ مستقبل میں میرے اور تمہارے ساتھ کیا ہونے والا ہے؟ میں صرف اس کا متبع ہوں جس کی وحی من جانب اللہ مجھے کی جاتی ہے، میں صرف نذیر مبین ہوں۔

(تصحیح العقائد بإبطال شواهد الشاهد، ص: ٤٤ تا ٤٦)

بریلوی بحر العلوم نے اپنے مریدین ومتبعین پر یہ ظاہر کرنے کے لیے ہماری پیش کردہ آیت مذکورہ اور اس کی توضیح معنی میں وارد شدہ روایات کا موصوف بریلوی بحر العلوم جواب دے رہے ہیں، موصوف نے ہمارے اوپر کذب وافترا واتہام ودشنام پر مشتمل ایک عنوان ''معارضہ یا بددیانتی؟'' قائم کیا، پھر موصوف نے کہا:

''ان آیتوں کے ذکر کے بعد جن میں کچھ مقامات پر آپ ﷺ کے جسم کے ساتھ موجود نہ رہنے کا بیان ہے، رئیس صاحب نے ایسی آیتیں ذکر کی ہیں، جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کو بعض جزئیات کا علم نہیں، چنانچہ سورۂ احقاف والی آیت (۹) (جس کا مفہوم یہ ہے کہ آپ نے فرمایا مجھے نہیں معلوم کہ میرے اور تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا) اس سلسلے کی ایک کڑی ہے، ہم اس

کے ساتھ سورۂ توبہ کی آیت (۱۰۱) کو بھی شامل کر لیتے ہیں، جن میں بیان ہے کہ بعض منافقینِ مدینہ کا حال آپ ﷺ کو نہیں معلوم، جواب میں ہمارا کہنا ہے کہ مذکورہ آیات ہرگز ہمارے مدعا کے منافی نہیں، بلکہ ہمارا دعوی یہ ہے کہ صرف یہی دو خبریں نہیں، بلکہ رسول اللہ ﷺ کچھ نہیں جانتے تھے، عالم الغیب و حاضر و ناظر آپ ﷺ خدا کے بتانے سے ہوئے، پس اگر کسی آیت سے یہ ثابت ہو جائے کہ اللہ نے منافقین کا حال اور آپ ﷺ و مسلمانوں کے انجام کی خبر آپ ﷺ کو نہیں دی، تب البتہ ہمارے مدعا کے خلاف ہوگا، لیکن حقیقت یہ نہیں ہے بلکہ مفسرین کا کہنا ہے کہ آیت ﴿وَمَآ اَدْرِیْ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِکُمْ﴾ ابتدائے حال کی ترجمان ہے، بعد میں آپ ﷺ کو سب کی اطلاع دے دی گئی۔'' (الشاہد جدید ایڈیشن، ص: ۱۴۷، ۱۴۸)

ہم کہتے ہیں کہ اولاً بریلوی بحر العلوم نے جو یہ کہا ہے:

''یہی دو خبریں نہیں بلکہ آپ ﷺ کچھ نہیں جانتے تھے، عالم الغیب و حاضر و ناظر آپ ﷺ خدا کے بتانے سے ہوئے۔''

تو یہ معلوم ہے کہ آپ ﷺ کو بذریعہ وحی بتانے کا سلسلہ اللہ کی طرف سے آپ ﷺ کی عمر کے چالیسویں سال جاری ہوا، مگر بریلوی بحر العلوم کا یہ کہنا کہ اللہ کے بتانے سے پہلے آپ ﷺ کچھ نہیں جانتے تھے، کیا معنی رکھتا ہے، جب کہ غیر نبی و رسول، خواہ مشرک و کافر ہوں، بہت ساری باتیں جانتے ہیں؟

اور اپنی اس بات کی تکذیب کرتے ہوئے بالصراحت کہہ چکے ہیں:

''آپ ﷺ تخلیق آدم سے پہلے بھی ادراک و احساس کی اس بلندی پر فائز تھے، جس کا دسواں حصہ بھی دوسروں کو دنیا میں آنے کے بعد بھی نہیں ملا اور یہ کہ حقیقت محمدیہ کو نبوت کا منصب جلیلہ تخلیق آدم سے پہلے سپرد کر دیا گیا تھا۔'' (ماحصل از الشاہد جدید ایڈیشن، ص: ۲۶ تا ۲۸)

ایک طرف بریلوی بحر العلوم کا مذکورہ بالا یہ دعویٰ جس کا لازمی مطلب بریلوی اصول سے یہ ہے کہ تخلیق آدم سے پہلے کلی طور پر نہیں تو جزوی طور پر ضرور آپ ﷺ عالم الغیب تھے اور دوسری طرف اس کے خلاف موصوف بریلوی بحر العلوم کا یہ بیان کہ جب سے آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ بتلانا شروع کیا تب سے آپ ﷺ بتدریج عالم الغیب ہونے لگے، اس کے پہلے آپ ﷺ کچھ نہ جانتے تھے۔ آخر کیا معنی رکھتا ہے؟

کوئی شک نہیں کہ اپنی متضاد و متعارض باتوں کے ذریعہ بریلوی بحرالعلوم نے اپنی اور اپنے ہم مسلک تمام ہی لوگوں کی تکذیب کر ڈالی ہے اور ایک دوسرے کی تکذیب کرنے والی موصوف کی ہر تحریری بات بذات خود مجموعہ اکاذیب ہے، نیز موصوف کے خلاف رد بلیغ بھی۔

ناظرین کرام بریلوی بحرالعلوم سے پوچھیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے کب اور کس آیت کے ذریعہ آپ ﷺ کو یہ بتلا دیا تھا کہ آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھ آئندہ مستقبل میں کیا ہونے والا ہے؟

ہم نے لکھا تھا:

''تمام علمائے اسلام متفق ہیں کہ آپ ﷺ کو اپنی باقی ماندہ زندگی یعنی نزول آیت مذکورہ کے بعد والی زندگی کے پیش آمدہ حالات اور اخروی زندگی کے تفصیلی حالات کا علم نہیں تھا، مذکورہ بالا آیت اور اس کی تفسیر پیش کردہ حدیث نبوی اور علمائے اسلام کے متفق علیہ مسلک کے خلاف بریلویوں کے اس اختراعی مسلک کی کیا وقعت رہ جاتی ہے کہ آپ ﷺ عالم الغیب ہیں الخ۔''

(تصحیح العقائد، ص: ٤٥)

ہماری اس بات کی تردید میں بریلوی بحرالعلوم نے اپنے بریلوی مذہب کے تخلیق کنندہ اعلیٰ حضرت احمد رضا کی کتاب ''الدولة المكية'' (ص: ٢٢٧، ٢٢٨) کے حوالہ سے لکھا ہے:

''کتاب الناسخ لابی داود میں عکرمہ نے ابن عباس سے روایت کی کہ ''وما أدري ما يفعل بي'' والی آیت کو سورہ فتح کی آیت ﴿لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ﴾ والی آیت نے منسوخ کر دیا، آیت فتح کے بعد ایک مسلمان نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ کو مبارک ہو۔ اب ہم کو معلوم ہو گیا کہ آپ ﷺ کے ساتھ کیا معاملہ ہوگا، ہمارے ساتھ کیا ہوگا یہ البتہ نہیں معلوم ہوا، تب سورۂ احزاب کی آیت اتری کہ مسلمانوں کو اللہ کے فضل عظیم کی بشارت دو کہ اللہ مومنین و مومنات کو جنت میں داخل کرے گا، پھر تو سبھی کا انجام معلوم ہو گیا۔''

(الشاهد: ١٤٧، ١٤٨ بحواله الدولة المكية: ٢٢٧، ٢٢٨)

ہم کہتے ہیں کہ آیت مذکورہ جو سورۂ احقاف میں ہے اس کے نزول سے پہلے نازل ہونے والی بہت سی سورتوں میں معنوی طور پر وہ بات کہی گئی ہے، جس کی بنیاد پر سورۂ احقاف والی اس آیت کو کتاب الناسخ لابی داود والی اس روایت میں نیز بعض دوسری روایات میں منسوخ کہا گیا ہے۔ جنگ بدر سورۂ فتح کے نزول کے زمانہ پہلے ہوئی، جس میں آپ ﷺ شریک تھے اور آپ ﷺ سمیت اس جگہ کے تمام شرکاء کو جنت کی

خوشخبری دی گئی ہے۔ اتقان فی علوم القرآن للسیوطی (۱/۱۴) میں سورۂ احقاف سے پہلے نازل ہونے والی سورتوں کی فہرست دی ہوئی ہے، ان میں سے ایک سورۃ البروج بھی ہے، جس میں ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ﴾ والی آیت نیز اس معنی کی بہت ساری آیات موجود ہیں، جن کا لازمی مطلب یہ ہے کہ اجمالی طور پر اس آیت (سورۂ احقاف والی زیر نظر آیت) کے نزول سے پہلے آپ ﷺ کو اپنی اور اپنے صحابہ و متبعین کے بارے میں نیز مشرکین و کفار کے بارے میں اس طرح کی بات معلوم ہو چکی تھی، جس طرح کی بات کی بنیاد پر روایات مذکورہ میں احقاف والی آیت مذکورہ کو منسوخ کہا گیا ہے اور یہ بات بریلوی شریعت کی ایجاد سے صدیوں پہلے امام طبری اپنی تفسیر سورۂ احقاف (۶/۲۴) میں کہہ بھی چکے ہیں۔

علاوہ ازیں دعویٰ نسخ کرنے والوں کے دعویٰ کو محقق اہل علم نے صحیح نہیں تسلیم کیا ہے، جیسا کہ تفسیر قرطبی (۱۶/ ۱۸۶، ۱۸۷) سورۃ الاحقاف میں اس کی تفصیل موجود ہے اور دعویٰ نسخ پر علمی و فنی اور اصولی اعتبار سے نہایت مستحکم اعتراضات و معارضات ہیں، اور خود اس آیت کی تفسیر میں وارد شدہ متعدد روایات میں بھی اس بنیاد کو ڈھا کر ختم کر دیا گیا ہے، جس پر دعویٰ نسخ کی عمارت کھڑی ہے، اور ہم نے طریق اختصار اختیار کرتے ہوئے صرف بعض روایات کے ذکر اور بعض کی طرف اشارہ کرنے پر اکتفا کیا تھا، امام حسن بصری نے صاف کہا ہے اور ان کی موافقت دوسروں نے کی ہے کہ آخرت کے سلسلے میں تو آپ ﷺ کو اجمالی طور پر فیصلہ خداوندی کا علم ہو گیا تھا، مگر دنیا میں آئندہ آپ ﷺ اور آپ ﷺ کی امت کے پیش آمدہ معاملات سے آپ ﷺ کی واقفیت کی نفی کی گئی ہے، ورنہ آیت کریمہ کا اصل مضمون و مفاد اپنی جگہ پر برقرار ہے۔

(ملاحظہ ہو: تصحیح العقائد، ص: ٤٤ تا ٤٦)

جس چیز کو بعض روایات کی بنیاد پر بریلوی اعلیٰ حضرت و بریلوی بحر العلوم نے نسخ کہا ہے، اسے دوسرے اہل علم کی اصطلاح میں حکم مطلق کی تقیید و حکم عام کی تخصیص کہا جاتا ہے، جس سے آیت کریمہ کا حکم کلی نہیں ٹوٹتا اور آپ ﷺ کا عالم الغیب نہ ہونا برقرار رہتا ہے۔ حنفی اصول فقہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مذہب حنفی میں قرآن کے حکم مطلق کی تقیید اور حکم عام کی تخصیص حنفی اصطلاح کے مطابق نسخ کہلاتا ہے، جو بعض اسلاف سے بھی مروی ہے، جس کا حاصل صرف یہ ہے کہ حنفی و غیر حنفی کے درمیان یہ صرف اصطلاح کا لفظی فرق ہے، معنوی فرق نہیں ہے کہ اس سے آیت مذکورہ کا قانون کلی ختم سمجھا جائے۔ بریلوی بحر العلوم

سے ناظرین کرام دریافت کریں کہ مذکورہ بالا تفصیل کے باوجود بھی، جو بریلوی بحرالعلوم کے علم میں بھی ہے، اس آیت کے منسوخ ہونے کا دعویٰ بایں معنی صحیح ہے کہ آپ ﷺ اس کے نزول کے وقت تو عالم الغیب نہیں تھے، مگر سورۂ فتح والی آیت مذکورہ نازل ہوتے ہی آپ ﷺ عالم الغیب ہوگئے؟

پھر بریلوی بحرالعلوم نے جو یہ کہہ رکھا ہے کہ تکمیل نزول قرآن کے ساتھ آپ ﷺ عالم الغیب ہوئے، اس کے پہلے عالم الغیب نہ تھے، کیا معنی رکھتا ہے؟ جن آیات کو سورۂ احقاف والی آیت مذکورہ کی ناسخ کہا جا رہا ہے، کیا ان آیات کے نزول کے بعد آپ ﷺ اس بات سے واقف ہوگئے تھے کہ وقوع آخرت سے پہلے دنیاوی زندگی میں آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھ کیا حالات پیش آنے والے ہیں؟ نیز کیا آپ ﷺ ان آیات کے نزول کے بعد آخرت کے تفصیلی حالات سے واقف ہوگئے تھے؟ اگر ہاں تو اس پر نصوص شرعیہ پیش کی جائیں، بعض اسلاف کی طرف منسوب غیر ثابت روایات کا پیش کرنا کارآمد نہیں، کیونکہ نصوص شرعیہ ہی حجت ہیں، نیز کسی کی طرف منسوب شدہ غیر معتبر روایات کا انتساب اس کی طرف صحیح ہی نہیں ہوتا، پھر ایسے اقوال سلف پیش کرنے کی ضرورت ہے، جو سند و متن کے اعتبار سے معتبر و صحیح ہوں۔

یہ معلوم ہے کہ سورۂ فتح والی جس آیت کو سورۂ احقاف والی آیت کا ناسخ کہا جا رہا ہے، اس کے بعد آپ ﷺ کے عالم الغیب ہونے کی نفی کرنے والی متعدد آیات کا نزول ہوا ہے، جس کی تفصیل کتب تفسیر و حدیث میں موجود ہے۔

بریلوی بحرالعلوم اپنے زعم تبحر میں فرماتے ہیں:

> ”یوں ہی کمالین حاشیہ جلالین میں ہے کہ ابن الجوزی نے کہا کہ آیت کے معنی میں صحیح بات حسن بصری کا قول ہے، ابن عباس، انس، عکرمہ، قتادہ سے مروی ہے کہ اس کے معنی ہیں کہ آخرت میں مجھ کو اپنا اور تمہارا حال معلوم نہیں، لیکن اس کے بعد سورۃ الفتح کی آیت نازل ہوئی، تو صحابہ نے کہا کہ آپ ﷺ کو مبارک ہو، اب تو ہم کو آپ ﷺ کا حال معلوم ہوگیا، پھر مومنوں کے جنتی ہونے کی بشارت نازل ہوئی۔“ (الشاہد جدید ایڈیشن: ۱۴۸، ۱۴۹ بحوالہ کمالین حاشیہ جلالین، مطبع فاروقی: ۴۱۴)

صاف ظاہر ہے ابن الجوزی کی بات کا حاصل یہ ہے کہ بقول حسن بصری، ابن عباس، عکرمہ، قتادہ آپ ﷺ کو دنیاوی امور کی تفصیل نہیں معلوم تھی اور اجمالی طور پر آخرت کی یہ بات معلوم تھی کہ کیا ہوگا؟ اس سے امور دنیاوی میں آپ ﷺ کا عالم الغیب نہ ہونا، بلکہ اخروی معاملہ میں بھی صاف ظاہر ہے، یعنی کہ

جو اقوال سلف بریلوی موقف کی تکذیب وتغلیط کر رہے ہیں، انہیں کو بریلوی اعلیٰ حضرت و بریلوی بحر العلوم نے اپنے موقف پر بطور حجت پیش کر رکھا ہے!

غالی ترین بریلوی کو بھی اس سے انکار نہیں ہوسکتا کہ سورۂ فتح والی آیت مذکورہ کے نزول سے بہت پہلے غزوۂ بدر میں شریک ہونے والے مجاہدین کو منجانب اللہ جنتی اور مغفور ہونے کی بشارت دی گئی تھی، حتی کہ منصب نبوت پر فائز ہوتے ہی آپ ﷺ کو معلوم ہوگیا تھا کہ توحید پرستوں کو آخرت میں جنت سے سرفراز کیا جائے گا، اس سلسلے میں وارد شدہ آیات و احادیث معروف و مشہور ہیں، صرف بریلوی لوگ ہی حسب ضرورت اپنے مصالح کے مطابق کہیں حقائق کے اعتراف سے انکار اور کہیں خانہ ساز دعاوی کے عادی ہیں، اس لیے ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں، یہ معلوم ہے کہ قرآن مجید میں ایک ہی بات مختلف انداز و پیرایہ میں بہت سارے مقامات پر وقتاً فوقتاً یکے بعد دیگرے کہی جاتی رہی ہے، سورۂ فتح والی بات کا بھی یہی حال ہے کہ از روئے حقیقت اس کا حاصل مضمون پہلے بھی قرآن میں وارد ہو چکا ہے۔

یہ معلوم ہے کہ جس حنفی مذہب کی طرف فرقہ بریلویہ اپنے کو منسوب کر رہا ہے، اس کا اصول ہے کہ آپ ﷺ سے مروی شدہ صحیح الاسناد اخبار آحاد سے کسی قرآنی آیت کو منسوخ قرار دینا جائز نہیں، پھر فرقہ بریلویہ کے اعلیٰ حضرت اور بحر العلوم نے حنفی اصول سے بغاوت و انحراف کرتے ہوئے ابن عباس اور بعض تابعین کی طرف منسوب بعض اقوال کو اس آیت کا ناسخ کیوں قرار دے لیا، جبکہ ان حضرات کی طرف ان اقوال کا انتساب بھی تحقیق طلب ہے کہ یہ انتساب فی الواقع صحیح ہے، یا غیر صحیح! اور صحیح فرض کرنے کی صورت میں بھی اقوال مذکورہ بریلویت ہی کی بیخ کنی و تکذیب کر رہے ہیں، نہ کہ تائید و توثیق۔ از روئے حقیقت یہاں نسخ کا کوئی معاملہ نہیں زیادہ سے زیادہ بعض جزئیات کا استثناء و تخصیص و تقیید ثابت ہے اور اسے عام اہل علم نسخ نہیں کہتے، اگرچہ احناف سمیت بعض لوگ اسے اپنی اصطلاح کے مطابق نسخ کہتے ہیں، مگر اصطلاح کا یہ ظاہری اختلاف معنوی و حقیقی اختلاف نہیں ہے۔

الحاصل بریلوی بحر العلوم نے اس آیت کے سلسلے میں اپنے مذہب کے بانی کی کتاب ''الدولۃ المکیۃ'' کے حوالے سے جو خانہ زاد باتیں مختلف صحابہؓ و تابعین کی طرف منسوب کر کے کہی ہیں، وہ مکذوب سے مکذوب تر ہیں، کیونکہ جن حضرات کے حوالہ سے ''الدولۃ المکیۃ'' میں یہ لغوطرازی کی گئی ہے، ان اقوال مذکورہ سے بریلوی عقیدہ کی تکذیب ہوتی ہے، اس سے بریلوی مذہب کے بانی اور اس کے بحر العلوم کی

بصیرت و بصارت اور سمجھ بوجھ کی حقیقت واضح ہوتی ہے کہ کتنی بد دیانتی ومعنوی تحریف کے ذریعہ یہ لوگ اسلاف کی طرف خانہ زاد باتیں منسوب کرنے میں ذرا بھی خوف خدا کا احساس نہیں رکھتے، نیز یہ بھی معلوم ہوگیا ہے کہ اپنے اس موقف وعقیدہ میں یہ لوگ متضاد ومتعارض ومتناقض ومضطرب پالیسی پر کار بند ہیں، پھر بھی اپنے اس تضاد وتعارض واضطراب کا شعور واحساس وادراک نہیں رکھتے، بایں ہمہ خود کو سب سے بڑا اصحاب عقل وشعور واہل علم وفضل کہتے اور اپنے مخالفوں کو جاہل وبے شعور کہتے اور انہیں کافر وملحد وبے دین و بدعقیدہ بھی کہتے ہیں، ظاہر ہے کہ یہ انتہائی درجہ کی غباوت وحماقت اور بہت خطرناک قسم کی بلادت و جہالت ہے، بریلوی لوگوں کی اس پالیسی کی طرف متعدد اہل علم نے توجہ دلائی تو بریلوی بحر العلوم نے معلوم نہیں بزعم خویش اس کا جواب دیتے ہوئے یہ کیوں فرمایا دیا:

> ''حدیث پر آپ کا یہ اعتراض کہ اس سے لازم آئے گا کہ صحابہ کرام اور انہوں نے جن جن کو بتایا وہ سب حاضر وناظر ہوجائیں گے، کامل عیاری اور حدیث سے عدم واقفیت اور جہالت پر مبنی ہے، عیاری تو یہ ہے کہ بڑی چالاکی سے آپ نے صحابہ کرام کا لفظ استعمال کیا ہے، تاکہ عوام سمجھیں کہ تمام صحابہ کرام حاضر وناظر ہوگئے، اگر واقعی ''کم'' کے لفظ سے جمیع صحابہ کا استغراق مراد لیا ہے، تو ہم کو آپ کی اس فراخدلی پر یہ مثل یاد آتی ہے کہ ''میٹھا میٹھا ہپ ہپ کڑوا کڑوا'' تھوتھو، کیونکہ کہاں تو ''ما'' کے عموم سے انکار اور کہاں ضمیر خطاب کو لفظ استغراق بنا ڈالا، اور اگر بعض صحابہ مراد ہیں تو ان کا علم ما کان ویکون ہے، اس سے کس کو انکار ہے؟'' الخ

(الشاہد جدید ایڈیشن، ص: ۸۳)

بریلوی بحر العلوم کی اپنی ہی تحریر سے اپنی تکذیب:

ہم کہتے ہیں کہ بریلوی بحر العلوم کے ولی نعمت وسرپرست مولوی عتیق الرحمٰن بریلوی نے خیر الانبیاء (ص: ۸) میں بہت صراحت کے ساتھ لکھا ہے کہ جس طرح ہمارے رسول ﷺ عالم الغیب تھے، اسی طرح اولیاء اللہ کا عالم الغیب وحاضر وناظر ہونا ثابت ہے۔ اور بریلوی بحر العلوم علامہ عبدالمنان نے اپنے ولی نعمت کی اس بات کی پوری تائید کرتے ہوئے خود بھی الشاہد کے قدیم ایڈیشن (ص: ۳۷) میں یہ بات لکھی ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام ہی نہیں بلکہ اولیاء اللہ کے لیے بھی یہ بات یعنی عالم الغیب وحاضر وناظر ہونا قرآن وحدیث و اقوال علماء سے ثابت ہے۔ ظاہر ہے کہ اپنے اس بیان میں بریلوی بحر العلوم نے نہایت صراحت سے علی

الاطلاق تمام اولیاء اللہ کا عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہونا قرآن و حدیث و اقوال علماء سے ثابت ہونا بتلایا ہے، موصوف نے اپنے اس مطلق حکم لگانے میں اولیاء اللہ میں سے کسی کو بھی مستثنیٰ نہیں کیا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ تمام کے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نبیوں کے بعد سب سے بڑے اولیاء اللہ ہیں، جس کا لازمی مطلب ہے کہ بریلوی بحر العلوم اور بریلوی فرقہ کے تمام افراد نے تمام ہی صحابہ کو مطلقاً عالم الغیب و حاضر و ناظر قرار دے رکھا ہے۔

اپنے اس صریح اور واضح بیان کے بالکل معارض و خلاف موصوف بریلوی بحر العلوم اپنی اس عبارت میں صحابہ کرام کے عالم الغیب و حاضر و ناظر ہونے سے بزور و شور انکار کر کے اپنی تکذیب و تردید و تغلیط کر رہے ہیں اور اوپر سے موصوف بریلوی بحر العلوم کی تحریر سے لازم آنے والی اس بات سے کہ بریلوی اصول سے تمام ہی صحابہ کرام بلکہ اہل اسلام کا عالم الغیب و حاظر و ناظر ہونا لازم آتا ہے، صاف صاف انکار کر رہے ہیں، بلکہ غیر بریلوی اہل علم نے ان بریلویوں کے اصول سے لازم آنے والی اس بات کا جو ذکر کر کے معارضہ و مناقضہ قائم کیا ہے اور بریلوی پالیسی و موقف اور قبوری دین و مذہب میں جو تعارض و تضاد و تناقض و اضطراب ظاہر کیا ہے، اس پر کسی قسم کی شرم و ندامت کا احساس تو کجا نہایت بے حیائی و بے شرمی و بے باکی کے ساتھ اپنی عادت معروفہ کے مطابق پوری دریدہ دہنی سے بیہودہ گوئی اور دروغ بافی و کذب آفرینی میں مزید درمزید ترقی کرتے جا رہے ہیں، اس طرح کے لوگوں کا اس چال ڈھال اور طور و طریق والا ہونا لازم بھی ہے، کیونکہ نص کتاب و سنت کا خلاصۃ الخلاصہ اور نچوڑ و حاصل بتلاتے ہوئے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ نے بالصراحت کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کسی دوسرے کو عالم الغیب قرار دینے والے لوگ افترا پرداز و بہتان طراز و اتہام باز و کذاب دروغ باف اور انتہائی درجے کے جھوٹے ہیں، اور یہ معلوم ہے کہ ام المؤمنین کی اس بات سے تمام صحابہ و جمیع اہل اسلام نے اس لیے موافقت کی ہے کہ موصوفہ ام المؤمنین کی بات نصوص کتاب و سنت سے مستفاد و ماخوذ ہے۔ جو لوگ نص و اجماع امت کے مطابق کذاب و مفتری ہوں وہ اپنے اکاذیب کی تولید و تخلیق میں اگر تضاد بیانی و اضطراب و تناقض کے شکار ہو کر خود اپنی تکذیب کا سامان کر لیں تو بعید نہیں، بلکہ توقع کے عین مطابق ہے۔ سوچنے کی بات ہے کہ ایک بریلوی بحر العلوم کا کہنا ہے کہ قرآن و حدیث و اقوال علماء سے اولیاء اللہ اور تمام انبیاء کا عالم الغیب ہونا ثابت ہے، دوسری طرف زور و شور سے اسی بریلوی بحر العلوم کا یہ دعویٰ ہے کہ بریلوی لوگ صحابہ کو عالم الغیب نہیں مانتے، بریلوی بحر

العلوم اور بریلوی شریعت کے اصول سے لازم آنے والی بات کا ذکر کر دینا بھی بریلوی شریعت میں اتنا بڑا جرم ہو گیا کہ اس ذکر کو بریلوی بحر العلوم ''سرمایہ جہالت'' کہتے اور ذکر کنندہ کو ''گم کردگان راہ'' لکھتے ہیں۔ (الشاہد جدید ایڈیشن، ص:۸۴، ۸۵)

صرف اسی بیہودہ گوئی پر بریلوی بحر العلوم نے اکتفا نہیں کیا، بلکہ اسے بد دیانتی، کامل عیاری، عدم واقفیت، جہالت، بڑی چالاکی وغیرہ نہایت بے ہودہ انداز میں قرار دے ڈالا اور لطیف یہ کہ کہا:

''ہم نے کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ صحابہ کرام عالم الغیب ہیں۔'' (الشاہد جدید ایڈیشن، ص:۸۲، ۸۳)

ایک طرف بریلوی بحر العلوم کا یہ کہنا کہ اولیاء اللہ (اولیاء میں صحابہ کرام شامل ہیں اور بریلوی اصول سے تمام اہل اسلام کا عالم الغیب ہونا لازم آتا ہے) کا عالم الغیب ہونا قرآن و حدیث اور اقوال علماء سے ثابت ہے، مگر دوسری طرف لکھنا آخر کیا معنی و مطلب رکھتا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا کہ ﴿إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ﴾ یعنی آیت قرآنیہ سے صرف وہی لوگ نصیحت پذیر ہوتے ہیں، جن کی کھوپڑی میں مغز اور گودا ہوتا ہے، جس کا مفہوم ہوا کہ جن کی کھوپڑی میں گودا نہیں، وہ نصیحت پذیر نہیں ہیں۔

یہ ہے بریلوی طرز تکلم اور طریق تحقیق و بحث، اہل علم نے بریلوی لوگوں سے صرف یہ کہا تھا کہ تمہاری خانہ ساز قبوری شریعت کے جس اصول سے رسول کا عالم الغیب و حاضر و ناظر ہونا ثابت ہوتا ہے اسی اصول سے لازمی طور پر رسول کی پوری امت کا عالم الغیب و حاضر و ناظر ہونا ثابت ہوتا ہے، جیسا کہ یہ بات بہت واضح بھی ہے۔

اہل علم کے اس مواخذہ و معارضہ کے خلاف جس یاوہ گوئی کا مظاہرہ بریلوی بحر العلوم نے کیا ہے، وہ ناظرین کرام کے سامنے موجود ہے۔ بریلوی لوگ یہ بتلائیں کہ جو علوم بشمول بعض علوم غیب کتاب و سنت کی صورت میں ہمارے رسول ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے عنایت کیے تھے، کیا ان سارے علوم غیب سمیت پوری شریعت کا علم آپ ﷺ اپنی امت کے حوالہ کر کے اور اپنی امت کو سکھا کر نہیں گئے تھے؟ اگر آپ ﷺ حامل وحی جبرئیل کے واسطہ سے ساری وحی سیکھ کر عالم الغیب ہو گئے تو آپ ﷺ کی پوری امت آپ ﷺ کے واسطے سے ساری وحی سیکھ کر کیوں عالم الغیب نہیں ہوئی؟ اس کا جواب تو بریلوی بحر العلوم بلکہ بریلوی جماعت کے کسی فرد سے نہیں بن سکتا، مگر یاوہ گوئی کا وہ عالم ہے جو موصوف بحر العلوم کی تحریر مذکور سے ظاہر ہے۔ اگر بعض امور غیب کا علم رکھنے کے سبب آپ ﷺ اس کے باوجود عالم الغیب کہے جا سکتے ہیں کہ قرآن مجید نے

پوری تاکید کے ساتھ ایک سے زیادہ جگہوں پر آپ ﷺ کو عالم الغیب کہنے سے بہت صراحت اور وضاحت کے ساتھ روک دیا ہے تو آپ ﷺ ہی کی طرح بذریعہ قرآن و حدیث بعض امور غیب سے واقف ہونے کے سبب تمام افراد امت بشمول جمیع صحابہ کیوں عالم الغیب نہیں ہوئے؟ آپ ﷺ بھی بریلوی شریعت کی تصریحات کے مطابق تھے بعض ہی امور غیب سے واقف اور آپ ﷺ کی امت کے افراد بھی بعض ہی امور غیب سے واقف ہیں، اپنی متضاد پالیسی کی پیچیدگی اور ژولیدگی کو حل کرنے کے بجائے غیر بریلوی علمائے اسلام کی شان میں مذکورہ بالا قسم کی بیہودہ گوئی آخر کیا معنی رکھتی ہے؟

ایک جگہ اپنے اوپر علمائے اسلام کی طرف سے ہونے والے اعتراض مذکور کے جواب میں بحرالعلوم بریلوی کہتے ہیں کہ صحابہ نے چونکہ کہا کہ "أعلمنا أحفظنا" ہیں اس لیے بھی سب صحابہ کو اعلم الغیب نہیں کہا جا سکتا، حالانکہ اس قول کے قائل حضرت خلیفہ راشد عمر بن خطاب ہیں، جن کی بات کا حاصل یہ ہے کہ بریلوی اصول کے مطابق ہر فرد بشر اس لیے عالم الغیب کہلانے کا مستحق ہے کہ بتعلیم الٰہی بہر حال زیادہ نہ صحیح کم امور غیب کا علم رکھتا ہے اور آپ ﷺ کے علم کو کم علم اور بعض علم اور جزو علم ہی بریلوی لوگ کہتے ہیں، جیسا کہ ان کی تحریروں سے صاف ظاہر ہے۔ جب بعض علم رکھنے کے سبب آپ ﷺ بریلوی شریعت کی نظر میں عالم الغیب اور حاظر و ناظر ہیں تو بعض ہی کا علم رکھنے کے سبب افراد امت کیوں عالم الغیب نہیں ہیں؟ یہی سوال ہے جس کا جواب بریلوی شریعت کے ترجمانوں اور وکیلوں و حامیوں کے پاس نہیں ہے، اس لیے جواب کے طور پر اپنی عادت کے مطابق علمائے اہلحدیث کو اپنی جارحیت کا شکار بناتے ہیں اور دروغ در دروغ و تضاد در تضاد پر مشتمل تحریریں سپرد قلم کرتے ہیں۔ کیا بریلوی لوگوں کو اسلام کے اس عقیدہ پر ایمان کامل ہے کہ بروز قیامت اپنی تخلیق کردہ متضاد جھوٹی باتوں کی جواب دہی اللہ رب العالمین کے سامنے انہیں کرنی ہوگی؟ اگر ہاں تو اپنی اکاذیب پر مشتمل متضاد باتوں پر نہایت سنجیدگی اور ایمان داری کے ساتھ نظر ثانی کریں۔ وما علینا إلا البلاغ.

ہمارے رسول ﷺ کے عالم الغیب نہ ہونے پر بارہویں نص قاطع اور بریلوی سرکشی کی ایک اور مثال:

اپنی مذکورہ بالا متعارض و مکذوبہ ہفوات ولغویات کے ساتھ ایک ہی سانس میں بریلوی بحرالعلوم فرماتے ہیں:

"دوسری آیت: ﴿وَ مِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ﴾ کے بعد ہی ﴿مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ﴾ اتری، امام طبری

فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس قول سے یہ مراد لی ہے کہ مومن اور منافق گھلے ملے ہیں، اس کا اس سے امتیاز نہیں ہوتا، تو وہ خبیث یعنی منافق کو جو کفر کو چھپاتا ہے، مومن ومخلص صادق الایمان سے صاف صاف الگ اور ممتاز کرے گا۔'' (الشاہد جدید ایڈیشن، ص: ۱۴۹، ۱۵۰)

بریلوی صاحب طرز ادیب بحر العلوم علامہ مفتی عبدالمنان کی اس فصیح وبلیغ عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ موصوف بریلوی بحر العلوم صاحب کا دعویٰ یہ ہے کہ ﴿وَ مِنْ اَهْلِ الْمَدِیْنَةِ مَرَدُوْا عَلَی النِّفَاقِ﴾ والی آیت کریمہ کے بعد ﴿مَا كَانَ اللّٰهُ لِیَذَرَ الْمُؤْمِنِیْنَ﴾ والی آیت کریمہ نازل ہوئی ہے، مگر ناظرین کرام بریلوی بحر العلوم سے پوچھیں کہ کس قرآنی آیت یا حدیث نبوی یا قول صحابہ سے آپ کو یہ معلوم ہوا ہے کہ اول الذکر آیت کے بعد ثانی الذکر والی آیت نازل ہوئی ہے؟ یقین جانیے کہ جس طرح دوسرے معاملات میں اپنے تخلیق کردہ اکاذیب کے ذریعہ بریلوی بحر العلوم عوام الناس کو قعر ضلالت میں ڈالنے میں مصروف ہیں، اسی طرح اپنے مذکورہ بالا دعویٰ میں بھی۔

اہل علم پر یہ بات مخفی نہیں کہ اول الذکر آیت کریمہ گیارہویں پارہ سورۂ توبہ کی ایک سو ایک نمبر والی آیت ہے اور سورہ توبہ حیات نبوی کے اواخر میں نازل ہونے والی سورتوں میں سے ہے، جب کہ ثانی الذکر آیت کریمہ سورۂ آل عمران کی ایک سو اناسویں آیت ہے اور یہ سورۂ توبہ سے بہت پہلے ہجرت کے بعد والے ابتدائی زمانے میں نازل ہوئی ہے۔[1]

اپنے مذکورہ دعویٰ مکذوبہ کے ساتھ بریلوی بحر العلوم نے امام طبری کے حوالہ سے جو عبارت یہ ظاہر کرنے کے لیے بطور حجت نقل کی ہے کہ اول الذکر آیت میں جن منافقوں سے آپ ﷺ کے لاعلم ہونے کی صراحت کی گئی ہے، ان سے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ثانی الذکر والی آیت کے ذریعہ واقف و باخبر بنا دیا تھا، تو کوئی شک نہیں کہ بریلوی بحر العلوم نے یہاں پر عبارت طبری میں تحریف معنوی اور حسب عادت خورد برد اور کتر بیونت وخیانت سے کام لیا ہے، کیونکہ طبری کی اسی عبارت میں یہ صراحت بھی موجود ہے:

''کما میز اللہ بینهم یوم أحد عند لقاء العدو عند خروجهم إلیه.''

یعنی کہ مومن و منافق کے درمیان اللہ تعالیٰ بالکل اسی طرح حد فاصل وتمییز وتفریق قائم کر دے گا، جس طرح اس نے غزوہ احد کے موقع پر مشرکین سے جنگ کے وقت کیا تھا، جب آپ ﷺ کے ساتھ اسی غزوہ

[1] ملاحظہ ہو: الإتقان في علوم القرآن، النوع السابع: معرفة أول ما نزل (۱/ ۳۳، ۳۴)

میں جاتے وقت منافق لوگ بھاگ کھڑے ہوئے تھے اور اپنے اس فرار کے لیے منافقانہ پینترا بازی وحیلہ سازی ودروغ بافی کا ان منافقین نے بہت زیادہ استعمال کیا تھا۔ (تفسیر طبری کا مقام مذکور)

ناظرین کرام بریلوی بحرالعلوم اوران کی بریلوی شریعت کے تخلیق کنندہ اعلیٰ حضرت سے دریافت کریں کہ طبری سے بطور حجت عبارت مذکورہ کونقل کرتے وقت طبری کی عبارت کے اس اہم جزءکوکس بریلوی مصلحت کے تحت نقل نہیں کیا گیا؟ محض اس لے کہ عربی دان عبارت کے اس حصہ سے لوگوں پر یہ بات واضح ہوجاتی کہ منافقین ومومنین کے درمیان تمییز وتفریق والا کام اللہ تعالیٰ غزوہ احد کے موقع پر کر چکا تھا، جس کے کئی سال بعد سورۂ توبہ والی وہ آیت نازل ہوئی ہے، جس میں صراحت ہے کہ اے ہمارے رسول ﷺ آپ ﷺ مدینہ منورہ میں رہنے والے بہت سارے منافقوں کا علم نہیں رکھتے۔ ظاہر ہے کہ طبری والی روایت پوری دیانت داری کے ساتھ نقل کرنے میں بریلوی اعلیٰ حضرت اور بریلوی بحرالعلوم کی تلبیس کاری کھل جانے کا خطرہ تھا، اس لیے بریلوی شریعت کواس خطرہ سے بچانے کے لیے انہوں نے یہ فریب کاری اختیار کی۔

اپنی اس عبارت کی تائید میں طبری نے بعض تابعین سے مروی شدہ اقوال نقل کیے ہیں، جو ہمارے یہاں کے نسخہ تفسیر طبری (۴/ ۱۸۷) میں مرقوم ہیں۔ اس تفسیر سے خود طبری نے دوسرے اہل علم کا اختلاف بھی نقل کیا ہے، یعنی کہ طبری کی اختیار کردہ تفسیر متفق علیہ نہیں ہے، بلکہ اس سے ایسے اہل علم نے اختلاف کر رکھا ہے، جوطبری کی اختیار کردہ تفسیر کرنے والے حضرات کے بالمقابل زیادہ علمی عظمت وشہرت رکھتے ہیں اور ہمارے نزدیک ازروئے تحقیق طبری کے خلاف موقف رکھنے والے اہل علم ہی کی بات راجح اوراصح ہے، اجمالی طور پر بعض منافقین کا تعارف کرانے سے یہ ہرگز لازم نہیں آتا کہ ﴿وَ مِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ﴾ والے منافقین کا تعارف بھی آپ ﷺ کو کرادیا گیا تھا۔

موصوف نے بریلویت کی حمایت میں باطل ہتھکنڈے استعمال کر رکھے ہیں، جب کہ بریلوی لوگوں کے سامنے اپنے آپ کو دوسرے بھیس میں ظاہر کرتے ہیں، اس سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ سورۂ توبہ والی آیت کا بریلوی مذہب کے خلاف رد بلیغ رہنا اپنی جگہ پر برقرار ہے۔ بھلا یہ بات کسی سلیم الطبع آدمی کی سمجھ میں سما سکتی ہے کہ جولوگ نصوص شرعیہ سے مستفاد ہونے والے قول عائشہ صدیقہ کے مطابق کذاب ومفتری اور اتہام باز ہوں اور تمام صحابہ بھی اس قول عائشہ سے متفق ہوں وہ لوگ سوائے دروغ بافی کے اور بھی کوئی دوسرا مشغلہ اختیار کر سکتے ہیں؟

سورۂ محمد کی تیسویں آیت پر بریلوی فرقہ کا مشقِ ستم:

بریلوی بحرالعلوم نے مذکورہ بالا تلبیس کاری کے ساتھ مزید بریلوی تلبیسات کا سلسلہ اپنے اعلیٰ حضرت کی تقلید میں جاری رکھتے ہوئے کہا ہے:

''امام بغوی آیت مبارکہ ﴿وَلَوْ نَشَآءُ لَاَرَيْنٰكَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِيْ لَحْنِ الْقَوْلِ﴾ (ہم چاہیں تو آپ ﷺ کو انہیں دکھا دیں تو آپ انہیں علامتوں سے پہچان لیں) کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ اس آیت کے نزول کے بعد کوئی منافق بھی آپ ﷺ پر پوشیدہ نہیں رہا، سب کو علامتوں سے پہچان گئے۔''

(الشاہد جدید ایڈیشن، ص: ۱۵۰ بحوالہ الدولۃ المکیۃ لأعلیٰ حضرت، ص: ۱۵۰)

اولاً اس عبارت میں مذکورشدہ آیت کریمہ سورۂ محمد (القتال) کی تیسویں آیت ہے، جو اس سورۂ توبہ سے پہلے نازل ہوئی ہے، جس میں ﴿وَ مِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ﴾ والی آیت کریمہ شامل ہے۔

(الإتقان في علوم القرآن: ١/ ٣٤)

اس کا مطلب یہ ہوا کہ سورۂ محمد والی جس آیت کو بریلوی اعلیٰ حضرت و بریلوی بحرالعلوم نے امام بغوی کا نام لے کر اپنی خودساختہ بریلوی شریعت کے زیرِنظر عقیدہ کی دلیل قرار دیا ہے، اس آیت کے بعد بھی اللہ تعالیٰ نے وضاحت کرتے ہوئے صاف صاف فرمایا کہ مدینہ منورہ میں اس طرح کے سرکش واڑیل قسم کے منافقین موجود ہیں جن کا علم آپ ﷺ کو نہیں ہے، لہٰذا سورۂ محمد والی آیت مذکورہ کی تفسیر میں بغوی سے بریلوی اعلیٰ حضرت و بریلوی بحرالعلوم کی نقل کردہ روایت انس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہوسکتا کہ سورۂ توبہ والی آیت میں مذکورشدہ منافقین کا علم بھی آپ ﷺ کو ہوگیا تھا، کیونکہ سورۂ توبہ والی اس آیت میں بالصراحت کہا گیا ہے کہ اڑیل اور ہٹ دھرم قسم کے ان منافقوں کا آپ ﷺ کو علم نہیں، اور یہ معلوم ہوچکا ہے کہ آیت سورۂ توبہ سورۂ محمد والی مذکورہ آیت کے بعد نازل ہوئی ہے۔ تفسیر درمنثور (۴/ ۱۱۹، ۱۲۰) میں اس مفہوم کی کئی احادیث منقول ہیں کہ سورۂ توبہ آخر عہد نبوی میں نازل ہونے والی سورت ہے، جب کہ سورۂ محمد اس کے پہلے نازل ہوئی ہے۔

اس تفصیل کا حاصل یہ ہے کہ امام بغوی کے نام سے استعمال کی ہوئی بریلوی اعلیٰ حضرت و بریلوی بحرالعلوم کی دسیسہ کاری بھی قبوری شریعت کے خانہ ساز موقف کے لیے مفید نہ بن سکی اور مزید برآں دسیسہ کار

ہونے کا راز فاش ہونے پر دونوں بریلوی حضرات کی رسوائی الگ سے ہوئی۔

مذکورہ بالا دونوں آیات کے مضمون میں کسی قسم کا کوئی اختلاف نہیں، ایک میں مدینہ منورہ کے سرکش و ضدی اور اڑیل قسم کے منافقوں کا آپ ﷺ کے لیے علم نہ ہونے کی نفی کی گئی ہے اور وہ دوسری کے بالمقابل مؤخر النزول ہے او دوسری میں یہ بات کہی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ اگر چاہتا تو تمام ہی منافقوں سے آپ ﷺ کو روشناس کرا دیتا، مگر اللہ تعالیٰ نے ایسا چاہا نہیں اور آپ ان سے ناواقف کے ناواقف ہی رہ گئے۔ اس آیت کی یہی تفسیر حافظ ابن کثیر نے اپنی کتاب التفسیر سورۂ محمد آیت نمبر ۲۹، ۳۰ (۶/۳۲۲) میں اور متعدد مفسرین کرام نے بیان کی ہے۔ اگر اپنی بریلوی مصلحت کی بنا پر بریلوی بحر العلوم ان حقائق کے ادراک سے قاصر ہوں تو بعید نہیں، بہت سارے لوگوں کا یہی حال ہوا کرتا ہے۔

یہ بالکل ظاہر بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے متعین طور پر آپ ﷺ کو منافقین کا علم کرا دینا ایک دوسری بات ہے اور ان کے لب ولہجہ سے اکتسابی طور پر آپ ﷺ کا انہیں پہچاننا ایک دوسری بات ہے اور یہ بات اس کے منافی نہیں کہ ﴿مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ﴾ سے متصف نہ رہنے والے بعض منافقوں کو متعین طور پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتلایا دیا ہو، جیسا کہ ﴿مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ﴾ والی سورۂ توبہ ہی سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس وصف سے متصف نہ رہنے والے کچھ منافقوں کو متعین طور پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتلا دیا تھا، جیسا کہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ وغیرہ نے اس کی طرف واضح اشارہ کیا ہے اور اہل علم نے بعض روایات بھی اس کی تائید میں نقل کی ہیں، مثلاً حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

"هم أهل النفاق وقد عرفهم إياهم في براءة. فقال ﴿وَ لَا تُصَلِّ عَلَى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا﴾ الخ." [1]

یعنی اس آیت میں ان منافقوں کا ذکر ہے جن کی پہچان اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی ﷺ کو سورۂ توبہ کی آیت ﴿وَ لَا تُصَلِّ عَلَى اَحَدٍ﴾ کے ذریعہ کرادی تھی۔

ظاہر ہے کہ سورۂ توبہ کی ایک آیت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو جن منافقوں کی پہچان کرادی تھی، وہ ان سے مختلف ہیں جن کی بابت اسی سورۂ توبہ میں ﴿وَ مِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ﴾ کہا گیا ہے، ورنہ دونوں آیتوں میں تعارض لازم آئے گا۔ ﴿وَ لَا تُصَلِّ عَلَى اَحَدٍ﴾ والی آیت کا

[1] تفسير ابن جرير (٢٤/ ٣٨) سورۂ محمد.

مطلب یہ ہے کہ جن لوگوں کا منافق ہونا آپ کو معلوم ہے ان کی نماز جنازہ آپ ﷺ نہ پڑھیں اور یہ حکم تمام ہی اہل اسلام کو ہے کہ جس کا منافق ہونا معلوم ہو، اس کی نماز جنازہ نہ پڑھیں، اس سے تمام اہل اسلام کا عالم الغیب ہونا جب لازم نہیں آتا تو ہمارے رسول ﷺ کا عالم الغیب ہونا کیسے لازم آئے گا؟ کیا اس آیت سے آپ ﷺ کے عالم الغیب ہونے پر فرقہ بریلویہ سے پہلے کسی نے استدلال کیا تھا؟ اس سوال کا جواب بریلوی لوگ ہرگز نہ دے سکیں گے اور یہی بات ان کی تکذیب و تردید کے لیے کافی ہے، اور یہ اس بات کی دلیل بھی ہے کہ فرقہ بریلویہ کی ولادت سے پہلے جو بات اہل اسلام میں کسی نے نہیں کہی تھی، وہ بات اس فرقہ نے اپنی دوسری ایجادات کی طرح ایجاد کر لی۔

مذکورہ بالا تفصیل کو پیش نظر رکھنے سے بریلوی تلبیس کار کا سارا پول کھل جاتا ہے اور بریلوی اعلیٰ حضرت و بریلوی بحر العلوم نے بحوالہ امام بغوی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے جو یہ نقل کر رکھا ہے کہ اس آیت کے نزول کے بعد آپ ﷺ پر کوئی منافق پوشیدہ نہیں رہ گیا تو اولاً: امام بغوی نے نیز جن اماموں کی کتابیں ہمارے سامنے ہیں، ان میں سے کسی نے بھی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی شدہ اس روایت کی سند بیان نہیں کی اور بریلوی اعلیٰ حضرت و بریلوی بحر العلوم بقول خویش صرف اس روایت کو حجت مانتے ہیں جس کی سند معتبر ہو، لہٰذا جب بریلویوں کی حجت بنائی ہوئی روایت انس کی سند ہی مذکور نہیں تو ان بریلویوں کو اس کا معتبر ہونا کیسے معلوم ہوا؟ اور معتبر معلوم ہوئے بغیر اسے کیوں بریلویوں نے حجت بنا لیا؟

بریلویوں کا اپنے مذہبی اصول سے انحراف و اعراض:

ثانیاً: کوئی شک نہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب یہ بے سند روایت آیت سورۂ محمد سے متاخر النزول آیت ﴿وَ مِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ﴾ کے مضمون کے خلاف ہونے کے سبب بریلوی اصول سے مردود ہے، کیونکہ بریلوی اپنے کو جس حنفی مذہب کی طرف منسوب کرتے ہیں، اس کا کہنا ہے کہ قرآن کی آیت پر صحیح الاسناد خبر واحد والی احادیث نبویہ سے زیادتی جائز نہیں، پھر کسی صحابی کی طرف بے سند منسوب ہو جانے والی روایت سے جو زیادہ سے زیادہ ایک صحابی کا قول ہو سکتا ہے، کیونکر بریلویوں نے زیادتی کو جائز قرار دے لیا ہے؟ کوئی شک نہیں کہ ایسا کر کے بریلویوں نے اپنے اصول سے انحراف و اعراض و بغاوت جیسے بھاری جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ ہم کہہ چکے ہیں کہ آیت سورۂ محمد آیت سورۂ توبہ کے معارض نہیں ہے، لہٰذا قرآن سے آپ کا عالم الغیب نہ ہونا واضح طور پر ثابت ہے، نصوص شرعیہ کے بالکل خلاف

اپنے اختراعی عقیدہ پر ایسا استدلال، جو اپنے مذہب کے اصول و ضابطہ سے بغاوت کا حامل ہو، کیونکر مسموع و مقبول ہوسکتا ہے؟

معلوم ہوا کہ اس کارستانی میں بریلویوں نے اپنے مذہب ہی کے خلاف بغاوت کر دی ہے، اس کے باوجود جس جرأت و جسارت و بے باکی و دریدہ ذہنی کا ان لوگوں نے مظاہرہ کیا ہے، اس کا بہت زیادہ قبیح و شنیع ہونا بہت ظاہر ہے، اگر بریلوی فرقہ میں کچھ بھی دینی و علمی غیرت وحمیت ہے تو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی شدہ اپنی مستدل روایت کا مستند و معتبر ہونا ثابت کریں، کیونکہ مناظرہ بجرڈیہہ منعقدہ ۱۹۷۸ء میں فرقہ بریلویہ نے اہل حدیثوں سے طے کر رکھا تھا کہ صرف معتبر سند والی مرفوع روایت پیش کریں گے، بے سند و ضعیف روایت نہیں۔ (روداد مناظرہ بجرڈیہہ، ص:۱۲، ۱۳)

بریلوی اعلیٰ حضرت و بحرالعلوم کی اپنے مذہب سے بغاوت وخروج:

اپنی مذکورہ بالا ہفوات ولغویات میں اضافہ کرتے ہوئے بریلوی اعلیٰ حضرت اور بریلوی بحرالعلوم نے لکھا ہے:

> ”امام بغوی آیت مبارکہ کے شان نزول میں فرماتے ہیں کہ امام سدی فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے اوپر میری امت کے سب لوگ پیش کیے گئے، جس طرح حضرت آدم پر ان کی اولاد پیش ہوئی تھی، تو میں نے ان سب کو پہچان لیا جو مجھ پر ایمان لائے گا اور اس کو بھی جو کفر کرے گا، اس پر منافقین نے مذاق اڑایا کہ آپ ﷺ آئندہ پیدا ہونے والے انسانوں میں مومنوں اور کافروں کے جاننے کا دعویٰ کرتے ہیں اور ہم کافروں ہی کو آپ ﷺ نہیں جانتے۔ تب آپ ﷺ نے قبر پر کھڑے ہو کر اللہ کی حمد وثنا کی، پھر منافقین کو للکارا کہ کچھ لوگوں کو کیا ہوگیا ہے کہ میرے علم میں طعن کرتے ہیں، آج سے قیامت تک کی جو خبر چاہو پوچھو بتاؤں گا۔ ان نصوص کی مزید وضاحت کی ضرورت قطعاً نہیں، یہ بانگ دہل اعلان کر رہی ہیں کہ آپ ﷺ کو بعد میں ہر ہر منافق کا علم ہوگیا تھا۔“ الخ

(الشاہد جدید ایڈیشن، ص:۱۵۰، ۱۵۱ بحوالہ الدولۃ المکیۃ، ص:۱۵۲)

ہم کہتے ہیں کہ مذکورہ بالا فصیح و بلیغ بریلوی عبارت میں بریلوی قائدین نے بحوالہ امام بغوی آیت مذکورہ کا شان نزول سدی کے واسطے سے نقل کرنے میں اپنی بریلوی عرف رضا خانی عرب قبوری پالیسی و

چال بازی کا استعمال کیا ہے، کیونکہ امام بغوی نے سدی والی روایت کی سند کا ذکر نہیں کیا ہے اور امام بغوی اور سدی کے درمیان صدیاں حائل ہیں، دونوں کے درمیان والی سند کئی رواۃ پر مشتمل ہوا کرتی ہے اور فرقہ بریلویہ یہ بھی کہا کرتا ہے کہ صرف معتبر سند والی مرفوع حدیث، خواہ وہ حکماً ہی مرفوع ہو، مقبول و مستند ہے اور اسی کو معرض استدلال میں پیش کیا جا سکتا ہے۔ (روداد مناظرہ بجر ڈیہہ: ۱۲، ۱۳)

اب ناظرین کرام بریلوی بحر العلوم اور ان کے معاونین سے پوچھیں کہ امام بغوی کے حوالہ سے سدی والی جو روایت بطور حجت آپ لوگ نقل کیے ہوئے ہیں، اس کی سند پیش کر کے اس کا معتبر ہونا ثابت کریں۔ آپ یقین جانیے کہ فرقہ بریلویہ اپنی تمام تر قوت استعمال کرنے کے باوجود بھی یہ کام نہ کر سکے گا اور یہی چیز اس فرقہ کے جعل ساز ہونے اور اس کی تکذیب کے لیے کافی ہے، اگرچہ اس طرح کی بہت ساری دیگر باتیں بھی اس کی تکذیب کرنے والی اور اسے جعل ساز ثابت کرنے والی موجود ہیں۔

علاوہ ازیں جس سدی سے بحوالہ بغوی روایت مذکورہ نقل کی گئی ہے، اس کی تعیین بریلوی اعلیٰ حضرت و بریلوی بحر العلوم نے نہیں کی اور یہ بھی دونوں بریلوی قائدین کی تدلیس و تلبیس کی دلیل ہے، کیونکہ سدی نسبت والے ایک سے زیادہ رواۃ کا ذکر کتب رجال میں ملتا ہے اور ان میں سے ایک سے زیادہ سدی النسبۃ رواۃ کو کذاب قرار دیا گیا ہے۔ جیسے عام کتب رجال کی طرف رجوع کر کے بآسانی معلوم کیا جا سکتا ہے۔

بریلوی لوگوں پر ضروری تھا کہ جس سدی کی روایت کو انھوں نے نص کہہ کر دلیل و حجت بنایا ہے، اس کا تعارف کرا کے بتلاتے کہ اس کی بیان کردہ بات از روئے شریعت محمدیہ نص قرار دے کر دلیل و حجت بنانے کے لائق ہوتی ہے، یہ ضروری کام نہ کر کے بریلوی قیادت نے اپنے تلبیس کار ہونے کی عملی طور پر تصدیق کر دی ہے۔

معنوی طور پر مجہول راوی سدی بہر حال صحابی نہیں اور اس کا کذاب ہونا مستبعد نہیں، پھر اس کی بیان کردہ بے سند روایت کو بریلوی بحر العلوم کا نص قرار دے لینا کھلی ہوئی بد دیانتی اور دینی و علمی خیانت و تلبیس کاری ہے اور اپنے ہی بریلوی مذہب کے اصول و ضوابط کی مخالفت و خلاف ورزی بھی، اس کے باوجود نشۂ بریلویت میں بدمست ہو کر بریلوی بحر العلوم کی یہ ہذیان سرائی کیا معنی رکھتی ہے:

''ان نصوص کی مزید وضاحت کی ضرورت قطعاً نہیں۔ الخ'' (الشاہد جدید ایڈیشن: ۱۵۱)

کیا بے سند و غیر ثابت روایات موقوفہ کو نصوص قرار دینا غیر معمولی جرم نہیں ہے؟ یقیناً اس طرح کی

روایات کو نصوص قرار دے لینا یہود و نصاریٰ کے خصائل رذیلہ میں سے ہے۔

اپنی اس ہذیان سرائی کے بعد اور زیادہ مدہوشی آئی تو بریلوی بحر العلوم نے ترقی کرتے ہوئے کہا:

''کیا اب ہم بھی رئیس صاحب سے انہیں کے لب و لہجہ میں پوچھ سکتے ہیں کہ حضرت عکرمہ، ابن الجوزی، امام طبری، امام بغوی، امام سدی وغیرہ ائمہ اعلام پر وہابی مشن کیا فتویٰ لگائے گا؟ حق یہ ہے کہ وہابی مذہب کی بنا اس قسم کی چالاکیوں پر ہے کہ منسوخ آیتوں سے استدلال کریں، مدعی کو اپنی مرضی کے موافق ترمیم دعویٰ پر مجبور کریں، مدعی پر غلط اقرار کا الزام قائم کریں۔''

(الشاہد جدید ایڈیشن، ص: ۱۵۱)

بریلوی عرف رضا خانی عرف قبوری لوگ پہلے مستند و معتبر اور بریلوی تلبیس سے پاک کوئی قول ان حضرات کی طرف صحیح طور پر منسوب شدہ پیش کر کے واضح کریں کہ حضرات مذکورین ہمارے رسول اور جمیع انبیاء و مرسلین علیہم السلام اور اولیاء کو عالم الغیب اور حاضر و ناظر قرار دیتے تھے، ان سبھی حضرات نے ان نصوص قرآنیہ کے خلاف کوئی لب کشائی نہیں کی ہے، جن میں بالصراحت اللہ تعالیٰ کے علاوہ خاتم النبیین ﷺ سمیت تمام انبیاء و مرسلین علیہم السلام اور اولیاء اللہ کے عالم الغیب ہونے کی واضح طور پر نفی کی گئی ہے اور ان حضرات کی طرف منسوب جن روایات کو بریلوی لوگوں نے نص قرار دے کر اپنے اختراعی عقیدہ پر دلیل بنایا ہے، ان روایات میں ہماری پیش کردہ تفصیل کے مطابق بریلویوں کے اختراعی عقیدہ کی دلیل بننے کی صلاحیت قطعاً نہیں ہے، سدی والی روایت جیسی بھی ہے، بہر حال اس آیت کے متعلق ہے جس کے بعد سورۃ الفاضحہ یعنی سورۂ توبہ والی آیت ﴿وَ مِنْ اَهْلِ الْمَدِیْنَةِ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ﴾ نازل ہوئی ہے اور یہ بات بریلوی بحر العلوم کی ساری تلبیسات و تزویر و اختراعی اکاذیب کا حلیہ بے رنگ کرنے والی اور اس خانہ ساز بریلوی عقیدہ کی تکذیب کے لیے کافی اور وافی ہے۔

نومولود فرقہ بریلویہ عرف رضا خانیہ جس چیز کو اپنی فطرت ثانیہ سے مجبور ہو کر ''وہابی مشن'' کہتا ہے، وہ اللہ کے فضل و کرم سے سنی المذہب جماعت ہے، جو کتاب و سنت کی پیروکار ہونے کے سبب بجا طور پر اہل حدیث اور اہل سنت و جماعت ہے، اس کا وہی مسلک ہے جو سلف صالحین کا مسلک ہے، اسی لیے اس جماعت کو سلفی جماعت بھی کہا جاتا ہے نہ کہ بریلوی جیسے نومولود فرقہ کی طرح ہے، جس نے محض منہ زوری کی بنا پر اپنا نام سنی اور اہل سنت و جماعت رکھ لیا ہے، اسے سنت و جماعت اور سنی مذہب سے کوئی واسطہ و سروکار

نہیں ہے، اس کی بنا تو بقول ام المؤمنین عائشہ صدیقہ کذب وزور و افترا پر ہے، وہ جو چاہے اسلاف اور مسلک سلف کے خلاف جارحیت اختیار کر لے، جس کو بریلوی مشن ''وہابی مشن'' کہتا ہے، وہ اسلاف کے خلاف لب کشائی نہیں کرتا، مگر اسلاف نے جس نومولود فرقہ بریلویہ کو متفقہ طور پر کذاب کہا ہے، یعنی ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی بات سے تمام ہی اسلاف امت متفق ہیں، وہ نومولود فرقہ البتہ ام المؤمنین سمیت سارے اسلاف کے خلاف محاذ آرائی اختیار کیے ہوئے ہے اور اس کی تحریروں وتقریروں اور عقائد ونظریات سے صاف ظاہر ہے کہ اس کے جارحانہ اور مبتدعانہ فتاویٰ کے تیروں کی زد پر تمام اسلاف کرام ہی نہیں بلکہ نصوص شرعیہ بھی ہیں۔ جہاں بریلوی لوگوں نے بہت سارے اکاذیب و اتہامات تراشے ہیں، وہاں اگر وہ زوراً وکذباً اہلحدیث کے خلاف یہ کہیں:

''حق یہ ہے کہ وہابی مذہب کی بنا اس قسم کی چالاکیوں پر ہے کہ منسوخ آیتوں سے استدلال کریں، مدعی کو اپنے مرضی کے موافق ترمیم دعویٰ پر مجبور کریں، مدعی پر غلط اقرار کا الزام قائم کریں۔''
(الشاہد جدید ایڈیشن، ص:۱۵۴)

تو کوئی نئی بات ہوئی، کیونکہ بریلوی مذہب کی بنیاد ہی محدثات پر قائم ہے اور بتصریح نبوی ہر محدثہ بدعت و ضلالت ہے، محدثات ان باتوں کو دین میں شامل کر لینے کو کہتے ہیں، جن سے قرون اولیٰ کے لوگ ناآشنا و ناواقف تھے اور جن کا ذکر نصوص کتاب وسنت میں نہیں۔

ہم اپنی ان گزارشات کے بعد بریلوی بحر العلوم کی زیر نظر کتاب کی حقیقت اول سے آخر تک دلائل و براہین کی روشنی میں ظاہر کریں گے۔ ناظرین کرام سنجیدگی ومتانت کے ساتھ اعتدال و انصاف و غیر جانب داری کو ملحوظ رکھتے ہوئے پیش کردہ مباحث ملاحظہ فرمائیں اور حق فہمی وحق طلبی وحق شناسی وحق پسندی وحق پرستی کو پیش نظر رکھیں۔

بریلوی لوگ جن آیات سے اپنے موقف پر استدلال کرتے ہیں ان کا ذکر

بریلوی لوگ عام طور سے اپنے موقف پر جن آیات سے استدلال کرتے ہیں، ان سے پانچ کا ذکر بریلوی بحرالعلوم نے اہمیت کے ساتھ کیا ہے، ملاحظہ ہو:

بریلوی مشن کی پیش کردہ پہلی آیت:

﴿ وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَ كَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ﴾ [النساء: ١١٣]

''اے نبی ﷺ! آپ کو اللہ نے ان چیزوں کی تعلیم دی ہے جن کا آپ کو علم نہیں تھا، اللہ کی یہ تعلیم آپ ﷺ پر فضل عظیم ہے۔''

اس آیت میں آپ کو منجانب اللہ بعض علم غیب دیے جانے کا کوئی ذکر نہیں ہے، لیکن آپ ﷺ کو تعلیم کردہ جس علم کا ذکر اس آیت میں ہے، اس میں اس بعض علم غیب کو شامل کرنے سے کوئی مانع نہیں جو تعلیم الٰہی کے ذریعہ آپ ﷺ کو حاصل ہوا، لیکن یہ معلوم ہے کہ اللہ رب العالمین نے ہمارے رسول کو جن باتوں کی بھی تعلیم دی، آپ ﷺ نے اپنی امت کو ان باتوں کی تعلیم دے دی ہے اور جس طرح قرآن مجید نے آپ کی بابت یہ آیت نازل فرمائی اسی طرح آپ ﷺ کی امت کی بابت ارشاد الٰہی ہے:

﴿ وَ يُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ﴾ [البقرہ: ١٥١]

﴿ وَ عُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنْتُمْ وَ لَآ اٰبَآؤُكُمْ ﴾ [الأنعام: ٩١]

ان دونوں میں سے پہلی آیت کا مطلب یہ ہے کہ اے امت محمدیہ! اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان امور کی تعلیم دی جن کا تمہیں علم نہیں تھا۔ اور دوسری آیت کا مطلب ہے کہ بنو اسرائیل یہود و نصاریٰ کو اللہ نے ان امور کی تعلیم دی جو انہیں نہیں معلوم تھیں، دریں صورت جب تعلیم الٰہی سے بعض علم غیب سے واقف ہونے کی بنا پر بریلوی اصول سے ہمارے نبی ﷺ کو عالم الغیب کہنا صحیح ہے، تو اسی بریلوی اصول سے پوری امت محمدیہ اور

بنو اسرائیل کے جملہ افراد کا عالم الغیب ہونا بھی لازم آتا ہے اور امت محمدیہ کے ہر فرد کو عالم الغیب کہنا ضروری قرار پاتا ہے، حالانکہ بریلوی جماعت اپنے اصول سے لازم آنے والی اس بات کی خود ہی قائل و روادار نہیں۔ دریں صورت اس بریلوی اصول پرستی و دیانت داری کا ثبوت دیتے ہوئے تفریق بین القولین کی معقول وجہ کتاب وسنت و اجماع امت کی روشنی میں مدلل طور پر قابل قبول طریق سے بتلانی چاہیے اور اس بریلوی جماعت سے جماعت اہلحدیث اور دوسری جماعتوں کے علماء خصوصاً حضرت العلام خطیب الاسلام مولانا عبدالرؤف جھنڈانگری یہ مطالبہ کرتے رہے ہیں کہ دونوں قسم کی ان آیتوں کے ہوتے ہوئے تفریق والی اپنی بریلوی روش کی وجہ جواز بیان کرو، مگر افسوس کہ بریلوی جماعت حسب عادت اہل حدیث کے اس مطالبہ پر کوئی دھیان نہیں دیتی، کیا بریلوی جماعت کی یہ روش ہٹ دھرمی، بے راہ روی، بے اصولی، موقع پرستی، بے ضابطگی، غلط روی، کج روی وغیرہ نہیں ہے؟

بریلوی مشن کی پیش کردہ دوسری آیت:

بریلوی بحر العلوم کی ذکر کردہ آیتوں میں دوسرے نمبر والی آیت یہ ہے:

﴿ وَ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ ﴾ [النحل: ٨٩]

''اے نبی ہم نے آپ ﷺ پر ایسی کتاب نازل کی جس میں ہر شی کا واضح بیان ہے۔''

ہم کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا دوسری جگہ ارشاد ہے:

﴿ وَ كَتَبْنَا لَهٗ فِي الْاَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْعِظَةً وَّ تَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ وَّاْمُرْ قَوْمَكَ يَاْخُذُوْا بِاَحْسَنِهَا ﴾ [الأعراف: ١٤٥]

یعنی ہم نے موسیٰ علیہ السلام کے لیے تورات کی تختیوں میں ہر چیز کی موعظت اور ہر چیز کی تفصیل لکھ دی اور ان سے کہا کہ اسے مضبوطی کے ساتھ تھامو اور اپنی قوم بنو اسرائیل کو بھی یہ احسن ترین کتاب تھامنے کا حکم دو۔

اسی مفہوم کی بات سورۃ الأنعام (۸/ ۱۵۵) میں بھی کہی گئی ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ قرآن مجید کی طرح تورات میں بھی ہر چیز کی تفصیل بیان کرنے کا اللہ نے ذکر کیا ہے اور فرما دیا ہے کہ یہ کتاب ہم نے بذریعہ موسیٰ بنو اسرائیل کو دی کہ وہ اسے حاصل کر کے اس پر عمل پیرا ہوں، یعنی کہ جس طرح تورات موسیٰ کو بذریعہ جبرئیل دی گئی، اسی طرح تمام بنو اسرائیل کو بذریعہ موسیٰ دی گئی، جس سے بریلوی اصول کے مطابق لازم آیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جس طرح وحی الٰہی کے ذریعہ عالم الغیب ہوگئے، اسی طرح بنو اسرائیل کے تمام

افراد بھی یعنی یہودی قوم کے جملہ افراد بالواسطہ تعلیم کے ذریعہ عالم الغیب ہوگئے، حالانکہ بریلوی فرقہ اسے نہیں مانتا۔ اسی طرح اس آیت کے سلسلے میں بھی اہل حدیث کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ جس طرح تعلیم الٰہی کے ذریعہ بعض امور غیب سے واقفیت کی بنا پر ہمارے رسول ﷺ کا عالم الغیب و حاضر و ناظر ہونا لازم آتا ہے، اسی طرح اس آیت سے آپ ﷺ کی پوری امت کا عالم الغیب و حاضر و ناظر ہونا بھی لازم آتا ہے، کیونکہ جس ذریعہ جبرئیل علیہ السلام آپ ﷺ پر قرآن مجید کی تنزیل ہوئی ہے، اسی طرح آپ کی امت پر آپ ﷺ کے واسطے سے قرآن مجید کی تنزیل ہوئی، لہٰذا قاعدہ مذکورہ کے مطابق آپ ﷺ کی امت کے تمام افراد کا عالم الغیب ہونا لازم آتا ہے، جسے ماننے کی روادار بریلوی جماعت نہیں اور یہ چیز اس کی بے راہ روی و کج روی و کج فکری و بے اصولی کی دلیلوں میں سے ایک دلیل ہے۔

جب اس آیت میں ﴿تِبۡيَانًا لِّكُلِّ شَيۡءٖ﴾ کے الفاظ وارد ہیں تو اس سے بریلوی طریق پر استدلال کر کے کہنا چاہیے کہ ہمارے رسول ﷺ کو کل علم غیب حاصل تھا، مگر اپنے طریق و اصول سے انحراف و اعراض کرتے ہوئے بریلوی جماعت اس آیت کو بھی انہیں آیات میں شمار کیے ہوئے ہے، جن سے ہمارے رسول ﷺ کے لیے کل علم غیب کا نہیں بلکہ صرف بعض علم غیب کا ثبوت ملتا ہے۔ اپنے طریق تکلم کے مطابق بریلوی جماعت شان نبوی میں گستاخی و بے تمیزی و بے ہودگی کی مرتکب ہے کہ اسی کے اصول و طریق تکلم سے جہاں آپ کے لیے کل علم غیب کا ثبوت نکلتا ہے، وہاں یہ بے راہ رو جماعت اور سر پھری پارٹی بعض علم غیب ہی کا اقرار کر کے توہین رسول کی مرتکب ہے۔ دوسروں پر بلا وجہ و سبب توہین رسول کا بے جا اور جھوٹا اتہام و الزام و بہتان لگانے والی جماعت اپنے اصول سے توہین رسول کرنے کی مجرم ہے، مگر بھارت کے فرقہ پرست ہندوؤں کی طرح اس کا پیمانہ و معیار عجیب ہے کہ مسلمانوں پر بلا وجہ غداری وطن کا الزام لگانے کے باوجود خود بھاری پیمانے پر وطن کے ساتھ غداری کرتے رہتے ہیں۔

بریلوی مشن کی پیش کردہ تیسری آیت:

بریلوی بحر العلوم کی ذکر کردہ آیات میں سے تیسرے نمبر والی آیت یہ ہے:

﴿عٰلِمُ الۡغَيۡبِ فَلَا يُظۡهِرُ عَلٰى غَيۡبِهٖۤ اَحَدًا ۝ اِلَّا مَنِ ارۡتَضٰى مِنۡ رَّسُوۡلٍ...﴾

[الجن: ۲۶، ۲۷]

''اللہ عالم الغیب ہے وہ اپنا غیب کسی پر ظاہر نہیں کرتا، مگر جس رسول سے وہ راضی ہے اور وہ اس

کے آگے پیچھے نگرانی کرتے ہوئے چلاتا ہے، تا کہ وہ جان لے کہ انہوں نے ان کے رب کے پیغامات پہنچا دیے اور وہ لوگوں کے پاس کی جملہ باتوں کی احاطہ کیے ہوئے ہے اور تمام چیزوں کو تعداد کے لحاظ سے محفوظ رکھے ہوئے ہے۔''

ہمارے نزدیک از روئے تحقیق اس کلام الٰہی میں واقع شدہ استثناء منقطع ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ اس کلام الٰہی وفرمان ربانی میں یہ کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی بذات خود تن تنہا عالم الغیب ہے اور وہ عالم الغیب اللہ اپنا غیب اپنی مخلوق میں کسی پر ظاہر نہیں کرتا، اس کلام سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنے علوم غیب میں سے ایک کا ذکر اس طرح کیا ہے:

ہمارے رسول ﷺ کے عالم الغیب نہ ہونے پر تیرہویں نص قاطع:

﴿قُلْ اِنْ اَدْرِیْٓ اَقَرِیْبٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ اَمْ یَجْعَلُ لَهٗ رَبِّیْٓ اَمَدًا﴾ [الجن: ٢٥]

یعنی اے نبی ﷺ! آپ کہہ دیجیے کہ میں نہیں جانتا کہ جس قیامت کے قیام کا تم سے منجانب اللہ وعدہ کیا جا رہا ہے، وہ قریب الوقوع ہے، یا اس کے وقوع کے لیے میرے رب نے طویل ولمبی مدت مقرر کر رکھی ہے۔

یہ معلوم ہے کہ وقوع قیامت کا علم بہت ساری آیات قرآنیہ کے مطابق اللہ تعالیٰ کے ان علوم غیب میں سے ہے، جن سے اللہ تعالیٰ نے اپنے کسی نبی ورسول وفرشتہ اور بندہ کو باخبر وآگاہ ومطلع نہیں کیا ہے، لہٰذا ہمارے نزدیک از روئے تحقیق اس آیت کے مابعد ﴿عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖٓ اَحَدًا﴾ والی آیت میں غیب سے مراد وہی علوم غیب ہیں، جن سے اللہ تعالیٰ نے اپنے کسی بھی رسول ونبی ومخلوق کو باخبر وآگاہ ومطلع نہیں کیا ہے۔ ہمارے نزدیک اس کلام الٰہی میں صرف استثناء سے پہلے والا مضمون حرف استثناء سے پہلے پہلے مکمل ہو گیا، اس کے بعد والا کلام مضمون مستانفہ کا حامل ہے، جس کا حاصل اس قدر ہے کہ اللہ تعالیٰ جس رسول سے راضی ہے، اس کے آگے پیچھے وہ چلنے والے نگراں مقرر کر دیتا ہے، تا کہ اسے معلوم ہو جائے کہ اس پسندیدہ رسول نے رب العالمین کے پیغامات پہنچا دیے۔

اس کلام الٰہی میں لفظ ''رسول'' سے مراد حضرت جبرئیل علیہ السلام ہیں، جو تمام انبیاء کرام ومرسلین عظام کے معلم اور حامل وحی ہیں، رطب ویابس اور غث وسمین کے جامع وحاطب اللیل حافظ جلال الدین سیوطی نے اس آیت کی تفسیر میں کئی روایات بعض صحابہ وتابعین سے نقل کی ہیں، جن کا حاصل یہ ہے کہ اس آیت میں وارد شدہ لفظ ''رسول'' سے مراد حضرت جبرئیل علیہ السلام ہیں۔ (تفسیر درمنثور: ۸/ ۳۰۹، ۳۱۰)

قرآن مجید میں حضرت جبرئیل معلم الانبیاء و حامل الوحی ہی کو اور کئی جگہ بھی رسول کہا گیا ہے:

﴿ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ۝ ذِیْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِی الْعَرْشِ مَكِيْنٍ ۝ مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ ۝ وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ ۝ وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ ۝ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ۝ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ﴾ [التکویر: ۱۹ تا ۲۵]

یعنی یہ قرآن ایک باعزت رسول کا نقل کردہ کلام ہے، جو عرش والے اللہ کے نزدیک قوت وسطوت والا ہے، جس کی سبھی انبیاء و مرسلین اطاعت کرتے ہیں، وہ امانت دار بھی ہے اور تمہارا صاحب (محمد رسول اللہ ﷺ) دیوانے نہیں ہیں، یقیناً انہوں نے (یعنی محمد ﷺ نے) اس امین و مطاع باعزت رسول جبرئیل کو افق مبین میں دیکھا ہے، یہ رسول غیب کی باتیں بتلانے میں بخیل نہیں ہے۔

مذکورہ بالا آیات میں پہلی آیت یعنی سورۂ تکویر کی انیسویں آیت میں رسول کا لفظ حضرت جبرئیل ہی کے لیے استعمال ہوا ہے۔ اور ﴿وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ﴾ میں احتمال ہے کہ "ھو" ضمیر کا مرجع بھی جبرئیل ہی ہوں، جو غیب پر مشتمل بعض باتوں کو پوری وحی الٰہی سمیت انبیاء کرام ﷺ تک پہنچانے میں بتصریح الٰہی بخل و کنجوسی سے کام نہیں لیتے تھے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول (اس رسول سے مراد خواہ جبرئیل ہوں یا خاتم النبیین ﷺ) کو اپنی بتلائی ہوئی غیب کی باتوں کو لفظ غیب ہی سے تعبیر کیا ہے، جبکہ ہم عرض کر آئے ہیں کہ متعدد آیات میں اس طرح غیب والی باتوں کو کالعدم قرار دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے غیر اللہ سے علم غیب جاننے کی مطلقاً نفی کی ہے۔

ہمارے نزدیک تحقیقی بات یہ ہے کہ غیب کی جو بعض باتیں اللہ تعالیٰ نے اپنے ملکی یا بشری رسول کو بتلا دی وہ حقیقتاً معنوی طور پر غیب نہیں رہ جاتی ہیں، البتہ مجازی طور پر ان پر لفظ غیب کا اطلاق اس لیے ہوسکتا ہے کہ رسول کو اعلام الٰہی کے پہلے وہ باتیں غیب ہی تھیں، جس طرح لوگ ہمارے رسول ﷺ کو بالغ ہونے کے بعد بلکہ منصب نبوت پر سرفراز کیے جانے کے بعد بھی اس لیے یتیم کہہ دیا کرتے ہیں کہ آپ ایک زمانہ میں بلوغت سے پہلے یتیم تھے۔

علیٰ ہذا القیاس رسولوں کو اعلام الٰہی کے ذریعہ بتلائے گئے بعض امور غیب اگرچہ معنوی و حقیقی طور پر غیب نہیں رہ جاتے، پھر بھی انہیں بعض مقامات پر مجازاً غیب کہہ دیا گیا ہے، ظاہر ہے کہ جس طرح اعلام الٰہی کے ذریعہ یہ بعض امور غیب ملکی یا بشری رسول کو حاصل ہوتے ہیں، اسی طرح تعلیم انبیاء کے ذریعہ ان کی

امت کے تمام افراد کو بھی حاصل ہو جاتے ہیں، لہٰذا جس طرح افراد امت میں سے ہر ہر فرد کو عالم الغیب و حاضر و ناظر کہنا درست نہیں، اسی طرح رسولوں اور نبیوں میں سے کسی کو ہمارے لیے عالم الغیب و حاضر و ناظر کہنا اس وجہ سے جائز و مناسب نہیں کہ ہم کو یعنی پوری امت اسلامیہ کو قرآن مجید اور حدیث نبوی میں تاکید کے ساتھ غیر اللہ میں سے کسی کو عالم الغیب اور حاضر و ناظر کہنے سے منع کر دیا گیا ہے اور غیر اللہ میں سے کسی کے بارے میں اس قسم کا عقیدہ و نظریہ و خیال و ظن قائم کرنے سے اہل اسلام کو روک دیا گیا ہے، جیسا کہ تفصیل آگے آ رہی ہے۔

بریلوی مشن کی طرف سے پیش کردہ چوتھی آیت:

بریلوی بحر العلوم کی ذکر کردہ پانچ آیتوں میں سے چوتھے نمبر والی آیت یہ ہے:

﴿ وَ لَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ ﴾ [البقرہ: ۲۵۵]

''لوگ اللہ تعالیٰ کے علم میں سے کسی بھی چیز کا احاطہ نہیں کر سکتے، مگر اللہ تعالیٰ کے علم میں سے ان چیزوں کا احاطہ ضرور کر سکتے ہیں جن کو اللہ چاہے۔''

اس آیت میں نبی و رسول کو منجانب اللہ علم غیب بتلانے کی کوئی صراحت نہیں ہے اور یہ معلوم ہے کہ علوم الٰہی میں بہت سارے علوم ایسے ہیں جو علم غیب نہیں ہیں، ایسی صورت میں زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ احتمالی و ضمنی طور پر اس آیت سے مستفاد ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اللہ کی مخلوق میں سے کچھ لوگوں کو بعض امور غیب کی جانکاری اعلام الٰہی کے بدولت ہو جاتی رہی ہے، مگر ہم عرض کر چکے ہیں کہ بعض امور غیب سے باعلام الٰہی آگاہ ہونے کے باوجود کسی امتی کو اجازت نہیں کہ غیر اللہ میں سے کسی کو، خواہ رسول و نبی و فرشتہ و ولی ہو، عالم الغیب کہے۔

بریلوی مشن کی پیش کردہ پانچویں آیت:

بریلوی بحر العلوم نے اس جگہ پانچویں نمبر پر یہ آیت نقل کی ہے:

﴿ وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِي مِنْ رُّسُلِهِ مَنْ يَّشَاءُ ﴾

[آل عمران:۱۷۹]

اللہ تعالیٰ تمہیں غیب کی اطلاع نہیں دیتا، لیکن اپنے رسولوں میں جسے چاہتا ہے، اسے اختیار کر لیتا ہے۔

اس آیت کریمہ میں ہمارے نزدیک ازروئے حقیقت ''ولکن'' سے پہلے والی عبارت تام ہے، اور

اس کا تعلق بایں معنی ''ولکن'' سے آگے والی عبارت سے نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں میں جسے چاہتا ہے،علم غیب کی اطلاع دے دیتا ہے۔ ہماری یہ بات عربی نحو و اصول لغت کے بھی مطابق ہے اور اس لیے بھی صحیح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے متعدد مقامات پر غیر اللہ میں کسی کو غیب کی اطلاع دینے کی مطلقاً نفی کی ہے، اس لیے یہ ممکن نہیں کہ ایک طرف وہ یہ کہے کہ کسی غیر اللہ کو منجانب اللہ علم غیب کی اطلاع نہیں دی گئی اور دوسری طرف اس کے خلاف یہ کہے کہ وہ اپنے رسولوں میں جسے چاہتا ہے غیب کی اطلاع دے دیتا ہے۔ جس سے بظاہر مستفاد ہونے لگے کہ بعض رسولوں کو تو بعض امورغیب کی اطلاع منجانب اللہ دی گئی، مگر بعض کو بعض امور غیب کی اطلاع نہیں دی گئی، اس لیے آیت کا وہ معنی جو ہمارے بیان کردہ معانی کے خلاف ہے، ہمارے نزدیک غیر صحیح ہے، البتہ ہمارا ایمان وعقیدہ ہے کہ اللہ رب العالمین نے اپنے ہر رسول و نبی کو وحی کے ذریعہ بعض امورغیب کی اطلاع وخبر اور جانکاری دی ہے، مگر بعض امورغیب کی اس جانکاری و اطلاع وخبر و واقفیت کی بنا پر یہ عقیدہ ونظریہ بلکہ ظن وگمان رکھنے سے بھی اللہ رب العالمین نے امتی کو روک دیا ہے کہ کوئی رسول و نبی عالم الغیب و حاضر و ناظر بھی ہے، ایسا اس لیے ہے کہ اعلام الٰہی کے بعد دراصل یہ بعض امورغیب حقیقتاً و معنیً امورغیب کہے جانے کے لائق ہی نہیں رہ جاتے اور علم الٰہی کلی کے بالمقابل باعتبار مقدار یہ بعض امورغیب اتنے زیادہ کم سے بھی کمتر اور قلیل سے بھی زیادہ قلیل تر ہیں کہ کالعدم ولاشی قرار پاکر مطلقاً نفی کے لائق ہیں۔

بریلوی مشن کی بعض دیگر مستدل آیات:

اس جگہ اپنی ذکر کردہ پانچ آیات کے علاوہ متفرق طور پر مختلف مقامات پر بریلوی بحر العلوم اور ان کے ہم مذہب اہل علم و اہل قلم نے بعض دوسری آیات کا بھی ذکر کیا ہے اور بزعم خویش سمجھا اور لکھا ہے کہ یہ آیات بھی ہمارے رسول ﷺ کے عالم الغیب و حاضر و ناظر ہونے کے دلائل ہیں۔ مثلاً:

﴿ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ ﴾ [الأحزاب: ٦]

﴿ وَ مَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ﴾ [الأنبياء: ١٠٧]

اور وہ آیات جن میں آپ ﷺ کو ''شہید'' اور ''شاہد'' کہا گیا ہے، نیز متعدد دوسری آیات مگر اس جگہ ایجاز و اختصار کے ساتھ یہ عرض ہے کہ اس طرح کی آیات کو خیر القرون عہد نبوی اور عہد صحابہ وعہد تابعین و عہد تبع تابعین میں آپ کے عالم الغیب ہونے کے دلائل کسی بھی فرد بشر نے نہیں کہا تھا اور ارشاد نبوی ہے:

''آخر زمانہ میں کچھ دجال و کذاب لوگ ایسے ظاہر ہوں گے جو دین اسلام میں ایسی خود

ساختہ جھوٹی باتیں شامل کر کے بیان کرتے پھریں گے، جن سے اہل اسلام واقف و آشنا نہ ہوں گے۔'' (صحیح مسلم)

ابھی اس بریلوی تلبیس پر تفصیلی تبصرہ آگے آئے گا۔ نیز ارشاد نبوی ہے:

''كل عمل، وفي رواية: أمر، ليس عليه أمرنا فهو رد.'' (صحیحین و عام کتب حدیث)

یعنی جس بات اور کام کا ہم نے یعنی نبی ﷺ نے حکم نہ دیا ہو، اسے اگر کیا جائے گا تو وہ مردود و باطل اور لغو ہوگا۔

شرعی اجازت کے بغیر انجام دیا جانے والا عمل مردود و باطل ہے:

مذکورہ بالا حدیث نبوی متواتر المعنی ہے اور اس بات پر صریح دلیل ہے کہ قرآن مجید کے وہ معنی بیان کرنا جس کا ذکر نصوص کتاب و سنت میں نہیں ایک مردود و باطل کام ہے، لہٰذا بریلوی بحر العلوم اور اس قسم کے جملہ اہل قلم کی یہ بات مردود و باطل ہے، البتہ مفصل بحث آگے آرہی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ان آیات اور بعض احادیث کا یہ معنی پیدا کر لینا کہ ہمارے رسول محمد ﷺ سمیت تمام انبیاء و مرسلین علیہم السلام اور اولیاء کرام اور خصوصاً صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عالم الغیب و حاضر و ناظر ہیں، صرف بریلویت کے قائدین و زعماء کا کارنامہ ہے اور ہم کہہ آئے ہیں کہ بریلویت کے ظہور و وجود و ایجاد و اختراع و تدوین و ترتیب پر صرف ایک سو سال کا زمانہ گزرا ہے، اس بریلویت کے ظہور پذیر ہونے سے پہلے اہل اسلام ان احادیث و آیات کے اس اختراعی معنی سے قطعاً ناواقف و ناآشنا تھے، اگرچہ ہم کو اس حقیقت سے انکار نہیں کہ بریلویت کی باقاعدہ تدوین و ترتیب سے پہلے از راہ مصالح اسلام میں داخل ہو جانے والے یہودی، نصرانی، مجوسی، یونانی، قبطی، سبائی، صابی، برہمنی عناصر منصوبہ بند سازش کے ذریعہ بریلویت کے ان امتیازی مسائل و عقائد کے لیے مواد و مسالہ وقتاً فوقتاً تیار کرتے رہے تھے، مگر اہل اسلام نے اس طرح کے مواد و مسالوں کو اکاذیب، غالی صوفیوں کی ناقابل اعتناء نکات آفرینی و لطائف بازی سے زیادہ وقعت نہیں دی، افسوس یہ ہے کہ دور حاضر میں ان مواد و مسالوں کا استعمال اپنے بہت سارے اختراعی اکاذیب کے ساتھ بریلوی زعماء و قائدین بہت زیادہ کرنے لگے ہیں۔ واللہ المستعان علی ما یصفون. سبحان ربك رب العزة عما يصفون وسلام على المرسلين والحمدلله رب العالمين.

بریلوی قائدین نے اپنے اس خود ساختہ موقف کی تائید و تصویب میں ایک بات کافی زور و شور کے

ساتھ یہ کہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات وصفات میں وحدہ لاشریک اور بے نظیر و بے مثل ہونے کے باوجود اپنے متعدد وصفی ناموں میں سے بعض ناموں کا اطلاق غیر اللہ کے لیے کیا ہے، نام کا اشتراک ان صفات میں اللہ تعالیٰ کے وحدہ لاشریک و بے نظیر و بے مثل ہونے سے مانع نہیں، مثلاً اللہ کے صفاتی ناموں میں سے ایک نام ''سمیع'' اور دوسرا ''بصیر'' بھی ہے، مگر اس لفظ کا اطلاق اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن مجید میں غیر اللہ کے لیے بھی کیا ہے، اس لیے محض نام میں اشتراک سے شرک لازم نہیں آ سکتا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے سمیع و بصیر ہونے میں اور غیر اللہ کے سمیع و بصیر ہونے میں بہت فرق ہے، بندہ حادث و محدود ہے اور اللہ حادث و محدود نہیں ہے، لہٰذا عالم الغیب اگرچہ اللہ تعالیٰ کا ایک وصف اور اس کا ایک صفاتی نام ہے، مگر اس سے لازم نہیں آتا کہ غیر اللہ کے لیے عالم الغیب کے لفظ کا استعمال شرعاً ممنوع ہے، اللہ کے عالم الغیب ہونے اور غیر اللہ کے عالم الغیب ہونے میں بہت زیادہ فرق ہے۔

(ماحصل از خیر الانبیاء مؤلفہ مولوی عتیق الرحمٰن بریلوی اکرھروی، ص: ۲۲، الشاہد قدیم و جدید ایڈیشن، ص: ۷، ۸)

اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ:

ہم کہتے ہیں کہ معتبر سند سے مروی شدہ حدیث نبوی کے مطابق اللہ تعالیٰ کے ایک کم سو یعنی ناوے اچھے نام (اسمائے حسنیٰ) ہیں، جن میں ایک کو چھوڑ کر باقی اٹھانوے نام اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام ہیں۔[1]

اللہ تعالیٰ کے ان اٹھانوے اسمائے حسنیٰ میں سے پچپن سے زائد ناموں کا اطلاق کتاب وسنت میں غیر اللہ کے لیے ہوا ہے، جس کی تفصیل بنظر اختصار قلم انداز کی جاتی ہے اور دریافت کرنے پر ہر وقت بتلائی جا سکتی ہے، مگر محض اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں نام کے اس اشتراک سے اللہ تعالیٰ کے ان صفاتی ناموں پر کوئی حرف نہیں آتا اور نہ شرک و کفر لازم آتا ہے، غیر اللہ کے لیے ان اسماء کا اطلاق و استعمال شریعت میں ممنوع ہونے کے بجائے جائز قرار دیا گیا ہے، لیکن اس چیز پر قیاس کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے دوسرے ناموں کا اطلاق و استعمال غیر اللہ کے لیے کرنا ایسی صورت میں جرم اور شرارت و شیطنت ہے کہ ان ناموں کا اطلاق و استعمال شریعت اسلامی میں غیر اللہ کے لیے بالصراحت ممنوع قرار دیا گیا ہو، اس طرح کا قیاس اگر بریلوی شریعت نے اپنے مذہب میں داخل و شامل کر رکھا ہے، تو یہ بھی اس کے خود ساختہ اختراعی و خانہ ساز اصول وضوابط میں سے ایک خانہ ساز اصول و ضابطہ ہے، اس قسم کے امور میں اس طرح کا قیاس جائز قرار

---

[1] ملاحظہ ہو: تحفة الذاكرين شرح عدة حصن حصين للشوكاني، فصل في الأسماء الحسنىٰ (ص: ٥٣ تا ٥٦)

دے لینا قطعاً اور یقیناً اصول اسلام سے انحراف واعراض و بغاوت ہے۔

یقیناً عالم الغیب اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے کہ اللہ ہی بہتر جانے کہ یہ نام یعنی عالم الغیب والا اسم الٰہی ان احادیث نبویہ میں مذکور نہیں ہوا، جن میں رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے ننانوے اسمائے حسنیٰ گنائے ہیں، یہ معلوم ہے کہ احادیث نبویہ میں مذکور شدہ ننانوے اسمائے حسنیٰ کے علاوہ بھی اللہ رب العالمین کے بہت سارے نام کتاب وسنت میں وارد ہیں، حتی کہ ارشاد نبوی کے مطابق اللہ تعالیٰ کے ناموں کا شمار انسانی طاقت سے باہر ہے اور اس کے سبھی ناموں کا جان لینا کسی بھی نبی و رسول حتی کہ خاتم النبیین ﷺ کے لیے بھی ناممکن ہے۔[1]

اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کے اس وصفی نام یعنی عالم الغیب کا اطلاق غیر اللہ کے لیے شریعت محمدیہ میں ممنوع و ناجائز قرار دیا گیا ہے۔

عبادت توقیفی چیز ہے:

یہ معلوم ہے کہ مذہب اسلام میں عبادت کی کتنی اہمیت ہے اور عبادت کی بہت ساری اقسام و انواع ہیں، اور یہ بھی معلوم ہے کہ ہر عبادت توقیفی چیز ہے، یعنی کہ اللہ تعالیٰ کے بتلائے بغیر ہم کو یہ نہیں معلوم ہوسکتا کہ ہم پر کون کون سی عبادات فرض، واجب وسنت مؤکدہ وسنت غیر مؤکدہ وسنت مستحبہ ونوافل ہیں، اور انہیں کب اور کیسے اور کس طریق پر انجام دیا جائے۔ ان ساری عبادتوں کو اللہ کے بغیر ان کے کوائف وطریق ادائیگی کے ساتھ ساتھ بندے کا جاننا ممکن نہیں، یہ بات اعلام الٰہی کے بغیر بزور عقل و قیاس و اجتہاد ورائے معلوم ہونا محال درمحال ہے، یہ تمام امور عبادات بندوں کے اعتبار سے امور غیب ہیں، جن کو وہ بلا اعلام الٰہی محض اپنے زور عقل ورائے و قیاس سے معلوم نہیں کرسکتا۔ اور یہ معلوم ہے کہ عام اہل اسلام اپنے اوپر عائد ہونے والی عبادات، ان کے کوائف و اوقات، ان کے طریق ادائیگی وغیرہ جیسے امور سے واقف و آگاہ و باخبر ہیں، مگر ان امور غیب کی خبر رکھنے کے باوجود اہل اسلام میں سے ہر آدمی کو عالم الغیب کہنا کسی طرح بھی صحیح و درست و جائز نہیں حتی کہ بریلوی لوگ بھی اس بنا پر کسی مسلمان کو خواہ وہ متقی ہو یا فاسق عالم الغیب ہونے کا عقیدہ نہیں رکھتے، نہ اس عقیدہ کو فرض، واجب، سنت و مستحب و جائز بتلانے کے لیے کتابیں لکھتے نہ

[1] ملاحظہ ہو ہماری کتاب: تصحیح العقائد بإبطال شواهد الشاهد، (ص: ٧٢، ٧٣) بحواله بدائع الفوائد للحافظ ابن القيم الجوزيه (١/ ١٦٦) وغيره.

جلسے کرتے نہ درس گاہیں قائم کرتے ہیں، لیکن سوال یہ ہے کہ بندوں کے اعتبار سے امور غیب میں سے عبادات کے ہونے کے سبب اور منجانب اللہ انہیں اس کا علم ہونے کے سبب ان بندوں کو بریلوی لوگ کیوں عالم الغیب نہیں کہتے؟ حالانکہ ہمارے رسول ﷺ سمیت تمام نبیوں و رسولوں علیہم السلام کو یہی لوگ عالم الغیب کہتے اور اس سلسلے میں طویل وعریض کتابیں لکھتے اور تمام مسلمانوں سے مطالبہ کرتے ہیں کہ رسولوں ونبیوں کے عالم الغیب ہونے کا عقیدہ ونظریہ لازم پکڑو اور اپنی اس بات اور اپنے اس موقف و مذہب وعقیدہ ونظریہ کے صحیح ہونے پر کوئی بھی معقول شرعی دلیل نہیں پیش کرتے، صرف تلبیسات وتحریفات اور دجل وفریب و اختراعات سے کام لیتے ہیں۔

عبادات کے علاوہ بہت سارے شرعی امور حتی کہ اللہ رب العالمین کا اپنی ذات وصفات میں یکتا وحدہ لاشریک ہونا اور اس کا لوگوں کی ہدایت کے لیے رسولوں کا بھیجنا اور کسی رسول کا رسول ہونا، اللہ کی بھیجی ہوئی کسی کتاب شریعت کا کتاب شریعت ہونا یہ سارے امور بندوں کے اعتبار سے امور غیب ہی میں سے ہیں، بلا اعلام الٰہی ہم بندگان خدا کو یہ نہیں معلوم ہوسکا کہ مکہ مکرمہ کے قبیلہ قریش کے ایک فرد عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم کے نطفہ سے ان کی بیوی آمنہ خاتون کے بطن سے پیدا ہونے والے ''محمد بن عبداللہ ﷺ'' فی الواقع اللہ کے نبی و رسول ہیں اور ان پر ہمارے لیے کتاب شریعت قرآن مجید کا نزول ہوا ہے۔ اس قسم کی جملہ باتیں ساری کی ساری ہم بندگان خدا کے اعتبار سے قطعاً اور یقیناً امور غیب سے ہیں، جن کا علم ہم کو باعلام الٰہی ہی ہوا اور یہ اعلام الٰہی بذریعہ رسول ﷺ ہمیں حاصل ہوا، ان سارے امور غیب سے ہم بحمداللہ وفضلہ باعلام الٰہی واقف وآگاہ اور باخبر ہوئے، مگر ان امور غیب کا باعلام الٰہی علم رکھنے کے باوجود ہم کو بریلوی لوگ عالم الغیب کہنے کے روادار نہیں، مگر نہ جانے کس خبط و جہالت وضلالت کا شکار ہو کر دعویٰ کرتے ہیں کہ اعلام الٰہی کی بدولت اس قسم کے امور کا علم رکھنے کے سبب ہمارے رسول محمد ﷺ سمیت سارے کے سارے انبیاء کرام علیہم السلام عالم الغیب ہیں اور تمام ہی اہل اسلام کو یہی عقیدہ ونظریہ وموقف رکھنا چاہیے۔

بہر حال یہ طے شدہ بات ہے کہ جن امور شرعیہ کے جاننے کی ضرورت بندوں اور مکلفین کو ہے ان امور کو اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ بواسطہ نبی و رسول ہم کو بتلا دیا ہے اور یہ سارے امور ہمارے اپنے اعتبار سے امور غیب بھی ہیں، مگر اعلام الٰہی کے ذریعہ ظاہر و واضح ہوجانے کے بعد یہ امور امور غیب ہی نہیں رہ گئے، خواہ اس لیے یہ امور غیب نہیں رہ گئے ہوں کہ امور غیب کی کثرت کے بالمقابل باعلام الٰہی معلوم شدہ یہ

امور غیب اس قدر اقل قلیل ہیں کہ انہیں کالعدم مان لیا گیا، خواہ اس لیے امور غیب نہیں رہ گئے کہ غیب کی تعریف اہل علم کی نظر میں یہ ہے کہ جس چیز کو محض اپنے ذاتی وسائل وحواس خمسہ کے ذریعہ انسان نہ جان سکے، لیکن اگر اس طرح کے امور میں سے کچھ امور اللہ تعالیٰ وحی کے ذریعہ اپنے بندوں کو بتلا دے تو وہ از روئے حقیقت معنوی طور پر غیب نہیں رہ جاتے، ان پر لفظ غیب کا اطلاق محض مجازی طور پر ہوسکتا ہے اور انہیں جاننے کے سبب آدمی کو عالم الغیب کہنا صحیح و جائز نہیں، خواہ وہ آدمی رسول و نبی ہی کیوں نہ ہو۔

ہم دیکھ رہے ہیں کہ زیر نظر آیت کریمہ میں نہایت صراحت اور وضاحت کے ساتھ غیر اللہ سے غیب دانی کی نفی کر دی گئی ہے اور جب اللہ رب العالمین نے غیر اللہ کے لیے غیب کا علم رکھنے کی نفی کر دی ہے تو پھر بندگان خدا کو کسی طرح بھی زیبا و لائق نہیں کہ وہ کسی غیر اللہ کو عالم الغیب کہے اور اس کے عالم الغیب ہونے کا عقیدہ ونظریہ رکھے اور اس عقیدہ ونظریہ کا پرچار، اس کی نشر واشاعت اور تبلیغ ودعوت کرتا پھرے، مگر ان تمام امور کے باوجود قبوری شریعت سے وابستگی رکھنے والے اطاعت الٰہی کا دعویٰ کرنے کے باوجود نہایت گرم جوشی ونشاط وسرگرمی کے ساتھ اس عقیدہ کے معتقد ہیں اور اسی کو کار خیر وثواب سمجھتے ہیں۔

زیر نظر آیت کریمہ میں کہا گیا ہے کہ ''مفاتح غیب'' کا علم اللہ کے علاوہ کسی کو نہیں ہے اور عام اہل علم مفاتح غیب کا معنی کنجیاں بتلاتے ہیں اور یہ معلوم ہے کہ کنجیاں ہی کسی مقفل ومحفوظ چیز کے حصول کا ذریعہ ہیں، لہٰذا جب بتصریح الٰہی اللہ کے علاوہ کسی کو غیب کی کنجیاں تک کا علم حاصل نہیں، جو ذریعہ حصول غیب ہیں، تو پھر اللہ کے علاوہ کسی اور کا علوم غیب سے واقف ہونا اور اس کا عالم الغیب ہونا مستبعد سے بھی مستبعد تر اور محال و ناممکن در ناممکن ہے، اور اس فرمان ربانی اور اس کے ہم معنی بہت سارے فرامین الٰہیہ کے باوجود قبوری لوگوں کا یہ کہنا کہ ہمارے رسول محمد ﷺ عالم الغیب ہیں، شریعت محمدیہ و مذہب اسلام کے علاوہ کسی دوسری شریعت و مذہب کا اتباع تو ہوسکتا ہے، شریعت محمدیہ و مذہب اسلام کا اتباع ہرگز نہیں ہوسکتا۔

غیر اللہ کے عالم الغیب نہ ہونے پر ایک اور دلیل شرعی:

خاتم النبیین رحمۃ للعالمین سید المرسلین جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ آیت مذکورہ میں جن ''مفاتح غیب'' کا ذکر اللہ رب العالمین نے کر رکھا ہے، ان سے مراد پانچ قسم کے بنیادی مفاتح غیب ہیں، جن کی تفسیر اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ دوسری آیت کریمہ کے ذریعہ کردی گئی ہے، یہ حدیث نبوی متواتر المعنی ہے اور عام کتب حدیث و کتب تفسیر میں شرح و بسط کے ساتھ منقول و مذکور ہے، ان آیات قرآنیہ اور متواتر المعنی

حدیث نبوی کے موافق صحابہ وتابعین اور جمیع اہل اسلام کا یہی عقیدہ رہا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی دوسرا عالم الغیب نہیں مگر کوئی ایک سو سال پہلے پیدا ہونے والی بریلوی شریعت کے زعماء وقائدین ومبلغین نے ان آیات کریمات اور احادیث نبویہ واقوال صحابہ وتابعین واجماع امت کے خلاف ایک نیا راستہ نکال کر کہنا شروع کر دیا کہ اللہ کے علاوہ بھی بہت سارے مخلوق وافراد عالم الغیب ہیں، حد ہوگئی اس بے راہ روی کی!

مذکورہ بالا آیت کریمہ میں مذکورشدہ لفظ ''مفاتح الغیب'' کا معنی ومطلب بقول رسول عربی ﷺ اللہ تعالیٰ نے دوسری آیت کے ذریعہ واضح کیا ہے، ہمارے رسول ﷺ نے اپنے ارشاد وفرمان میں جس آیت کریمہ کی طرف اشارہ کیا ہے، اس آیت کا بالصراحت ذکر دوسری حدیث نبوی میں موجود ہے اور وہ آیت یہ ہے:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَ يَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ وَ مَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَ مَا تَدْرِيْ نَفْسٌۢ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ﴾

[لقمان: ٣٤]

''بے شک اللہ تعالیٰ ہی کے پاس وقوع قیامت کا علم ہے اور اسی کو اس کا علم بھی ہے کہ وہ بارش کب اور کیسے اور کتنی نازل کرے گا اور صرف وہی بچہ دانیوں والی چیزوں کا علم رکھتا ہے اور کوئی بھی نفس (متنفس وشخص) یہ نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کرے دھرے گا اور کوئی یہ بھی نہیں جانتا کہ کس سرزمین میں مرے گا، بے شک ان ساری باتوں کا بخوبی علم رکھنے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے اور وہی ان امور سے باخبر بھی ہے۔''

ناظرین کرام دیکھ رہے ہیں کہ اس آیت کریمہ میں پانچ بنیادی قسم کے علوم غیب کا ذکر ہے اور انھی بنیادی قسم کے علوم غیب کو اللہ تعالیٰ نے بتصریح نبوی ''مفاتح الغیب'' کہہ رکھا ہے، جن کا علم اللہ تعالیٰ کی تصریح اور رسول اللہ ﷺ کی توضیح وتفسیر کے مطابق اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو نہیں ہے، یہ ایک واضح بات ہے کہ بنیادی قسم کے علوم غیب اور امور غیب یہی پانچ چیزیں ہیں، ورنہ ان کے علاوہ بھی بہت ساری باتیں علم غیب سے تعلق رکھنے والی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے مطلقاً غیر اللہ کے لیے علم غیب کی نفی کر رکھی ہے، جیسا کہ تفصیل آگے آرہی ہے۔

بعض اہل علم سے ''مفاتح الغیب'' کے معنی ''خزائن الغیب'' بھی منقول ہیں، جن کا مطلب یہ ہوا کہ بنیادی قسم کے علوم غیب کے پانچ خزانے ہیں، جن کا علم اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو نہیں، یہ تفسیر مرجوح ہونے

کے باوجود معنوی طور پر تفسیر اول سے مختلف نہیں ہے، مگر جیسا کہ ہم پہلے کہہ آئے ہیں کہ بنیادی قسم کے ان پانچ اہم ترین امور غیب کے علاوہ دوسرے قسم کے امور غیب اور علوم غیب بھی ہیں اور تمام ہی اقسام کے امور غیب کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے صراحت کر رکھی ہے کہ ان کا علم اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو نہیں ہے۔

اللہ و رسول کی ان تصریحات کے ساتھ ہی ساتھ یہ تصریحات بھی ملتی ہیں کہ بعض امور غیب اور بعض علوم غیب پر اللہ تعالیٰ اپنے کچھ بندوں کو مطلع و باخبر اور واقف کر دیا کرتا ہے، مگر دو وجوہ و اسباب کی بنا پر شریعت کی نظر میں ان کا اعتبار نہ کرتے ہوئے غیر اللہ سے مطلقاً علم غیب کی نفی کر دی گئی ہے:

① ایک یہ کہ یہ بعض امور غیب اور بعض علوم غیب جن سے منجانب اللہ بعض بندگان خدا کو اللہ تعالیٰ کے حسب منشا باخبر و مطلع و واقف کرا دیا گیا ہے، ان پر اعلام الٰہی کے بعد امور غیب کے لفظ کا اطلاق شرعاً و لغتاً وحقیقتاً کرنا صحیح نہیں کہ اعلام الٰہی کے بعد وہ امور غیب ہی نہیں رہ گئے۔

② دوسرے یہ کہ بہت سارے علوم غیب کے بالمقابل یہ بعض علوم غیب جن سے بعض بندگان خدا کو واقف کرا دیا گیا ہے، اس قدر قلیل و کمتر ہیں کہ کالعدم قرار دیے جانے کے لائق ہیں، ان دو وجوہ کی بنا پر ان بعض علوم غیب پر اگر نصوص شرعیہ میں لفظ غیب کا اطلاق ہوا ہے تو وہ صرف مجاز ہے، حقیقت نہیں ہے، یا یہ کہ غیر اللہ کے لیے مطلقاً علم غیب کی نفی جس انداز میں نصوص شرعیہ میں کی گئی ہے، ان کی موجودگی میں ان مجازی قسم کے بعض امور غیب کو معنوی طور پر غیب کہہ کر منجانب اللہ ان کے جاننے والوں کو عالم الغیب کہنا صحیح و جائز و درست نہیں۔

مذکورہ بالا آیتوں کی تفسیر وتوضیح معنی وتشریح مفہوم کے سلسلے میں بہت کثرت سے بہت ساری احادیث نبویہ متواتر المعنی اسانید سے مروی ہیں اور ان آیات و احادیث نبویہ کے مطابق ان کے مخاطبین اولین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ان کے بعد کے تمام اہل اسلام کے اقوال و آثار منقول و مروی ہیں۔ ان سے مختلف اسلاف امت میں سے کوئی بھی معتبر وثقہ وصحیح العقیدہ مسلمان کبھی بھی لب کشائی کی جرأت و جسارت اور ہمت وحوصلہ اس لیے نہیں کر سکا کہ اسے احساس تھا کہ میں اللہ و رسول کے احکام کا پابند ہوں، شتر بے مہار و بے لگام چوپایہ جانور نہیں ہوں، نہ اللہ کا باغی و طاغی و سرکش انسان اور شیطان کا پیروکار آدمی ہوں کہ حدود شریعت سے تجاوز و انحراف و اعراض کرنے کا ارتکاب کروں، البتہ شتر بے مہار و بے لگام چوپایہ جانوروں کا اوصاف رکھنے والے لوگوں کی بات دوسری ہے، وہ تصریحات شرعیہ اور حدود شرعیہ کے خلاف کچھ بھی کر سکتے ہیں اور

شرعی احکام کی خلاف ورزی کرنے والے اپنے موقف کی تصویب وتصحیح وتائید میں اپنے پیشرو اور اپنے مقتدی ابلیس لعین ورجیم کے طریق کار پر چلتے ہوئے جو چاہیں بک اور بول سکتے ہیں، جس نے حضرت آدم علیہ السلام کے لیے سجدہ کرنے کے حکم الٰہی سے سرتابی کی اور یہ وجہ جواز خانہ ساز واختراعی طور پر ایجاد کر لی کہ ﴿أَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِي مِن نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهُ مِن طِينٍ﴾ میں اسے اس لیے سجدہ نہ کرنے والے اپنے موقف میں حق بجانب ہوں کہ مجھے آگ سے پیدا کیا گیا اور اسے مٹی سے پیدا کیا گیا اور تخلیقی عنصر کے اعتبار سے میں مٹی سے بنے ہوئے اس انسان سے بہتر ہوں۔

ایک بہت ہی مشہور ومعروف حدیث نبوی معنوی طور پر مختلف الفاظ کے ساتھ کئی صحابہ سے مروی ومنقول ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے وقوع قیامت کے وقت سے متعلق ہمارے رسول ﷺ نے فرمایا:

"ما المسئول عنها بأعلم من السائل، وسأخبرها من أشراطها إذا ولدت الأمة ربتها، وإذا تطاول رعاة الإبل البهم في البنيان، في خمس لا يعلمهن إلا الله. ثم تلا النبي صلى الله عليه وسلم: عنده علم الساعة... الآية"[1]

یعنی قیام قیامت کے وقت کے بارے میں سائل ہی کی طرح میں بےخبر ولاعلم وغیر واقف ہوں، البتہ میں وقوع قیامت کے قرب کی کچھ علامات بتلا سکتا ہوں، مگر وقت قیامت کا علم تو ان پانچ مفاتح غیب وخزائن غیب اور بنیادی علوم غیب میں سے ہے، جن کا علم صرف اللہ تبارک وتعالیٰ ہی کو ہے، پھر آپ نے سورۂ لقمان کی (۷۹۱) ویں آیت کی تلاوت کی، یعنی ﴿إِنَّ اللَّهَ عِندَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ﴾ الآیۃ

معنوی طور پر تواتر کے ساتھ مروی اس حدیث نبوی میں پوری صراحت ہمارے اس رسول ونبی علیہ السلام نے کی ہے، جس پر ایمان لا کر ہم اسلام میں داخل ہوئے ہیں، وہ صراحت نبوی ہمارے اور ناظرین کرام کے سامنے واضح طور پر موجود ہے کہ آپ ﷺ نے صاف صاف بلا تکلف فرمایا کہ مذکورہ پانچ مفاتح غیب میں سے کسی ایک کو بھی میں نہیں جانتا۔

اس صراحت نبوی کے بالمقابل آپ ﷺ پر ایمان اور آپ ﷺ کی محبت کا دم بھرنے والا کوئی آدمی

[1] صحيح البخاري مع فتح الباري، كتاب الإيمان (١/ ١١٤) و كتاب التفسير حديث نمبر: ٤٧٧٧ (٨/ ٥١٣) و عام كتب حديث.

اس صراحت نبوی کا علم رکھنے کے باوجود اگر کہتا ہے کہ جس نبی و رسول پر ایمان کا مجھے دعویٰ ہے اور جس کی محبت کا میں دم بھرتا ہوں، وہ نبی و رسول عالم الغیب ہے اور اس کو جملہ امور غیب سمیت ان پانچوں مفاتح غیب و خزائن غیب و امور غیب کا بھی علم تھا، تو اس طرح کا دعویٰ ایمان و دعویٰ حب نبوی رکھنے والا قطعاً اور یقیناً اور لازماً اپنی اس بات، قول و عقیدہ اور ظن و خیال میں جھوٹا و دروغ گو اور کذب بیانی کرنے والا ہے، کیونکہ وہ اپنے اس قول و عقیدہ وظن و خیال کے ذریعہ ہمارے رسول ﷺ کی واضح صراحت کی تکذیب کر رہا ہے اور اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ آپ کی صراحت کردہ بات کی تکذیب کرنے والا بذات خود جھوٹا کذاب اور دروغ گو ہے، کیونکہ آپ کا صدوق و ثقہ ہونا طے شدہ ہے۔

البتہ اس میں بھی کوئی شک و شبہ نہیں کہ ان پانچوں بنیادی علوم غیب کے مفاتیح و خزائن سمیت جملہ علوم غیب میں سے بعض امور کی جانکاری و خبر اللہ رب العالمین نے موقع و محل اور حاجت و ضرورت کی مناسبت سے اپنے بہت سارے بندوں کو بالواسطہ دے دی ہے، مثلاً ہم مسلمانوں کو اپنی کتاب شریعت کے ذریعہ باخبر کر دیا ہے کہ قیام قیامت ضرور بالضرور ہونے والا ہے، چاہے اس کا قیام و قوع جلد ہو یا دیر میں ہو، اسی طرح اس نے ہمیں اپنی کتاب شریعت کے ذریعہ بتلا دیا ہے کہ ہماری رضا و عدم رضا فلاں فلاں چیزوں میں ہے اور یہ کہ ہمارے لیے تم کو فلاں عبادتیں کرنی فرض و واجب ہیں، جن کو تم فلاں فلاں طریق پر ادا کرو، علیٰ ہذا القیاس بہت سارے امور غیب ہیں، جن سے وحی الٰہی کے پہلے ہم واقف تھے نہ ہمارے رسول ﷺ۔ ان بعض امور غیب کا علم رکھنے کی بنا پر جس طرح ہم میں سے ہر ایک کو عالم الغیب کہنا ناجائز و ممنوع ہے، اسی طرح کسی رسول کو بھی عالم الغیب کہنا جائز نہیں، کیونکہ احکام شرعیہ میں غیر اللہ میں سے کسی کو عالم الغیب کہنے کی اجازت نہیں دی گئی ہے، بلکہ اس سے نہایت تاکید اور صراحت کے ساتھ منع کیا گیا ہے، اور یہ اس لیے ہے کہ عالم الغیب ہونا اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ کے علاوہ اگر کسی اور کو بھی عالم الغیب کہا گیا تو شرک و کفر ہوگا۔ یہ اتنی واضح بات ہے جو بہت آسانی سے ہر سلیم الطبع مسلمان کی سمجھ میں آ سکتی ہے، البتہ جن کے ذہن و دماغ اور دلوں میں کجی و خرابی ہے، وہ اس حقیقت کو سمجھنے سے قاصر رہیں تو بعید نہیں۔ جن لوگوں کے قلوب و دماغ و اذہان و فکر و مزاج میں مختلف قسم کی روحانی بیماریاں یعنی زیغ و ضلال و کجی، نفاق و الحاد و بے دینی و بدعقیدگی، ایمان میں تزلزل و اضطراب و اضمحلال جیسی بیماریاں گھسی پڑی ہیں، وہ نصوص صریحہ واضحہ سے صرف نظر کرتے ہوئے اگر غیر اللہ میں سے کسی کو عالم الغیب و حاضر و ناظر

کہتے پھرتے ہوں، تو ظاہر ہے کہ یہ ان کی کج مزاجی و بد دماغی و زیغ و ضلال، خطرناک جہالت وحماقت وغیرہ کے سبب ہے، جس کی بنا پر انہیں اپنے غلط اور کج رد ہونے کا احساس و ادراک ہونے کے بجائے یہ احساس ہوتا ہے کہ نصوص شرعیہ کے اتباع میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کے عالم الغیب ہونے سے انکار کرنا کفر و الحاد و بے دینی ہے، جو ان کی اپنی خود ساختہ اصطلاح میں ''وہابیت'' کے نام سے موسوم ہے، ان کی نظر میں وہابیت بہت بھاری بے دینی و کفر و ضلالت و الحاد و شیطنت ہے۔

وکم من عائب قولا صحیحا وآفته من الفهم السقیم

یعنی کہ ؎

وحشت میں ہر چیز ہی الٹی نظر آتی ہے لیلیٰ نظر آتا ہے مجنوں نظر آتی ہے

مذکورہ بالا حدیث نبوی کے ایک طریق معتبر میں یہ فرمان نبوی منقول ہے کہ آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

"والذي بعث محمداً بالحق ما كنت بأعلم به من رجل منكم."

(فتح الباری: ۱/ ۱۲۱و ۱۲٤)

یعنی اس ذات پاک اللہ رب العالمین کی قسم جس نے محمد ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے، قیام قیامت کے وقت کو تم میں سے کسی بھی آدمی سے زیادہ نہیں جانتا ہوں۔''

بعض اوقات نبی ﷺ نے جبرئیل کو بھی نہیں پہچانا، اس حدیث میں یہ صراحت بھی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"هذا جبرئيل جاء ليعلم الناس دينهم، والذي نفس محمد بيده ما جاءني قط إلا وأنا عرفته إلا أن تكون هذه المرة."

یعنی یہ سوال کنندہ حضرت جبرئیل تھے، جو اس طریق کے ذریعہ لوگوں کو ان کا دین سکھلانے آئے تھے، جس ذات پاک کے ہاتھ میں میری جان ہے، اس کی قسم کھا کر میں کہتا ہوں کہ جب بھی حضرت جبرئیل میرے پاس آئے میں نے انہیں پہچان اور جان لیا، مگر اس مرتبہ میں موصوف جبرئیل کو نہیں پہچان سکا۔

(فتح الباري: ۱/ ۱۲٤ بحواله ابن حبان بسند قوی صحيح)

اس فرمان نبوی سے ایک بات یہ معلوم ہوئی کہ سوال و جواب کے طور پر حضرت جبرئیل کی بدولت مجلس نبوی کے حاضرین اور ان کے وسیلہ تمام اہل اسلام کو اس حدیث کے ذریعہ جو باتیں معلوم ہوئیں وہ سب کی

سب دین اسلام کی جزئیات ہیں، اور یہ معلوم ہے کہ اس حدیث جبرئیل کی بدولت ہم اہل اسلام کو بہت سے امور غیب بھی معلوم ہوئے، یعنی علامات قیامت میں سے بہت سے امور اور ایمان واسلام وعبادات واحسان سے متعلق بہت ساری باتیں جو ہم کو پہلے معلوم نہیں تھیں، اس اعتبار سے ہمارے حق میں غیب کی باتیں تھیں، جو بفضلہ تعالیٰ اس حدیث کی بدولت معلوم ہوگئیں۔ ظاہر ہے کہ قرآن مجید و دیگر صحف سماوی کے ذریعہ انبیائے کرام علیہم السلام اور ان کی امتوں کو امور غیب سمیت جتنی باتیں بھی معلوم ہوئی تھیں، وہ سب کی سب دین اسلام کی باتیں ہیں، جن کی تعلیم کے لیے بعثت انبیاء ہوا کرتی تھی، مگر کسی بھی صحیح العقیدہ سلیم الطبع کے حاشیہ خیال میں اس سے یہ بات نہیں آئے گی کہ ہر نبی و رسول کی امت کا ہر ہر فرد عالم الغیب ہوا کرتا ہے، پھر آخر کہاں سے اور کیسے بریلوی لوگوں کے ذہن و دماغ میں یہ مکذوبہ و مردودہ بات سما گئی کہ ہمارے رسول محمد ﷺ سمیت سارے انبیاء و مرسلین علیہم السلام عالم الغیب ہوا کرتے ہیں، اگر ان باتوں کا علم ہونے کے سبب ہر نبی کے ہر امتی کا عالم الغیب ہونا لازم نہیں آتا تو کس دلیل شرعی کی بنیاد پر ہر نبی کا خصوصاً ہمارے نبی محمد ﷺ کا عالم الغیب ہونا لازم آیا؟

اس حدیث کے مذکورہ بالا الفاظ "ما جاءني قط إلا وأنا عرفته إلا أن تكون هذه المرة" سے صاف ظاہر ہے کہ آپ اس موقع پر یہ تک نہ جان سکے کہ سوال کنندہ حضرت جبرئیل علیہ السلام ہیں، جو مجھے تعلیم وحی الٰہی دینے پر منجانب اللہ مقرر ہیں، اس سے اس خانہ ساز بریلوی عقیدہ و من گھڑت اختراعی رضا خانی نظریہ کی تکذیب و تغلیط و تردید ہوتی ہے کہ آپ ﷺ تخلیق آدم سے پہلے بھی عالم الغیب و حاضر و ناظر تھے، اس کے باوجود اس قوم کی کج فکری و کج فہمی کا یہ حال ہے کہ جو اس کی کجی کی موافقت نہ کرے، اسے بریلوی و رضا خانی لوگ مورد طعن و تشنیع بناتے اور ہدف بہتان واتہام بھی۔ واللہ المستعان علی ما تصفون

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ بعض امور غیب سمیت جتنی باتوں سے اللہ تعالیٰ نے ہمارے رسول محمد ﷺ سمیت تمام رسولوں و نبیوں کو مطلع کیا ہے، وہ سب امور دین میں داخل ہیں اور یہ معلوم ہے کہ ہمارے رسول ﷺ سمیت ہر نبی کو دین کی باتیں اطلاع الٰہی کے ذریعہ معلوم ہوتی رہیں وہ ساری باتیں ہر نبی اپنی امت کو بتلا دیا کرتا تھا، کیونکہ اسی مقصد سے ان کی بعثت ہی ہوا کرتی تھی کہ اپنی امت کو اپنی معلوم شدہ دینی باتیں پوری کی پوری مکمل طور پر بتلائیں اور یہ معلوم ہے کہ بعض علوم غیب سمیت دینی علم سے اس طریق اعلام کے ذریعہ واقف ہونے کے سبب ہر مومن و مسلم کا عالم الغیب ہونا لازم نہیں آتا، پھر تو وجوہ مذکورہ بالا کے

مطابق کسی نبی کا بھی عالم الغیب ہونا لازم نہیں آتا، دریں صورت ہر نبی کو خصوصاً ہمارے نبی محمد ﷺ کو فرقہ بریلویہ کا عالم الغیب کہنا اور نہ کہنے والوں کو مطعون کرنا کون سی روش ہے؟ یہ معلوم ہے کہ بعض امور غیب سمیت دین کی جملہ باتیں امتی لوگوں کو صرف نبی و رسول ہی کے ذریعہ معلوم ہوسکتی ہیں، دریں صورت اگر کوئی امتی شخص بعض امور غیب سمیت دین کی باتوں میں سے کسی بات کے علم کا دعوی نبی و رسول کے مستند و معتبر حوالہ کے بغیر کرے یا نبی و رسول کا حوالہ صحیح و معتبر نہ ہوتے ہوئے بھی نبی و رسول کے حوالہ سے کسی بات کے علم کا دعوی کرے تو وہ شخص یقیناً و قطعاً اپنے اس دعویٰ میں کذاب اور جھوٹا ہے، یہی بات امام قرطبی نے اس حدیث کی شرح و توضیح کے موقع پر اس طرح کہی ہے:

"فمن ادعیٰ علم شيء منها غير مسندة إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم كان كاذبا في دعواه."[1]

یعنی بعض امور غیب سمیت امور دین میں سے جس بات کے علم کا دعویٰ کوئی بھی شخص نبی ﷺ کی طرف صحیح و معتبر طریق پر منسوب کیے بغیر کرے تو وہ شخص اپنے اس دعویٰ میں جھوٹا ہوگا۔

انسانوں میں سے کسی غیر نبی کو کسی امر غیب کی واقفیت کا واحد ذریعہ نبی و رسول ہی ہیں، جن کے بتلانے اور تعلیم و اعلام سے آدمی کو کسی امر غیب کی خبر ہوسکتی ہے، کشف و کرامات و الہام و خواب غیر نبی کے لیے علم غیب کے نام سے موسوم کیے جانے کے لائق اسی طرح نہیں جس طرح اعلام الٰہی کے ذریعہ بعض امور غیب کی خبر ہونے سے آدمی یا نبی کا عالم الغیب ہونا لازم نہیں آتا۔ (کما مرّ کراراً و مراراً)

مثلاً فرقہ بریلویہ نے قرآنی آیت ﴿وَ مَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾ اور ﴿اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ﴾ جیسی متعدد آیات سے رسول اللہ ﷺ کے عالم الغیب و حاضر و ناظر ہونے پر استدلال کر رکھا ہے (عام کتب بریلویہ) مگر کسی بھی مستند و معتبر سند سے مروی نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے عالم الغیب ہونے کا دعویٰ کیا ہو اور اپنے اس دعوی کی دلیلوں میں ان آیات کو پیش کیا ہو، لہٰذا اس کا لازمی مطلب یہ ہے کہ ان آیتوں نیز ان جیسی دوسری آیتوں کو معرض استدلال میں پیش کرنے پر بریلوی لوگ تصریح قرطبی کے مطابق اس لیے کذاب و جھوٹے ہیں کہ کسی بھی صحیح الاسناد روایت سے ثابت نہیں کہ آپ نے ان آیات کو اپنے عالم الغیب ہونے کی دلیل قرار دیا ہو اور نہ یہ آیات بذات خود اپنے مضمون

---

[1] فتح الباري: كتاب الإيمان (١/ ١٢٤) و عام شروح صحيح بخاری.

کے اعتبار سے اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ آپ ﷺ عالم الغیب ہیں، حتی کہ بریلویہ سے پہلے اہل اسلام اس طریق استدلال سے آشنا و واقف نہیں تھے، لہٰذا بریلویہ کا یہ طریق استدلال سراسر اختراعی و بدعت وضلالت ہے۔

ایک نبوی پیش گوئی کا ذکر:

ہمارے رسول ﷺ نے بطور پیش خبری باعلام الٰہی غیب کی خبروں میں سے ایک خبر یہ دی تھی:

"يكونون في آخر الزمان دجالون كذابون فإياكم وإياهم لا يضلونكم ولا يفتنونكم." [1]

یعنی آخری زمانے میں کچھ تلبیس کار اور دجال وفریب کرنے والے کذاب لوگ ہوں گے، جو تمہارے سامنے تقریری وتحریری طور پر ایسی باتیں پیش کریں گے، جو تم مسلمانوں نے اور نہ تمہارے مسلمان آباء واجداد نے کبھی سنیں یا پڑھی ہوں گی۔ اس طرح کے دجل وفریب کار کذابین کے مکروفن وشیطنت ودامِ تزویر میں پھنسنے سے تم اپنے کو بچائے رکھنا، اپنے کو تم ان لوگوں سے دور رکھنا کہ کہیں یہ دجالین و کذابین تمہیں ضلالت وفتنہ میں نہ پھنسا دیں۔

ناظرین کرام دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے رسول ﷺ نے وحی الٰہی واعلام ربانی کے مطابق بطور پیش گوئی کس قدر غیب کی یہ سچی خبر دی تھی کہ آپ ﷺ کی پیش خبری کے مطابق آج کل ایک عرصہ سے اور نہ جانے کب تک مختلف فرقہ باطلہ کی طرح فرقہ بریلویہ بھی بزور اکاذیب ایک مستقل بریلوی شریعت ایجاد کر کے اس کی حمایت وتائید وطرفداری میں بکثرت ایسی مکذوبہ وخانہ ساز واختراعی باتیں تحریری وتقریری طور پر اہل اسلام کے سامنے اپنے خانہ ساز نظریات وعقائد میں پھنسانے کے لیے پیش کرتے ہیں، ان کے ان اختراعی اکاذیب سے اہل اسلام پہلے سے آشنا و واقف نہ تھے، کبھی بھی اہل اسلام نے اس طرح کی باتیں سنیں تھیں، نہ پڑھیں تھیں، جس طرح کی باتیں یہ لوگ اپنے نو ایجاد مذہب کے لیے بیان کرتے ہیں اور عجیب وغریب طریقہ پر قرآنی آیات ونبوی احادیث کو خود ساختہ معانی ومفہوم پہنا کر کہتے ہیں کہ ان احادیث وآیات سے ہی ہمارا بریلوی مذہب مرتب ومدون ہوا ہے۔ فإلى الله المشتكى وهو المستعان بل سولت لهم أنفسهم فصبر جميل.

---

[1] رواه مسلم، مشكوة المصابيح، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، فصل أول (۱/ ۲۸)

نبی ﷺ کے عالم الغیب ہونے کی نفی پر دلالت کرنے والی حدیث ربیع بنت معوذ:

امام طبرانی کی کتاب معجم اوسط میں مروی ہے:

"عن عائشة أن النبي صلى الله عليه وسلم مر بنساء من الأنصار في عرس لهن وهن يغنين.

"واهدي لها كبشاً تنحنح في المربد وزوجك في البادي ويعلم ما في غد"

فقال صلى الله عليه وسلم: لا يعلم ما في غد إلا الله." [1]

یعنی نبی ﷺ انصاری خواتین کی ایک شادی میں گئے، جہاں یہ خواتین گانے گا رہی تھیں، گانے کے دوران ایک مصرع کے اندر یہ مضمون بھی تھا کہ رسول خاتم النبیین محمد ﷺ "ما في غد" یعنی غیب کی باتیں جانتے ہیں، یہ سن کر نبی ﷺ نے فرمایا کہ غیب کا علم اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عہد نبوی میں بھی بعض لوگ اس غلط فہمی و توہم وظن وتخمین کے شکار ہو گئے تھے کہ ہمارے رسول ﷺ عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہیں، مگر وہ خیر القرون کا زمانہ تھا، بریلویت اور بدعت پرستی کا غلبہ نہیں تھا، اس لیے ہمارے رسول ﷺ نے اپنے بارے میں لوگوں کے عقیدہ عالم الغیب میں گرفتار و شکار ہو جانے کی خبر جیسے ہی سنی فوری طور پر بروقت اس کی تغلیط و تردید کر کے تصحیح العقائد کرتے ہوئے تصریح و توضیح فرما دی کہ مجھے عالم الغیب کہنا غلط بات ہے، کیونکہ اللہ رب العالمین کے علاوہ کوئی بھی عالم الغیب نہیں ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی اور دوسرے شارحین بخاری اور عام اہل علم نے یہ صراحت کی ہے کہ مذکورہ شادی کے موقع پر گائے جانے والے گانے میں جب تک اسلامی عقیدہ کے خلاف کوئی بات نہیں کہی گئی تھی، تب تک آپ ﷺ بذات خود بھی عام لوگوں کی طرح یہ گانے سنتے رہے، مگر جوں ہی اس میں اسلام و ایمان اور قرآن مجید و حدیث نبوی کے خلاف آپ ﷺ کے عالم الغیب ہونے والی خلاف شرع محمدی اور خلاف امر واقع بات گانے میں پیش کی گئی، آپ ﷺ نے فوراً ہی اس کی تغلیط و تردید کرتے ہوئے فرمایا کہ میں عالم الغیب نہیں ہوں اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی بھی عالم الغیب نہیں ہے۔ اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے عام

---

[1] فتح الباري، كتاب النكاح، باب ضرب الدف في النكاح والوليمة. قال الحافظ ابن حجر في سند هذا الحديث: سنده حسن (۹/ ۲۰۳)

اہل علم کی طرح حافظ ابن حجر عسقلانی نے فرمایا ہے کہ عالم الغیب ہونا قرآنی تصریحات کے مطابق اللہ رب العالمین کی صفت ہے، جس میں اللہ کے علاوہ کوئی دوسرا شریک وسہیم نہیں اور غیب کی جن بعض باتوں کا علم آپ ﷺ کو تھا، وہ چونکہ باعلام الٰہی ہونے کے سبب حکماً وحقیقتاً ومعناً علم غیب کہے جانے کے لائق نہیں، اس لیے آپ ﷺ نے اپنی ذات سے مطلقاً عالم الغیب ہونے کے وصف کی نفی کر دی اور اپنی اس طرح کی مدح سرائی ونعت گوئی سے منع کر دیا جس میں اس حد تک مبالغہ آرائی وغلو آمیزی کی گئی ہو کہ اسلامی عقائد و نظریات کے خلاف باتیں ہونے لگ جائیں۔[1]

مذکورہ بالا حدیث بسند صحیح سنن ابن ماجہ میں وارد ہے، جس میں یہ صراحت ہے کہ جب آپ ﷺ کی موجودگی میں گانے والی عورتوں نے یہ مصرع پڑھا، جس میں آپ ﷺ کو عالم الغیب کہا گیا تھا تو آپ ﷺ نے صاف صاف فرمایا:

"أما هذا فلا تقولين لأنه لا يعلم ما في غد إلا الله."[2]

یعنی تم اس مصرع کو پڑھنا چھوڑ دو جس میں مجھے عالم الغیب کہا گیا ہے، کیونکہ اللہ کے علاوہ کوئی دوسرا عالم الغیب نہیں ہے۔

یہ حدیث صحیح البخاری میں بایں الفاظ وارد ہے:

"عن ربيع بنت معوذ قالت: دخل حين النبي صلى الله عليه وسلم غداة بني علي فجلس على فراشي كمجلسك مني، وجويريان يضربن بالدف يندبن من قتل من آبائهن يوم بدر، حتى قالت جارية: وفينا نبي يعلم ما في غد. فقال النبي صلى الله عليه وسلم: لا تقولي هكذا وقولي ما كنتِ تقولين."[3]

یعنی حضرت ربیع بنت معوذ صحابیہ نے کہا کہ میری شادی کے موقع پر شب زفاف کی صبح کو نبی ﷺ میرے یہاں گھر پر تشریف لائے، اس وقت کچھ بچیاں دف بجا کر گانا گا رہی تھیں اور جنگ بدر میں اپنے مقتول ہو جانے والے باپ دادا کا منظوم مرثیہ گا رہی تھیں، حتی کہ ان میں سے ایک بچی نے یہ مصرع پڑھا،

[1] فتح الباري، كتاب النكاح (٩/ ٢٠٣) و عام كتب شروح صحيح البخاري.

[2] سنن ابن ماجه بسند صحيح (ص: ١٣٨) و تردید حاضر و ناظر از حضرت العلام خطیب الإسلام مولانا عبدالرؤف جھنڈا نگری (ص: ١٥٢)

[3] صحيح البخاري، كتاب المغازي مع فتح الباري (٧/ ٣١٥) حديث نمبر (٤٠٠١) و كتاب النكاح باب الضرب بالدف في النكاح والوليمة (٩/ ٢٠٢) حديث نمبر (٥١٤٧) و عام كتب حديث.

جس کا حاصل مضمون یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ عالم الغیب ہیں، تو یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ مصرع پڑھنا بند کردو، جس میں مجھے عالم الغیب کہا گیا ہے، باقی اس گانے کے دوسرے اشعار پڑھو۔

اس حدیث کی شرح میں حافظ ابن حجر عسقلانی اور دوسرے شارحین بخاری نے کہا ہے:

"وكراهة نسبة علم الغيب لأحد من المخلوقين." [1]

یعنی اس حدیث سے مستنبط ومستفاد ہونے والے مسائل میں سے ایک فقہی مسئلہ یہ ہے کہ کسی بھی مخلوق کی طرف علم غیب کا منسوب کرنا مکروہ ہے۔

عہد نبوی میں نبی ﷺ کے عالم الغیب کہے جانے کا ذکر:

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کے عالم الغیب کہے جانے کا ذکر عہد نبوی میں بھی ہوا، مدح نبوی کے شوق شدید میں بعض لوگ آپ ﷺ کو عالم الغیب کہہ بیٹھے تھے اور انہیں یہ خیال اور وہم وگمان نہیں تھا کہ ہماری یہ بات ازروئے شرع غلط و باطل اور خلاف حق وصواب ہے، مگر رسول اللہ ﷺ نے بالصراحت بعض لوگوں کے اس توہم وظن وخیال کی تغلیط کرتے ہوئے اس طرح کا وہم وگمان دل و دماغ سے نکال دینے اور زبان سے دوبارہ اس کے اعادہ نہ کرنے کا واضح حکم دیا، اوراس کی وجہ وعلت بھی بتلا دی کہ اللہ رب العالمین کے علاوہ کوئی شخص بھی عالم الغیب نہیں، اور نہ ہی میں ہوں، اگر چہ میں خاتم النبیین وسید المرسلین و رحمۃ للعالمین ہوں۔

قرآنی تصریحات کے مطابق صادر ہونے والے اس نبوی حکم امتناعی پر عہد نبوی سے لے کر بریلویت کی تولید وتخلیق وتدوین وترتیب سے پہلے تک تمام اہل اسلام پوری پابندی کے ساتھ کاربند اور عمل پیرا رہے، بلفظ دیگر اس نبوی حکم امتناعی پر تمام اہل اسلام متفقہ اور اجماعی طور پر تولید بریلویت اور تخلیق رضا خانیت اور تدوین قبوری شریعت سے پہلے قائم تھے، مگر جب کوئی ایک سو سال پہلے مدون ومرتب ہو کر یہ بریلوی و رضا خانی وقبوری شریعت اپنی تمام فتنہ سامانیوں اور ہلاکت خیزیوں اور ضلالت آفرینیوں اور جہالت مآبیوں کے ساتھ اسلام اور اہل اسلام کے خلاف منصوبہ بند جارحانہ عزائم سے میدانِ کارزار میں اس حوصلہ مندی کے ساتھ اتری کہ اہل اسلام کی صفوں میں انتشار وافتراق، دراڑ وتشتت، اضمحلال واضطراب، اختلاف ونزاع اور جدال وخصام کا بازار گرم کر کے انہیں اسلام دشمن اور سامراجی عناصر کا ذہنی وجسمانی غلام اور معاشی و

[1] فتح الباري، كتاب المغازي (٧/ ٣١٦) زير شرح حديث نمبر (٤٠٠١) و عام شروح صحيح البخاري.

معاشرتی امور میں ان کا دست نگر بنا دیا جائے، تو اگرچہ اس نئے فتنے کی ہلاکت خیزیوں کا احساس رکھنے والے غیرت مند اور ملت اسلامیہ سے ہمدردی و وفاداری کے جذبات رکھنے والے حوصلہ منداہل علم و اہل قلم و اہل بیان حضرات نے اس فتنے کا قلع قمع کرنے اور ان کی تلبیسات کا مقابلہ کر کے اسے توڑنے اور بے اثر بنانے کی لاکھ کوشش کی، مگر بدقسمتی سے اہل اسلام کے اندر داخلی طور پر رونما ہونے والے بہت سارے خود ساختہ مذاہب و مسالک اور فرقوں کی طرح بریلویت بھی ختم ہونے کے بجائے روز بروز ترقی پر گامزن ہے اور اس فتنے کے لپیٹ میں بہت سارے سادہ لوح لوگ اس طرح پھنسے ہوئے ہیں کہ بظاہر نجات کی راہ نظر نہیں آتی۔ ولعل الله يحدث بعد ذلك أمرا.

یہ معلوم ہے کہ "ما في غد" کا علم پانچوں مفاتیح غیب میں سے ایک ہے اور ان پانچوں مفاتیح غیب کی بابت نصوص شرعیہ میں صراحت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ ان میں سے کسی ایک کا بھی علم کسی مخلوق کو، خواہ وہ نبی و رسول ہی کیوں نہ ہو، نہیں ہے۔ مگر ہم ہر ایک شق پر زیادہ تفصیل سے بحث کو بنظر اختصار قلم انداز کرتے ہیں، ہاں آگے چل کر کسی موقع کی مناسبت سے ہوسکتا ہے کہ کسی شق پر کسی قدر تفصیل سے بھی گفتگو ہو جائے۔

جب نہایت واضح طور پر نصوص شرعیہ میں صراحت ہے کہ اللہ کے علاوہ کسی اور کو عالم الغیب کہو نہ سمجھو، تو ظاہر ہے کہ اس شرعی صراحت کے خلاف موقف رکھنے والا شریعت محمدیہ کی نظر میں جھوٹا، کذاب اور دروغ گو ہے، یہی بات ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ سے تواتر معنوی کے طور پر عام کتب حدیث میں مروی و منقول ہے کہ ام المؤمنین موصوفہ نے فرمایا:

"من حدثك أنه يعلم ما في غد فقد كذب، وفي رواية: فقد أعظم على الله الفرية." [1]

"جو شخص یہ کہے کہ آپ ﷺ عالم الغیب تھے، وہ کذاب و افترا پرداز ہے۔"

ظاہر ہے کہ یہ قول عائشہ معنوی و حکمی طور پر حدیث مرفوع یعنی حدیث نبوی کے درجہ میں ہے، اس لیے شریعت اور اللہ و رسول اور ان کے متبعین کی نظر میں بریلوی لوگ اس لیے کذاب اور جھوٹے ہیں کہ انہیں اللہ و رسول نے بالصراحت جھوٹا کہا ہے۔

[1] صحيح البخاري: كتاب التفسير، سورة والنجم، حديث نمبر (٤٨٥٥) مع فتح الباري (٨/ ٦٠٦) و كتاب التوحيد (١٣/ ٣٦١) حديث نمبر (٧٣٨) و (١٣/ ٥٠٣) حديث نمبر (٧٥٣١) و عام كتب حديث.

اس انکشاف سے بریلویت عرف رضا خانیت عرف قبوری شریعت کی حقیقت خود بخود واضح ہو جاتی ہے، اس میں شک نہیں کہ قبوری شریعت کی اصل جڑ و مواد اور جڑ و بنیاد (جس پر یہ شریعت قائم ہے) اکاذیب وخود ساختہ باتیں ہیں، جن پر نہایت باریک و دقیق تدبیروں کے ذریعہ اسلامی تعلیمات ونصوص کتاب وسنت واقوال وتعامل سلفِ صالح کا لیبل چڑھا دیا گیا ہے اور یہ معلوم ہے کہ مجموعۂ اکاذیب کو شریعت کے نام سے موسوم کر دینے سے مجموعہ اکاذیب کی اصل حقیقت نہیں بدل سکتی اور ملمع سازی سے پیتل و تانبا سونا نہیں بن سکتا۔

جعلی و بناوٹی مسلمان یعنی منافقین عہد نبوی ہی میں اپنے معتقدات ونظریات کے خلاف زبانی طور پر توحید و رسالت محمدی کا اقرار کرتے اور ظاہری طور پر نصوص کتاب وسنت کی پیروی کرتے ہوئے احکام اسلام کی پابندی بھی کرتے تھے، مگر حقیقی طور پر ان کی ساری وفاداریاں اور سرگرمیاں دوسرے نوع کی تھیں، وہ دوسری پالیسی اور دورخ روش پر گامزن تھے، بنا بریں قرآن مجید نے بالصراحت اعلان کر دیا:

﴿ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّ الْمُنٰفِقِينَ لَكٰذِبُونَ ۝ اتَّخَذُوٓا أَيْمٰنَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ إِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ [المنافقون: ۱، ۲]

یعنی یہ جعلی مسلمان منافق لوگ اگرچہ اپنی دوہری پالیسی کے مطابق بظاہر اپنی زبان سے ہمارے رسول وخاتم النبیین محمد ﷺ کے رسول ہونے اور ان کے مطیع و وفادار ہونے کی شہادت دیتے اور اس کا دعوی کرتے رہتے ہیں، مگر اللہ تعالیٰ کی شہادت یہ ہے کہ یہ جعلی مسلمان یعنی منافقین قطعاً و یقیناً بلا شک وشبہ جھوٹے اور دروغ گو ہیں، یہ لوگ ہمارے رسول (محمد ﷺ) اور پکے سچے مسلمانوں کے سامنے اپنی دوہری پالیسی پر عمل کرتے ہوئے اسلام کے ساتھ اپنی وفاداری جتانے اور بتانے کے لیے اپنی کھائی ہوئی قسموں اور دربار رسالت میں اپنے داخل کیے حلف ناموں کو صرف بطور ڈھال استعمال کرتے ہیں، تاکہ طریق الٰہی سے لوگوں کو ہٹانے اور گمراہ کرنے والی اپنی پالیسی پر برقرار رہ سکیں، ان کا یہ طریق کار اور ان کی یہ دورخی پالیسی اور عملی تضاد یقیناً خراب کام ہے۔

جھوٹے کی عبادت مقبول نہیں:

ایک معروف ومشہور فرمان نبوی ہے:

"من لم يدع قول الزور والعمل به فليس لله حاجة في أن يدع طعامه وشرابه."

جو آدمی رمضان یا غیر رمضان میں بظاہر روزہ رکھے رہنے کے باوجود جھوٹ بکنے اور جھوٹ پر عمل

کرنے کی پالیسی پر قائم رہے، اس آدمی کے اس طرح والے روزوں کی اللہ تعالیٰ کو کوئی ضرورت نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا ترک کر کے لوگوں میں اپنے آپ کو روزہ دار بتلاتا پھرے۔ (صحیح بخاری وعام کتب حدیث)

مذکورہ بالا حدیث نبوی کی طرح بہت ساری احادیث نبویہ ہیں، جن کا حاصل یہ ہے کہ دوغلی پالیسی پر گامزن رہنے والے منافق صفت انسانوں کی عبادات وطاعات وحسنات معنوی طور پر اللہ اور اللہ کی شریعت کی نظر میں عبادات وطاعات ہیں نہ حسنات ہیں، اس طرح کے فرامین نبویہ سے ظاہری طور پر کلمۂ اسلام پڑھنے والوں اور روزہ نماز وغیرہ جیسی عبادات کرنے والوں اور بظاہر اسلامی احکام واوامر پر عمل کرنے والوں کی اصل حقیقت اہل نظر پر مخفی نہیں رہ سکتی۔ اس جگہ ہم قبوری شریعت سے وابستگی رکھنے والوں کی پالیسی سے متعلق بعض مثالوں کا ذکر کرنا فائدہ سے خالی محسوس نہیں کرتے۔

یہ نوخیز بدعت پرست فرقہ ایک طرف آپ ﷺ کو علی الاطلاق عالم الغیب اور حاضر و ناظر کہتا ہے، حتی کہ تخلیق آدم سے بھی پہلے آپ ﷺ کے عالم الغیب اور حاظر و ناظر ہونے کا معتقد ہے، جیسا کہ اس کی صریح المعنی عبارتوں کی تفصیل آگے چل کر بیان کی گئی ہے، دوسری طرف جب اہل اسلام کی طرف سے اس کے اس اختراعی عقیدہ پر شرعی معارضات واستحالات نصوص کتاب وسنت سے پیش کیے گئے تو یہ فرقہ ان نصوص کی دوراز کار تاویلات باطلہ اور اکاذیب پر مشتمل تلبیسات کا سہارا لے کر اہل اسلام کی تغلیط وتردید کرنے میں مصروف ہوگیا اور تیسری طرف اپنی تصریحات کے بالکل خلاف اور برعکس یہ کہنے لگا کہ تکمیل نزول قرآن کے ساتھ ہی آپ عالم الغیب ہوئے، تکمیل نزول قرآن کے پہلے پورے طور پر آپ ﷺ عالم الغیب نہیں ہوئے تھے، بلکہ بعثت کے بعد تدریجاً رفتہ رفتہ تھوڑا تھوڑا کر کے عالم الغیب ہو رہے تھے، اس طرح کی بات اس فرقے کی طرف سے لکھی جانے والی ایک کتاب الشاہد کے جدید ایڈیشن مطبوعہ ۱۹۸۶ء میں بھی کہی گئی ہے۔ (ملاحظہ ہو: الشاہد جدید ایڈیشن، ص: ۱۴۰، ۱۴۱ و ۱۴۵، ۱۴۶)

یہ پالیسی اس فرقہ نے بہت سارے شرعی معارضات واستحالات سے اپنے آپ کو بچانے اور اپنی دوراز کار رفتہ تاویلات بے جا کو حق بجانب ثابت کرنے کے لیے اختیار کی، مگر ایسا کرنے میں اسے اپنی پالیسی کے تضاد وتعارض واضطراب کا احساس وخیال نہیں ہوا، اور اس طرح کے لوگوں کا حال بھی یوں ہی ہوتا ہے کہ وہ متضاد ومتعارض ومضطرب نظریات وعقائد وخیالات اور اقوال وافعال کے حامل ہوا کرتے ہیں اور انہیں اپنے اس تضاد واضطراب کا احساس تک نہیں ہوتا۔

یہ نومولود فرقہ اگر چہ اپنے آپ کو سنی اور اہل سنت و جماعت کہتا ہے، جس کا مقصد عوام اور سادہ لوح لوگوں پر یہ ظاہر کرنا ہے کہ یہ فرقہ سنت نبویہ وسنت خلفائے راشدین وسنت عام صحابہ و تابعین اور جماعت اسلاف کے طور طریق پر گامزن ہے، حالانکہ اس کے طریق عمل اور تحریروں سے اس کی تکذیب و تردید و تغلیط ہوتی ہے، مگر بزبان خویش اپنے آپ کو سنی اور اہل سنت و جماعت کہلانے والے لوگوں کو اہل اسلام بریلوی وقبوری و بدعتی اور رضا خانی کے نام سے جانتے ہیں۔

یہ فرقہ اپنے مصالح کے پیش نظر اپنے آپ کو مشہور تقلیدی مذہب حنفی مسلک کی طرف منسوب کرتا ہے، جبکہ حنفی مذہب کی طرف اپنے انتساب میں بھی اس فرقے نے اپنی روایتی پالیسی سے کام لیا ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ عقائد میں ہم غیر مقلد ہیں، حنفی مذہب کے مقلد نہیں۔ (الشاهد، ص: ۱۷۰، ۱۷۱)

جدید بریلوی کتاب ''الشاہد'' اور اس کے مصنف کا تعارف:

فرقہ بریلویہ کی طرف سے لکھی جانے والی مذکورہ بالا کتاب ''الشاہد'' کے اضافہ شدہ جدید ایڈیشن کے مصنف بریلوی عرف رضا خانی عرف قبوری شریعت کے بحر العلوم مفتی اعظم علامہ عبدالمنان اعظمی ہیں، جو اپنے حلقے میں صاحب طرز ادیب بھی مشہور ہیں۔

بریلوی بحر العلوم وقبوری مفتی اعظم و رضا خانی علامہ عبدالمنان اعظمی نے اپنی کتاب کے اس جدید ایڈیشن کی تصنیف کا سبب یہ ظاہر کیا ہے کہ میں نے اللہ کے علاوہ دوسروں کے بھی عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہونے کے مسئلہ پر سوال و جواب کے نقطۂ نظر سے ہٹ کر نئے سرے سے اس مسئلہ کے تمام گوشوں پر ایک تحقیقی کتاب لکھی ہے، مگر حقیقت یہ ہے کہ بریلوی بحر العلوم کا یہ تحریری بیان موصوف کے خود ساختہ اکاذیب میں سے ایک شاہکار قسم کا بریلوی دروغ بے فروغ ہے، کیونکہ امر واقع یہ ہے کہ الشاہد کا یہ جدید ضخیم ایڈیشن ''الشاہد'' کے قدیم ایڈیشن پر سلفی جماعت کی طرف سے لکھے گئے رد بلیغ بنام "تصحیح العقائد بإبطال شواهد الشاهد" از خاکسار محمد رئیس ندوی کا ناکام و نامراد جواب ہے، جو بیس سال سے بھی زیادہ مدت کی بریلوی محنت شاقہ سے لکھا گیا ہے۔ الشاہد جدید ایڈیشن کے اوراق ہمارے اس دعوی پر شاہد عدل ہیں، مگر حسب عادت عمداً و قصداً مصنف الشاہد نے اخفائے حقیقت سے کام لیا ہے، کیونکہ اس بدعتی فرقہ کے خود ساختہ عقائد میں سے ایک عقیدہ باطلہ یہ بھی ہے کہ جن پانچوں مفاتیح غیب کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے خصوصی طور پر فرمایا ہے کہ ان کا علم اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو نہیں اور اللہ کے رسول ﷺ نے بار بار کی تکرار

کے ساتھ صراحت فرمائی کہ ان پانچوں مفاتیح غیب سے مجھے اللہ تعالیٰ نے واقف و آشنا نہیں کیا۔ ان پانچوں مفاتیح غیب کی بابت رضا خانی فرقے کا یہ عقیدہ ہے کہ ان کا علم ہمارے رسول ﷺ کو تھا، مگر اللہ کی طرف سے آپ ﷺ نے انہیں مفاتیح غیب کا علم رکھنے کے باوجود لوگوں کو بتلایا نہیں اور انہیں مخفی و پوشیدہ رکھا۔[1]

یہی بات بریلوی بحر العلوم نے بھی اپنی اس کتاب میں لکھ رکھی ہے۔ (الشاہد جدید ایڈیشن، ص: ۱۹۱، ۱۹۲)

ہم عرض کر آئے ہیں کہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ نے اپنی طویل حدیث میں فرمایا کہ تین باتیں ایسی ہیں، جن پر نصوص قرآنیہ دال ہیں۔ لہٰذا ان تینوں منصوص باتوں کے خلاف عقیدہ ونظریہ و خیال رکھنے والے لوگ بہت بڑے کذاب و افترا پرداز و بہتان تراش ہیں، ان میں سے ایک بات وہی ہے جو ''الشاہد'' کا اصل موضوع ہے، یعنی کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ ہمارے رسول محمد ﷺ خصوصاً اور تمام کے تمام انبیاء کرام علیہم السلام عموماً اور بہت سارے اولیاء و مومنین بھی عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے رسول ﷺ پر جو لوگ یہ الزام و اتہام لگائیں کہ آپ ﷺ نے وحی الٰہی میں سے کوئی چیز مخفی و پوشیدہ رکھی اور امت کو نہیں بتلائی، وہ بھی بہت بڑے کذاب و افترا پرداز و بہتان طراز ہیں، ام المؤمنین کی ان دونوں باتوں سے تمام اہل اسلام متفق رہتے آئے ہیں، تا آنکہ بریلی فرقہ اور اس جیسے مزاج والے ظہور پذیر ہوئے، یعنی روافض خصوصاً روافض کا غالی ترین فرقہ باطنیہ، ام المؤمنین کی تیسری والی بات سے بھی معنوی طور پر اسلاف میں اختلاف نہیں رہا ہے، جس کی تحقیق و تفصیل آگے آ رہی ہے۔ بہر حال ام المؤمنین کی دو باتوں پر تمام لوگ متفق رہے ہیں، جس کا دوسرا مطلب یہ ہوا کہ بریلوی بحر العلوم سمیت فرقہ بریلوی کے تمام لوگ اپنے ان عقائد کے سبب کذاب و افترا پرداز ہیں، اور جو لوگ منصوص پر بہت بڑے کذاب و افترا پرداز ہوں، وہ امر واقع کے خلاف کسی بھی طرح کی غلط بیانی سے کام لے سکتے ہیں، اور کوئی شک نہیں کہ بریلوی بحر العلوم نے حسب عادت اپنے فرقہ کے اہل قلم کی طرح اس کتاب میں بھی ام المؤمنین کی بات کا مصداق ہونے کا پورا پورا ثبوت دیا ہے۔

الشاہد جدید کے اس مختصر سے تعارف کے بعد مناسب ہے کہ الشاہد قدیم سے بھی ناظرین کرام متعارف ہو جائیں، الشاہد قدیم کے مصنف بھی بریلوی بحر العلوم ہی ہیں، بہت زیادہ تفصیل میں پڑے بغیر ہم اپنی کتاب ''تصحیح العقائد بإبطال شواهد الشاهد'' ہی کی تحریر الشاہد قدیم کے تعارف میں نقل کر دینا کافی سمجھتے ہیں۔ ملاحظہ ہو:

---

[1] ملاحظہ ہو: بانی بریلویت کی کتاب: خالص الاعتقاد (ص: ٥٦) و الدولة المكية بالمادة الغيبية (ص: ١٤٢)

الشاہد کا تعارف:

مذکورہ بالا سرخی کے ساتھ ہم نے لکھا تھا:

''اس صورت حال یعنی زعمائے بریلویت کے شر وفساد کو دیکھتے ہوئے علمائے اسلام اس نئے فتنے کی تردید کے درپے ہوئے، اس سلسلے میں دو رسالے ''خیر الامم'' از مولانا عبدالقیوم رحمانی اور ''جوابات حاضر و ناظر'' از خطیب الہند و خطیب الاسلام مولانا عبدالرؤف رحمانی جھنڈانگری بھی شائع ہوئے، لیکن ان رسالوں سے فائدہ اٹھانے کے بجائے رضا خانیوں کی طرف سے ایک رسالہ ''خیر الانبیاء'' از مولانا عتیق الرحمٰن بریلوی اکرہروی اس دعوی کے ساتھ شائع کیا گیا کہ اس میں کتاب وسنت سے رسول اللہ ﷺ کو حاضر و ناظر عالم الغیب ثابت کیا گیا ہے، اس کے رد میں مولانا جھنڈانگری نے ایک جامع رسالہ ''تردید حاضر و ناظر'' ۱۹۴۸ء میں شائع کرایا، جس کے جواب سے بریلوی لوگ عرصہ تک خاموش رہے، مگر جون ۱۹۶۳ء میں بریلوی مشن کی طرف سے ایک رسالہ ''الشاہد'' تردید حاضر و ناظر کے جواب میں فاضل رحمانی کو بذریعہ وی، پی بار بار کے تقاضا کے بعد موصول ہوا، اس کتاب ''الشاہد'' میں دعویٰ کیا گیا کہ یہ مسئلہ حاضر و ناظر کے سلسلے میں لکھی گئی ہے، جس میں مولانا جھنڈانگری کی کتاب ''تردید حاضر و ناظر'' کا مکمل و مفصل رد کر کے صحیح اور حق مسئلہ دلائل و براہین کی روشنی میں تحریر کیا گیا ہے۔ (الشاہد: ۳) اور یہ کہ ہم نے مختصر مگر جامع رسالہ جس میں ''تردید حاضر و ناظر'' کی تمام عبارتوں کی پردہ دری کی گئی ہے لکھنا مناسب سمجھا۔ (الشاہد، ص: ۱۱)

الشاہد کے ان بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ بریلوی مشن کی طرف سے تردید حاضر و ناظر کا مکمل اور مفصل و جامع جواب دیا گیا ہے، مگر الشاہد کا دوسرا بیان اس بریلوی دعویٰ کی تردید کرتا ہے، ملاحظہ ہو۔ مصنف الشاہد لکھتے ہیں کہ ''ہم نے تمام دیگر فروعی مسائل کو، مثلاً: قیام، میلاد، عرس وغیرہ جن سے تردید حاضر و ناظر میں تعرض کیا گیا ہے، قصداً چھوڑ دیا ہے تاکہ خواہ مخواہ بحث طویل نہ ہو جائے، اگر وقت نے مساعدت کی تو پھر کبھی۔'' (الشاہد، ص: ۷)

اس کا مطلب یہ ہوا کہ بریلوی مفتی اعظم ہی کے بیان کے مطابق تردید حاضر و ناظر کا مکمل و مفصل جامع جواب دینے کا بریلوی دعوی صحیح نہیں، کیونکہ قیام، میلاد، عرس وغیرہ جیسی بدعتوں کے رد میں مولانا جھنڈا

نگری نے جو کچھ لکھا تھا، اس کے جواب سے بریلوی مشن جان بوجھ کر خاموش رہا اور بہانہ کر دیا کہ اگر وقت نے مساعدت کی تو پھر کبھی، مگر اس قسم کے بریلوی دعوی کے بارے میں ہمارا تجربہ یہ ہے:

ہاں غلط ہوگئے ہیں آپ کے اقرار کئی وعدہ وصل تمہارے نہیں سچے ہوتے

عجیب بات ہے کہ آج انھی مسائل کو بریلوی مشن کی طرف سے فروعی حیثیت دے کر بحث حاضر و ناظر سے خارج کر دیا گیا، جنہیں پہلے بڑے طمطراق سے بطور اجزائے بحث شامل کتاب کیا گیا تھا۔[1]

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ بریلوی مشن نے ۱۳، ۱۴ سال کی مدت میں تردید حاضر و ناظر کا جو جواب تیار کرایا وہ اس کے اپنے اعتراف کے مطابق ناقص و ناکارہ ہے، اس ناقص جواب کا ایک نقص مصنف الشاہد نے یہ خوب بتلا دیا کہ ''مجھے نظر ثانی کا موقع ہی نہیں ملا، ورنہ لہجہ کی تلخی کم کرنے کی کوشش کرتا۔'' (الشاہد، ص: ۱۰)

یعنی ۱۳، ۱۴ سال کی مدت میں تیار ہونے والا بریلوی رسالہ نظر ثانی سے بھی محروم رکھا گیا اور اسے تلخ گفتاری سے بھر دیا گیا، حالانکہ مولانا جھنڈانگری نے بریلوی مشن کو اس بات کی خاص نصیحت کرتے ہوئے یہ حدیث نبوی سنائی تھی کہ زبان قابو میں رکھو اور تلخ گفتاری سے باز رہو۔ فاضل رحمانی نے بریلوی فرقہ کو یہ حدیث نبوی بھی سنائی تھی کہ آپ ﷺ نے زبان مبارک پکڑ کر فرمایا: ''کف علیك هذا'' یعنی زبان قابو میں رکھو، پھر فرمایا کہ لوگوں کے روسیاہ جہنم میں داخل ہونے کا ایک بڑا سبب زبان درازیاں اور لغو طرازیاں ہیں۔ (تردید حاضر و ناظر، ص: ۶ بحوالہ مشکوۃ)

مگر افسوس کہ عشق نبوی کا دم بھرنے والے بریلویوں پر حدیث نبوی کا کوئی اثر نہ ہوا اور ان کے لہجے کی تلخی کم نہ ہوئی۔

یہ زمرد بھی حریف دم افعی نہ ہوا الخ سبزہ خط سے تیرا کاکل سرکش نہ دبا

(تصحیح العقائد بإبطال شواهد الشاهد، ص: ۷ تا ۱۰)

بریلوی کتابوں کی عبارتیں ایک دوسرے کی تکذیب کرتی ہیں:

ناظرین کرام کو بخوبی اندازہ ہو رہا ہوگا کہ خطیب الاسلام فاضل رحمانی مولانا عبدالرؤف جھنڈانگری ﷫ کی نیز دیگر سلفی کتابوں کے جواب معتدل سے بریلوی فرقہ بالکل اور مکمل طور پر عاجز و درماندہ ہے، پوری بات ہماری کتاب ''تصحیح العقائد بإبطال شواهد الشاهد'' اور ''تردید حاضر و ناظر'' وغیرہ دیکھ کر

[1] تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: مولوی عتیق الرحمن بریلوی کی کتاب: خیر الانبیاء (ص: ۱۶، ۴۳ و ۴۵)

ہی معلوم کی جا سکتی ہے، مگر اختصار ملحوظ رکھتے ہوئے ہم عرض کرتے ہیں کہ "تصحیح العقائد" کی مذکورہ بالا عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ "الشاہد قدیم" ہی کے دوسرے بیانات سے رسالہ مذکورہ کے ذریعہ فاضل رحمانی ﷫ کے رسالہ "تردید حاضر و ناظر" کا مکمل و مفصل و جامع جواب دینے کا دعویٰ الشاہد باطل و مکذوب اور دروغ بے فروغ قرار پاتا ہے۔ لطف کی بات یہ ہے کہ الشاہد کی محولہ عبارتوں کے علاوہ دوسری عبارتوں میں بھی مصنف الشاہد نے فرط اضطراب میں اس حقیقت کا مختلف انداز و پیرایہ میں اعتراف واقرار کرلیا ہے کہ بریلوی مشن سے فاضل رحمانی مولانا جھنڈانگری ﷫ کے دلائل و معارضات کا جواب نہیں بن پڑا ہے۔

بریلوی مشن کے مزید کلمات اعتراف ملاحظہ ہوں:

مصنف الشاہد فرماتے ہیں:

"چونکہ اختصار ہمارا مطمع نظر تھا، اس لیے تردید حاضر و ناظر کا تجزیہ ہم نے حسب ذیل طریقہ پر کیا ہے:

① تردید حاضر و ناظر کے وہ متفرق دلائل جن کو کسی اصول کے تحت لایا جا سکتا ہے، ان کا یکجائی اور اجمالی جواب باب فضائل کے چند اہم باب کے ضمن میں دیا گیا ہے اور قصداً تکرار اور غیر مفید طوالت سے احتراز کیا گیا ہے۔

② وہ واقعات و معارضات جن کو علم غیب کے معارضہ کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ ان سب میں تفصیل کو چھوڑ کو صرف ایک مضبوط جواب پر اکتفا کیا گیا ہے۔" (الشاهد، قديم ايڈيشن، ص: ٦)

"کیونکہ ہم مولانا عتیق الرحمٰن کے پیش کردہ قول کے ساتھ فاضل رحمانی کی دسیسہ کاری کا راز فاش کر کے کتاب کو طول دینا نہیں چاہتے کیونکہ ہم سب ثابت کر دیں تب بھی فاضل رحمانی یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم نہیں مانتے، کوئی حدیث لاؤ۔ اس لیے صرف تردید اقوال سے کچھ تعرض کرتے ہیں۔" (الشاہد قدیم ایڈیشن، ص: ۴۱، ۴۲ و جدید ایڈیشن، ص: ۴۸)

"ہم نے حتی الامکان بحث کو سمیٹنے کے لیے ساری بحث کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے اور غیر ضروری متعلقات سے قصداً اغماض کر کے صرف مجموعی جواب پر اکتفا کیا ہے، کیونکہ ہمارا جاہل مخاطب غیر ضروری تفصیل میں پڑ کر اصل مقصد پر پردہ ڈالنا چاہتا ہے۔" (الشاہد قدیم، ص: ۸۱)

"جن باتوں کو ہم نے اہم سمجھا ہے، ان کا جواب ذرا تفصیل سے دیا ہے، اس کے علاوہ فاضل

رحمانی نے جو کچھ کہا ہے، جاہلانہ معارضوں کے علاوہ کچھ نہیں۔'' (الشاہد قدیم، ص: ۸۰)

''فاضل رحمانی نے مولوی عتیق الرحمٰن کے ہر قول کے جواب میں کچھ نہ کچھ کہنا فضیلت تصور کیا ہے اور کچھ نہیں تو یہی کہا کہ دعویٰ عام ہے، دلیل خاص ہے اور کہیں یہ کہا کہ یہ صاحب حاطب اللیل ہیں، اس لیے ان کی بات نامعقول ہے، کہیں صرف اتنی بات سے کام بنایا کہ ہم اس کو نہیں مانتے، اور اخیر میں بڑے طمطراق سے چند تردیدی اقوال نقل کیے، مگر ہم نے فاضل رحمانی کی ان باتوں کو غیر ضروری سمجھ کر کچھ نہیں کہا۔'' (الشاہد قدیم: ۴۰، ۴۱، جدید: ۴۸)

اس کا مطلب یہ ہوا کہ مصنف الشاہد تردید حاضر و ناظر کے جن بدعت شکن اور بریلویت توڑ دلائل و معارضات و اعتراضات کے جواب سے عاجز و قاصر رہے، انہیں اختصار کے خانہ نہاں میں ڈال کر خاموش ہوگئے اور بہانہ کر دیا کہ ہم نے تکرار و غیر مفید طوالت سے بچنے کے لیے یہ خاموشی قصداً و عمداً برتی ہے، نیز موصوف مصنف الشاہد فاضل رحمانی کی جن بدعت شکن باتوں کے جواب سے عاجز و قاصر رہے، انہیں تکرار، غیر مفید طوالت، دسیسہ کاریوں، ہفوات، غیر ضروری تفصیل اور جاہلانہ معارضہ کہہ کر جواب سے جان چھڑانے کی ناکام و نامراد کوشش کی اور دعویٰ عام پر دلیل خاص دینے کی مذموم و قبیح بریلوی پالیسی کی جس قباحت و شناعت کو فاضل رحمانی نے واضح کیا تھا اور اس بریلوی طریق استدلال کا ابطال کیا تھا، اسی بدعت شکن بات کو بریلوی بحر العلوم نے مذموم و قبیح قرار دے ڈالا، مگر ہماری نظر میں بریلوی بحر العلوم کی یہ حیلہ سازی اس حیلہ باز عورت جیسی ہے، جس نے فرمان نبوی ﷺ کے جواب میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے سامنے مکاری و چال بازی سے کام لے کر کہہ دیا تھا کہ ''ما معي من كتاب'' میرے پاس کوئی خط نہیں جبکہ یہ حیلہ باز عورت خط کو اپنے پاس چھپائے ہوئے تھی، مگر محبان رسول ﷺ کے سامنے ایسے حیلے کارگر نہیں ہوا کرتے، چنانچہ حضرت علی نے اس حیلہ باز و چال باز و مکار عورت کو یہ کہہ کر دھمکی دی کہ ''ولتخرجن الكتاب أو لتلقين الثياب'' خط نکالو ورنہ ہم مادر زاد برہنہ کر کے تلاشی لیں گے۔

(صحیح بخاری و مسلم)

چنانچہ ہم نے اپنی کتاب ''تصحیح العقائد بإبطال شواهد الشاهد (ص: ۱۵ تا ۱۷) میں اس بریلوی حیلہ بازی کا پردہ فاش کر کے بریلوی بحر العلوم کو بتلایا تھا کہ بھلا اس طرح کی حیلہ سازی دیانت دار لوگوں کا کام ہے؟ مگر بریلوی بحر العلوم اس کے جواب میں ایک لفظ بھی بولنے سے قاصر رہنے کے

باعث سراپا ساکت و خاموش رہے۔

ناظرین کرام خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ جس بریلوی عرف رضا خانی عرف قبوری کتاب الشاہد کا ایک بیان اس کے دوسرے بیان کی خود تکذیب و تغلیط کرتا ہو اور جو دربار ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور اجماع امت سے کذاب ہونے کے خطاب سے نوازا گیا ہو، اس کی تکذیب و تغلیط و تردید کے لیے الگ سے کسی خاص کتاب کی تصنیف کی سلفی لوگوں کو ضرورت نہیں تھی، مگر سامری صفت بریلوی و قبوری زعماء اور پیروں و مرشدوں کے دام تزویر میں گرفتار ہو جانے والے حقیقت حال سے بے خبر سادہ لوح بریلوی عوام ہی نہیں بعض نام نہاد خواص خوش ہو رہے تھے کہ ہمارے زعمائے بریلویہ نے غیر مقلدین کی طرف سے شائع ہونے والی کتاب ''تردید حاضر و ناظر'' کا جواب ۱۳، ۱۴ سال کی مدت طویلہ میں محنت شاقہ کے ذریعہ مکمل و مفصل و جامع طور پر ''الشاہد'' نامی کتاب لکھ کر دے دیا، اس لیے جماعت اور جامعہ سراج العلوم جھنڈانگر سے متعلق مصروفیات کثیرہ کے پیش نظر مولانا جھنڈانگری نے مجھے اکاذیب الشاہد کو واشگاف کرنے کا حکم دیا، جس کی تعمیل میں نے صرف چند مہینوں میں کر کے طباعت کے لیے اپنی تیار کردہ کتاب ''تصحیح العقائد بإبطال شواهد الشاهد'' مولانا جھنڈانگری کے حوالے کر دیا، مگر جیسا کہ معلوم ہے کہ کاتبوں، پریس والوں اور طباعت کے کارندوں کی مہربانی سے ۱۹۶۳ء میں تیار ہونے والی یہ کتاب ۱۹۶۶ء میں طبع ہو کر منظر عام پر آ سکی۔ ''تصحیح العقائد بإبطال شواهد الشاهد'' کے منظر عام پر آنے کے بیس سال سے زیادہ عرصہ کے بعد ''الشاہد'' ہی کے نام سے ''الشاهد'' کا دوسرا ایڈیشن بہت ساری ترمیم و اضافات کے ساتھ قدیم الشاہد ہی کے مؤلف کے قلم سے تیار کردہ شائع کیا گیا، جس میں سن طباعت اگرچہ ۱۹۸۷ء مرقوم ہے، مگر نہ جانے کن مصالح بریلویہ کے سبب بار بار کی طلب پر الشاہد کا یہ جدید ضخیم ایڈیشن ہم کو اگست ۱۹۹۰ء میں سفر حج سے واپسی پر دستیاب ہو سکا۔

ہم نے اپنی جگہ زیر نظر کتاب جماعتی و دینی ضرورت کے پیش نظر خطیب الاسلام حضرت العلام مولانا فاضل رحمانی جھنڈانگری کے حکم کی تعمیل میں لکھی، مگر اس کی امید بہت کم ہے کہ بریلوی بحر العلوم اور ان جیسے لوگ اعتراف حقائق کر کے اپنے اکاذیب سے رجوع کریں گے، مگر افادۂ عام اور ازالۂ اوہام کے لیے ہم یہ کام کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ اپنے کچھ بندوں کو دینی و علمی فائدہ پہنچائے۔

تصحیح العقائد کے علمی مواخذہ کے جواب سے بریلوی مشن کا مجرمانہ سکوت:

ہم نے تصحیح العقائد (ص: ۸، ۹) میں کہا تھا کہ حضرت العلام مولانا جھنڈانگری کی کتاب ''تردید حاظر و ناظر'' کا مکمل و مفصل و جامع جواب بنام ''الشاھد'' لکھنے والے بریلوی بحرالعلوم نے بقلم خود یہ اقرار کر رکھا ہے کہ مولانا جھنڈانگری نے اپنی کتاب تردید حاضر و ناظر میں بریلویوں کے کئی اہم مسائل، مثلاً: قیام، میلاد، عرس وغیرہ کے رد میں جو بدعت شکن اور بریلویت توڑ باتیں لکھی تھیں، ان کا جواب بریلوی بحرالعلوم نے یہ کہہ کر نہیں دیا کہ اگر آئندہ وقت نے مساعدت کی، تو ان کا جواب دیں گے۔ ظاہر ہے کہ اسی کتاب میں اپنے کیے ہوئے مکمل و جامع جواب لکھنے کے دعویٰ کی تکذیب بریلوی بحرالعلوم نے اپنے بقلم خود لکھے ہوئے دوسرے بیان سے کر لی ہے اور اسے اہل علم کی اصطلاح میں تضاد بیانی بھی کہا جاتا ہے، نیز در حقیقت یہ بریلوی بیان و طریق عمل سلفی بدعت شکن تحریروں کے جواب سے فرار و روپوشی اختیار کرنے کے باوجود پوری ڈھٹائی و شوخی و جارحیت و جسارت کے ساتھ مسئلہ حاضر و ناظر و علم غیب پر بریلوی انداز کو برقرار رکھتے ہوئے خامہ فرسائی ایک قبیح و مذموم و بے جا حرکت ہے۔ ''تصحیح العقائد'' کی ان باتوں پر دھیان دیے بغیر مدت طویلہ میں بریلوی بحرالعلوم نے ''الشاھد'' ہی کے نام سے اپنے تیار کردہ جواب تصحیح العقائد میں مزید در مزید اکاذیب اور بریلوی ہتھکنڈوں کا استعمال بڑی بے باکی سے کیا اور اپنی کتاب ''الشاھد'' کے نئے ایڈیشن کی ضخامت میں غیر معمولی اضافہ بذریعہ استعمال اکاذیب کیا، تصحیح العقائد میں ہماری ذکر کردہ ایک دوسری اہم بات سے بھی بریلوی بحرالعلوم نے الشاہد کے جدید ایڈیشن میں اغماض و سکوت ہی سے کام لیا کہ تیرہ چودہ سال کی مدت میں تیار کیے جانے والے رسالہ الشاہد کے قدیم ایڈیشن کو بریلوی بحرالعلوم نے نظر ثانی سے محروم اور بریلوی تلخ گفتاری سے معمور رکھا۔

تصحیح العقائد میں ہماری ذکر کردہ ایک تیسری اہم بات سے بھی بریلوی بحرالعلوم نے پورے اغماض و سکوت سے کام لیا کہ مولانا جھنڈانگری سے جو چیلنج مباہلہ بجواب اکاذیب بریلویہ دے رکھا تھا، اس سے بریلوی مشن نے کیوں راہ فرار اختیار کی؟ (تصحیح العقائد، ص: ۱۰، ۱۱ و تردید حاضر و ناظر، ص: ۲، ۳)

خطیب الاسلام مولانا جھنڈانگری نے بریلوی عبارتوں کے تناقض سے متعلق ''تناقضِ عبارات'' کے زیر عنوان کہا تھا:

”بریلوی مصنف مولوی عتیق الرحمٰن کبھی آپ ﷺ کے لیے کل غیب کا اقرار کرتے ہیں، کبھی بعض کا، کبھی آپ کے لیے قدرتِ تصرف مانتے ہیں، کبھی انکار کرتے ہیں، رسالہ خیر الانبیاء میں لکھتے ہیں کہ عالم اجسام، عالم ارواح، عالم امر، عالم امکان، عالم ملائکہ، عرش وفرش غرض ہر چیز پر آپ ﷺ کی نظر ہے اور اگلے پچھلے سارے واقعات پر اطلاع رکھتے ہیں، آپ ﷺ کو ما کان وما یکون کا علم تھا، اگلے پچھلے تمام امور کی خبر تھی۔ اس کے برعکس دوسری طرف لکھتے ہیں کہ آپ ﷺ کو بعض غیب معلوم تھا، کل غیب کے علم کو ہم آپ کی صفت نہیں مانتے، پھر تصرف و قدرت کے متعلق لکھتے ہیں کہ آپ متصرف فیض رساں مربی ہیں، اعمال امت دیکھتے ہیں، زمین وآسمان میں آتے جاتے ہیں، جنازے میں حاضر ہوتے ہیں وغیرہ، عالم علوی، عالم سفلی، زمین وآسمان میں ہر جگہ تصرف وقدرت رکھتے ہیں، اس کے برعکس یہ بھی لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ کے لیے ہم قدرت نہیں مانتے۔“ (تردید حاضر وناظر: ۱۲،۱۳)

مگر بریلوی بحر العلوم نے خطیب الاسلام مولانا جھنڈانگری کی مذکورہ بالا باتوں کا جواب الشاہد میں نہیں دیا، جب کہ موصوف مدعی ہیں کہ ہم نے مکمل ومفصل و جامع جواب دیا ہے، ظاہر ہے کہ یہ صورت حال بریلوی بحر العلوم اور ان کے ولی نعمت وسرپرست مولانا عتیق الرحمٰن کے دعاوی وتحریروں کی تکذیب وتردید و تغلیط کنندہ ہیں، مگر بریلوی بحر العلوم ان امور کی طرف سے دفاع کرنے اور جواب دینے سے بالکل عاجز و قاصر رہے، ظاہر ہے کہ اس کے باوجود کہ بریلوی بحر العلوم کا یہ دعویٰ بالکل مکذوب اور دروغ بے فروغ ہے کہ ہم نے فاضل رحمانی کا مکمل ومفصل و جامع رد لکھا ہے، پھر بھی اس بریلوی شان تعلی کے ساتھ تولید اکاذیب کو جاری رکھتے ہوئے کذب بیانی وتلبیس کاری، جھوٹے دعاوی، اتہام بازی پر نہ صرف قائم رہنا، بلکہ اس میں مزید ترقی کی راہ پر گامزن رہنا انتہائی درجے کی بدعنوانی و بے راہ روی ہے۔

غلو بازی میں بریلوی فرقہ اہل کتاب یہود ونصاریٰ کے نقش قدم پر:

ہم عرض کر آئے ہیں کہ نبوی پیش گوئی میں کہا گیا ہے کہ امت محمدیہ کے کچھ لوگ امم سابقہ یہود و نصاریٰ، مجوس و یورپی قوم کے طور وطریق اختیار کر کے اسلامی تعلیمات وتصریحات سے دور جا پڑیں گے، جب کہ قرآن مجید نے اہل کتاب کو اپنی دی ہوئی ہدایات میں سے ایک اہم ہدایت یہ کی ہے:

﴿ وَ لَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَ هُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِیْنَ﴾ [البقرة: ١٤٥]

''اگر تم نے اہل کتاب یہود و نصاریٰ کے اہواء (خواہشات اور چاہی ہوئی باتوں) کی پیروی کی جبکہ تمہارے پاس منجانب اللہ علم آ چکا ہے، تو یقیناً تم ظالموں میں سے ہو جاؤ گے۔''

﴿ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِیْعُوْا فَرِیْقًا مِّنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ یَرُدُّوْكُمْ بَعْدَ اِیْمَانِكُمْ كٰفِرِیْنَ﴾ [آل عمران: ١٠٠]

''اے ایمان والو! اگر تم اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) میں سے کسی فریق کے اطاعت گزار بن جاؤ گے تو وہ تمہیں تمہارے ایمان لانے کے بعد بھی کافر بنا ڈالیں گے۔''

﴿ وَ لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ تَفَرَّقُوْا وَ اخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَیِّنٰتُ وَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ﴾ [آل عمران: ١٠٥]

''اے ایمان والو! تم ان یہود و نصاریٰ کی طرح نہ ہو جاؤ جو روشن دلائل آ جانے کے بعد بھی مختلف فرقوں میں منقسم ہو گئے اور باہم اختلاف کا شکار ہوئے اور ان کے لیے عذاب الیم ہے۔''

﴿ یٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِیْ دِیْنِكُمْ وَ لَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ اِنَّمَا الْمَسِیْحُ عِیْسَى ابْنُ مَرْیَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَ كَلِمَتُهٗ﴾ [النساء: ١٧١]

''اے اہل کتاب! تم اپنے دین میں غلو بازی اور افراط و تفریط سے کام نہ لو اور اللہ پر صرف حق بات کہو، مسیح صرف مریم کے بیٹے عیسیٰ اللہ کے رسول اور کلمۃ اللہ ہیں، تم اللہ اور اس کے سبھی رسولوں پر ایمان رکھو۔''

ان آیات اور ان کی ہم معنی بہت ساری دوسری آیات میں اہل اسلام کو یہود و نصاریٰ کا طور وطریق اختیار کرنے سے منع کیا گیا، آخر والی آیت میں اہل کتاب کی خصوصی مذموم و قبیح خصلت دین میں غلو بازی، مبالغہ آمیزی و افراط و تفریط کا ذکر کر کے واضح طور پر اشارہ کر دیا گیا کہ اے اہل اسلام تم اہل کتاب کی اس قبیح خصلت میں گرفتار نہ ہو جانا، مسیح جو مریم کے بیٹے ہیں اور اللہ کے رسول و کلمہ ہیں، انہیں تم نہ اللہ کا بیٹا کہنے لگ جانا اور نہ انہیں ناجائز طور پر پیدا ہونے والا قرار دینا نہ ان کے رسول اور کلمۃ اللہ ہونے کے بجائے ان کے رسول و کلمہ ہونے سے انکار کرنا، نہ انہیں الہ و معبود بنا لینا۔ مسند احمد وغیرہ میں یہ حدیث نبوی مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ لوگو! تمہیں شیطان ہرگز نہ بہکانے پائے، واللہ مجھے یہ پسند نہیں کہ تم مجھے

میرے اس مقام ومرتبہ سے زیادہ مقام ومرتبہ دینے لگو، جو مقام ومرتبہ اللہ تعالیٰ نے مجھے دیا ہے، میں اللہ کا بندہ ورسول ہوں۔ (تفسیر ابن کثیر سورۃ النساء: ۴۵۲/۲)

نیز آپ ﷺ نے اپنی امت سے فرمایا:

"لا تطروني كما أطرت النصارى عيسى بن مريم." (صحیح البخاری ومسند احمد وغیرہ)

تم میری غلو آمیزی ومبالغہ آمیز مدح سرائی وثنا خوانی نہ کرنے لگنا، جس طرح نصاری نے حضرت عیسیٰ بن مریم کے ساتھ کیا۔

مولانا جھنڈانگری نے اور ہم نے فرقہ بریلویہ سے مذکورہ بالاقسم کی آیات واحادیث کے پیش نظر کہا تھا کہ آپ ﷺ کی طرف یا کسی کی طرف شریعت سے غیر ثابت اور خود ساختہ فضائل ومناقب کو منسوب نہ کرو، جن کی نفی شریعت میں کی گئی ہے۔ (تردید حاضر وناظر: ۱۵، ۱۶)

مگر آیات واحادیث پر ایمان وعمل کے دعویدار اور حبّ الٰہی وحبّ نبوی کے دعویدار فرقہ بریلویہ ان باتوں پر اونیٰ سا دھیان دیے بغیر اپنی منصوبہ بند تحریک چلاتے رہنے پر قائم رہا، بلکہ اس میں زیادہ شدت ومبالغہ اختیار کیا، جیسا کہ الشاہد کے جدید ایڈیشن کی عبارتوں سے خصوصاً اور دوسری کتب بریلویہ سے عموماً ظاہر ہے اور آگے آنے والے مباحث سے ناظرین کرام کو بھی اس فرقہ کی کارگزاریوں کا پتہ لگ جائے گا۔

فرقہ بریلویہ کے ایک بھاری جھوٹ کی نشاندہی:

بریلوی لوگوں کی دینی وعلمی معلومات اور کذب بیانی کا حال یہ ہے کہ اس دور میں بھی فرقہ بریلویہ کے قائد مولانا عتیق الرحمٰن صاحب نے یہ عجوبہ روزگار قسم کا اختراعی جھوٹ قلم بند کر ڈالا کہ حضرت شاہ اسماعیل شہید کی بدعت شکن کتاب ''تقویۃ الایمان'' شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب نجدی رحمہ اللہ کی ''کتاب التوحید'' کا ترجمہ ہے۔ (خیر الانبیاء، ص: ۲)

ہم نے تصحیح العقائد (ص: ۱۱، ۱۲) میں اس بریلوی جھوٹ کا ذکر کر دیا ہے، تو ہماری بہت ساری باتوں کے جواب سے راہ فرار وسکوت اختیار کرنے والے بریلوی بحر العلوم نے الشاہد کے تازہ ایڈیشن میں کئی گنا اکاذیب کا اضافہ کرتے ہوئے مزید در مزید بریلوی تلبیس کاری وفن کاری سے کام لے کر الشاہد کے صفحات کی تعداد بڑھائی۔ (الشاہد جدید ایڈیشن، ص: ۲۷۷ تا ۲۹۳)

ہم نے بریلوی بحر العلوم کی ان کارستانیوں کا تحقیقی جائزہ آگے چل کر لیا ہے، جس سے اس فرقہ کی

کارگزاریوں کا صحیح اندازہ لگ سکے گا۔

انھی بریلوی عبارتوں میں سرزمین عراق کو بزبان نبوی فتنوں کی سرزمین قرار دینے سے متعلق باتیں بھی بریلوی انداز میں کہی گئی ہیں، ان کا جائزہ بھی آنے والے صفحات میں لیا گیا ہے، ویسے ہمارے ایک سلفی شاگرد عزیز محترم مولانا ابو القاسم مئوی نے اس موضوع پر ایک مستقل تحقیقی کتاب لکھ کر اپنے کو حنفی کہنے والے بریلوی و دیوبندی جماعت کا حال واضح کر دیا ہے، طالبین حقائق اس کتاب کی طرف رجوع کریں اور ہماری اس تحقیقی کتاب میں بھی اس بحث کو ملاحظہ فرمائیں۔

ابلیس کی طرف سے ایک بریلوی توجیہ:

تصریحات قرآنیہ کے بالکل خلاف حضرت آدم علیہ السلام کے لیے سجدہ ابلیس سے متعلق فرقہ بریلویہ کی خود ساختہ و خانہ زاد توجیہہ کا ذکر ہم نے تصحیح العقائد (ص: ۱۴، ۱۵) میں کیا تھا۔ مگر تصریحات قرآنیہ پر ادنی سا دھیان دیے بغیر اپنی بریلویت پر قائم رہتے ہوئے بریلوی بحر العلوم نے مزید در مزید پیش رفت کی ہے۔
(الشاہد جدید ایڈیشن، ص: ۲۹۲ تا ۲۹۵)

اس بریلوی تلبیس کاری کا راز بھی ہم نے آگے چل کر فاش کیا ہے، اس طرح کی دوسری بریلوی ہفوات کا جائزہ بھی آگے چل کر لیا گیا ہے۔

الشاہد کی تصنیف میں بریلوی بحر العلوم کی متضاد پالیسی:

ایک طرف بریلوی فرقہ ہماری کتاب "تصحیح العقائد" کے جواب سے بیس سال سے بھی زیادہ مدت تک دم بخود ہو کر لب بمہر خاموش و ساکت رہا، دوسری طرف اپنے مردود رسالہ الشاہد کے قدیم ایڈیشن کا ذکر الشاہد کے جدید ایڈیشن میں کرتے ہوئے تصحیح العقائد کا تذکرہ اس طرح کرنے بیٹھ گیا:

> "الشاہد ۱۹۶۰ء میں شائع ہوسکی، جس کے چھ سال بعد ۱۹۶۶ء میں اس کا جواب "إبطال شواهد الشاهد" نظر سے گزرا، پورے شوق اور انتہائی بے تابی سے پوری کتاب پڑھ ڈالی، مؤلف نوخیز عالم ہے، کتاب ہاتھ میں لی تو شوق تھا کہ بحث کے کچھ نئے گوشے سامنے آئے ہوں گے اور جواب لکھنے کے لیے کچھ میدان وسیع ہوا ہوگا، لیکن کتاب پڑھ کر طبیعت سخت بدمزہ ہوئی اور خیال گزرا کہ فاضل رحمانی نے شاید یہ سوچ کر خود جواب دینے کی زحمت نہیں کی کہ اصل مسئلہ سمجھانے کے لیے طرفین سے اب تک جو کچھ کہا جا چکا ہے، وہی کافی ہے، اس پر

اضافہ کی گنجائش نہیں اور جواب کے نام سے کچھ نہ کچھ ہونا ہی ہے تو اس کے لیے یہ صاحبزادے (محمد رئیس ندوی) ہی کافی ہیں، جنہیں آگے پیچھے کی بھی سدھ بدھ نہیں، یہی بے باکی سے اناپ شناپ بک سکیں گے، چنانچہ مسئلہ کے تمام گوشوں پر ایک تحقیقی کتاب سوال و جواب کے نقطۂ نظر سے ہٹ کر لکھنا شروع کیا، ابتدا کے (۱۵، ۲۰) صفحات لکھ بھی لیے، پھر دوسرے کاموں کا ہجوم ہوا تو یہ اوراق بھی زینت طاق نسیاں ہوگئے: إلى أن قال: اب پھر مختلف حلقوں سے اس کتاب کی اشاعت کا تقاضا ہوا، اس لیے دوسرے ایڈیشن کی خاطر اسے پریس میں دینا پڑا اور یہ ضروری معلوم ہوا کہ اس نئی کتاب (تصحیح العقائد) کے بارے میں بھی کچھ صفحات ملحق کر دیے جائیں، جس سے ناظرین اندازہ لگا سکیں کہ یہ نئی کتاب ایک نوآموز کی شوخیوں سے زیادہ کچھ نہیں۔''

(الشاہد جدید ایڈیشن، ص: ۱۶ و ۱۷)

اس بریلوی عبارت میں بریلوی انداز میں جو کچھ لکھا گیا ہے، وہ ناظرین کرام ملاحظہ کر رہے ہیں، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مختلف حلقوں سے قدیم الشاہد کی اشاعت کے تقاضا پر مصنف الشاہد کو دوبارہ اسے پریس میں دینا پڑا، جس میں تصحیح العقائد کا جواب بالکل نہ دینے کے لیے طے شدہ بریلوی موقف کے باوجود اس کے جواب کے سلسلہ میں موصوف بریلوی بحر العلوم نے اپنے موقف میں یہ تبدیلی کی کہ تصحیح العقائد کے جواب کے بارے میں کچھ صفحات اس نئے ایڈیشن میں بڑھا دیے، حالانکہ ۳۲۸ صفحات پر مشتمل اس نئے ایڈیشن میں اصل پرانے ایڈیشن والی باتیں محض برائے نام باقی رکھ کر صفحہ (۱۱۵) سے لے کر تا ختم کتاب (ص: ۳۲۸) یعنی ۲۱۳ صفحات مستقلاً تصحیح العقائد کے جواب میں سیاہ کیے گئے ہیں اور حسب عادت تصحیح العقائد کے بدعت شکن دلائل پر علمی و تحقیقی بحث کے بجائے وہی بریلوی روش اختیار کی گئی جو اہل علم کے یہاں معروف ہے۔

اس طرح موصوف بریلوی بحر العلوم نے جس انداز سے کتاب لکھنے کا دعویٰ الشاہد کے قدیم و جدید ایڈیشنوں میں کیا ہے، وہ دعویٰ خود بریلوی بحر العلوم ہی کی اپنی تحریروں کے ذریعہ مکذوب و لایعنی ہوگیا اور اصل موضوع پر دعویٰ نگارش کے بجائے دوسری نوع کی لغوطرازی اختیار کی گئی اور تصحیح العقائد نیز تردید حاضر و ناظر میں جن باتوں کی طرف بریلوی مشن کو متوجہ کیا گیا تھا، ان کی طرف توجہ دینے کے بجائے دوسری کارستانیاں دکھلائی گئیں۔

نوخیز و نوآموز مصنف تصحیح العقائد کی ''شوخیوں'' سے حقیقتاً مبہوت و مخبوط الحواس مگر بظاہر ہوش و حواس پر قائم رہنے کے مدعی مصنف الشاہد بزبان خویش ۲۰ سال سے زیادہ طویل مدت تک تصحیح العقائد کے خلاف لب

کشائی سے عاجز وقاصر رہنے کے بعد الشاہد جدید ایڈیشن کا حجم وضخم بہت کچھ بڑھانے کے باوجود تصحیح العقائد کی بنیادی باتوں میں سے بریلوی تحریروں پر اس کی علمی گرفتوں و تحقیقی مواخذات و معارضات وردود میں سے کسی ایک کا بھی معقول جواب دینے سے اسی طرح قاصر و عاجز رہے جس طرح الشاہد قدیم میں عاجز رہے تھے، ظاہر ہے یہ باتیں بذات خود بریلوی بحر العلوم اور ان جیسے لوگوں کی تکذیب کے لیے کافی ہیں، معلوم نہیں کہ ان حقائق کا احساس وشعور بریلوی بحر العلوم کو فی الواقع نہیں یا موصوف قصداً یہ طور وطریق اختیار کیے ہوئے ہیں، دونوں میں سے ہر بات مذموم ہے، جس کی جواب دہی سے اگر دنیا میں بچے رہے تو آخرت میں ہرگز نہ بچ سکیں گے۔

تضاد در تضاد:

الشاہد جدید کے ۱۱۳ صفحات سیاہ کر چکنے پر بریلوی بحر العلوم نے بعنوان فاتحہ صفحہ (۱۱۴) پر ایک تحریر سپرد قلم کی، جس کا حاصل یہ ہے کہ اس کتاب میں بریلوی بحر العلوم نے ہر ممکن اختصار کو مدنظر رکھ کر اصل مسئلہ حاضر وناظر پر قرار واقعی روشنی ڈالنے کی کوشش کی ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضور ﷺ کا بیک وقت کئی جگہ موجود رہنا یا سارے عالم کی خبر رکھنا کسی طرح شرعاً ناممکن نہیں، نہ اس سے شرک لازم آتا ہے اور خیر الانبیاء نامی رسالہ کے دعاوی مجموعی طور پر درست ہیں اور مولانا جھنڈا انگری نیز ان جیسے لوگ اس سلسلے میں جو حماقتیں اور مجنونانہ بڑ ہانکتے ہیں، ان کا دماغ ہر وقت ٹھیک کیا جا سکتا ہے، ایسے خبط الحواس لوگ اپنی دلیل اور بے معنی اڑن کھائیوں کی عبرتناک خستگی دیکھیں۔ (ملخص از شاہد جدید: ۱۱۴)

مذکورہ بالا دعویٰ اختصار نویسی کے بالکل برعکس و برخلاف اس ضخیم کتاب کا مطالعہ کرنے والے اہل نظر پر مخفی نہیں کہ اس میں لا یعنی تطویل وتفصیل اور بے معنی تکرار کی بھر مار ہے اور اصل مسئلہ پر جمع اکاذیب کے علاوہ کوئی قابل ذکر کام نہیں کیا گیا ہے، جیسا کہ عنقریب حقیقت واضح ہوگی۔

اپنی اس کتاب کے صفحہ (۱۶) پر بریلوی بحر العلوم نے کہا ہے کہ ”یہاں ہم نے طرفین کی پوری بحث کا خلاصہ تحریر کر دیا ہے، ان شاء اللہ کسی کو ناقص ترجمانی کی شکایت نہ ہوگی، اس سے ہماری کتاب الشاہد کے سمجھنے میں بھی مدد ملے گی اور اس کے بعد ہم جو کچھ کہنا چاہتے ہیں، اس پر بھی روشنی پڑے گی۔“

اس کتاب الشاہد صفحہ (۱۶) پر بریلوی بحر العلوم کی لکھی ہوئی مندرجہ بالا بات کا حاصل یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ گیارہ بارہ صفحات میں بریلوی بحر العلوم نے طرفین یعنی بریلوی مولوی عتیق الرحمٰن اور سلفی عالم

خطیب الاسلام مولانا جھنڈا نگری کی ان تحریروں کا ایسا خلاصہ لکھ دیا ہے کہ طرفین کی باتوں کی مکمل ترجمانی ہوگئی اور کسی کو ناقص ترجمانی کی شکایت کی گنجائش نہیں رہ گئی ہے، جو زیر بحث مسئلہ میں دونوں حضرات کی طرف سے لکھی گئی ہیں، دونوں طرف سے لکھی جانے والی یہ تحریریں لگ بھگ چار سو صفحات پر مشتمل ہیں، جن کا صرف گیارہ بارہ صفحات میں غیر ناقص خلاصہ اس طرح کر دینا کہ کسی کو شکایت کا کوئی موقع نہ رہے، فی الواقع بریلوی بحر العلوم کا بہت بڑا کمال ہے، مگر حقیقت امر یہ ہے کہ بریلوی بحر العلوم اپنے دوسرے بریلوی دعاوی کی طرح اپنے اس دعوی میں بھی ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس قول کے مصداق ہیں کہ اللہ کے علاوہ دوسرے کو خصوصاً ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب اور حاضر و ناظر کہنے والے اور آپ پر وحی الٰہی چھپانے کا اتہام لگانے والے بہت بڑے کذاب وافترا پرداز و بہتان طراز ہیں، جس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

سلفی المذہب خاندان کے فرد مولوی عتیق الرحمٰن اکرہروی کے بریلوی بن جانے پر بریلوی بحر العلوم کی فرحت:

بریلوی بحر العلوم نے اپنی کتاب الشاہد جدید ٹائیٹل پیج اور ان ٹائیٹل پیج کے بعد تیسرے چوتھے اور پانچویں صفحہ پر موضوع اکرہرا ضلع سدھارتھ نگر (پہلے ضلع بستی میں اور اس سے بھی پہلے ضلع گورکھپور کے تابع تھا) کے ایک متشدد اہلحدیث خاندان کے فرد مولوی عتیق الرحمٰن کے اپنے سلفی آبائی مذہب سے منحرف ہو کر بریلوی و قبوری بن جانے پر اظہار فرحت و مسرت کیا ہے، ان تینوں صفحات میں بریلوی بحر العلوم کی باتوں کا حاصل یہ ہے کہ:

> ”گورکھپور سے گونڈہ جانے والی لوپ لائن کے ہر چہار طرف پائی جانے والی انسانی آبادیوں میں جگہ جگہ مسلم بستیوں میں غیر مقلدین یعنی سلفی المذہب اہلحدیثوں کی اکثریت ہے اور دنیاوی اقتدار بھی انہیں کے ہاتھوں میں ہے، لگ بھگ پچیس تیس سال پہلے اسی علاقے میں سنی مسلمانوں یعنی بریلویوں کے خلاف غیر مقلدین کی چیرہ دستیاں بہت بڑھ گئی تھیں، پھر انتظام قدرت کے مطابق ایک متشدد خاندان کے فرد مولوی عتیق الرحمٰن بریلوی درس گاہوں میں تعلیم پا کر حنفی بریلوی بن گئے، جو اپنے مذہب جدید کی تائید و نصرت میں سرگرم عمل ہوئے اور درس و تدریس و تقریر و تحریر کے ذریعہ اشاعت بریلویت میں مصروف ہوئے، غیر اللہ کے حاضر و ناظر اور عالم الغیب ہونے کے ثبوت میں بھی موصوف نے سرگرمی دکھاتے ہوئے ”خیر الانبیاء“ نامی

کتاب لکھی، جس کے رد میں غیر مقلدین کی طرف سے مولانا عبدالرؤف رحمانی جھنڈانگری نے تردید حاضر و ناظر کے نام سے کتاب لکھی... الخ'' (الشاہد جدید، ص:۳ تا ۵)

ہم کہتے ہیں کہ توحید پرست مومن ملائکہ و جنات کی جماعت میں رہنے والا ابلیس لعین ایک خاص موقع پر شیطنت و نخوت کا راستہ اختیار کر کے بندگان خدا کو گمراہ کرنے پر کمر بستہ و سرگرم عمل ہوگیا، آخر انسانوں کے مورث اعلیٰ آدم و حوا علیہما السلام کو اپنی تلبیس کاری کے ذریعہ جنت سے نکلوانے میں کامیاب ہوگیا اور اسی وقت سے آدم اور اولاد آدم کو مذہب برحق توحید پرستی سے ہٹانے کے لیے کوشاں رہنے لگا، آخر صدیوں بعد یعنی حدیث کے مطابق دس قرون مراد دس نسل و طبقہ انسانی کے بعد بعثت نوح سے کچھ پہلے یہ مردود بہت سارے انسانوں کو کفر و شرک والے اپنے شیطانی مذہب میں داخل کرنے میں کامیاب ہوگیا، توحید پرست آباء و اجداد کے مذہب حق سے منحرف ہوجانے والی اولاد آدم اور ابلیس کے لیے یہ بات معنوی طور پر فرحت و مسرت کی چیز نہیں، اس بات پر ابلیس اور اس کے دام تزویر میں آئے ہوئے انسانوں کا شاداں وفرحاں ہونا مزید در مزید حماقت و ضلالت ہے، توحید پرست نوح علیہ السلام کے لڑکے کنعان کا اپنے باپ کے مذہب توحید سے منحرف ہوجانا بھی مسرت کی چیز نہیں، البتہ بت پرست و مشرک گھرانے کے آبائی مشرک مذہب سے حضرت ابراہیم کا اعراض کرنا اور مذہب توحید پر برقرار رہنا ضرور ہی معنوی مسرت والی چیز ہے، انسانی شرافت کا تقاضا ہے کہ آدمی حق پر قائم رہے اور اگر کسی بھی وجہ سے حق سے منحرف ہوگیا تو حق کی طرف رجوع کرے، محض دنیاوی مفاد کی خاطر راہ حق کے بالمقابل شیطانی راہ اختیار کر لینا یہود و نصاریٰ اور اس طرح کی دیگر باطل پرست اقوام کا شیوہ و شعار ہے، امید ہے کہ بریلوی بحرالعلوم اور ان جیسے لوگ ہماری ان معروضات پر توجہ دیں گے۔

ہمارے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم انبیائے سابقین کے مذہب پر تھے:

یہ بات نصوص سے ثابت ہے کہ بنیادی پور پر حضرت آدم سے لے کر خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک سارے نبی و رسول ایک ہی دین و مذہب کے جاننے، ماننے اور پیروی و اتباع کرنے والے اور اسی دین واحد کے مبلغ و داعی و حامی تھے، قرآن مجید کی متعدد آیات میں ﴿كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَّاحِدَةً﴾ اور اس کی ہم معنی بات کہی گئی ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ ابتدا سے لے کر انتہا تک اللہ کا مشروع کردہ صرف ایک دین یعنی دین توحید اسلام ہے، جس کی بنیادی تعلیمات ہمیشہ یکساں رہیں، اس کی تفصیل ہماری دوسری مستقل

کتاب میں ہے۔ بعثت نوح سے کچھ پہلے دین برحق توحید سے انحراف شروع ہوا، پھر رفتار زمانہ کے ساتھ بہت سارے ادیان باطلہ ایجاد کیے جاتے رہے، آخری نبی جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو منجانب اللہ وحی کی گئی:

﴿ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ۚ فَإِن يَكْفُرْ بِهَا هَٰؤُلَاءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوا بِهَا بِكَافِرِينَ ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ ۖ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ ﴾

[الأنعام: ۸۹، ۹۰]

یعنی نوح سمیت تمام رسولوں ونبیوں کو ہم نے کتاب شریعت وحکمت ونبوت دی، اگر یہ کفار ومشرکین ان رسولوں اور نبیوں کی لائی ہوئی باتوں کو ماننے سے انکار کر دیں تو ہم ان کے بجائے دوسروں کو مقرر کر دیں گے، جو ان کا انکار کرنے والے نہ ہوں گے، ان سارے نبیوں اور رسولوں کو اللہ تعالیٰ نے راہ ہدایت پر قائم رکھا ہے، لہٰذا اے محمد ﷺ! آپ بھی انھی رسولوں اور نبیوں کی ہدایت پر گامزن اور کاربند رہیں۔

تمام نبیوں کی جس راہ ہدایت پر آپ ﷺ کو کاربند رہنے کا حکم دیا گیا ہے، وہ انہیں اللہ تعالیٰ کی عنایت کردہ کتابوں، حکمتوں اور نبوت ورسالت کے ذریعہ بتلا دی گئی ہیں اور اسی راہ ہدایت کو اللہ تعالیٰ نے لفظ دین سے بھی تعبیر کیا ہے، جیسا کہ مندرجہ ذیل آیت میں وارد ہے:

﴿ شَرَعَ لَكُم مِّنَ الدِّينِ مَا وَصَّىٰ بِهِ نُوحًا وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَىٰ ۖ أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ ۚ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِينَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ ﴾ [الشوریٰ: ۱۳]

یعنی جس دین پر چلنے کی وصیت اللہ نے نوح وابراہیم وموسیٰ وعیسیٰ کو کی اور اسی پر چلتے رہنے کے لیے اس نے اے محمد آپ ﷺ کو بھی وحی کی، اسی دین کو اللہ تعالیٰ نے تم تمام آدمیوں کے لیے مشروع کیا ہے اور حکم دیا ہے کہ اسی دین کو سب لوگ قائم رکھو، اس میں تفرقہ نہ ڈالو، مگر اے محمد ﷺ! آپ ہمارے مشروع کردہ دین کی جن باتوں کی دعوت لوگوں کو دیتے ہیں، ان کا قبول کرنا اور ماننا اور ان پر عمل پیرا ہونا شرک کرنے والے لوگوں کو گراں اور بھاری وبوجھل اور بہت خراب لگتا ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام سے پہلے والے نبیوں ورسولوں کے زمانہ کے لوگ توحید پرستی میں اپنے رسولوں ونبیوں کی باتوں پر کاربند تھے، توحید سے انحراف واعراض عہد نوح میں آیا تھا اور دین حق کے خلاف دوسرے دین ایجاد کر لیے گئے تھے اور توحید کے بجائے شرک کو دین بنا لیا گیا تھا، اس لیے زیادہ تاکید واہمیت کے

ساتھ اللہ تعالیٰ نے عام لوگوں کو اور ہمارے آخری نبی محمد رسول اللہ ﷺ کو حضرت نوح اور ان کے بعد والے رسولوں ونبیوں کے دین وراہ ہدایت پر کاربند رہنے کا حکم دیا ہے، اسی معنی کی بات اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل الفاظ میں اس طرح کہی ہے:

﴿ اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهٗۤ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ طَوْعًا وَّ كَرْهًا وَّ اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ۝ قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ مَاۤ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَ مَاۤ اُنْزِلَ عَلٰۤى اِبْرٰهِيْمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ وَ الْاَسْبَاطِ وَ مَاۤ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَ عِيْسٰى وَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ﴾ [آل عمران: ۸۳ و ۸۴]

یعنی کیا یہ کفار اللہ کے مشروع کردہ دین کے علاوہ کسی دوسرے خانہ ساز دین کی تلاش میں ہیں، حالانکہ آسمانوں وزمین میں رہنے والی ساری چیزیں طوعاً وکرھاً اسی کے زیر فرمان ہیں اور سب کو اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے، اے محمد ﷺ! آپ کہہ دیجیے کہ ہم اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور ان تمام چیزوں پر بھی جو ہم پر اور تمام نبیوں ورسولوں پر نازل ہوئی ہیں۔

یہ معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مشروع کردہ دین اور نازل کردہ احکام وامور میں سے ایک اہم اور قابل توجہ ولائق قبول چیز یہ ہے کہ صرف رب العالمین کو حاضر وناظر اور عالم الغیب مانا اور جانا جائے، اس معاملہ میں کسی غیر کو اس کا شریک وسہیم ومماثل ومشابہ نہ قرار دیا جائے، تمام انبیاء سمیت خصوصی طور پر جس حضرت نوح کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی اور ہمارے نبی کی امت کو حضرت نوح سمیت تمام انبیائے کرام علیہم السلام کی راہ ہدایت اور دین ومذہب پر کاربند رہنے کا حکم دیا ہے، ان حضرت نوح علیہ السلام کی ایک بات قرآن مجید نے ہمارے موضوع سے متعلق نقل کی ہے جو بہت قابل توجہ ہے۔

عالم الغیب ہونے سے متعلق فرمانِ نوح ﷺ:

قرآن مجید میں ارشاد الٰہی منقول ہے:

﴿ وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖۤ اِنِّيْ لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّا اللّٰهَ اِنِّيْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ اَلِيْمٍ ۝ فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَ مَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِيْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِيَ الرَّاْيِ وَ مَا

نَرٰى لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍۭ بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِيْنَ ۝ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَ اٰتٰىنِيْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِهٖ فَعُمِّيَتْ عَلَيْكُمْ اَنُلْزِمُكُمُوْهَا وَ اَنْتُمْ لَهَا كٰرِهُوْنَ ۝ وَ يٰقَوْمِ لَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَ مَاۤ اَنَا بِطَارِدِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَ لٰكِنِّيْۤ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ۝ وَ يٰقَوْمِ مَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ طَرَدْتُّهُمْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝ وَ لَاۤ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآىِٕنُ اللّٰهِ وَ لَاۤ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَ لَاۤ اَقُوْلُ اِنِّيْ مَلَكٌ وَّ لَاۤ اَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ تَزْدَرِيْۤ اَعْيُنُكُمْ لَنْ يُّؤْتِيَهُمُ اللّٰهُ خَيْرًا اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ اِنِّيْۤ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ قَالُوْا يٰنُوْحُ قَدْ جٰدَلْتَنَا فَاَكْثَرْتَ جِدَالَنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ﴾ [هود: ۲۵، تا ۳۲]

یعنی ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجا کہ وہ ان سے کہیں کہ میں تمہیں کھل کر ڈرانے والا ہوں، تم اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کرو، ورنہ مجھے تم پر دردناک دن والے عذاب کا خوف ہے، نوح کی قوم کے کفر کرنے والے سرداروں نے کہا کہ ہم تم کو اپنے ہی جیسا بشر دیکھ رہے ہیں اور جو لوگ تمہاری پیروی کرتے ہیں انہیں بھی ہم بنظر ظاہر رذیل ترین افراد سمجھتے اور جانتے ہیں اور اپنے اوپر تمہاری کوئی فضیلت نہیں دیکھتے، بلکہ ہم تم کو جھوٹا سمجھتے ہیں، حضرت نوح نے کہا کہ میری قوم والو تم بتلاؤ کہ اگر میں اپنے رب کی عطا کردہ روشن دلیل و راہ ہدایت پر ہوں اور اس نے مجھے اپنی رحمت سے نواز رکھا ہو اور وہ روشن راہ ہدایت و رحمت تم پر تمہارے معنوی اندھے پن کے سبب مخفی اور غیر ظاہر ہو تو کیا ہم تمہاری کراہت کے باوجود اس راہ ہدایت و رحمت کو تمہارے گلے لگا سکیں گے؟ اے میری قوم والو! میں تو تم سے راہ ہدایت کی اس رہنمائی والے کام پر کوئی مال و منال بھی نہیں مانگتا، میرا معاوضہ مجھے صرف میرا اللہ ہی دے گا، میں ایمان والوں کو اپنے پاس سے بھگا نہیں سکتا، کیونکہ وہ اپنے رب سے ملنے والے ہیں، میں دیکھتا ہوں کہ تم جہالت والے کام کرتے ہو، اگر میں مومنوں کو اپنے پاس سے نکال باہر کروں تو اللہ کے بالمقابل میری مدد کون کرنے والا ہے؟ کیا تم نصیحت پذیر نہیں ہو سکتے؟ اے میری قوم والو! میں تم سے یہ نہیں کہتا ہوں کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں عالم الغیب ہوں اور نہ میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں بشر کے بجائے کوئی فرشتہ ہوں اور نہ میں یہ کہتا ہوں کہ جن مومنوں کو تمہاری نظریں رذیل سمجھتی ہیں، انہیں اللہ تعالیٰ کسی خیر

سے نوازے گا ہی نہیں، ان کے دلوں کی باتیں اللہ ہی بہتر جانتا ہے، اگر میں تمہاری مرضی کے مطابق کام کروں تو میں ظالموں میں سے قرار پاؤں گا، قوم نوح کے لوگوں نے کہا: اے نوح! تم نے ہم سے جدال و نزاع اختیار کر رکھا ہے اور تم ہم سے بہت زیادہ جدال و نزاع کرتے ہو۔ الخ

اس فرمان ربانی میں ایک بات یہ واضح کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا عظیم المرتبت اولوالعزم رسول و نبی ہونے کے باوجود حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے کو بشر قرار دیا اور غیر بشر ہونے کی نفی کرتے ہوئے کہا کہ میں فرشتہ نہیں۔ دوسری بات یہ واضح کی گئی کہ قوم نوح کے کفار و مشرکین نے نوح کے خلاف یہ شیوہ و شعار اختیار کر رکھا تھا کہ خاکی بشر منصب رسالت و نبوت سے سرفراز ہو کر دوسرے لوگوں پر فوقیت اور فضیلت والا نہیں ہوسکتا۔ تیسری بات یہ واضح کی گئی ہے کہ مشرکین و کفار مومنوں کو اس قدر ذلیل و خوار قرار دیتے تھے کہ انہیں ان کا اپنی مجلسوں اور عمارتوں میں آنا گوارہ نہیں تھا، بلکہ انہیں نکال باہر کرنا چاہتے تھے، جس پر اللہ و رسول نے سخت نکیر کی اور اسے قابل مواخذہ جرم و ظلم قرار دیا۔ چوتھی بات یہ واضح کی گئی کہ قوم نوح کے کفار و مشرکین معنوی اور حقیقی بصارت و بصیرت سے محروم ہونے کے باعث اللہ و رسول کے پیش کردہ حقائق واضحہ کو سمجھنے بوجھنے اور جاننے سے بے بہرہ تھے اور روشن حقائق کی تکذیب و تردید کے عادی ہونے کے باوجود اللہ کے رسول کی پیش کردہ اللہ کی باتوں کی تغلیط کرتے اور نہیں مانتے تھے۔ پانچویں بات یہ واضح کی گئی ہے کہ عظیم المرتبت و اولوالعزم رسول ہونے کے باوجود حضرت نوح علیہ السلام کے پاس اللہ کے خزانے نہیں تھے اور نہ وہ اپنے پاس خزانوں کی موجودگی کے مدعی تھے۔ چھٹی بات یہ واضح کی گئی ہے کہ اتنے عظیم المرتبت رسول حضرت نوح نے بحکم الٰہی صاف صاف فرما دیا کہ میں عالم الغیب نہیں ہوں اور یہ ظاہر بات ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی و رسول یا غیر نبی و رسول کو خلاف واقع مکذوب اور جھوٹی بات کہنے کی اجازت تک نہیں دے سکتا، چہ جائیکہ حکم دے اور نہ یہ ممکن ہے کہ اللہ کا کوئی رسول و نبی خلاف واقع مکذوب اور جھوٹی بات کہے کہ وہ عالم الغیب اور مالک خزائن ہونے کے باوجود اپنے عالم الغیب و مالک خزائن ہونے کی نفی کرے، نہ یہ ممکن ہے کہ کوئی نبی و رسول بشر نہ ہونے کے باوجود اپنے کو بشر کہے یا یہ کہ نبی و رسول کو بشر کہنا جائز نہ ہونے کے باوجود بھی وہ اپنے آپ کو بشر کہے اور یہ بھی ممکن نہیں کہ اس طرح کی خلاف واقع کسی جھوٹی بات کو علی الاعلان یا خفیہ طور پر کہنے کی اجازت اللہ تعالیٰ اپنے کسی رسول و نبی یا غیر رسول و نبی کو دے۔

ساتویں بات یہ واضح کی گئی ہے کہ تکذیب حقائق خصوصاً تکذیب انبیاء و مرسلین کفار و مشرکین کا شیوہ و

شعار ہے۔ آٹھویں بات یہ واضح کی گئی ہے کہ فرامین الٰہی وتصریحات نبوی اور حقائق ثابتہ کی تکذیب وتغلیط وتردید پر ظلماً و جوراً قائم رہنے والے کفار ومشرکین اور غلط کار لوگوں کو جب حق وصواب کی طرف رجوع کرنے اور حق پرستی اختیار کرنے کی دعوت دی گئی تو وہ اپنی شرارت وشیطنت کی بنا پر داعیان حق ہی کو کذاب ومفتری ومجنون، دیوانہ اور جدال ونزاع کرنے والا قرار دے کر طوفان بے تمیزی کھڑا کرتے ہیں۔ نویں بات یہ واضح کی گئی کہ شرک وکفر کا راستہ چھوڑ کر توحید پرستی والا دین اختیار کرنا سب پر لازم ہے اور توحید پرستی میں اہم بات یہ ہے کہ معبود برحق اللہ واحد کی عبادت کے علاوہ کسی اور کی عبادت نہ کی جائے اور یہی چیز دین توحید کی اصل بنیاد بھی ہے، اسی توحید پرستی میں یہ بھی داخل ہے کہ اللہ کے علاوہ کسی بھی رسول ونبی یا غیر رسول ونبی کو عالم الغیب اور حاضر وناظر نہ قرار دیا جائے۔

اپنے عالم الغیب اور حاضر وناظر ہونے سے خاتم النبیین محمد ﷺ کی نفی:

مذکورہ بالا تفصیل سے معلوم ہوا کہ تمام ہی نبیوں ورسولوں کا دین بنیادی طور پر ایک تھا اور اس بنیادی دین میں توحید پرستی اساس کی حیثیت رکھتی ہے، اور توحید پرستی میں یہ بات داخل ہے کہ اللہ کے علاوہ کسی کو عالم الغیب وحاضر وناظر نہ مانا اور جانا اور کہا جائے، جیسا کہ حضرت نوح علیہ السلام نے واضح طور پر اعلان کر کے کہہ دیا تھا اور یہ معلوم ہو چکا ہے کہ اللہ نے ہمارے نبی محمد ﷺ اور آپ کی امت کو انبیائے سابقین کی تمام بنیادی باتوں کا شرعاً پابند قرار دیا ہے، جس سے لازم آتا ہے کہ آپ کو یہ بھی اعلان کرنا لازم تھا کہ میں عالم الغیب اور حاضر وناظر نہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے رسول محمد ﷺ کو یہ حکم دیا:

﴿ قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ﴾ [الأنعام: ٥٠]

یعنی اے ہمارے نبی ﷺ! آپ لوگوں سے کہہ دیں کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ تعالیٰ کے خزانے ہیں اور نہ میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں عالم الغیب ہوں اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں کوئی فرشتہ ہوں، میں جو کچھ کہتا یا کرتا ہوں، سب وحی الٰہی کے اتباع میں کہتا اور کرتا ہوں۔

ناظرین کرام دیکھ رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فرمان میں ہمارے نبی جناب محمد ﷺ کو وہی حکم دیا ہے، جو حکم اس نے زمین پر اسلام سے منحرف ہونے کے بعد لوگوں کی اصلاح کے لیے پہلی بار بھیجے گئے رسول حضرت نوح علیہ السلام کو دیا تھا کہ آپ لوگوں میں اعلان فرما دیجیے کہ میں عالم الغیب نہیں ہوں اور یہ

بات میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا ہوں، بلکہ حکم الٰہی کی اتباع میں کہہ رہا ہوں۔

یہ معلوم ہے کہ جس نبی و رسول پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے قران مجید نازل کیا گیا ہے اس نبی و رسول کو اللہ تعالیٰ نے اپنی اس کتاب کا اصل اور حقیقی مفسر و شارح اور اس کے معانی کا واضح کنندہ اور اس کے الفاظ کے مطالب کا متعین کنندہ مقرر فرمایا ہے، اللہ کے مقرر کردہ قرآن مجید کے اس حقیقی اور واضح کنندہ معانی اور متعین کنندہ مطالب کے مطابق اگر بعد والے مفسرین قرآن و شارحین کتاب الٰہی کی باتیں ہوں تو یہی ہونا ہی چاہیے، ان مفسرین کی وہی تفاسیر و تشریحات مقبول بھی ہیں جو موافق تفسیر نبوی ہوں، مگر موافق نہ ہونے کی صورت میں جب کہ ان کی باتیں فرامین نبویہ کے خلاف ہوں تو ظاہر ہے کہ کسی بھی طرح قابل قبول اور لائق اعتناء و التفات نہیں، حضرت عمر فاروق جیسے خلیفہ راشد جن کی بابت ارشاد نبوی ہے کہ "لو كان بعدي نبي لكان عمر" انھوں نے نصوص قرآنیہ و فرامین نبویہ کے خلاف کہہ دیا اور اپنے کہے پر مضبوطی سے قائم رہے کہ جنبی آدمی پانی پر قادر نہ ہونے کی صورت میں تیمّم کر کے نماز پڑھنے کا مجاز نہیں، خواہ اسی طرح زمانہ بیت جائے، تو ان کے اس قول کو پوری امت نے حتی کہ اہل بدعت نے بھی محض اس لیے رد کر دیا اور قبول نہیں کیا کہ موصوف کا یہ بیان نصوص کتاب و سنت کے خلاف ہے، اس طرح کی بہت ساری مثالیں ہم نے اپنی مطبوع کتاب "تنوير الآفاق في مسئلة الطلاق" اور "دیہات میں جمعہ" میں جمع کر دی ہیں۔

مذکورہ بالا نص قرآنی کے مطابق ہمارے رسول محمد ﷺ کا عمل ملاحظہ ہو کہ ہجرت کے زمانہ بعد ایک شادی کے موقع پر آپ ﷺ کچھ بچیوں کو ایک قصیدہ پڑھتے ہوئے دیکھ اور سن کر ان کا پڑھنا بشوق و ذوق دیکھتے سنتے رہے، مگر اس قصیدہ میں ایک مصرع یہ آ گیا کہ ؎

"وفينا نبي يعلم ما في غد"

''ہمارے نبی عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہیں۔''

تو آپ نے ان بچیوں کو پوری تاکید کے ساتھ یہ مصرع پڑھنے سے منع کرتے ہوئے صراحت فرمائی:

"فإنه لا يعلم ما في غد إلا الله."

''کیونکہ اللہ کے علاوہ کوئی بھی عالم الغیب اور حاضر و ناظر نہیں ہے۔''

ان الفاظ کے ساتھ یہ حدیث بسند صحیح سنن ابن ماجہ میں موجود ہے اور معنوی طور پر یہ حدیث متواتر ہے، جس سے اہل بدعت کے یہاں بھی علم یقین حاصل ہوتا ہے اور حدیث متواتر متفقہ طور پر قطعی الثبوت ہوتی

ہے اور اس متواتر المعنی حدیث کی یہ دلالت بھی بہت صریح اور واضح ہے، اس لیے یہ قطعی الدلالہ بھی ہے، یعنی کہ یہ حدیث بدعتی اصول سے بھی قطعی الثبوت اور قطعی الدلالہ ہے اور قرآن مجید کی متعدد آیات کی نبوی تشریح وتفسیر وتوضیح وتبیین بھی ہے، جسے قبول کرنا اور ماننا اہل بدعت تک کے یہاں واجب وفرض ہے۔

یہ بہت واضح بات ہے کہ یہ فرمان نبوی زبان نبوی سے اسی وقت صادر ہوا ہے، جبکہ آپ کو منصب نبوت پر فائز ہوئے تیرہ سال سے زیادہ طویل زمانہ گزر چکا تھا اور یہ معلوم ومعروف اور غیر مخفی حقیقت ہے کہ تیرہ سال سے زیادہ اس طویل مدت میں وحی الٰہی واعلام الٰہی واعطائے الٰہی کی بدولت آپ کو بہت سارے امور غیب حاصل ہو چکے تھے، اس کے باوجود بھی حکم الٰہی کے مطابق آپ ﷺ نے نہایت صراحت اور وضاحت کے ساتھ صاف صاف فرمایا کہ مجھے تم لوگ عالم الغیب نہ کہو، کیونکہ میں عالم الغیب نہیں ہوں، اس نص صریح سے یہ بات واضح طور پر ظاہر ہوتی ہے کہ عطائی طور پر وحی الٰہی واعلام الٰہی کے ذریعہ ہمارے رسول ﷺ کو جن امور غیب کی اطلاع وخبر ہوئی تھی، ان سے مطلع وباخبر وآگاہ ہونے کا باوجود تصریح شرعی کے مطابق آپ کو عالم الغیب اور حاضر وناظر کہنے اور ماننے سے شریعت اسلامیہ نے نہایت تاکید کے ساتھ اس لیے ممانعت کر دی تھی کہ ان امور غیب کی جانکاری واطلاع وخبر شریعت کی نظر میں علم غیب کی جانکاری و اطلاع معنوی طور پر نہیں ہے، خواہ اس کا سبب یہ ہو کہ منجانب اللہ بتلا دیے جانے کے بعد غیب والی بات شرعاً غیب ہی نہیں رہ جاتی، جیسا کہ عام اہل علم نے صراحت کر رکھی ہے اور اس کی تفصیل آگے آ رہی ہے، یا اس کا سبب یہ ہو کہ مجموعہ علوم غیب کے بالمقابل نبی ورسول کو وحی الٰہی کے ذریعہ حاصل شدہ خبر وعلوم غیب باعتبار مقدار اس قدر اقل قلیل ہے جو شریعت کی نظر میں بالکل ہی کالعدم ہے اور اپنے کالعدم ہونے کے سبب اس لائق نہیں کہ اس قدر اقل قلیل مقدار والے جزئی علم غیب پر شرعاً علم غیب کا اطلاق کرنا جائز ہو، بنا بریں اس مقدار میں علم غیب کی اطلاع عطائے الٰہی کی بدولت اس لائق نہیں کہ اس سے مطلع وباخبر نبی ورسول کو عالم الغیب کہنا جائز ہو، کیونکہ عالم الغیب ہونا اللہ کی صفت ہے، جس میں غیر اللہ کو شریک کرنا شرک وکفر ہے، جیسا کہ عام اہل علم نے صراحت کر رکھی ہے۔

اس سلسلے میں مفصل تحقیقی بحث ہم نے آگے چل کر کی ہے، جس سے طالبین حق اور پرستاران حق کی پوری تشفی ہو جائے گی، اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ نبوی پیش گوئی کے مطابق جو لوگ اسلامی تعلیمات سے منحرف ہو کر قعر ضلالت میں جا پہنچے ہوں اور اسلام کے بجائے مذہب باطلہ وعقائد فاسدہ اختیار کر لینے

والے اقوام و امم کے طور و طریق پر کاربند ہوں انہیں بھی نصوص شرعیہ سے تشفی ہو جائے گی، کیونکہ قرآن مجید نے خود صراحت کر رکھی ہے:

﴿ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَ ابْتِغَآءَ تَاْوِيْلِه ﴾

[آل عمران: ۷]

یعنی جن لوگوں کے دلوں میں زیغ و ضلال اور کجی ہے، وہ محض فتنہ پردازی اور تاویل بازی کی خاطر بظاہر ایسی متشابہ و محتمل المعانی آیات کا اتباع کرتے ہیں جن کا علم اللہ کے علاوہ کسی بھی مخلوق کو نہیں۔

اس طرح کی متشابہ و محتمل المعانی آیات کے سلسلے میں صحیح العقیدہ پختہ کاران علم کا موقف یہ ہوا کرتا ہے کہ وہ ان کو مانتے اور ان پر ایمان رکھتے ہیں اور نصیحت پذیر صرف وہ لوگ ہوتے ہیں جو عقل و دانش والے ہوتے ہیں، عقل و بصیرت سے بے بہرہ لوگ نصوص شرعیہ اور دوسری چیزوں سے نصیحت پذیر و موعظت گیر نہیں ہو سکتے۔

اس تفصیل سے ان ضلالت پرست مشرک صفت محبان زیغ و ضلال کی تکذیب و تغلیط و تردید ہوتی ہے، جو مدعی اسلام ہونے کے باوصف نبوی پیش گوئی کے مطابق مذہب باطلہ اور ملل فاسدہ کے حقیقتاً پیرو اور متبع ہونے کے سبب واضح نصوص شرعیہ کے بالمقابل یہ خانہ ساز عقیدہ اپنے روحانی باطل پرست پیشواؤں سے سیکھ کر ایجاد و اختراع کیے ہوئے ہیں کہ عطائے الٰہی اور وحی الٰہی کی بنا پر سارے رسول و نبی خصوصاً خاتم النبیین محمد ﷺ عالم الغیب اور حاضر و ناظر تھے، بلکہ فوت ہو جانے کے بعد عالم برزخ میں بھی عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہیں، حالانکہ اگر وہ عطائے الٰہی اور وحی الٰہی کی بنا پر عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہو گئے ہوتے تو قرآن مجید جیسی وحی متلو اور سنت نبویہ جیسی وحی غیر متلو کے بہت سارے حصے سے بہرہ ور ہونے کے باوجود انہیں نہ قرآن عالم الغیب اور حاضر و ناظر کہنے سے منع کرتا نہ خود اتباع وحی الٰہی میں خود ایسا کہنے اور ماننے سے روکتے۔ یہ محبان زیغ و ضلال اپنے کو جس تقلیدی مذہب کی طرف منسوب کرتے ہیں، وہ تقلیدی مذہب ان کے اس اختراعی عقیدہ کو کفر و ضلالت کہتا ہے اور یہ صراحت بھی کرتا ہے:

"وهو ما كان يعلم الغيب حين كان في الأحياء فكيف بعد الموت... الخ"

(فتاوی قاضی خاں: ۴/ ۴۶۸ و عام کتب حنفیہ)

یعنی رسول اللہ ﷺ جب دنیا میں زندہ تھے، تو عالم الغیب نہیں تھے، پھر موت کے بعد کہاں سے عالم

الغیب و حاضر و ناظر ہو گئے؟

ہم نے آگے چل کر بتلایا ہے کہ عام حنفی اہل علم معنوی طور پر مذکورہ بالا بات کہنے پر متفق ہیں، ظاہر ہے کہ مذکورہ بالا جو فرمان نبوی یعنی ”لا تقولين ذلك فإنه لا تعلم ما في غد إلا الله“ نصوص قرآنیہ کی تفسیر و توضیح معنی کے طور پر وحی متلو کی بنیاد پر صادر ہوا ہے، اس کے بالکل برعکس و برخلاف کوئی بدعت پرست فرقہ یا فرد یہ کہنے لگے کہ نصوص شرعیہ سے رسولوں اور نبیوں کا عالم الغیب و حاضر و ناظر ہونا ثابت ہے، تو کوئی شک و شبہ نہیں کہ وہ بدعت پرست فرقہ و فرد اس فرمان ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مطابق بہت بڑا کذاب و افترا پرداز و بہتان طراز و اتہام تراش ہے، جس پر خیر القرون کے اہل اسلام کا خصوصاً اور بعد والے اہل اسلام کا عموماً اجماع ہو چکا ہے، حتی کہ جس تقلیدی مذہب کی طرف یہ محبان زیغ و ضلال اپنے کو منسوب کرتے ہیں، وہ اس خانہ ساز جھوٹ و افترا کو کفر قرار دیتا ہے۔

چونکہ ناواقفیت اور ممانعت سے بے خبری کے باعث جن بچیوں نے آپ ﷺ کو عالم الغیب کہہ دیا تھا، ان پر آپ ﷺ نے فتویٰ کفر نہیں لگایا تھا، اس لیے بے خبری میں جو ناواقف و جاہل آدمی آپ ﷺ کو عالم الغیب اور حاضر و ناظر کہہ بیٹھے، اس پر فتویٰ کفر عائد کرنے میں احتیاط لازم ہے اور جن بعض حنفی یا غیر حنفی اہل علم نے آپ ﷺ کو عالم الغیب اور حاضر و ناظر کہنے والے پر فتویٰ کفر عائد کرنے میں احتیاط سے کام لیا ہے، انہوں نے اسی بات کو ملحوظ رکھا ہے، مگر جو لوگ نصوص شرعیہ کا علم رکھنے کے باوجود محض اتباع زیغ و ضلال میں ایسا کریں، ان پر کون سا فتویٰ لگنا چاہیے؟ اس پر ہم آگے چل کر اس حنفی مذہب کا فتویٰ نقل کریں گے، جس کی طرف فرقہ بریلویہ اپنے آپ کو منسوب کرتا ہے۔

اسلامی تعلیمات خصوصاً توحید پرستی کے منافی باتیں خبث ونجس ہیں:

نصوص کتاب و سنت سے مستفاد ہوتا ہے کہ اسلامی تعلیمات خصوصاً توحید پرستی کے خلاف و منافی پائی جانے والی ساری باتیں خبث، نجس، ناپاک اور پلید ہیں، مگر اس کی تفصیل میں پڑے بغیر ہم اسلامی تعلیمات کے خلاف پائی جانے والی باتوں کی خباثت ونجاست و پلیدی کی توضیح حقیقت کے لیے یہاں قرآن مجید کی ایک آیت کریمہ نقل کر رہے ہیں:

﴿ وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيثَةٍ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْأَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ﴾

[ابراهيم: ٢٦]

یعنی اسلامی تعلیمات کے برخلاف ہر خبیث ونجس بات شجرہ خبیثہ کی طرح ہے، جو بالکل ہی ناپائیدار ہوتا ہے، وہ اس قدر ناپائیدار و بے جان و بے دم ہوتا ہے کہ جسے کوئی زور لگائے بغیر زمین سے بڑی آسانی کے ساتھ جڑ سمیت اکھاڑا جا سکتا ہے۔

اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اسلامی تعلیمات کے خلاف پائی جانے والی باتیں بظاہر کتنی ہی قوی و زور دار اور بھلی و اچھی معلوم ہوتی ہوں، وہ بہر حال شریعت کی نظر میں نہایت نجس و ناپاک وخبیث اور ناپائیدار و بے جان ہوا کرتی ہیں، ان میں کوئی وزن اور جان وقوت نہیں، وہ اسلامی تعلیمات کے بالمقابل ٹک سکتی ہیں، نہ برقرار رہ سکتی ہیں۔

اسلامی تعلیمات کے خلاف پائی جانے والی باتوں کا خبیث ونجس و پلید و ناپائیدار اور بے وزن اور بے ثبات ہونا اگرچہ بہت ظاہر و باہر ہے، مگر یہ ایک حقیقت ہے کہ اسلام اور اہل اسلام کے مخالفین و معاندین اسلامی تعلیمات کے خلاف پائی جانے والی نجس و ناپائیدار باتوں کی بے جا حمایت وطرف داری میں سرگرم عمل رہا کرتے اور انھیں نجس و ناپائیدار باتوں پر کاربند وعمل پیرا رہا کرتے ہیں اور نبوی پیش گوئی کے مطابق ان دشمنان اسلام کے اس کاروبار میں بہت سارے ایسے لوگ بھی شامل وشریک ہوگئے ہیں، جو اپنے کو اسلام کی طرف منسوب کرتے ہیں اور اپنے کو امت مسلمہ میں شامل و داخل مانتے ہیں، حالانکہ ان کا کاروبار اور طور وطریق نبوی پیش گوئی کے مطابق بالکل معاندین اسلام کفار ومشرکین، مجوس، فلاسفہ یونان و یورپ، یہود و نصاریٰ جیسا ہے، اس طرح کا کاروبار کرنے والے بہت سارے لوگ دراصل اسلام میں از راہ نفاق اسلامی تعلیمات کو مسخ ومحرف کرنے کے لیے اس وجہ سے داخل ہوئے تھے کہ وہ کھلم کھلا اسلامی تعلیمات کو مسخ کرنے کی ہمت و جرأت اپنے اندر کسی بھی باعث نہیں پا رہے تھے، اس لیے ایک منظّم سازش کے تحت بہت سارے لوگ اسلام میں داخل ہو کر نصوص کتاب وسنت کی تفسیر وتوضیح اور خدمت دین وملت کے نام پر نہایت باریک چالبازی وعیاری کے ذریعہ اہل اسلام میں اسلامی تعلیمات کے خلاف غیر اسلامی باتیں پھیلانے لگے، ہم عرض کر آئے ہیں کہ نبوی پیش گوئی کے مطابق یہود و نصاریٰ سمیت تمام اقوام ماضیہ وامم سابقہ کے طریق زیغ وضلال اور راہ کفر والحاد کو اختیار کرے گی، انھی یہود کے بارے میں ایک ارشاد الٰہی یہ وارد ہوا ہے:

﴿ وَ اِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا وَ اِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا وَ

اِنْ یَّرَوْا سَبِیْلَ الْغَیِّ یَتَّخِذُوْهُ سَبِیْلًا ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَ كَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِیْنَ﴾ [الأعراف: ١٤٦]

یعنی یہودیوں کے خصائل رذیلہ و اوصاف ذمیمہ میں سے ایک مذموم و رذیل وصف یہ ہے کہ یہ لوگ رشد و ہدایت والی راہ دیکھتے ہیں تو اسے نہیں اختیار کرتے نہ اس پر چلتے ہیں، مگر رشد و ہدایت کے خلاف زیغ و ضلال والی کسی بھی راہ کو دیکھ کر فوراً اسے اختیار کر لیتے اور اس پر چلنے لگتے ہیں اور یہ لوگ ایسا اس لیے کرتے ہیں کہ ہماری آیتوں کی حقیقی طور پر تصدیق کرنے کے بجائے عملاً و اعتقاداً ان کی تکذیب کرتے ہیں، نیز یہ لوگ ہماری ان آیات کے حقیقی معانی و مطالب سمجھنے سے غافل و بے خبر ہیں۔

یہ معلوم ہے کہ بنو اسرائیل و یہود کے سامنے حیات موسیٰ و ہارون علیہما السلام ہی میں سامری نے اپنی ہنر مندی اور منصوبہ بند سازش سے کام لے کر اپنے خود ساختہ بچھڑے اور گوسالہ کو الہ و معبود کی شکل و صورت میں اس انداز میں پیش کیا اور اس کے ہم مزاج لوگوں نے اس کی ہاں میں ہاں اس ڈھنگ سے ملائی کہ بہت سارے یہود و بنی اسرائیل فی الواقع سامری کے اس خود ساختہ و خانہ ساز معبود کو معبود حقیقی سمجھ کر پوجنے لگے، بس نبوی پیش گوئی کے مطابق اسی طرح کے یہود کے طور و طریق پر چلتے ہوئے سامری صفت خود ساختہ علمائے اسلام نے تعلیمات اسلام کے بالکل خلاف و یکسر برعکس غیر اللہ کے عالم الغیب ہونے کا عقیدہ و نظریہ ایجاد کر لیا اور جس طرح سامری کی منصوبہ بند سازش کا بہت سارے یہود صید و شکار ہو گئے اور نہیں سمجھ پائے کہ یہ کارروائی سراسر ضلالت و گمراہی میں ڈالنے والی سازش کو بروئے کار لانے کے لیے عمل میں آئی ہے، اسی طرح تیرہویں چودہویں صدی ہجری کے بہت سارے مسلمان ان سامری صفت ملاؤں کی منصوبہ بند سازش کا شکار ہو کر اس خود ساختہ و اختراعی عقیدہ کو اسلامی عقیدہ اور کتاب و سنت و نصوص شریعت سے مستفاد ہونے والا نظریہ سمجھ بیٹھے اور یہ اس لیے ہوا کہ یہ لوگ ان آیات کریمات کے حقیقی معانی و مطالب کے ادراک و شعور سے محروم و غافل تھے جن میں اس مذہب توحید کی تعلیم دی گئی ہے۔

آمدم برسر مطلب:

چھ صفحات پر مشتمل مذکورہ بالا تفصیل ہم نے الشاہد کے جدید ایڈیشن میں زعیم بریلویہ مولوی عتیق الرحمٰن کے اپنے آبائی سلفی مذہب سے منحرف ہو کر بریلوی ہو جانے پر بریلوی بحر العلوم کے اظہار فرحت و مست کی قباحت و شناعت ظاہر کرنے کے لیے پیش کی ہے، قبیح و شنیع قسم کے اس اظہار فرحت و مسرت کے موقع پر

موصوف بحرالعلوم نے اپنی تحریر کردہ یہ بات یادنہیں رکھی کہ الشاہد کا قدیم ایڈیشن موصوف نے جو اس دعویٰ کے ساتھ شائع کیا تھا کہ یہ مولانا جھنڈانگری کی کتاب ''تردید حاضر و ناظر'' کا مکمل و مفصل و جامع جواب ہے، ان کا وہ دعویٰ انھی کی اپنی تحریروں سے مکذوب و باطل ہے، کیونکہ موصوف بریلوی بحرالعلوم تردید حاضر و ناظر کی بہت ساری بدعت شکن اور بریلوی سوز بنیادی باتوں کے جواب سے عاجز و قاصر رہنے کے سبب ساکت و دم بخود رہے، ان میں سے بعض باتوں کا ذکر الشاہد کے قدیم ایڈیشن کے رد میں ہماری لکھی ہوئی کتاب ''تصحیح العقائد بإبطال شواهد الشاهد'' میں آیا ہوا ہے۔

بریلوی بحرالعلوم کا اہلحدیث پر امکان کذب باری کا جھوٹا اتہام:

بریلوی بحرالعلوم نے حسب عادت اہلحدیثوں پر یہ جھوٹا اتہام لگایا ہے کہ وہابی غیر مقلدین امکان کذب باری کے قائل ہیں۔ (الشاہد قدیم: ۹۰)

حالانکہ ہم نے تصحیح العقائد (ص: ۳۰) میں کہا تھا کہ اہلحدیثوں پر بریلوی بحرالعلوم کا یہ الزام جھوٹا ہے، امکان کذب باری کے قائل ان کے ہم مسلک حنفی المذہب دیوبندی بھائی ہیں، مگر وہ صرف امکان کے قائل ہیں، وقوع کذب باری کے قائل نہیں ہیں۔ اس کا بھی کوئی جواب بریلوی بحرالعلوم نے نہیں دیا، جس مناظرہ بجرڈیہہ کا ایک سے زیادہ مرتبہ ہماری اس کتاب میں ذکر آیا ہے، اس کی روداد میں اس مسئلہ پر بحث موجود ہے، جس سے اصل حقیقت معلوم ہوسکتی ہے۔ (روداد مناظرہ بجرڈیہہ: ۲۴۹ تا ۳۰۰)

یہ نوزائیدہ فرقہ اپنے ہم مسلک دیوبندی لوگوں کے مسئلہ امکان کذب باری پر اگرچہ بہت خفا ہے، مگر خود بہت سارے اکاذیب کے ساتھ نعوذ باللہ اللہ و رسول پر بالصراحت کذب بیانی کا اتہام لگائے ہوئے ہے، جس کی تفصیل ذیل میں ملاحظہ ہو۔

بریلوی بحرالعلوم کا اللہ و رسول پر کذب بیانی کا اتہام:

اس بات کا ذکر ہو چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں اور نبیوں کو بشمول خاتم النبیین محمد ﷺ حکم دیا کہ وہ اعلان کریں کہ ہم عالم الغیب اور حاضر و ناظر نہیں ہیں، نہ ہمارے پاس اللہ کے خزانے ہیں، ان آیات کا ذکر خطیب الاسلام مولانا جھنڈانگری نے بھی اپنی کتاب ''تردید حاضر و ناظر'' میں کیا تھا، بریلوی بحرالعلوم کے ولی نعمت و سرپرست مولوی عتیق الرحمٰن نے اس کا یہ جواب دیا تھا کہ رسول کا اپنے آپ کو عالم

الغیب نہ کہنا اور اپنے عالم الغیب و حاضر و ناظر ہونے کا دعویٰ نہ کرنا، اس بات کو مستلزم نہیں کہ رسول فی الواقع بھی عالم الغیب اور حاضر و ناظر نہیں تھے۔ اس بریلوی بات کا لازمی مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے امر واقع کے خلاف بالکل جھوٹی بات کا اعلان نعوذ باللہ اپنے رسولوں اور نبیوں کو کرنے کا حکم دیا اور جھوٹ پر مشتمل اس فرمان الٰہی کی تعمیل کرتے ہوئے رسولوں اور نبیوں نے خلاف امر واقع یہ اعلان کر بھی دیا کہ ہم عالم الغیب اور حاضر و ناظر نہیں، حالانکہ نبی و رسول لوگ عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہوتے تھے۔ اس بریلوی لغو طرازی پر خطیب الاسلام مولانا جھنڈانگری نے نکیر کی تھی، مگر بریلوی عبرت پذیری کا حال یہ ہے کہ بریلوی بحر العلوم نے الشاہد جدید (ص:۱۰۴) میں ایک عنوان ہی یہ قائم کیا ہے کہ ''عدم دعویٰ اور عدم قول'' اس عنوان کے تحت موصوف نے جو کچھ کہا ہے اس کا حاصل وہی ہے جو اوپر ہم بیان کر آئے ہیں کہ نعوذ باللہ اللہ و رسول نے خلاف امر واقع بات کہی۔ أعوذ باللّٰه من همزات الشياطين وأعوذ باللّٰه أن يحضرون.

جو لوگ بقول ام المؤمنین عائشہ صدیقہ بہت بڑے کذاب و افترا پرداز ہوں ان سے کسی بھی قسم کی لغو طرازی بعید نہیں۔

خدائی کاریگری پر بریلوی جارحیت:

مولانا جھنڈانگری کی شکل وصورت پر بھی بریلوی بحر العلوم نے اپنی بریلوی جارحیت اختیار کرتے ہوئے نعوذ باللہ اللہ کی کاریگری پر لب کشائی اور یاوہ گوئی کی تھی۔ (الشاہد، ص:۸)

اس بریلوی جارحیت کا شکوہ تصحیح العقائد (ص:۲۰، ۲۱) میں کیا گیا تھا، مگر بریلوی بحر العلوم اس کے ذکر تک سے خاموش رہے، اپنی بات واپس کیا لیتے!

مولانا جھنڈانگری کے چیلنج مباہلہ سے بریلویوں کا فرار:

مولانا عتیق الرحمٰن بریلوی کی فتنہ سامانی و افترا پردازی پر مولانا جھنڈانگری نے موصوف کو چیلنج مباہلہ دیا تھا، جس کی تفصیل تردید حاضر و ناظر (ص:۲،۳) میں موجود ہے، مگر اس کے جواب سے فرقہ بریلویہ خاموش رہا۔ تصحیح العقائد (ص: ۱۰ و ۱۱) میں بھی ہم نے اس چیلنج کے جواب سے بریلوی فرار کا شکوہ کیا، مگر مصنف الشاہد قدیم ایڈیشن کی طرح جدید ایڈیشن میں بھی دم بخود ہی رہے، اس کے باوجود اپنی بریلوی جارحیت موصوف نے جاری رکھی۔

بریلوی مذہب میں ایمان گھٹتا بڑھتا ہے:

فرقہ بریلویہ اپنے کو جس حنفی مذہب کی طرف منسوب کرتا ہے، اس میں صراحت ہے کہ ایمان گھٹتا بڑھتا نہیں، مگر حنفی مذہب کی اس صراحت کے خلاف بریلوی بحر العلوم فرماتے ہیں:

''ہم کب کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کو حاضر و ناظر ماننا فرض ہے، یہ ایمان کا تقاضا ہے کہ جس کو اس کا جتنا حصہ ملتا ہے، اسے حضور ﷺ سے محبت اتنی ہی شدید ہوتی ہے۔'' الخ (الشاہد قدیم: ۱۷)

بریلوی بحر العلوم کی اس عبارت کا لازمی طور پر واضح مطلب ہے کہ قبوری شریعت میں ایمان کے حصے بخرے ہوتے اور اس میں کمی بیشی ہوتی ہے اور یہ بریلوی اقدام حنفی مذہب کے خلاف انحراف ہے، ہم نے اس کا ذکر تصحیح العقائد (ص: ۳۵) میں کیا تھا، مگر بہت ساری باتوں کی طرح اس کے ذکر سے بھی بریلوی بحر العلوم خاموش رہے، کوئی جواب کیا دیتے!

بریلوی اسلاف بریلوی بحر العلوم کی نظر میں:

رضا خانیوں کی ایک تحریر کہ ''رسول اللہ ﷺ کو جو حاضر و ناظر اور عالم الغیب نہ سمجھے وہ بے دین ہے۔'' مولوی عتیق الرحمٰن بریلوی کے سامنے پیش کر کے پوچھا گیا کہ کیا آپ بھی ایسا سمجھتے ہیں؟ اس پر مولوی عتیق الرحمٰن نے کہا کہ بے شک میرا بھی یہی عقیدہ ہے۔ (خیر الأنبیاء، ص: ۵)

مولوی عتیق الرحمٰن نے مزید کہا کہ: ''جملہ اہل اسلام کا یہ عقیدہ ہے کہ آپ عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہیں۔'' (خیر الأنبیاء، ص: ۱۹)

نیز مولوی عتیق الرحمٰن نے یہ بات نہ ماننے والوں کو باطل عقیدہ والا کہا۔ (خیر الأنبیاء، ص: ۱۱)

خیر الانبیاء کے ٹائیٹل پر وضاحت کی گئی ہے کہ ''یہ عجالہ نافعہ برائے تصحیح عقیدہ حاضر و ناظر لکھا گیا۔'' ان بریلوی عبارتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مسئلہ حاضر و ناظر بریلویوں کے عقائد میں سے ایک ایسا عقیدہ ہے جس کا منکر بے دین و مخالف اجماع ہے، مگر بریلوی بحر العلوم نے فرمایا ہے:

''مسئلہ حاضر و ناظر و عالم الغیب عقائد میں سے ہرگز نہیں بلکہ وہ فضائل نبویہ میں سے ہے۔''
(الشاہد، ص: ۳۶)

فاضل رحمانی مولانا جھنڈانگری اسے باب عقائد سے مانتے ہیں، ہمارا یہ دعویٰ ہرگز نہیں کہ یہ مسئلہ باب عقائد سے ہے، تعجب ہے کہ جو علم سے اتنا کورا ہو کہ فضائل و عقائد کو ٹھیک نہ سمجھ سکے وہ اپنے دماغ کو

منطق اسلامی کا مخزن بتلائے ؎

ہر بو الہوس نے حسن پرستی شعار کی	اب آبروئے شیوہ اہل نظر گئی

(الشاہد، ص:۱۴)

''فاضل رحمانی کو عقائد و فضائل میں تمیز نہیں اور اس جہالت پر انہیں فخر بھی ہے۔'' (الشاہد، ص:۱۳)

بریلوی بحر العلوم کی ان عبارتوں سے معلوم ہوا کہ مسئلہ مذکورہ بریلوی مذہب کا عقیدہ ہرگز نہیں بلکہ فضیلت ہے اور جو اسے عقیدہ کہے وہ بے دین، جاہل، بوالہوس، بے تمیز، آبرو باختہ، علم سے کورا ہے وغیرہ وغیرہ۔ چنانچہ اس سے معلوم ہوا کہ بریلوی بحر العلوم کے بریلوی اسلاف بریلوی بحر العلوم کی نظر میں بے دین، بے تمیز، جاہل، بوالہوس، علم سے کورے اور آبرو باختہ ہیں۔ یہ تفصیل آگے آ رہی ہے کہ بانی فرقہ بریلویہ مولانا احمد رضا خاں بھی اسے عقیدہ ہی مانتے تھے، لہٰذا وہ بھی القاب مذکورہ سے ملقب ہیں، نیز شیخ ابن الہمام و ملا علی قاری کی تصریح ہے:

"ذكر الحنفية تصريحات بالتكفير باعتقاد أن النبي صلى الله عليه وسلم يعلم الغيب." (فقہ اکبر، مطبوعہ مجیدی کانپور: ۱۸۵)

یعنی جو رسول اللہ ﷺ کے عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہونے کا عقیدہ رکھے اسے تمام احناف نے علی الاطلاق کافر قرار دیا ہے۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ تمام احناف اس مسئلہ کو عقیدہ قرار دینے پر متفق ہیں، تمام احناف کے خلاف بریلوی بحر العلوم نے جو بات کہہ رکھی ہے، وہ ناظرین کرام کے سامنے ہے، نیز اس حنفی عبارت میں صراحت ہے کہ تمام احناف بالتصریح اس طرح کا عقیدہ رکھنے والے کو یعنی رسول اللہ ﷺ کو عالم الغیب کہنے والے کو مطلقاً کافر کہتے ہیں، صاف ظاہر ہے کہ بریلوی بحر العلوم کے فتویٰ سے ان کے جملہ اسلاف بریلویہ و حنفیہ جاہل و بوالہوس و علم سے کورے قرار پاتے ہیں اور عام احناف کے فتویٰ سے بریلوی بحر العلوم فرقہ بریلویہ سمیت کافر قرار پاتے ہیں۔ اللهم انصر من نصر دين محمد صلى الله عليه وسلم واخذل من خذل دين محمد صلى الله عليه وسلم.

ہم نے یہ ساری باتیں تصحیح العقائد (ص: ۲۱ تا ۲۶) میں تفصیل سے لکھی تھیں، مگر ان کے جواب میں بریلوی بحر العلوم نے جو کچھ الشاہد کے جدید ایڈیشن میں لکھا ہے اس کی حقیقت جلد ہی واضح ہوگی، ناظرین

کرام منتظر رہیں۔

نیز بریلوی بحر العلوم نے تردید حاضر و ناظر اور تصحیح العقائد کی بہت ساری باتوں کے جواب سے سکوت اختیار کیا ہے، جن کا ذکر حسب موقع آئے گا۔

نبی حکم الٰہی کے مطابق بہت ساری چیزوں کو دیکھنے اور مشاہدہ کرنے سے باز رہنے کے مکلّف ہیں:

فرقہ بریلویہ معتقد ہے کہ وفات کے بعد بھی عالم برزخ میں تمام انبیاء ومرسلین علیہم السلام سمیت ہمارے نبی محمد ﷺ تمام امور غیب سے واقف رہتے اور تمام اعمال امت سے لے کر کائنات کی ہر چیز کا ہمہ وقت مشاہدہ کرتے رہتے ہیں، مگر ہم نے اس بریلوی عقیدہ کے ابطال کے لیے تین قرآنی آیتوں کو نقل کر کے بتلایا تھا کہ افراد امت سمیت آپ کو بہت سی باتوں کے مشاہدہ ومعاینہ اور دیکھنے سے باز رہنے اور ان سے اعراض کرنے کا اللہ تعالیٰ نے مکلّف بنا رکھا تھا، جس کا لازمی مطلب یہ ہے کہ حکم الٰہی کی تعمیل میں آپ ﷺ جن چیزوں کے مشاہدہ ومعاینہ اور دیکھنے سے باز رہنے کے مکلّف اور ان سے اعراض کرنے پر مامور تھے، ان سے اعراض کی بنا پر یعنی نظریں پھر لینے یا وہاں سے ہٹ جانے کی بنا پر ان چیزوں کا دیکھنا اور مشاہدہ کرنا آپ کے لیے ممکن نہیں تھا، اس کے باوجود آپ ﷺ کو اور تمام انبیاء ومرسلین اور اولیاء کو بریلوی فرقہ کا عالم برزخ میں بھی اور وفات سے پہلے دنیاوی زندگی میں بھی ہمہ وقت مشاہدہ ومعاینہ کرتے رہنا اور دیکھتے رہنا یقیناً ناممکن ومحال ہے، اس معنی ومفہوم کی بات مولانا جھنڈانگری نے تردید حاضر وناظر میں بھی کہی تھی۔

(تصحیح العقائد، ص: ۴۲، ۴۳)

اس کے ساتھ ہی ساتھ ارشاد الٰہی ہے:

﴿ قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَ مَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ﴾ [النمل: ٦٥]

جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی عالم الغیب نہیں حتی کہ اللہ کے علاوہ نبیوں اور رسولوں سمیت تمام کے تمام لوگ مرنے سے پہلے اور مرنے کے بعد عالم برزخ میں اس بات تک کا شعور واحساس نہیں رکھتے کہ وہ میدان حشر میں حاضر ہونے کے لیے دوبارہ زندہ کر کے کب اٹھائے جائیں گے؟ جب انہیں اس کا شعور واحساس تک نہیں، تو اس کا علم کیسے ہوگا اور جب اس کا علم نہیں ہوگا تو وہ جملہ امور غیب سے ہمہ وقت کیوں کر واقف ہو سکتے ہیں، جب کہ نصوص شرعیہ میں اس کی بالصراحت نفی کی گئی ہے؟

نیز قرآن مجید ہی کا یہ بیان بھی ہے:

﴿ إِذْ يُرِيكَهُمُ اللَّهُ فِي مَنَامِكَ قَلِيلًا وَلَوْ أَرَاكَهُمْ كَثِيرًا لَّفَشِلْتُمْ ﴾ [الأنفال: ٤٣]

اس کا معنی یہ ہے کہ جنگ بدر کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو خواب میں لڑنے کے لیے آنے والے کفار کی تعداد کم کر کے اس لیے دکھلائی کہ اگر زیادہ دکھلائی جاتی تو معاملہ ہی الٹ جاتا۔ جس کا لازمی مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ دنیا میں آپ کو بہت ساری چیزیں نہ دکھلاتا تھا اور نہ آپ کو اس کا مشاہدہ کراتا تھا، اس طرح کی جملہ آیات و احادیث نبویہ سے عقیدہ بریلویہ کی تکذیب و تغلیط ہوتی ہے، اس کے باوجود ان نصوص شرعیہ کے خلاف فرقہ بریلویہ کا اپنے خانہ ساز عقیدہ پر قائم رہنا مجرمانہ پالیسی ہے۔ ہماری ان باتوں کا بھی بریلوی بحر العلوم نے کوئی جواب نہیں دیا کہ جن چیزوں کے مشاہدہ اور دیکھنے و جاننے سے آپ کو باز رہنے اور اعراض کر کے ناواقف ہی رہنے کا حکم دیا گیا ہے کہ آپ ﷺ ان پر حاضر و ناظر اور ان امور سے واقف کیوں کر ہو سکتے تھے؟ اس کے باوجود بھی بریلوی بحر العلوم کا الشاہد جدید میں تمام باتوں کا جواب دینے کا دعویٰ سرتاسر مکذوب و باطل ہے، جیسا کہ ہر شخص بڑی آسانی سے اس کا ادراک و احساس کر سکتا ہے، مگر بریلوی بحر العلوم کی بے حسی و بے شعوری کا جو حال ہے وہ اہل نظر پر مخفی نہیں۔

ہمارے نبی کا امی ہونا عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہونے والے بریلوی دعویٰ کے منافی ہے:

فرقہ بریلویہ جب تمام ہی چیزوں سے باخبر ہونے کے اپنے خود ساختہ دعویٰ کی بنا پر آپ ﷺ کو عالم الغیب اور حاضر و ناظر کہتا ہے، تو اس کا لازمی مطلب ہے کہ آپ ﷺ دنیا اور لوح محفوظ میں لکھی ہوئی تمام چیزوں کو پڑھ کر ان چیزوں سے واقف ہوئے، نیز یہ کہ آپ لکھنے کے جتنے بھی طریق دنیا میں زمانہ گزشتہ و حال اور آئندہ میں رائج رہے یا ہیں، یا ہوں گے، سب طریق پر تمام باتوں کو لکھنا جانتے ہیں، جب کہ آپ ﷺ نے فرمان جبرئیل ﴿اقرء﴾ کے جواب میں "ما أنا بقارئ" کہہ کر نیز متواتر المعنی حدیث میں آپ نے یہ فرما کر کہ "نحن أمة أمية لا نكتب ولا نحسب" واضح کر دیا کہ آپ کسی بھی زبان میں لکھی ہوئی کوئی تحریر پڑھ سکتے تھے نہ لکھ سکتے تھے اور نہ مختلف اقوام میں رائج شمسی ماہ و سال کے حساب والا علم رکھتے تھے، نیز قرآن نے آپ کو "امی" بھی کہا ہے، جس کا معنی بھی وہی ہے، جو اوپر مذکور ہوا، نیز قرآنی آیت: ﴿ وَمَا كُنتَ تَتْلُوا مِن قَبْلِهِ مِن كِتَابٍ وَلَا تَخُطُّهُ بِيَمِينِكَ ﴾ [العنكبوت: ٤٨] کا بھی حاصل معنی یہی ہے، مگر عقیدہ بریلویہ سے لازم آتا ہے کہ آپ ﷺ کے سامنے ہمہ وقت دنیا کی تمام زبانوں

میں لکھی ہوئی تحریریں حتی کہ لوح محفوظ کی تحریریں بھی موجود ہیں، جن کو آپ ﷺ مشاہدہ کرتے ہوئے پڑھ کر ان کے مشمولات سے ہر وقت باخبر رہا کرتے ہیں، حالانکہ ان قرآنی نصوص و نبوی نصوص سے اس بریلوی عقیدہ کی تکذیب ہو رہی ہے۔ بریلوی بحر العلوم سے ہماری پیش کردہ ان باتوں کا بھی کوئی جواب نہ بن پڑا اور موصوف دم بخود رہے، صرف حسب عادت لغو و لایعنی بکواس کرنے پر اکتفا کر کے رہ گئے، جواب بہر حال نہیں دیا۔ (الشاہد جدید، ص: ۲۳۷، ۲۳۸)

آگے چل کر بانئ شریعت بریلویہ کا یہ قول بریلوی بحر العلوم نے نقل کیا کہ آپ ﷺ امی تھے، اس لیے فن کتابت ونقوش وخطوط وحساب سے ناواقف تھے، حالانکہ یہ باتیں بہت سارے انواع واقسام والے علوم پر مشتمل ہیں، جس کا لازمی مطلب ہے کہ آپ تمام چیزوں کے عالم نہیں تھے اور ہم نے آپ کے لیے فن کتابت کے ملکہ کا دعوی بھی نہیں کیا۔ الخ (الشاہد جدید: ۲۹۵ تا ۳۰۱)

یہ بریلوی تحریر بذات خود بریلوی دعوی کی تکذیب کے لیے کافی ہے، مگر اس تحریر میں واقع شدہ بریلوی اکاذیب وتلبیسات کی پردہ دری ہم نے آگے چل کر کی ہے۔

تنبیہ بلیغ:

فرقہ بریلویہ بشمول بریلوی بحر العلوم کا دعوی ہے کہ لوح محفوظ بھی ہر وقت عالم برزخ میں آپ کے سامنے رہا کرتا ہے، جس میں اول سے لے کر آخر تک کی تمام باتیں لکھی ہوئی ہیں، جس سے آپ ﷺ ہر چیز کے عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہیں۔ (الشاہد جدید: ۴۶ و ۵۰ تا ۵۲)

یہاں سوال یہ ہے کہ نصوص سے جب ثابت ہے کہ کوئی بھی تحریر آپ دیکھ کر پڑھ نہیں سکتے تھے، تو لوح محفوظ میں لکھی ہوئی دنیا جہاں کی ساری باتیں اور اول تا آخر کے لکھے ہوئے جملہ علوم آپ پڑھ کر کیسے جان سکتے تھے؟ اس سے بریلوی عقیدہ اور خود ساختہ بریلوی اکاذیب کی تکذیب بخوبی ہوتی ہے، جس کے احساس وادراک سے بریلوی بحر العلوم سمیت پورا فرقہ بریلویہ محروم ہے۔

ہمیں نصوص شرعیہ کی بنیاد پر یقین ہے کہ بریلوی بحر العلوم سمیت بدعات اور حمایت بدعات کے سلسلے میں بریلویوں کے خانہ ساز اکاذیب پر مشتمل اردو یا کسی بھی زبان میں چودھویں پندرھویں صدی میں لکھی جانے والی کتابوں کی تحریروں کا مشاہدہ کر کے نہ آپ ﷺ پڑھ کر ان مزخرفات سے باخبر ہیں اور نہ کسی دوسرے ذریعہ سے، البتہ بروز قیامت ایجاد بدعات وحمایت اکاذیب کے سبب جب بدعتیوں کو دھکے دے کر

یہ کہتے ہوئے حوض کوثر سے بہرہ ور ہونے سے محروم رکھا جائے گا کہ "فإنك لا تدري ما أحدثوا بعدك" تو آپ کو اجمالی طور پر ان کی بدعت پرستی و تخلیق بدعات کا علم ہوگا، ورنہ آپ ﷺ عالم برزخ میں بریلویوں اور دیگر لوگوں کی کارستانیوں کا ہمہ وقت مشاہدہ کرتے ہیں نہ ان کا علم رکھتے ہیں۔

پانچوں مفاتیح غیب سے متعلق ایک وضاحت:

خطیب الاسلام مولانا جھنڈانگری نے تردید حاضر و ناظر میں اور ہم نے تصحیح العقائد میں یہ وضاحت کی تھی کہ قرآن مجید نے کہا ہے کہ "مفاتیح غیب" کا علم اللہ کے علاوہ کسی کو نہیں، نیز دوسری آیت میں ارشاد ہے کہ فلاں فلاں پانچ باتوں کا علم کسی کو نہیں، ان دونوں آیات کی تفسیر آپ ﷺ نے یہ فرمائی کہ یہ پانچوں باتیں مفاتیح غیب ہیں، جن سے اللہ کے علاوہ کوئی بھی واقف نہیں، نہ میں نہ کوئی اور۔ یہ فرمان نبوی متواتر المعنی ہے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ جب ان مفاتیح غیب یعنی غیب کی کنجیوں تک کا علم ہمارے رسول سمیت کسی نبی و رسول کو نہیں جو ذریعہ علم غیب ہیں، تو علوم غیب کا اللہ کے علاوہ کسی اور کا جاننا مستبعد سے بھی زیادہ مستبعد اور محال سے بھی زیادہ محال ہے۔ اس کے جواب میں بریلوی بحر العلوم سمیت تمام بریلویوں نے جو کچھ کہا ہے، اس کا حاصل صرف اس قدر ہے کہ بطور معجزہ ان مفاتیح غیب میں سے بعض کا علم آپ ﷺ کو دیا گیا تھا، جس کا لازمی مطلب یہ ہے کہ اس سے مذکورہ بریلوی عقیدہ کی تکذیب ہوتی ہے، کیونکہ بریلوی دعویٰ یہ ہے کہ آپ ﷺ جملہ امور غیب سے واقف ہیں، مگر بریلوی بحر العلوم نے اس سلسلے میں جو کذب آفرینی کی ہے، اس کی تفصیلی تکذیب آگے آرہی ہے، ناظرین کرام منتظر رہیں۔

تردید حاضر و ناظر اور تصحیح العقائد میں مذکور شدہ تمام بدعت شکن اور بریلویت سوز دلائل قاہرہ کے جواب میں معنوی طور پر بریلوی بحر العلوم نے یہی طریقہ اختیار کر رکھا ہے، جس کی تفصیل عنقریب آرہی ہے۔

بریلوی شریعت کا یہ دعویٰ کہ خاتم النبیین محمد ﷺ تمام انبیاء کے معلم ہیں:

بریلوی بحر العلوم کے ولی نعمت و سرپرست مولوی عتیق الرحمٰن نے کہہ رکھا ہے:

"تمام انبیاء آدم، نوح، موسیٰ، عیسیٰ، ابراہیم، اسماعیل وغیرہم ہمارے نبی جناب محمد رسول ﷺ سے علم حاصل کر کے اصحاب علم و فضل ہوئے۔" (خير الأنبياء: ٣٢)

نصوص شرعیہ کے بالکل خلاف بریلویوں کے اس اختراعی عقیدہ پر خطیب الاسلام مولانا جھنڈانگری نے

پوری طرح سے رد بلیغ کر دیا تھا۔ (تردید حاضر و ناظر:۱۲۴ تا ۱۳۰)

اور یہ معلوم ہے کہ بریلوی بحرالعلوم سمیت تمام بریلوی لوگ تمام رسولوں اور نبیوں کو عالم الغیب اور حاضر و ناظر مانتے ہیں، جس کا لازمی مطلب ہوا کہ ہمارے رسول محمد ﷺ اپنی ولادت سے ہزاروں سال پہلے حضرت آدم اور ان کے بعد والے نبیوں اور رسولوں کو علوم غیب کی تعلیم دیتے تھے نیز اس بریلوی عقیدہ کا ایک مطلب یہ ہوا کہ آپ ﷺ تخلیق آدم سے پہلے ہی عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہو چکے تھے، مگر متضاد و مضطرب پالیسی چونکہ بریلوی فرقہ کا شیوہ و شعار ہے، اس لیے اپنی مذکورہ بالا صراحت کے بالکل خلاف اس کا یہ کہنا بھی ہے کہ آپ ﷺ اپنی ولادت کے بعد وفات سے تھوڑا پہلے عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہوئے، اس سے پہلے منصب نبوت پر فائز ہونے کے بعد تدریجاً تھوڑا تھوڑا کر کے آپ ﷺ کو علوم غیب کی تعلیم دی گئی۔ (الشاہد جدید، ص: ۱۴۰، ۱۴۱)

پھر اپنی عادت تضاد بیانی کے مطابق مصنف الشاہد نے کہا کہ حاظر و ناظر اور عالم الغیب ہونے کے لیے جسم کا موجود ہونا ضروری نہیں جس کے موجود کے بغیر بھی آپ ﷺ حاضر و ناظر اور عالم الغیب رہے۔ (الشاہد جدید، ص: ۱۴۴، ۱۴۵)

اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ ﷺ بہر حال وجود جسم کے بغیر بھی عالم الغیب اور حاضر و ناظر رہے، بریلوی بحرالعلوم نے لکھا ہے:

> ''جب سے دنیا وجود میں آئی ایسی کوئی نظیر علاوہ رسول عربی ﷺ کے پیش نہیں کی جا سکتی ہے کہ کوئی شخص دنیا میں آنے سے پہلے بھی احساس و ادراک کی اس بلندی پر ہو، جس کا دسواں حصہ بھی دوسروں کو دنیا میں آنے کے بعد نہ ملے۔'' (الشاہد جدید: ص: ۲۶، ۲۷ و الشاہد قدیم، ص: ۱۹، ۲۰)

جب بریلوی بحرالعلوم کا دعویٰ ہے کہ ہر نبی و رسول حضرت آدم سے لے کر بعثت محمدی کے پہلے تک عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہوا کرتا تھا اور دوسری طرف موصوف بریلوی بحرالعلوم کا یہ دعویٰ بھی ہے کہ دنیا میں آنے سے پہلے ہی ہمارے رسول محمد ﷺ احساس و ادراک کی جس بلندی پر تھے، اس کا دسواں حصہ بھی کسی کو حاصل نہ تھا، تو اس کا مطلب اس کے علاوہ اور کیا ہے کہ بریلوی بحرالعلوم اس بات کے مدعی ہیں کہ آپ تخلیق آدم سے بھی پہلے عالم الغیب اور حاضر و ناظر اس طرح تھے کہ حضرت آدم سے لے کر تمام دیگر انبیاء بذات خود عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہونے کے باوجود آپ کے علوم کا دسواں حصہ بھی نہیں جانتے تھے۔

اس قسم کے پیچ در پیچ بریلوی اضطراب و تضاد پر آئندہ صفحات میں بحث کی گئی ہے اور بریلویت کی حقیقت واضح کی گئی ہے، قرآن مجید کی صراحت یہ ہے کہ ہمارے رسول ﷺ انبیاء سابقین کی شریعت کے پیرو تھے۔ (کما مر) اور بریلوی کہتے ہیں کہ تمام انبیاء ہمارے رسول ﷺ سے پڑھ کر عالم الغیب ہوئے۔

نعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔

برزخ میں روح نبوی پر اعمال امت کی پیشی:

بریلوی بحر العلوم کے اسلاف اور خود بریلوی بحر العلوم کا کہنا ہے کہ وفات کے بعد عالم برزخ میں روح نبوی پر اعمال امت کی پیشی ہوتی ہے، جس سے آپ ﷺ اپنی امت کے حالات سے باخبر ہوجایا کرتے ہیں۔ (الشاہد قدیم، ص: ۱۰۳ والشاہد جدید، ص: ۱۰۸، ۱۰۹)

اس بریلوی عقیدہ پر رد بلیغ کرتے ہوئے ہم نے تصحیح العقائد (ص: ۸۴ تا ۸۷) میں کہا تھا کہ یہ بریلوی عقیدہ نصوص کتاب و سنت کے معارض ہونے کے ساتھ جس روایت پر قائم ہے وہ ضعیف ہے، اور کتاب و سنت کے خلاف ضعیف روایت سے استدلال غلط ہے، بریلوی بحر العلوم نے ہماری اس بات کا کوئی جواب دینے کے بجائے اسی روایت کو دوبارہ بطور حجت نقل کر دیا۔ (الشاہد جدید: ۱۰۸، ۱۰۹)

اس بریلوی طریق تحقیق کا آخر کیا علاج ہے؟ حالانکہ ہم نے بعنوان ''ایک چیلنج'' بریلوی بحر العلوم سے کہا تھا کہ اگر کچھ دم خم ہے، تو اپنی اس مستدل روایت کا معتبر ہونا ثابت کریں۔ (تصحيح العقائد: ١٠٤، ١٠٥)

مگر ''لا حياة لمن تنادي'' والا معاملہ ہو کر رہ گیا، اس بریلوی استدلال کی تکذیب مندرجہ ذیل روایت سے اس طرح ہوتی ہے:

"أخرج الترمذي الحكيم في نوادر الأصول من حديث عبد الغفور بن عبد العزيز عن أبيه عن جده قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: تعرض الأعمال يوم الاثنين ويوم الخميس على الله، وتعرض على الأنبياء وعلى الآباء والأمهات يوم الجمعة، وفي رواية عن أنس مرفوعا: أن أعمالكم تعرض على أقاربكم وعشائركم من الأموات."

یعنی آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ پر لوگوں کے اعمال ہفتہ میں دو بار شنبہ اور جمعرات کو پیش کیے جاتے ہیں اور سارے نبیوں نیز آباء و اجداد اور رشتہ داروں اور ماؤں پر جمعہ کو پیش ہوتے ہیں۔'' (سلسلة الأحاديث الضعيفة: ٢٩، ص: ٢٥٤، ٢٥٥ و ٢/ ٢٧٢، ٢٧٣)

اس حدیث کا مطلب بریلوی اصول کے مطابق یہ ہے کہ سارے کے سارے مرنے والے عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہیں، اپنی مستدل روایت ہی جیسی اس روایت کا بریلوی بحر العلوم کا نہ ماننا ظاہر ہے کرتا ہے کہ یہ بہت بھاری جسارت کی بات ہے، ایک روایت اس طرح مروی ہے:

"عن ابن المبارك أنا رجل من الأنصار عن النهال بن عمرو أنه سمع سعيد بن المسيب يقول: ليس من يوم إلا يعرض فيه على روح النبي صلى الله عليه وسلم أمته غدوة وعشية فيعرفهم بأسماءهم وأعمالهم فلذلك يشهد عليهم."

یعنی ابن المسیب نے کہا کہ روزانہ صبح و شام روح نبوی پر امت کی پیشی ہوتی ہے، اسی بنا پر آپ ﷺ لوگوں کے نام و اعمال سے واقف رہا کرتے ہیں، اس لیے آپ ﷺ سب پر شہادت دیں گے۔ (التذکرہ)

اس کی سند میں واقع "رجل من الأنصار" مجہول ہے اور مجہول کی روایت ساقط الاعتبار ہے، اس مجہول نے، جس نہال بن عمرو سے یہ روایت نقل کی وہ غیر متعین ہونے کے سبب بمنزلہ مجہول ہے، ان دونوں علل قادحہ کے باعث نصوص کے معارض روایت مذکورہ بھی موضوع ہی ہے، پھر روح نبوی پر امت کی پیشی سے تمام امور غیب پر آپ ﷺ کی واقفیت پر استدلال دعویٰ عام پر دلیل خاص سے استدلال کے قبیل سے ہے، جس کا بطلان بہت ظاہر ہے۔

بریلوی شریعت بتصریح خویش عقائد کے معاملہ میں غیر مقلد ہے:

یہ ایک معلوم و معروف حقیقت ہے کہ اسلامی تعلیمات یعنی نصوص کتاب و سنت و اجماع امت سے ثابت شدہ عقائد کا انشراح صدر کے ساتھ ماننا اور زبان سے ان کا اقرار کرنا اور ان اسلامی عقائد کے مطابق قول و عمل کا ہونا اور جو چیز بھی ان اسلامی عقائد کے مطابق نہ ہو، بلکہ ان سے مختلف ہو، ان کا بہر طور منکر و مخالف ہونا ہی اصل اسلام ہے، مگر بریلوی بحر العلوم اپنے آپ کو تقلید پرست حنفی المذہب قرار دینے کے بلند بانگ دعوی کے باوصف فرماتے ہیں کہ بریلوی شریعت عقائد میں حنفی مذہب کی پابندی سے بالکل آزاد ہے، وہ خود ساختہ طور پر جو عقیدہ چاہے اختیار کر سکتی ہے اور اسی کے مطابق وہی سب کچھ کہہ اور کر سکتی ہے، اس بات کا انکشاف بحر العلوم کی حسب ذیل تحریر میں کیا گیا ہے:

''رئیس صاحب نے مدارک شریف (۳/ ۲۱۹) کے حوالہ سے لکھا ہے کہ جن امام ابوحنیفہ کی تقلید کا دم

بریلوی لوگ بھرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ ان پانچوں کا علم اللہ کی ذات سے خاص ہے، کوئی دوسرا نہیں جانتا۔ اولاً ہم کو نہایت افسوس ہے کہ ہمارا سابقہ ایک ایسے نو آموز سے ہے جو علم کی ابجد سے بھی ناواقف ہے، اس لیے وہ نہایت بے باکی سے ایسی بات کہہ گزرتا ہے جسے اہل علم زبان پر لاتے شرماتے ہیں، چنانچہ رئیس صاحب کو کون بتلائے کہ صاحبزادے تقلید کا تعلق اعمال سے ہے، مسئلہ مذکورہ کا تقلید سے کوئی تعلق نہیں، اس لیے بریلویوں کو تقلید ابی حنیفہ کا طعنہ دینا بالکل بے موقع ہے، وہ الٹے آپ کو منہ چڑھا رہا ہے۔"
(الشاہد جدید، ص: ۱۷۰، ۱۷۱)

بریلوی بحر العلوم کی اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ بریلوی شریعت تقلید ابی حنیفہ کا دعوی رکھنے کے باوجود عقائد میں تقلید ابی حنیفہ کی پابند نہیں بلکہ پوری طرح آزاد ہے کہ اسے جس طرح کا عقیدہ چاہے ایجاد کر کے اپنا عقیدہ قرار دے لینے کا اختیار ہے، چنانچہ عملی طور پر اس شریعت بریلویہ نے یہی کہا بھی ہے کہ من مانی طور پر نہ حنفی مذہب نہ کسی بھی دوسرے اصول و ضابطہ کی پابندی کرتے ہوئے اس میں عقائد اختیار کیے گئے ہیں، بلکہ اس شریعت کا دارومدار کسی اصول و ضابطہ کی پابندی کیے بغیر خود ساختہ طور پر اختراع کردہ عقائد پر ہے، انھی اختراعی عقائد میں سے مسئلہ زیر بحث بھی ہے۔

اپنی خانہ ساز بریلوی شریعت کی اس خصوصیت کا ذکر بریلوی بحر العلوم نے الشاہد کے قدیم ایڈیشن میں نہیں کیا تھا، مگر اس حقیقت کا انکشاف کر کے بریلوی بحر العلوم نے معاملہ واضح کر دیا کہ بریلوی شریعت کا دعویٰ تقلید ابی حنیفہ صرف چند اعمال ہی کے ساتھ مخصوص ہے اور حقیقت امر یہ ہے کہ بریلوی شریعت اعمال میں بھی حنفی مذہب کی مقلد نہیں، مثلاً: میلاد، قیام، عرس، قبر پرستی، نیز دوسرے بہت سارے اعمال میں حنفی مذہب کی مقلد ہونے کی بجائے خود ساختہ امور و اعمال کی پیرو ہے۔ اس نو ایجاد شریعت کے قائدین نے جب دیکھا کہ بریلوی عقائد کے بالکل خلاف مذہب حنفی کی تصریحات موجود ہیں، حتی کہ زیر بحث مسئلہ میں حنفی مذہب کا موقف یہ ہے کہ اللہ کے علاوہ کسی اور کو عالم الغیب اور حاضر و ناظر ماننا و کہنا شرک و کفر ہے، تو انہوں نے حنفی مذہب کی تقلید سے اپنے کو آزاد کر لینے ہی میں عافیت محسوس کی، پھر بھی جس طرح نصوص کتاب و سنت کی خود ساختہ توجیہات و تاویلات کا سہارا لے کر اپنی ایجاد کردہ بریلوی شریعت کے تحفظ کی کوشش کی اسی طرح حنفی مذہب کی تصریحات کے خلاف حیرت انگیز قسم کی سخن سازی سے ان لوگوں نے کام لیا، اس کے باوجود بھی اپنے سادہ لوح عوام کو اس دھوکہ میں رکھا کہ ہم لوگ حنفی مذہب کے مقلد ہیں۔ یہ

معلوم ہے کہ کسی بھی مذہب کی اصل بنیاد عقیدہ ہے اور جب اصل بنیاد میں بریلوی شریعت غیر مقلد ہے تو اپنے سادہ لوح بریلوی عوام کو یہ باور کراتے کہ ہم بریلوی لوگ مقلد امام ابی حنیفہ ہیں، خواہ مخواہ کے لیے اس نے اہل حدیث وسلفی المذہب لوگوں کو غیر مقلد ہونے کا طعنہ دینے کا پیشہ اختیار کرلیا ہے، کیونکہ سب سے زیادہ تقلید کی مخالفت تو بریلوی فرقہ نے کر رکھی ہے کہ اس نے اپنے آپ کو عقائد کے معاملہ میں ہر قسم کی پابندی سے آزاد کر رکھا ہے، وہ نہ نصوص کتاب وسنت و اجماع امت اور قیاس شرعی کی پابند ہے، نہ کسی اور چیز کی۔ اہل حدیث کو محض اس بنا پر یہ فرقہ غیر مقلد کہتا پھرتا ہے کہ اس کا کہنا ہے کہ نصوص کتاب وسنت و اجماع امت کو اس اصول وضابطہ کی پابندی کرتے ہوئے اختیار کرنا چاہیے، جس اصول وضابطہ کی پابندی اسلاف کرام کرتے آئے ہیں، اس سلسلے میں سلف میں سے کسی کی ایسی ذاتی رائے کی پابندی نہیں ہونی چاہیے جو نصوص کتاب وسنت و اجماع امت سے مختلف ہو۔ اتنی سی بات کے سبب اہل حدیث پر اس فرقہ نے غیر مقلد ہونے کا لیبل لگا رکھا ہے اور خود کو نصوص کتاب وسنت و اجماع امت سے بہر طور آزاد کر لینے کے باوجود اپنے کو اس حنفی مذہب کا مقلد کہتا پھرتا ہے، جس میں صراحت ہے کہ اللہ کے علاوہ غیروں کو، خواہ وہ رسول و نبی وفرشتہ ہوں، عالم الغیب اور حاضر و ناظر ماننا اور کہنا کفر وشرک ہے۔

وسیلہ مروجہ کا تعلق بھی بریلوی عقائد سے ہے، مگر مناظرہ بجرڈیہہ کے موقع پر فرقہ بریلویہ نے یہ نہیں کہا کہ ہم عقائد کے معاملہ میں غیر مقلد ہیں، بلکہ اس نے صاف صاف شرائط مناظرہ میں تسلیم کیا کہ ہم بریلویوں کے خلاف حنفی مذہب کی کتابوں سے حجت قائم کی جا سکتی ہے، اس مناظرہ میں بریلوی بحر العلوم موجود تھے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عقائد سے لے کر تمام امور میں بریلوی پالیسی میں تضاد ہے، اس سلسلے میں مزید تفصیل آگے آرہی ہے۔

عہد نبوی وعہد صحابہ وعہد تابعین و اتباع تابعین میں نصوص کتاب وسنت سے ثابت ہونیوالی اس بات سے کسی قسم کا انحراف نہیں پایا جاتا تھا کہ اللہ کے علاوہ کوئی بھی رسول و نبی یا غیر رسول و نبی عالم الغیب اور حاضر و ناظر نہیں اور بعد کی صدیوں میں بھی اہل اسلام کا یہی موقف رہا، بعد میں انفرادی طور پر کسی غیر معتدل المزاج اور بے شعور آدمی نے ہوسکتا ہے کہ اسلام کے اجماعی موقف کے خلاف نکتہ آفرینی کے طور پر غیر اللہ کے بارے میں ایسی بات کہی ہو جس سے یہ استخراج کیا جا سکتا ہو کہ اللہ کے علاوہ بھی کوئی دوسرا عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہے، مگر باقاعدہ ومنظم شریعت ایجاد کر کے ایک فرقہ کی صورت اختیار کرتے ہوئے اس

قسم کا نظریہ وعقیدہ بہر حال بریلوی فرقہ نے کئی صدیوں کے بعد اواخر تیرہویں صدی اور اوائل چودہویں صدی میں یہ عقیدہ ونظریہ اختیار کیا ہے، اس فرقہ اور اس کی ایجاد کردہ شریعت سے صدیوں پہلے حنفی مذہب پایا جانے لگا تھا، مگر حنفی مذہب بھی اس معاملہ میں عام اہل اسلام ہی کے موقف پر قائم رہا۔ اب بریلوی فرقہ اپنے آپ کو حنفی مذہب کی طرف منسوب کرنے کے باوصف علی الاعلان کہہ رہا ہے کہ بریلوی مذہب عقائد کے معاملہ میں حنفی مذہب کا پابند نہیں ہے، پھر تو بریلوی بحرالعلوم اور ان جیسے لوگوں سے کسی بھی ضابطہ اور اصول کے دائرہ میں رہ کر عقیدہ مذکورہ سمیت کسی بھی بریلوی عقیدہ کے معاملہ پر بات کرنی اور کہنی بے کار ہے۔ ہم ایضاح حقیقت کے طور پر نصوص اور حنفی مذہب کی تصریحات اس سلسلے میں پیش کر رہے ہیں تاکہ لوگوں پر حقیقت واضح ہو جائے اور بریلوی لوگوں سے اس کی توقع تو بہر حال نہیں کی جا سکتی کہ وہ بھی حقیقت امر سمجھنا چاہیں گے، کیونکہ وہ بتصریح خویش عقائد کے اختراع وایجاد میں اپنے آپ کو آزاد قرار دیے ہوئے ہیں۔

ہم ابتدائے کتاب میں واضح کر آئے ہیں کہ نصوص کتاب وسنت کے مطابق ام المؤمنین عائشہ صدیقہ کی اس تصریح پر پوری امت کا اجماع ہے کہ اللہ کے علاوہ کسی اور کو عالم الغیب اور حاضر و ناظر کہنے والا بہت بڑا کذاب وافترا پرداز اور لغو طراز ہے، نصوص کتاب وسنت واجماع امت سے راہ انحراف بریلوی لوگوں نے اختیار کی جو تاریخ اسلام کا افسوس ناک حادثہ ہے۔

یہ منافقوں کا عقیدہ ہے کہ نبی ورسول کو موت نہیں آتی:

بریلوی شریعت کی خانہ ساز باتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ہمارے نبی ﷺ اور دوسرے انبیاء پر موت طاری نہیں ہوتی، اگر ان پر موت طاری بھی ہوتی ہے تو محض برائے نام ورنہ وہ عالم برزخ میں بالکل دنیاوی زندگی ہی کی طرح زندہ ہیں۔ (عام کتب بریلویہ والشاہد جدید، ص: ۳۰ تا ۳۴)

حالانکہ عام کتب حدیث میں منقول ہے حتی کہ تصنیف ابی حنیفہ کہی جانے والی کتاب جامع المسانید میں حضرت انس سے مروی ہے کہ یہ منافقوں کا عقیدہ ہے کہ نبی مرتے نہیں ہے۔

(عام کتب حدیث وجامع المسانید ابی حنیفہ، مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدر آباد (۱/۲۱۲) باب: ۳)

بریلوی لوگوں کو اس حدیث کے آئینہ میں اپنی حقیقت کا مشاہدہ کرنا چاہیے!

غیب کی جو بات بتلانے سے معلوم ہوگئی وہ غیب نہیں ہے:

نصوص شرعیہ کے مطابق یہ ماننا لازم ہے کہ آپ عالم الغیب اور حاضر و ناظر نہیں ہیں، مگر اس کے ساتھ

یہ بھی ماننا لازم ہے کہ بعض امور غیب سے آپ کو اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ باخبر کر دیا تھا، لیکن بعض امور غیب سے بذریعہ وحی باخبر ہونے کی بنا پر آپ ﷺ کو عالم الغیب اور حاضر و ناظر ماننا اور کہنا درست نہیں ہے، جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے۔

جس حنفی مذہب کی طرف بریلوی فرقہ اپنے آپ کو منسوب کررہا ہے، وہ بھی اس کا معترف ہے کہ آپ ﷺ کو بذریعہ وحی اللہ تعالیٰ کبھی کبھار غیب کی بعض باتیں بتلا دیا کرتا تھا، مگر اس کے باوجود تمام حنفی اہل علم اس بات پر متفق ہیں کہ آپ ﷺ کے عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہونے کا عقیدہ رکھنا کفر ہے۔ (كما سيأتي التفصيل)

بات اصل میں یہ ہے کہ علمائے احناف کا کہنا ہے کہ غیب والی جو بات دلیل سے معلوم ہو جائے وہ در حقیقت غیب ہی نہیں رہتی، چنانچہ حنفی مذہب کے ترجمان علامہ حافظ الدین عبداللہ بن احمد نسفی (متوفی ۷۱۰ھ) فرماتے ہیں:

”ما يدرك بالدليل لا يكون غيباً.“ (تفسير مدارك: ۳/ ۲۱۹)

یعنی غیب والی جس بات کا ادراک دلیل کے ذریعہ ہو سکے، وہ غیب درحقیقت غیب نہیں رہتا۔

حنفی مذہب میں فتاویٰ کی مشہور کتاب بزازیہ میں یہ صراحت ہے:

”وأما علم الله تعالىٰ لخيار عباده بالوحي أو الإلهام فلم يبق بعد الإعلام غيباً.“

یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے منتخب کردہ اچھے بندوں انبیاء اور اولیاء کو وحی یا الہام کے ذریعہ غیب کی جو باتیں بتلائی ہیں، وہ وحی و الہام کے بعد غیب نہیں رہ جاتیں۔

یہی وجہ ہے کہ امام راغب اصبہانی نے کہا ہے کہ غیب والی باتوں پر غیب کا اطلاق صرف انسانوں کے اعتبار سے ہوتا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے اعتبار سے کوئی چیز غیب اس لیے نہیں ہے کہ وہ اس کے مشاہدہ و علم میں ہے اور غیب اسے کہتے ہیں جو اس کے ادراک میں نہ آئے، نہ ہدایت عقل ہی اس کا ادراک کر سکے، اس کا علم صرف انبیاء علیہم السلام کے بتلانے پر موقوف ہے، جنہیں اللہ کے بتلانے سے معلوم ہوا کرتا ہے۔

(مفردات القرآن للراغب، ص: ۳۷۳)

اسی طرح کی بات دیگر اہل علم نے کہی ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ جو بات اللہ تعالیٰ کے بتلانے سے نبی و رسول کو معلوم ہوگئی، اس پر شرعاً علم غیب کا اطلاق نہیں ہوتا، اسی بنا پر اللہ کے بتلانے کے سبب بہت سے امور غیب سے باخبر ہونے کے باوجود نبی و رسول کو عالم الغیب اور حاضر و ناظر کہنے سے اللہ و رسول نے منع کیا

ہے، مگر بریلوی بحر العلوم نے اپنی عادت کے مطابق بے وجہ اس سلسلے میں بھی تکذیب حقائق پر بڑی مستعدی دکھائی ہے۔ (الشاہد جدید، ص: ۹۱ تا ۹۵)

اس بریلوی تلبیس کاری کی حقیقت ہماری پیش کردہ مختصر سی تحقیق سے ظاہر ہے، مگر اس سلسلے میں مزید باتیں بھی آگے آرہی ہیں۔ امام فخر الدین رازی نے کہا ہے:

”فإن قيل: العبد يعلم الغيب أم لا؟ قلنا: قد بينا أن الغيب ينقسم إلى ما عليه دليل، وإلى ما لا دليل عليه، أما الذي لا دليل عليه فهو سبحانه العالم به لا غيره، وأما الذي عليه دليل فلا يمتنع أن نقول نعلم من الغيب ما لنا عليه دليل... الخ“ (تفسير رازی: ١/ ١٦٨)

یعنی اگر کہا جائے کہ کیا بندہ غیب جانتا ہے؟ تو ہم کہیں گے کہ ہم بتلا چکے ہیں کہ غیب کی دو قسمیں ہیں، ایک وہ جس پر دلیل موجود ہو، دوسرا وہ جس پر کوئی دلیل نہ ہو، اس کا علم صرف اللہ کو ہے، دوسرے کو نہیں، مگر جس پر دلیل موجود ہے، اس کے بارے میں ہمیں یہ کہنے سے کوئی چیز مانع نہیں کہ ہم اس طرح کا غیب جانتے ہیں۔

بریلوی اصول کے مطابق امام رازی کے اسی بیان کی روشنی میں نبی و رسول کی تخصیص کے بغیر تمام ہی لوگ عالم الغیب اور حاضر و ناظر قرار پاتے ہیں۔

بہت سے امور غیب سے بذریعہ وحی باخبر ہو چکنے کے باوجود ہجرت کے بعد رسول اللہ ﷺ کا حکم الٰہی کے مطابق یہ فرمان جاری کرنا کہ مجھے عالم الغیب اور حاضر و ناظر نہ کہا جائے، اس کے علاوہ اور کیا معنی رکھتا ہے کہ وحی الٰہی کے ذریعہ معلوم ہو جانے کے بعد غیب غیب نہیں رہتا، اتنی موٹی سی بات کا بریلوی مصالح کی بنا پر بریلوی بحر العلوم سمیت دوسرے تمام بریلویوں کا تسلیم کرنے سے انکار آخر کیا معنی رکھتا ہے؟

بریلویوں کا تقلیدی مذہب اور عقیدہ علم غیب:

عام اہل اسلام اس بات پر متفق ہیں کہ ہر شرعی و دینی مسئلہ کے اثبات یا انکار کے لیے نصوص شرعیہ و اجماع امت ہی حجت ہیں، جس چیز کو کچھ لوگ قیاس شرعی کہتے ہیں، اس کا حجت ہونا اہل اسلام کے درمیان مختلف فیہ ہے، دنیا میں پائے جانے والے تقلیدی مذاہب میں سے ہر تقلیدی مذہب کے مقلدین اس بات کے مدعی ہیں کہ ہمارے تقلیدی مذہب کے عام مسائل نصوص کتاب و سنت و اجماع امت و قیاس شرعی کے مطابق ہیں، نیز ہم دیکھتے ہیں کہ ہر تقلیدی مذہب کے مقلدین کے جملہ مسائل و فتاویٰ کا دارومدار ان کے

تقلیدی مذہب کی کتب فقہ و فتاویٰ ہوا کرتی ہیں اور یہ معلوم ہے کہ فرقہ بریلویہ اپنے آپ کو مشہور تقلیدی مذہب حنفی کا مقلد بتلایا ہے، اگرچہ ہم دیکھتے ہیں کہ عام فقہی فروعی مسائل میں جس طرح فرقہ معتزلہ کے عام افراد اپنے آپ کو حنفی المذہب کہنے کے باوجود عقائد و نظریات میں معتزلی جہمی ہوا کرتے تھے، اسی طرح عام فقہی مسائل میں حنفی مذہب کی تقلید کے باوصف عقائد میں فرقہ بریلوی حنفی مذہب سے بالکل مختلف موقف رکھتا ہے۔ علاوہ ازیں اس نے حنفی مذہب کی تصریحات کے بالکل خلاف بہت ساری خود ساختہ باتوں کو بریلوی مذہب میں داخل و شامل کر رکھا ہے، مگر فی الوقت ہم کو اس تفصیل میں پڑنا نہیں ہے، اس وقت ہم ان باتوں کا تحقیقی جائزہ لینا چاہتے ہیں جن پر الشاہد جدید مشتمل ہے، اور الشاہد جدید کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سے اللہ تعالیٰ کے تمام رسول و نبی و ولی خصوصاً آخری نبی محمد ﷺ بھی عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہیں، اس مرکزی مضمون کے ضمن میں مصنف الشاہد نے کئی دوسری بھی متعدد باتیں چھیڑ رکھی ہیں، ہم ان کا بھی تحقیقی جائزہ اپنی زیر نظر اس کتاب میں لیں گے۔ ان شاء اللہ

مغل حکمران اورنگ زیب اور فتاویٰ عالم گیریہ کا غیب نبوی کے متعلق موقف:

ہندوستان کے مشہور و معروف حنفی المذہب حکمران شاہ اورنگ زیب محمد عالم گیر (متوفی: ۱۱۱۸ھ) کے حکم سے ملک اور بیرون ملک کے سرکردہ علمائے احناف نے فتاویٰ کی ایک جامع و ضخیم کتاب مرتب کی جو فتاویٰ عالم گیریہ اور فتاویٰ ہندیہ کے نام سے موسوم ہے، اس کتاب میں علمائے احناف نے کسی اختلافی نوٹ کے بغیر پوری صراحت کے ساتھ لکھا ہے:

"رجل تزوج امرأة ولم يحضر الشهود، وقال خدا را رسول الله را گواه كردم أو قال: خدائے را وفرشتگان را گواه كردم. كفر كذا في الفصول العمادية" [1]

یعنی اگر کسی آدمی نے کسی عورت سے شادی کی اور شاہد لوگ موجود نہیں تھے، تو شادی کرنے والا نے کہا کہ میں نے اس شادی کا شاہد و گواہ اللہ اور رسول کو یا اللہ اور فرشتوں کو بنایا تو وہ شخص کافر قرار پائے گا۔

اسی طرح اس کتاب میں یہ صراحت بھی ہے:

"يجب كفار الروافض في قولهم برجعة الأموات إلى الدنيا."

[1] فتاویٰ عالمگیریہ عرف فتاویٰ ہندیہ، باب التاسع، باب المرتدین (۲/ ۲۳)

بعض روافض کو اس بنا پر کافر قرار دینا واجب ہے کہ وہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ مرے ہوئے لوگ دنیا میں لوٹ کر آتے جاتے رہتے ہیں۔ (فتاویٰ عالم گیریہ: ۲/۹۲)

اس عبارت میں شادی پر رسول اور فرشتوں کو شاہد و گواہ بنانے والے پر فتویٰ کفر عائد کرنے کی وجہ و علت یہ بیان کی گئی ہے کہ اس شخص کی بات سے مستفاد ہوتا ہے کہ رسول اور فرشتے عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہیں، جس کا مفاد یہ ہے کہ حنفی مذہب اللہ کے علاوہ نبی و رسول و فرشتوں کے عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہونے کے عقیدہ ونظریہ کو کفر قرار دیتا ہے۔ اسی طرح مردوں کے عالم برزخ سے دنیا میں واپس آنے جانے کے عقیدہ کو بھی حنفی مذہب کفر قرار دیتا ہے، اور حنفی مذہب کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرنے والا فرقہ بریلویہ ان دونوں ہی عقیدوں کا معتقد ہے، جو حنفی مذہب کی تصریح کے مطابق کفر ہے۔

نبی و رسول کو عالم الغیب اور حاضر و ناظر کہنے کو حنفی مذہب میں عقیدہ قرار دینے اور اس عقیدہ کے معتقد کو کافر قرار دینے کا لازمی مطلب یہ ہے کہ حنفی مذہب اس مسئلہ کو بایں معنی باب عقائد کا مسئلہ مانتا ہے کہ ایسا عقیدہ رکھنا حرام و کفر ہے اور اس کے خلاف رسول و نبی کو عالم الغیب اور حاضر و ناظر نہ ماننا فرض عین ہے، جس کا دوسرا مطلب یہ ہوا کہ حنفی مذہب کی نظر میں نصوص قطعیہ سے ثابت ہے کہ اللہ کے علاوہ کسی نبی و رسول کو عالم الغیب اور حاضر و ناظر کہنا اور ماننا حرام و کفر ہے اور ایسا عقیدہ نہ رکھنا فرض عین ہے۔

یہ معلوم ہے کہ وفات سے پہلے حیات نبوی میں آپ کو شاہد و شہید بتا کر کیا جانے والا نکاح صحیح مانا جاتا تھا، مگر حنفی مذہب اس پر بھی متفق ہیں کہ یہ نکاح صحیح نہیں ہوگا اور بریلوی مذہب کا کہنا ہے کہ آپ ﷺ برزخ میں بھی دنیا ہی کی طرح زندہ اور ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں، پھر ایسا نکاح کیوں صحیح نہیں ہوگا؟ حنفی مذہب کی اس صراحت کے بالکل برعکس و برخلاف فرقہ بریلویہ دوسرے قسم کے عقائد و نظریات و خیالات کا حامل و معتقد ہے اور اس بات کا مدعی ہے کہ حنفی مذہب کی مذکورہ بالا صراحت کے برخلاف نصوص شرعیہ سے نبی و رسول کا عالم الغیب اور حاضر و ناظر نیز مردوں کا مدفون و مقبور ہونے کے بعد دنیا میں واپس آتے جاتے رہنا ثابت ہے، ایک زمانہ تک فرقہ بریلویہ اپنی اس بات کو ایسا عقیدہ کہتا رہا جس کا معتقد ہونا ہر مومن کے لیے ضروری ہے، مگر اس فرقہ کی جدید ترین تحقیق یہ ہے کہ یہ بات اس طرح کا عقیدہ نہیں جس کا ماننا فرض اور نہ ماننا حرام ہو، بلکہ یہ نبی و رسول کے لیے ایک فضیلت کی چیز ہے، جس کا ماننا لازم و فرض نہیں ہے۔

(تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو ہماری کتاب: تصحیح العقائد بابطال شواھد الشاھد، ص: ۲۱ تا ۲۶)

مگر حنفی مذہب کی جو صراحت ہم نے اوپر نقل کی ہے اس کا مفاد بہر حال یہ ہے کہ مذکورہ بات حنفی مذہب کی نظر میں ایسا عقیدہ ہے جس کے اثبات یا انکار پر کفر یا عدم کفر لازم آتا ہے، جس کا لازمی مطلب ہے کہ یہ بات نصوص شرعیہ سے اس طرح ثابت ہے کہ اسے ماننا فرض اور نہ ماننا حرام ہے۔

فتاویٰ عالم گیریہ میں اختیار کیے گئے اس موقف سے لازم آتا ہے کہ حنفی مذہب کی نظر میں اس کے خلاف کوئی دوسری بات حنفی مذہب کی بات نہیں ہے، اگر اس حنفی موقف کے خلاف کسی نے کوئی دوسرا موقف اختیار کیا ہے تو وہ موقف حنفی مذہب کا موقف نہیں، اگر کسی نے اس حنفی مذہب کے خلاف کوئی دوسرا موقف فقہ حنفی مذہب کی طرف منسوب کر دیا تو حنفی مذہب کی طرف اس کا انتساب صحیح نہیں۔ اس کا دوسرا مطلب یہ ہوا کہ اس حنفی موقف کے خلاف حنفی مذہب کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرنے والے کسی ایسے شخص نے کوئی دوسری بات عہد عالم گیری تک نہیں کہی تھی، جس کا کوئی وزن اور اہم مقام اور قابل ذکر مرتبہ حنفی مذہب میں مانا گیا ہو، کیونکہ حنفی مذہب کی طرف منسوب اگر کسی اہمیت کے حامل آدمی نے اس حنفی موقف کے خلاف کوئی بات کہی ہوتی تو اسے نظر انداز کر کے ہرگز ہرگز فتاویٰ عالم گیریہ میں علی الاطلاق یہ بات نہ کہی گئی ہوتی بلکہ اسے ضرور ہی حنفی مذہب کا اختلافی موقف ظاہر کیا جاتا۔

ناظرین کرام دیکھ رہے ہیں کہ گیارہویں صدی ہجری میں مرتب کیے جانے والے اس فتویٰ کو اس دور کے علمائے احناف نے حنفی مذہب کی مشہور و معروف کتاب "الفصول العمادية" سے نقل کیا ہے، جس کا مطلب یہ ہوا کہ حنفی مذہب کی یہ کتاب حنفی علماء کی نظر میں سند و حجت ہے، خصوصاً مذکورہ بالا زیر نظر بات جسے فتاویٰ عالم گیریہ میں بطور حجت و سند پیش کیا گیا ہے۔

اس کتاب "الفصول العمادية" کے مصنف مشہور حنفی امام عبدالرحیم بن ابی بکر بن عماد الدین بن ابی بکر بن علی بن عبدالجلیل ابو الفتح المرغینانی الفرغانی السمرقندی ہیں، جو ۶۵۱ھ میں فوت ہوئے۔[1]

غیب نبوی کی بابت فتاویٰ بزازیہ کی صراحت:

فتاویٰ عالم گیریہ میں مرقوم شدہ اس عبارت کے بالکل یہی الفاظ فتاویٰ بزازیہ میں بھی موجود ہیں، جن کو خطیب الاسلام حضرت العلام مولانا جھنڈانگری ﷫ نے تردید حاضر و ناظر (ص: ۱۰۵، ۱۰۶) میں نقل کیا

[1] ملاحظہ ہو: معجم المؤلفین (۵/ ۲۵۳) بحوالہ هدية العارفين (۱/ ۵۶۰) والفوائد البهية (ص: ۹۳، ۹۴) نیز کشف الظنون (۲/ ۱۹۶)

تھا، مگر بریلوی بحر العلوم علامہ مفتی عبدالمنان نے اس کے جواب میں نیز دوسری کتب فقہ و فتاویٰ سے مولانا جھنڈا نگری کی نقل کردہ عبارتوں کے جواب میں کہا کہ ان کتابوں کے صفحات اور جلدوں کا حوالہ نہیں دیا گیا ہے، حالانکہ کتابوں کے متعلقہ ابواب اور جلدوں میں بحر العلوم علامہ مفتی قسم کے لوگوں کا ان عبارتوں کو تلاش کر لینا بہت آسان ہے، مگر بریلوی ہتھکنڈے اسی قسم کے ہوا کرتے ہیں۔

واضح رہے کہ فتاویٰ بزازیہ مشہور حنفی امام محمد بن محمد بن شہاب بن یوسف الکردری البریفقی الحنفی المعروف بابن البزازی الخوارزمی حافظ الدین فقیہہ اصولی (متوفی ۸۲۷ھ) کا مرتب کردہ اور احناف کے یہاں یہ کتاب بہت زیادہ معتبر و معتمد اور شہرت یافتہ ہے۔[1]

اور فتاویٰ ہندیہ میں عبارت مذکورہ الفصول العمادیہ کے حوالہ سے لکھی گئی ہے، جو چھٹی صدی ہجری کی مشہور حنفی کتاب ہے، شاہ عالم گیر اور اس کے زمانہ کے سرکردہ حنفی علماء کا اس کتاب پر اعتماد کر کے اس کے حوالے سے فتویٰ مذکورہ صادر کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ الفصول العمادیہ حنفی مذہب کی متفق علیہ معتبر کتاب ہے۔

غیب نبوی کی بابت درمختار کی صراحت:

اورنگ زیب کے عہد کے ایک مشہور حنفی المذہب مفتی و فقیہہ شیخ محمد بن علی بن محمد بن علی (متوفی ۱۰۸۸ھ) اپنی کتاب درمختار میں فرماتے ہیں:

"تزوجها بشهادة الله ورسوله لم يجز، بل قيل: يكفر، والله أعلم."[2]

''جس نے اللہ و رسول کو شاہد بنا کر شادی کی اس کی شادی جائز نہ ہوگی، بلکہ یہ کہا گیا ہے کہ ایسے شخص کو کافر قرار دیا جائے گا۔''

درمختار کی اس عبارت پر یہ حاشیہ ہے:

"لأنه ادعىٰ أن الرسول يعلم الغيب قال: سيجيء، زاد نقلاً عن التاتارخانية: لا يكفر، لأن بعض الأشياء تعرض على روحه، فيعرف ببعض الغيب."

یعنی شرح ملتقی میں اس طرح کی شادی کرنے والے کو کافر قرار دینے کی یہ وجہ بتائی گئی ہے کہ شخص مذکور

---

[1] تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: طبقات الحنفية (۲/ ۲۲) الضوء اللامع للسخاوي (۱۰/ ۳۷) هدية العارفين (۲/ ۱۸۵) كشف الظنون (ص: ۲۴۲ و ۱۲۲۹و ۱۶۳۳ و ۱۸۳۸) الفوائد البهية في طبقات الحنفية (ص: ۱۸۷، ۱۸۸) و معجم المؤلفين للكحالة (۱۱/ ۲۲۳، ۲۲۴) والأعلام للزركلي (۷/ ۲۷۴)

[2] درمختار: کتاب النکاح (۲/ ۱۴۰) مطبوع نولکشور لکھنؤ۔

رسول کے عالم الغیب ہونے کا دعویٰ رکھتا ہے، شارح ملتقی نے کہا کہ ابھی اس مسئلہ پر آگے بات اور آئے گی، پھر تا تارخانیہ سے نقل کرتے ہوئے یہ اضافہ کیا کہ ایسے شخص کو کافر نہیں قرار دیا جائے گا، کیونکہ روح نبوی پر بعض باتوں کی پیشی ہوتی ہے، جس سے آپ ﷺ غیب کی بعض باتیں جان جاتے ہیں۔ (حاشیہ درمختار: ۲/۱۴۰)

تا تارخانیہ میں شخص مذکور کو محض اس بنا پر کافر قرار دینے سے احتراز کیا گیا کہ بعض امور غیب سے آپ ﷺ باخبر ہیں، ہوسکتا ہے کہ شخص مذکور نے اسی بنیاد پر آپ ﷺ کو عالم الغیب اپنی نادانی کے باعث کہہ دیا ہو، کیونکہ حنفی مذہب کا ایک اصول یہ بھی ہے کہ کسی مسلمان پر اس کی کفر والی بات کے سبب اس وقت تک فتویٰ کفر نہیں لگایا جائے گا جب تک کہ اس کی طرف سے کسی قسم کی تاویل و توجیہہ کی گنجائش ہو، جیسا کہ اسی درمختار میں آگے چل کر کتاب الجہاد، باب المرتد (ص: ۲۸۰) میں صراحت کر دی گئی ہے اور عام کتب احناف میں بھی اس کی صراحت ہے۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ آپ ﷺ کو عالم الغیب اور حاضر و ناظر کہنا اگرچہ کفر ہے، مگر تاویل و توجیہہ کرتے ہوئے فتویٰ کفر لگانے سے احتراز کیا جائے گا اور یہ بات صحیح بھی ہے، کیونکہ خود رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں ناواقفیت کی بنا پر آپ کو بچیوں نے عالم الغیب کہہ دیا، محض اس بنا پر کہ وحی الٰہی کے مطابق بعض امور غیب سے آپ ﷺ فی الواقع واقف تھے، مگر آپ نے انہیں کافر قرار نہیں دیا، البتہ انہیں ایسا کہنے سے منع کرتے ہوئے فرما دیا کہ اللہ کے علاوہ کوئی عالم الغیب نہیں۔

اس کا حاصل یہ ہے کہ حنفی مذہب میں آپ کو عالم الغیب قرار دینا کفر ہے اور عام احناف نے ایسا کرنے والے پر فتویٰ کفر بھی لگایا ہے، مگر بعض نے راہ تاویل و راہ احتیاط اختیار کرتے ہوئے فتویٰ کفر نہیں لگایا، بعض لوگوں کی اس تاویل اور احتیاط پسندی کا مطلب بریلوی بحرالعلوم نے یہ نکال لیا کہ آپ ﷺ کو عالم الغیب کہنا فرض نہیں، بلکہ واجب و مسنون وغیرہ ہے، جو لوگ نصوص شرعیہ کے معنی و مطلب بیان کرنے میں بکثرت استعمال اکاذیب کریں، وہ اس مذہب کی کتابوں کی عبارتوں کے ساتھ بھی اگر یہی کریں تو کیا بعید ہے جس کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرتے ہیں، مگر ساتھ ہی ساتھ یہ بھی کہتے ہیں کہ عقائد کے معاملہ میں ہم غیر مقلد ہیں، بنیادی امور میں غیر مقلد ہونے پر فخر کرنے والے بریلوی بحرالعلوم سلفی المذہب اہلحدیثوں کو گالی کے طور پر ''غیر مقلدین'' کہہ کر مطعون کرتے ہیں!!

ہم تصحیح العقائد میں حنفی اور غیر حنفی علماء کی وہ عبارتیں نقل کر چکے ہیں جن کا حاصل یہ ہے کہ غیر اللہ میں سے کسی کو حاضر و ناظر اور عالم الغیب کہنا کفر و شرک و ممنوع و حرام اور معصیت و غلط کاری ہے، ان باتوں کا

کوئی جواب بحر العلوم سے تلبیس کاری کے علاوہ بن نہیں پڑا ہے اور بلا وجہ و بلا ضرورت موصوف نے سخن سازی و تلبیس کاری میں اپنی مہارت ظاہر کرنے کے لیے الشاہد قدیم کے بالمقابل الشاہد جدید کے کئی صفحات سیاہ کیے، حالانکہ تلبیس کاری میں بریلوی فن کاری کا ہم کو پورا احساس و اعتراف ہے اور تصحیح العقائد و تردید حاضر و ناظر نیز دوسری کتب اہل حدیث میں اس کی صراحت کر دی گئی ہے کہ بریلوی فرقہ کی اس صفت کا ہم کو پورا پورا اعتراف ہے، پھر اس کے ثبوت میں مزید جد و جہد کی ضرورت بریلوی بحر العلوم کو نہ تھی، مگر اپنی بریلوی مصلحتوں اور قبوری ضرورتوں کو بہر حال بریلوی بحر العلوم جتنا سمجھ سکتے ہیں، اتنا غیر بریلوی لوگ نہیں سمجھ سکیں گے۔

تنبیہ:

درمختار والی جو بات ہم نے اوپر نقل کی ہے، وہ درمختار کے مقدمہ (۲/۱) کی تصریح کے مطابق درمختار کے شیخ الشیوخ محمد بن عبداللہ ترتاشی (مولود ۹۲۹ھ متوفی ۱۰۰۴ء) کی عبارت ہے، جسے موصوف نے اپنی سند کے ساتھ مختلف کتب حنفیہ حتیٰ کہ امام ابوحنیفہ سے نقل کیا ہے، اس کے باوجود بریلوی بحر العلوم کا ان حقائق کی تکذیب کرنا اس کے علاوہ کوئی معنی نہیں رکھتا کہ موصوف اپنی بریلویت کی لاج رکھنے کے لیے سب کچھ قربان کرنے کو تیار د مستعد ہیں۔

یہ معلوم ہے کہ نصوص قرآن وسنت، نیز تصریحات سلف امت میں علی الاطلاق اللہ کے علاوہ کسی نبی و رسول کے عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہونے کی نفی کی گئی ہے اور اس کے اثبات کو ممنوع قرار دیا گیا ہے، اس پر یہ اشکال بہر حال وارد ہوتا ہے کہ جب علی الاطلاق یہ بات نصوص کتاب وسنت اور تصریحات اسلاف امت میں پائی جاتی ہے تو ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سارے امور غیب کی خبر نبی و رسول کو ہونے کی تصریحات نصوص کلام اسلاف میں موجود ہیں، پھر مطلقاً غیر اللہ کے بارے میں یہ بات کہنی کیونکر درست ہوسکتی ہے؟ اس کا جواب اہل علم نے مختلف انداز میں دیا ہے، مگر سب کا حاصل یہ ہے کہ جن امور غیب سے نبی و رسول کو واقفیت ہوتی ہے، وہ محض اللہ تعالیٰ کی کرم فرمائی کے بذریعہ وحی و معجزہ ہوتی ہے، اس میں نبی و رسول کے علم کا کوئی دخل نہیں اور جن امور غیب سے نبی و رسول کو واقفیت ہوئی ہے، وہ کل علم غیب کے بالمقابل اقل قلیل مقدار میں ہونے کے باعث، نیز واقف کرائے جانے پر واقف ہونے کے باعث اس لائق ہیں کہ ان کی

معلومات کی بنا پر نبی و رسول کو عالم الغیب کہا جائے نہ حاضر و ناظر، بات بہت واضح ہے مگر اہل علم کی اسی بات کو مختلف کتابوں سے نقل کر کے بریلوی بحر العلوم نے اپنے بریلوی طریق پر چلتے ہوئے اس بات کی معلوم نہیں کہاں سے دلیل بنا لیا کہ رسول و نبی عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہو گئے اور یہ کہ جتنے لوگوں نے اشکال مذکور کے حل کے لیے مندرجہ بالا بات کہی ہے، ان کی طرف بریلوی بحر العلوم نے اپنی بریلوی جسارت سے کام لے کر منسوب کر دیا کہ وہ سب آپ کو عطائی طور پر عالم الغیب مانتے ہیں۔

عام علمائے احناف کا اس بات پر متفق ہونا کہ نبی کو عالم الغیب کہنا کفر ہے، خواہ اس پر فتوی کفر عائد کیا جائے یا نہ، اس بات کی بھی دلیل ہے کہ برزخ میں روح نبوی پر اعمال امت پیش کیے جانے سے متعلق روایت، خواہ معتبر ہو یا غیر معتبر، اس کی بنیاد پر آپ کو یا کسی نبی و رسول کو عالم الغیب نہیں کہا جا سکتا، ظاہر ہے کہ غیر معتبر ہونے کی صورت میں تو معاملہ صاف ہے، لیکن معتبر ماننے کی صورت میں صرف اعمال امت سے کسی وقت واقفیت کی بنیاد پر عالم الغیب ہونے کا حکم لگانا قطعاً باطل ہے، کیونکہ اعمال امت کے علاوہ بہت سارے امور ہیں، جن پر آپ ﷺ کا مطلع ہونا ثابت نہیں اور اپنی ولادت سے پہلے ہزاروں سال کے احوال و واقعات سے باخبر ہونا بھی ثابت نہیں، بلکہ نصوص میں اس کی نفی ہے، دریں صورت اعمال امت کی پیشی والی روایت اگر صحیح تصور کر لی جائے، تو بھی بریلوی شریعت والی مذکورہ بات نہیں بنتی، اس کے باوصف بریلوی لوگ چونکہ بہت سارے خصوصی اوصاف رکھتے ہیں، جن میں سے رد حقائق اور تصدیق اکاذیب بھی ان کا وصف خاص ہے، اس لیے وہ کسی بھی قیمت پر حقائق کی طرف دھیان دینے کے لیے آمادہ نہیں ہو سکتے، کیونکہ ایسا کرنا ان کی اپنی سمجھ کے مطابق ان کے لیے بہت زیادہ ضرر رساں ہے، حالانکہ ان کا یہ سمجھنا ٹھیک نہیں ہے، حقائق کی تکذیب کی بجائے اعتراف حقائق مفید اور اچھی چیز ہے، اس پر بریلوی فرقہ کو خاص طور پر دھیان دینا چاہیے۔

غیب نبوی سے متعلق امام ابن الہمام حنفی اور عام احناف کی صراحت:

حنفی مذہب کے عظیم المرتبت ترجمان امام ابن الہمام کمال الدین محمد بن عبدالواحد سیوسی قاہری مصری عقائد حنفیہ پر لکھی ہوئی اپنی مشہور و معروف کتاب "المسايرة في أصول الدين" میں فرماتے ہیں:

"فيجوز كونه غير عالم شرائع من تقدمه، وكونه غير عالم ببعض المسائل

التي يتفرعها الفقهاء والمتكلمون، وكونهم غير عالمين بلغات كل من بعثوا إليهم إلا لغة قومهم، وجميع مصالح الدنيا، و مفاسدها، والحرف، والصنائع، إلى أن قال: وكذا علم المغيبات إلا ما أعلمه الله تعالىٰ به أحيانا، وذكر الحنفية تصريحا بالتكفير باعتقاد أن النبي يعلم الغيب معارضة قوله تعالىٰ: ﴿قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ﴾" [1]

یعنی نبی و رسول کے لیے جائز ہے کہ وہ سابق انبیاء و مرسلین علیہم السلام کی شریعتوں کا علم نہ رکھیں اور ان مسائل میں سے بعض کا علم نہ رکھیں، جن کی تفریع فقہاء و متکلمین نے کر رکھی ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ وہ اپنی امت کے تمام افراد کی تمام زبانوں کو نہ جانتے ہوں، ان کا صرف اس زبان کا جاننا ضروری ہے جو ان کی اپنی قوم کی زبان ہو، نیز یہ بھی جائز ہے کہ رسول و نبی دنیا کے تمام مصالح و مفاسد کو نہ جانتے ہوں اور نہ دنیا کی تمام صنعتوں اور پیشوں اور کاروبار کو جانتے ہوں، اسی طرح یہ بھی جائز ہے کہ رسول و نبی امور غیب کا علم نہ رکھتے ہوں، سوائے ان بعض امور غیب کے جو اللہ تعالیٰ ان رسولوں اور نبیوں کو کبھی کبھار بتلا دیا کرتا ہے اور حنفی المذہب لوگوں نے صراحت کے ساتھ اس عقیدہ کو کفر قرار دیا ہے کہ نبی عالم الغیب ہوتے ہیں، کیونکہ نبی کے عالم الغیب ہونے کا عقیدہ اس قرآنی فرمان کے معارض ہے: ﴿قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ یعنی اے ہمارے نبی و رسول آپ کہہ دیجیے کہ آسمانوں اور زمین میں رہنے والوں میں سے کوئی شخص بھی اللہ کے علاوہ غیب نہیں جانتا۔

حنفی المذہب امام ابن الہمام (متوفی ۸۶۱ھ) کی جس کتاب "المسايرة في أصول الدين" سے ہم نے یہ عبارت نقل کی ہے، اس کتاب کی تین مشہور و معروف شروح ہمارے سامنے ہیں ایک المسایرۃ از امام کمال الدین محمد المعروف بابن الشریف المقدسی الشافعی (المتوفی ۹۰۶ھ) اور دوسری شرح از امام قاسم بن قطلوبغا حنفی (متوفی ۸۷۹ھ) اور تیسری شرح نتائج المذاکرہ بتحقیق مباحث المسایرۃ از محمد محی الدین عبدالحمید مگر تینوں شارحین میں سے کسی نے بھی اس عبارت میں مذکور شدہ اس تصریح کے خلاف کوئی لفظ نہیں لکھا، بلکہ سب نے اس کی تائید و تصحیح کی ہے کہ تمام احناف متفقہ طور پر اس عقیدہ کو کفر کہتے ہیں اور اس کے معتقد کو کافر کہتے ہیں کہ اللہ کے علاوہ بھی کوئی رسول و نبی عالم الغیب ہے، البتہ سارے کے سارے حنفی اس بات کے

[1] المسايرة مع المسامرة (ص: ٢٣٥ مطبوع السعاده مصر)

قائل ہیں کہ کبھی کبھی اللہ تعالیٰ بعض امور غیب سے بعض رسولوں اور نبیوں کو مطلع کر دیتا ہے، جس سے ان کا عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہونا لازم نہیں آتا، کیونکہ کسی نبی کے عالم الغیب ہونے کا عقیدہ قرآنی فرمان کے معارض ہے، اس لیے وہ کفر ہے۔

آگے یہ تحقیقی تفصیل آرہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے جملہ امور غیب کے بالمقابل بقدر ضرورت تھوڑی سی مقدار میں کسی بھی نبی و رسول کو شرعی ضرورت کے تحت بتلائی ہوئی غیب والی باتیں کالعدم ہونے کے سبب اس لائق نہیں کہ ان کے جاننے والے کو عالم الغیب کہا جائے، بلکہ ان کے جاننے والے کو عالم الغیب کہنے سے شریعت نے منع کر دیا ہے، بالکل یہی بات مذکورہ بالا حنفی عبارت میں بھی کہی گئی ہے۔

ناظرین کرام دیکھ رہے ہیں کہ اس حنفی عبارت میں صاف اور صریح طور پر کہا گیا ہے کہ نبی و رسول کا سابق شریعتوں کی تمام باتوں اور فقہاء و متکلمین کی تمام تفریعات اور دنیا میں بولی جانے والی تمام لغات اور زبانوں اور تمام دنیاوی مصالح و مفاسد اور تمام دنیاوی صنعت و حرفت اور پیشے اور علوم غیب کا نہ جاننا جائز ہے۔ اس سے لازم آتا ہے کہ ہمارے نبی محمد ﷺ سمیت کوئی بھی رسول و نبی عالم الغیب نہیں ہے، نیز اس سے یہ بھی لازم آتا ہے کہ حنفی اماموں کی تصریحات کے بالکل خلاف بریلوی فرقہ نے اختراعی عقیدہ ونظریہ ایجاد کر لیا ہے، مذکورہ بالا حنفی عبارت کا مفاد یہ بھی ہے کہ غیر اللہ کا عالم الغیب اور حاضر و ناظر نہ ہونا چونکہ قرآن مجید کی نص قطعی سے ثابت ہے، اس لیے یہ ایک ایسا عقیدہ ونظریہ ہے جس کے خلاف دوسرا عقیدہ و نظریہ اختراع کر لینا مطلق حرام اور قطعاً ناجائز و غیر مباح ہے، اسی بنا پر اس حرام چیز کے مرتکب پر حنفی مذہب نے کفر کا فتویٰ لگا رکھا ہے۔ ایک زمانہ تک بریلوی فرقہ والے مذکورہ حنفی عقیدہ کے خلاف اپنے اس اختراعی عقیدہ کو عقیدہ کہتے رہے، پھر اپنے اس اختراعی موقف سے منحرف ہو کر کہنے لگے کہ یہ بریلوی موقف عقیدہ نہیں بلکہ باب فضائل کی چیز ہے، جس کا ماننا فرض نہیں، بریلوی پالیسی و موقف کا یہ تضاد بذات خود بریلویت کی تکذیب کے لیے کافی ہے، مگر آنے والی بحث سے بہت مفصل طور پر بریلویت کی حقیقت واضح ہوگی۔

جس چیز کو حنفی مذہب میں عقیدہ قرار دے کر کہا گیا ہو کہ اس کا ماننا فرض ہے اور اس عقیدہ کو نہ ماننا حرام ہے، تو اس سے بریلوی فرقہ کا منحرف ہو جانا بذات خود بریلویت کی تکذیب کے لیے کافی ہے اور اس سے بڑھ کر یہ کہ حنفی مذہب میں جس چیز کو عقیدہ قرار دے کر یہ کہا گیا ہو کہ اس کا ثبوت قرآن مجید کے نصوص قطعیہ سے ہے، اس کے خلاف کوئی بھی موقف اختیار کرنے کا جواز حنفی مذہب کے اصول سے ثابت نہیں، مگر

صرف اس صورت میں کہ اس کے بالمقابل ایسے نصوص قطعیہ موجود ہوں کہ دونوں قسم کے نصوص میں تطبیق و ترجیح کی کوئی راہ نہ ہو اور ساتھ ہی ساتھ دونوں میں سے ہر ایک کا مقدم یا مؤخر ہونا ثابت ہو تو مؤخر کو ناسخ، مقدم کو منسوخ قرار دیا جائے گا، ورنہ نصوص قطعیہ کے بالمقابل ظنی دلائل حنفی مذہب میں سراسر باطل و مردود و ساقط الاعتبار ہیں، ان کا کوئی وزن ہے نہ لحاظ، اس حنفی اصول سے منحرف ہو کر فرقہ بریلویہ کا کہنا ہے کہ ان نصوص قطعیہ کے بالمقابل دلائل ظنیہ ہی ہمارے اختراعی نظریہ کے اثبات کے لیے کافی ہیں، ظاہر ہے کہ اس بریلوی پالیسی سے بھی حنفی اصول کی خلاف ورزی لازم آتی ہے۔

حنفی مذہب اور حنفی مذہب کے اصول وضوابط سے اتنے سارے امور میں بغاوت و انحراف کے باوجود خصوصاً حنفی مذہب کے اتنے اہم عقیدہ کے خلاف اختراعی عقیدہ کو دین و ایمان قرار دے لینے کے باوجود بریلوی فرقے کا حنفی مذہب کی طرف اپنا انتساب کیونکر صحیح مانا جا سکتا ہے؟ یہ بھی واضح رہے کہ جدید ترین بریلوی تحقیق میں قدیم بریلوی تحقیق کے خلاف جو یہ کہا گیا ہے کہ غیر اللہ کا حاضر و ناظر و عالم الغیب ہونا عقیدہ نہیں فضیلت ہے، جس کے لیے دلائل ظنیہ کافی ہیں، تو ہم عرض کر چکے ہیں کہ حنفی مذہب کی تصریح کے مطابق دلائل قطعیہ سے ثابت ہے کہ غیر اللہ میں سے کسی کو عالم الغیب اور حاضر و ناظر کہنا کفر ہے اور دلائل قطعیہ کے بالمقابل دلائل ظنیہ ساقط الاعتبار ہیں، نیز بریلوی لوگ جن کو دلائل ظنیہ کہتے ہیں، وہ دلائل ظنیہ نہیں، بلکہ اوہام باطلہ ہیں، ہم نے امام ابن الہمام حنفی اور دوسرے اہل علم کی جس بات کا ذکر اوپر کیا ہے، وہ بات معنوی طور پر متاخرین حنفیہ میں سے ملا علی قاری (متوفی ۱۰۱۴ھ) کی کتاب شرح فقہ اکبر مطبوعہ مجیدی کانپور (ص: ۱۸۵) نیز فتاویٰ مولانا عبدالحی فرنگی محلی (متوفی ۱۳۰۴ھ) (۱/ ۵ و ۲۸) سے نقل کیا تھا، جس سے صاف ظاہر ہے کہ عقیدہ مذکورہ علی الاطلاق تمام ہی احناف کا مسلم و معروف عقیدہ ہے۔

(ملاحظہ ہو ہماری کتاب: تصحیح العقائد بإبطال شواهد الشاهد، ص: ٢٤، ٢٥)

ہم نے اس بات کی صراحت بھی کر دی تھی کہ ملا علی قاری نے یہ عبارت کتاب المسایرۃ لابن الہمام سے نقل کی ہے، شرح فقہ اکبر ملا علی قاری کی جو عبارت ہم نے نقل کی ہے، اس کے متصلاً پہلے اس میں معنوی طور پر وہ عبارت موجود ہے، جو المسایرۃ کے حوالہ سے ہم نقل کر آئے ہیں، شرح فقہ اکبر ملا علی قاری کے الفاظ ہیں:

"ثم اعلم أن الأنبياء لا تعلم المغيبات من الأشياء إلا ما أعلمهم الله تعالىٰ أحياناً"

یعنی اس بات کو جانے رکھو کہ انبیاء کرام علیہم السلام امور غیب میں سے صرف اتنی ہی چیزیں جانتے ہیں، جتنی

چیزیں اللہ تعالیٰ ان کو کبھی کبھار بتلا دیا کرتا ہے اور علی الاطلاق تمام احناف نے اس عقیدہ کو کفر قرار دیا ہے کہ نبی علم غیب رکھتے ہیں۔ (شرح فقہ اکبر، ص: ۱۸۵)

ملا علی قاری کی اس عبارت کا مطلب ہم واضح کر آئے ہیں کہ کبھی کبھی شرعی ضرورت کے تحت تھوڑی سی مقدار میں انبیاء کرام علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ کی بتلائی ہوئی غیب والی باتیں شریعت کی نظر میں کالعدم ہیں، بنا بریں نصوص شرعی کی تصریحات کے مطابق کسی نبی و رسول کو عالم الغیب اور حاضر و ناظر کہنا ممنوع و ناجائز ہے، مگر تحریف و ترمیم کے عادی بریلوی فرقہ کے بحر العلوم مفتی عبدالمنان مصنف الشاہد نے اس حنفی عبارت میں معنوی تحریف کر کے اور ایک لفظ ''احیانا'' کو حذف کر کے یہ معنی بنا لیا کہ یہ عقیدہ رکھنا کفر نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تعلیم کی بدولت انبیاء کرام علیہم السلام عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہیں۔ (الشاہد جدید: ۱۲۲، ۱۲۳)

اس بریلوی دھاندلی اور تحریف کاری و حذف و اسقاط اور خیانت و بددیانتی کا آخر کسی کے پاس کیا جواب ہوسکتا ہے؟!

غیب نبوی اور امام قاضی خاں حنفی کی صراحت:

مشہور و معروف حنفی امام قاضی خاں ابو المفاخر شیخ حسن بن منصور بن محمود اور جبذی فرغانی (متوفی ۵۹۲ھ) نے صاف طور پر لکھا ہے:

"رجل تزوج امرأة بشهادة الله ورسوله كان باطلا لقوله صلى الله عليه وسلم: لا نكاح إلا بشهود، وكل نكاح يكون بشهاد الله وبعضهم جعل ذلك كفرا لأنه يعتقد أن الرسول يعلم الغيب، وهو كفر."[1]

یعنی جس آدمی نے اللہ اور رسول کو شاہد بنا کر کسی عورت سے شادی کی تو وہ نکاح باطل ہوگا، کیونکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ شاہدوں کے بغیر کوئی نکاح صحیح نہ ہوگا اور تمام نکاحوں کا اللہ شاہد ہوا کرتا ہے، اس کے باوجود شریعت نے اللہ کے علاوہ انسانوں کو شاہد بنا کر نکاح کا حکم دیا ہے اور بعض اہل علم نے تو اس بات کو کفر قرار دیا ہے، کیونکہ اس کی بات کا مفاد یہ ہے کہ وہ رسول کے عالم الغیب ہونے کا عقیدہ رکھتا ہے اور ایسا عقیدہ کفر ہے۔

اس عبارت میں صریح طور پر رسول کے عالم الغیب ہونے کے عقیدہ کو کفر کہا گیا ہے اور اسی بنیاد پر

[1] فتاویٰ قاضی خاں، کتاب النکاح، فصل فی شرائط النکاح، مطبوع نولکشور لکھنؤ (۱/ ۱۵۴)

بعض حنفی علماء نے اس طرح کی شادی کرنے والے پر کفر کا فتویٰ لگایا ہے، یعنی جس چیز کو فتویٰ کفر کی بنیاد بنایا گیا ہے اس کا کفر ہونا احناف کے یہاں بالکل مسلّم اور متفق علیہ ہے، جس کا مفاد یہ ہے کہ احناف علی الاطلاق عقیدہ مذکورہ کو کفر قرار دینے پر متفق ہیں، اگر حنفی مذہب میں رسول کو عالم الغیب و حاضر و ناظر قرار دیے جانے کی کوئی گنجائش ہوتی تو رسول کو شاہد بنا کر کیا جانے والا نکاح باطل و ناجائز نہ ہوتا۔

یہی حنفی امام قاضی خاں آگے چل کر زیادہ تفصیل کے ساتھ لکھتے ہیں:

”رجل تزوجل امرأة بغير شهود، فقال الرجل والمرأة خدائے راو پیغمبراں راگواه کردیم. قالوا یکون کفرا لأنه اعتقد أن رسول الله صلی الله علیه وسلم یعلم الغیب، وهو ما کان یعلم الغیب حین کان في الأحیاء فکیف بعد الموت؟ الخ.“ [1]

یعنی جس آدمی نے گواہوں کے بغیر شادی کی اور کہا کہ ہم نے اللہ و رسول کو اس شادی کا گواہ بنا رکھا ہے، تو تمام احناف مطلقاً اس بات کو متفقہ طور پر کفر قرار دیتے ہیں، کیونکہ اس شخص نے یہ عقیدہ قائم کر لیا کہ رسول اللہ ﷺ عالم الغیب ہیں، حالانکہ آپ ﷺ جب دنیا میں زندہ و باحیات تھے، تب بھی عالم الغیب نہیں تھے، پھر موت و وفات کے بعد آپ کا عالم الغیب ہونا کیونکر ممکن ہے؟ یعنی کہ وفات نبوی کے بعد تو آپ ﷺ کا عالم الغیب ہونا بعید سے بھی بعید تر اور محال سے بھی محال تر ہے۔

ناظرین کرام ملاحظہ فرمائیں کہ ۵۹۲ھ میں فوت ہونے والے امام قاضی خاں کسی حنفی یا غیر حنفی عالم کو مستثنیٰ کیے بغیر علی الاطلاق یہ صراحت فرما رہے ہیں کہ تمام کے تمام اہل فقہ و فتویٰ و جمیع اہل علم رسول ﷺ کو عالم الغیب قرار دینے والے پر فتویٰ کفر عائد کرتے ہیں اور یہ معلوم ہے کہ موصوف قاضی خاں کے بعد نویں صدی ہجری میں حنفی امام ابن الہمام نے بھی اسی بات کی صراحت کی ہے کہ تمام کے تمام علمائے احناف رسول ﷺ کو عالم الغیب کہنے والے پر فتویٰ کفر عائد کرنے میں متفق ہیں اور یہی بات تمام شارحین کتاب ابن الہمام بھی کہنے پر متفق ہیں اور یہی بات گیارہویں صدی کے ملا علی قاری نے بھی نقل کی ہے اور موصوف نے اس سلسلے میں کسی قسم کا کوئی اختلاف کسی حنفی یا غیر حنفی فقیہ و مفتی و عالم سے نہیں نقل کیا۔

[1] فتاویٰ قاضی خاں، کتاب السیر مطبوعہ نولکشور لکھنؤ (٤/ ٤٦٨)

غیب نبوی اور پیرانِ پیر شیخ عبدالقادر جیلانی:

اوپر ذکر کردہ علمائے احناف جیسے سیکڑوں نہیں ہزاروں حنفی اہل قلم پر بریلوی نقطۂ نظر سے بریلویوں کے پیرانِ پیر شیخ عبدالقادر جیلانی (مولود ۴۷۱ھ و متوفی ۵۶۱ھ) کا فرمان بھاری ہے، جن کی ہر سال گیارہویں شریف بریلوی لوگ بہت دھوم دھام سے مناتے اور انہیں مشکل کشا و فریادرس مان کر مشرکوں کی طرح حاجت روائی کے لیے پکارتے ہیں۔ شیخ عبدالقادر جیلانی کا یہ ارشاد "مرآۃ الحقیقه" نامی کتاب میں منقول ہے:

"من يعتقد أن النبي صلى الله عليه وسلم يعلم الغيب فهو كافر لأن علم الغيب صفة من صفات الله." (مرآة الحقيقة مطبوعه مصر: ۱۸)

بریلویوں کے غوث اعظم و فریادرس و حاجت روا شیخ جیلانی کا یہ قول علماء اہل حدیث اپنی کتابوں میں الشاہد کی تصنیف سے بہت پہلے بریلویوں کے عقائد باطلہ کی تکذیب کے لیے نقل کر چکے تھے، خصوصاً بریلوی کتاب "أطيب البيان" از مولوی نعیم الدین مراد آبادی سرخیل بریلویت کے رد میں اکمل البیان لکھنے والے سلفی عالم، مگر بریلویت کی جڑ مارو سر توڑ شیخ جیلانی والی مذکورہ بات پر اکمل البیان اور اس جیسی کتب سلفیہ کا کوئی جواب دنیائے بریلویت سے کچھ نہ بن پڑا اور بریلوی لوگ عاجز و ساکت رہنے کے باوجود بڑے پیر کی گیارہویں شریف اور اللہ کے علاوہ غیروں کو عالم الغیب و حاضر و ناظر قرار دینے میں سرگرم ہیں اور کیوں نہ ہوں، جو لوگ فرمان نبوی کے مطابق باطل پرست امم سابقہ و اقوام ماضیہ کے نقوش پر چلتے ہوئے: ﴿ نَبَذَ فَرِيقٌ مِّنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَٰبَ كِتَٰبَ اللَّهِ وَرَآءَ ظُهُورِهِمْ كَأَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴾ [البقرة: ۱۰۱] کے مصداق ہوں، جس کے سبب ان پر قرآنی آیات و احادیث نبویہ کا بھی کوئی اثر نہ ہوتا ہو، وہ اپنے پیر دست گیر اور اپنے قابل تقلید قرار دیے ہوئے اہل علم کی تحریروں سے کیوں کر عبرت پذیر اور نصیحت گیر ہو سکتے ہیں؟

اکمل البیان میں بریلویت کے قائدین کے ممدوح مشائخ کے فتاویٰ بھی اسی معنی و مفہوم کے منقول ہیں، مگر کیا مجال کہ نشہ بریلویت اتر جائے یا خفیف اور ہلکا ہو جائے۔

غیب نبوی اور قاضی شہاب الدین دولت آبادی:

مذکورہ بالا تفصیل سے ظاہر ہے کہ بریلوی مذہب کی تدوین و تخلیق سے پہلے عام علمائے احناف و غیر احناف غیر اللہ میں سے کسی نبی و رسول یا غیر نبی و رسول کو عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہونے کے عقیدہ کو کفر قرار دینے پر متفق ہیں، مگر اس سلسلے میں خطیب الاسلام مولانا جھنڈانگری رحمہ اللہ نے علمائے احناف میں سے کئی

حضرات کے جو اقوال نقل کیے ہوئے تھے، ان میں سے نویں صدی کے ایک مشہور و معروف حنفی فقیہہ و عالم قاضی شہاب الدین بن شمس الدین بن عمر زاولی دولت آبادی دہلوی (متوفی ۸۴۹ء) کا بھی مندرجہ ذیل قول تھا:

"وما يفعله الجهال على رأس كل حول وشهر ربيع الأول ليس بشيء، ويقومون عند ذكر مولده صلى الله عليه وسلم، ويزعمون أن روحه يجيء و حاضر، فزعمهم باطل، وهذا الاعتقاد شرك."[1]

یعنی ہر سال کے شروع اور ماہ ربیع الاول میں جاہل لوگ جو میلاد نبوی کے نام پر اختراعی رسوم انجام دیتے ہیں، ان کی کوئی شرعی حیثیت نہیں، یعنی کہ وہ اختراع کردہ رسوم ہیں، ان رسوم میں سے ایک چیز یہ ہے کہ ولادت نبوی کے ذکر کے موقع پر یہ جاہل لوگ قیام کرتے ہیں اور یہ وہم باطل رکھتے ہیں کہ روح نبوی محفل میلاد میں حاضر و ناظر ہوتی اور آتی جاتی ہیں، ان جاہلوں کا یہ اعتقاد باطل ہے اور ان کا یہ عقیدہ شرک ہے۔

بریلوی بحر العلوم نے اپنے قدیم و جدید الشاہد میں سے کسی میں قاضی شہاب الدین دولت آبادی کے اس فرمان کا ذکر تک نہیں کیا، اس کا جواب تو ان کی استطاعت سے بہر حال بہت دور کی بات ہے۔ قاضی دولت آبادی موصوف اپنے معاصرین میں احناف کی نظر میں علم و فضل و تقویٰ و احتیاط پسندی میں بہت فائق تھے، جس کا اندازہ "سبحة المرجان في آثار هندوستان" (ص: ۳۹) اور نزہۃ الخواطر کی عبارتوں سے ہوتا ہے۔ قاضی دولت آبادی کی اس بریلویت شکن عبارت پر بریلوی بحر العلوم کا دھیان نہ دینا بھی عجوبہ ہے، اس عبارت میں رسول اللہ ﷺ کے حاضر و ناظر و عالم الغیب ہونے اور محافل میلاد رچانے کی بریلوی رسوم کو واضح طور پر جہالت والا کام اور شرک قرار دیا گیا ہے اور بریلویوں کو جاہل اور مزاعم باطلہ و عقائد شرکیہ کا حامل بتلایا گیا ہے، معلوم ہوا کہ بقول قاضی صاحب موصوف بریلوی بحر العلوم سمیت سارے بریلوی لوگ جاہل اور مزاعم فاسدہ و عقائد شرکیہ کے حامل ہیں۔ موصوف قاضی صاحب کا یہ فتوی عدالتی فیصلے کی بھی حیثیت رکھتا ہے، کیونکہ موصوف ہندوستان کی اسلامی عدالت کے قاضی و جج بھی تھے۔

غیب نبوی اور حنفی کتاب تحفۃ القضاۃ:

شیخ شہاب الدین والی عبارت مذکورہ اور اس کے پہلے والی عبارات منقولہ معنوی طور پر تحفۃ القضاۃ نامی حنفی کتاب میں بھی موجود ہے، ملاحظہ ہو:

---

[1] تردید حاضر و ناظر (ص: ۸۶) بحوالہ مجموعۃ الفتاویٰ للقاضی شہاب الدین دولت آبادی (۱/ ۲۷) و فتاویٰ نذیریہ جلد اول.

"یزعمون أن روحه یجيء و حاضر، فزعمهم باطل، بل هذا الاعتقاد شرك، قد منع الأئمة الأربعة مثل هذا." (تردید حاضر و ناظر، ص:۱۰۱، بحوالہ تحفۃ القضاۃ)

یعنی جاہل لوگ اس خیال باطل میں مبتلا ہیں کہ محافل میلاد میں روح نبوی آتی اور حاضر رہتی ہے، ان جاہلوں کا یہ عقیدہ باطل و شرک ہے، اس سے ائمہ اربعہ نے روکا اور منع کیا ہے۔

بعینہٖ یہی عبارت قاضی شہاب الدین دولت آبادی کی کتاب مجموعۃ الفتاویٰ میں موجود ہے، جس کے صفحہ و جلد کا حوالہ خطیب الاسلام مولانا جھنڈا نگری نے تردید حاضر و ناظر (ص:۸۶) میں دے رکھا ہے، اس کے باوجود بریلوی بحر العلوم کو شکایت ہے کہ اس عبارت کا حوالہ مولانا جھنڈا نگری نے صفحہ و جلد کی قید کے ساتھ نہیں دیا ہے۔ (الشاہد قدیم:۴۲ و الشاہد جدید:۴۸، ۴۹)

حالانکہ اس بریلوی حیلہ سازی و چال بازی کا جواب ہم نے تصحیح العقائد (ص: ۲۵ تا ۲۸) میں دے دیا تھا کہ جب شرح فقہ اکبر للملا علی قاری و فتاویٰ فرنگی محلی (۱/ ۵ و ۲۸) میں معنوی طور پر علی الاطلاق یہی بات تمام احناف اور حنفی مذہب کی بات کہی گئی ہے، تو کسی حنفی کتاب کے صفحہ و جلد کا حوالہ چھوٹ جانے سے اصل معاملہ پر کیا اثر پڑسکتا ہے؟ مگر بریلوی طرز گفتار اور بریلوی حیلہ سازی الشاہد کے جدید ایڈیشن میں بھی برقرار رکھی گئی۔ (الشاہد جدید، ص:۴۹)

غیب نبوی اور سلطان العارفین قاضی حمید الدین ناگوری:

خطیب الاسلام مولانا جھنڈا نگری نے آٹھویں صدی کے ہندوستانی حنفی عالم قاضی حمید الدین ناگوری کی عبارت بھی مذکورہ بالا حنفی عبارتوں کے ہم معنی نقل کی ہے، سلطان العارفین قاضی ناگوری موصوف کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

"منهم الذین یدعون الأنبیاء والأولیاء عند الحوائج والمصائب باعتقاد أن أرواحهم حاضرة تسمع النداء، ذلك شرك قبیح وجهل صریح."

(تردید حاضر و ناظر: ۸۷ بحوالہ توشیح از سلطان العارفین قاضی حمید الدین ناگوری)

یعنی زیغ و ضلال میں مبتلا ہوجانے والے کچھ جاہل گنوار لوگ مصائب و حاجات کے وقت انبیاء و اولیاء کو اس عقیدہ کے تحت پکارتے ہیں کہ ان کی روحیں حاضر و ناظر ہیں اور ان کی پکار سنتی ہے، ان جاہلوں کا یہ عقیدہ شرک قبیح اور جہل صریح ہے۔

سلطان العارفین قاضی حمید الدین والی اس عبارت کا بھی بریلوی بحرالعلوم نے مذکورہ بالا بریلوی حیلہ سازی والا جواب دیا ہے، جس کا باطل وفاسد ہونا بہت ظاہر ہے۔

غیب نبوی اور ملاحسین خباز کشمیری حنفی:

خطیب الاسلام مولانا جھنڈانگری نے مذکورہ بالا بات معنوی طور پر ملاحسین خباز کشمیری حنفی کی کتاب مفتاح القلوب کے حوالہ سے نقل کی، جس کے الفاظ درج ذیل ہیں:

”و از کلمات کفراست ندا کردن اموات غائباں رابگماں آں که حاضرا ند مثل یا رسول اللہ و یا عبدالقادر و مانند آں.“

(تردید حاضر و ناظر، ص:۸۶ بحوالہ مفتاح القلوب از ملاحسین خباز)

یعنی حاضر و ناظر سمجھ کر مرے ہوئے غیر موجود و غائب اشخاص کو پکارنا بھی کلمات کفر میں سے ہے، مثلاً یا رسول اللہ و یا شیخ عبدالقادر جیلانی۔

اپنی بریلوی عادت کے مطابق مولانا جھنڈانگری کی نقل کردہ عبارت مذکورہ کے اس جواب پر اکتفا کیا کہ:

”ملاحسین خباز اور ان کی کتاب مفتاح القلوب دونوں غیر معروف ہیں۔“

(الشاہد قدیم، ص:۴۲ والشاہد جدید، ص:۴۹)

”حالانکہ موصوف خباز کی بابت نزہۃ الخواطر میں مذکور ہے:

”ملا حسین الخباز الکشمیري الشیخ الصالح الفقیه أحد المعروفین بالفضل والصلاح ولد و نشأ بکشمیر وتوفی ۱۰۵۰ھ بکشمیر“

(نزهة الخواطر: ۵/ ۱۳۷، ۱۳۸)

یعنی موصوف ملا خباز فقیہہ و صالح شیخ ہیں، فضل و صلاح میں معروف ہیں، موصوف کی ولادت اور نشو و نما کشمیر میں ہوئی اور کشمیر ہی میں موصوف ۱۰۵۰ھ میں فوت ہوئے۔

بریلوی بحرالعلوم کی جہالت اور حیلہ سازی و مکاری کا بخوبی پتہ لگتا ہے۔ اس عبارت میں بھی سابقہ حنفی عبارتوں کی طرح غیراللہ میں سے کسی نبی و رسول اور غیر نبی و رسول کو عالم الغیب و حاضر و ناظر کے عقیدہ کو کفر کہا گیا ہے اور یا رسول اللہ اور یا عبدالقادر کے نعرہ کو بھی کفر کہا گیا ہے اور یہ معلوم ہے کہ بریلویوں کے امتیازی اوصاف میں سے نعرۂ رسالت میں اجتماعی و انفرادی طور پر ”یا رسول اللہ“ اور ”نعرۂ غوثیت“ میں ”یا عبدالقادر“ کے فلک شگاف نعرے لگائے جاتے ہیں۔

ان حنفی عبارتوں میں متعدد سابقہ عبارتوں کی طرح رسول و نبی کو فوت شدہ و مردہ قرار دیا گیا ہے، جب کہ نبی و رسول کے دنیاوی زندگی والی حیات کے ساتھ زندہ رہنے کا عقیدہ رکھنا بریلویوں کا طرۂ امتیاز ہے۔

واضح رہے کہ بریلوی شریعت کی تدوین و تخلیق سے پہلے جس عقیدہ و نظریہ کو احناف بشمول پوری امت کفر اور زیغ و ضلال اور جہل قرار دینے پر متفق تھی، وہی عقیدہ اب بریلوی شریعت کا طرۂ امتیاز بنا ہوا ہے۔

غیب نبوی اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی (متوفی ۱۲۱۳ھ):

قاضی ثناء اللہ پانی پتی، جو بقول شاہ عبدالعزیز دہلوی بیہقی وقت تھے، اپنی کتاب مالا بدمنہ میں فرماتے ہیں:

''اگر بدون شہود نکاح کرد و گفت کہ خدا اور رسول خدارا گواہ کردم یا فرشتہ را گواہ کردم کافر شود'' [1]

''اگر کسی نے انسانوں کو گواہ بنائے بغیر نکاح کیا اور کہا خدا و رسول و فرشتہ کو میں نے اس شادی کا گواہ بنایا ہے تو وہ کافر ہو جائے گا۔''

حاشیہ مالا بدمنہ میں قاضی موصوف نے صراحت کی ہے کہ اس پر کفر کا حکم اس لیے لگایا گیا ہے کہ اس نے اللہ کے علاوہ رسول و نبی و فرشتہ کو عالم الغیب اور حاضر و ناظر قرار دیا۔[2]

یہ بات اہل نظر پر مخفی نہیں کہ قاضی صاحب موصوف نے اس عبارت میں وہی بات کہی ہے جسے کہنے پر عام احناف متفق ہیں، قاضی صاحب نے معنوی طور پر اپنی یہ بات اپنی کتاب ارشاد الطالبین (ص: ۱۸) تفسیر مظہری کے متعدد مقامات پر بھی کہی ہے۔

پہلی تنبیہ بلیغ:

اہل اسلام کے لیے شرعی امور میں صرف کتاب و سنت و اجماع امت حجت ہیں، جس چیز کو قیاس شرعی کہا جاتا ہے اس کا حجت ہونا مختلف فیہ ہے، تفصیل کتب اصول فقہ خصوصاً احکام الاحکام لابن حزم میں ملاحظہ ہو، پہلی بات احناف بھی متفق اللسان ہو کر کہتے ہیں، خطیب الاسلام نے یہی بات بحوالہ مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی کہی ہے اور نصوص سے بھی اسے مدلل کیا ہے۔ (تردید حاضر و ناظر، ص: ۸۷، ۸۸)

ظاہر ہے کہ نصوص شرعیہ و اجماع امت کے خلاف افراد امت میں سے کسی کا قول بھی حجت نہیں، نہ معرض استدلال میں اسے پیش کرنا مناسب ہے، البتہ تقلید پرستی کے مدعی بریلوی لوگ چونکہ اپنے آپ کو حنفی

---

[1] مالا بدمنہ مطبوعہ تیج کمار پریس لکھنؤ ۱۹۵۶ء (ص: ۱۳۰، ۱۳۱)

[2] مالا بدمنہ مطبوع قیومی کانپور (ص: ۱۷۹) تردید حاضر و ناظر (ص: ۱۰۵)

المذہب کہا کرتے ہیں، اس لیے حنفی مذہب کی تصریحات ان بریلوی لوگوں کے خلاف حجت قائم کرنے کے لیے عام اہل اسلام کی طرح مولانا جھنڈانگری نے بھی تردید حاضر و ناظر میں نقل کی ہے۔ ۲۳ تا ۲۶ اکتوبر ۱۹۷۸ء مطابق ۲۰ تا ۲۳ ذی قعدۃ الحرام ۱۳۹۸ھ میں فرقہ بریلویہ اور اہل حدیث کے درمیان ہونے والے تاریخی مناظرہ بجرڈیہہ بنارس کے موقع پر فرقہ بریلویہ نے طے شدہ شرائط میں تحریری طور پر تسلیم کیا ہے کہ فریقین کی طرف سے دلیل صرف قرآن و احادیث صحیحہ وحسان مرفوعہ ثابتہ و اجماع امت اور ایسے قیاس شرعی سے دینی ہوگی جو قیاس اوپر کی تینوں چیزوں سے ٹکراتا نہ ہو، احادیث میں مرفوع حکمی جو اقوال صحابہ غیر اجتہادیہ ہوتی ہیں، حجت ہوں گی، ضعیف اور غیر متقبول روایات پیش کرنے کا کسی کو حق نہ ہوگا، اہل سنت و جماعت (بریلوی فرقہ) پر معتبر کتب احناف، مثلاً: ہدایہ، شرح وقایہ، بحرالرائق، کنز الدقائق، درمختار، ردمحتار، فتاویٰ عالمگیری، فتاویٰ بزازیہ، فتاویٰ تاتارخانیہ وغیرہ کے اقوال راجحہ مفتی بہ حجت ہوں گے، اہل حدیث کے خلاف حجت صرف قرآن مجید احادیث صحیحہ، حسنہ مرفوعہ ثابتہ، اجماع امت و قیاس شرعی حسب تشریحات بالا سے قائم کی جاسکتی ہے، کسی بھی اہل حدیث عالم کا قول ان کے خلاف بطور حجت پیش نہیں کیا جاسکتا اور نہ اس کی بنا پر جماعت اہل حدیث پر کوئی حکم لگایا جاسکتا ہے۔

(روداد مناظرہ بجرڈیہہ، مطبوع فوٹو آفسیٹ پریس کلکتہ دسمبر ۱۹۷۹ء، ص: ۱۲، ۱۳)

اس مناظرہ میں بریلوی فرقہ کے بحرالعلوم مفتی علامہ عبدالمنان مصنف الشاہد بھی موجود تھے، جس کے دس سال بعد موصوف کی کتاب الشاہد جدید شائع ہوئی ہے، مگر موصوف نے عام بریلویوں کی عادت معروفہ کے مطابق طے شدہ شرائط کا کوئی پاس ولحاظ نہیں رکھا۔

دوسری تنبیہ بلیغ:

ہم یہ عرض کر چکے ہیں کہ نصوص کتاب وسنت کے مطابق ایک طویل زمانہ تک زیرنظر مسئلہ پر امت مسلمہ کے ان تمام افراد کا اجماع رہا، جن کے اتفاق کو شرعی اصطلاح میں اجماع امت کہا جاتا ہے، حتی کہ حنفی المذہب اہل علم بھی اس سے متفق رہے، اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اجماع کے معاملہ میں جن جاہلوں اور بدعت پرست غالی زیغ و ضلال والوں کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا وہ اپنی جہالت و غباوت اور زیغ و ضلال و شرارت کی بنیاد پر نصوص شرعیہ سے مستفاد ہونے والے اس اجماعی موقف سے انفرادی طور پر ایک زمانہ تک بطریق دجل و تلبیس یا بوجہ جہل وحماقت اختلاف و انحراف رکھنے والے رونما نہیں ہوئے، پھر بعد میں اس

طرح کے جاہلوں اور غبی و احمق یا شریر و گمراہ اہل بدعت نے رفتار زمانہ کے ساتھ بتدریج ایک مستقل فرقہ کی حیثیت اختیار کر کے شریعت اسلامی کے خلاف ایک باقاعدہ منظم خود ساختہ شریعت ایجاد کر کے اپنا نام اہل سنت و جماعت نہ رکھ لیا ہو، کیونکہ ہم عرض کر آئے ہیں کہ نبوی پیش گوئی کے مطابق ایسے کذابین و دجاجلہ کا ظہور ضروری تھا، جو اختراعی طور پر ایسی خانہ ساز باتوں کو ایجاد کر کے انہیں دین و شریعت بنا لیں گے، جن سے اہل اسلام آشنا اور واقف نہیں، یہ کذابین و اہل بدعت اپنے سے پہلے اسلام سے منحرف ہو جانے والی قوموں کے نقش قدم پر گامزن ہوں گے۔

نیز ہم بیان کر آئے ہیں کہ متعدد حنفی المذہب اہل علم نے صراحت کر رکھی ہے کہ جہل قبیح اور شرک و کفر میں مبتلا ہو جانے والے کچھ جہال و اصحاب زیغ و ضلال نصوص شرعیہ کے خلاف اس طرح کا نظریہ و مزعومہ عقیدہ رکھنے لگے ہیں کہ اللہ کے علاوہ بھی نبی و رسول یا غیر نبی و رسول عالم الغیب و حاضر و ناظر ہوا کرتے ہیں، ظاہر ہے کہ اپنی جہالت و غباوت یا شیطنت و شرارت کے سبب نصوص شرعیہ کی تصریحات کے خلاف جس بات کے کہنے پر حنفی المذہب اہل علم کفر و شرک کا فتویٰ دے چکے ہوں اس بات کے قائل جہل و ضلال والے لوگوں کا نصوص شرعیہ سے منحرف ہو جانا اجماع امت پر اثر انداز نہیں ہو سکتا، اس طرح کے جہل اور زیغ و ضلال والے لوگ اگر اواخر زمانہ میں کثیر افراد پر مشتمل کسی بڑے فرقہ کی صورت بھی اختیار کر لیں اور اپنی خود ساختہ طور پر تدوین و تخلیق کردہ شریعت ہی کو اصل دین و ایمان قرار دے لیں، تو اس سے اصل معاملہ بدل نہیں سکتا، اس طرح کے لوگ اگر اپنے اختراعی عقیدہ و نظریہ کی حمایت میں باہم متفق و متحد ہو کر نصوص شرعیہ کے وہ معانی و مطالب بیان کرنے لگیں، جن سے اہل اسلام آشنا و واقف نہیں تو ان کی اس پالیسی سے اصل حقیقت چھپ نہیں سکتی۔

ہم عرض کر آئے ہیں کہ عہد نبوی ہی میں نبی ﷺ کے سامنے ناواقفیت کے باعث انجانے میں کچھ بچیوں نے آپ ﷺ کو عالم الغیب اور حاضر و ناظر کہہ ڈالا تھا، جس سے آپ ﷺ نے فوراً منع کر کے صراحت کر دی کہ اللہ کے علاوہ کوئی بھی عالم الغیب اور حاضر و ناظر نہیں، جب عہد نبوی میں اس طرح کی بات کا وجود پایا جاتا تھا تو بعد والے زمانوں میں جہالت و نادانی کے باعث اس طرح کی بات کہنے والوں کا پایا جانا اور بھی زیادہ غیر مستبعد ہے، اس طرح کی بات جہالت و نادانی کے باعث کہنے والوں پر شریعت نے نکیر و تنبیہ کی مگر ان پر کفر کا فتویٰ نہیں لگایا، اسی طرح اس طرح کی بات بر بنائے جہالت و ناواقفیت کہنے

والوں پر حنفی اہل علم نے اگرچہ فتویٰ کفر نہیں لگایا، مگر از راہ زیغ و ضلال اور بطریق شیطنت و شرارت کہنے والوں پر فتویٰ کفر و شرک لگایا ہے، جیسا کہ تفصیل آگے آرہی ہے۔ جہالت و ناواقفیت کے سبب یہ کفریہ بات کہنے والوں پر اصول مذکورہ کے مطابق جب حنفی المذہب اہل علم نے فتویٰ کفر لگانے سے احتراز و احتیار برتا، ان کی اس احتیاط پسندی کو فرقہ بریلویہ کے قائدین وزعماء نے اس بات کی دلیل بنالیا کہ حنفی المذہب اہل علم نے جہل وضلال پر مبنی و مشتمل اس بات کو نہ صرف یہ کہ جائز و مباح کہا ہے، بلکہ حنفی مذہب میں عقیدہ مذکورہ کا رکھنا دین و ایمان میں داخل ہے، جسے ماننا کار فضیلت اور فرض نہیں تو حنفی اصطلاح کے مطابق واجب یا سنت مؤکدہ یا سنت غیر مؤکدہ و مستحب ضرور ہے، ظاہر ہے کہ یہ اس فرقہ کی بھاری تلبیس کاری ہے، ناظرین کرام ہماری ان باتوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے آنے والے مباحث کا مطالعہ کریں۔

غیب نبوی اور فتاویٰ تاتارخانیہ:

اس تفصیل کا حاصل یہ ہے کہ مذہب حنفی کی ترجمانی کرنے والی ساری کی ساری کتابیں یہ بیان کرنے پر متفق ہیں کہ حنفی مذہب اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی نبی و رسول کو عالم الغیب اور حاضر و ناظر کہنے اور ماننے کا روادار نہیں، بلکہ وہ اس عقیدہ کو کفر و حرام کہتا ہے، لہٰذا اپنے آپ کو حنفی مذہب کی طرف منسوب کرنے والے کسی شخص نے اگر حنفی مذہب کے اس موقف کے خلاف تاویل و تحریف کے زور اور بل بوتے پر کوئی دوسرا موقف اختیار کیا ہے، تو حنفی مذہب والوں نے نہ صرف یہ کہ اپنے آپ کو جعلی طور پر حنفی کہنے والے اس شخص کی بات کو رد کر دیا ہے، بلکہ ایسے جعلی حنفی کو انہوں نے متفق اللسان ہو کر دائرہ حنفیت ہی نہیں بلکہ دائرہ اسلام سے خارج قرار دے دیا ہے، ایسے شخص پر فتویٰ کفر لگانے سے احتیاط کرنے والے بعض لوگوں کی باتوں کا حاصل بہر حال یہ ہے کہ موقف مذکور فی الحقیقت اگرچہ کفر ہے، مگر ایسا موقف رکھنے والے پر کفر کا فتویٰ عائد کرنے میں احتیاط کرنی چاہیے، ہم نے اس بات کی وضاحت اپنی کتاب تصحیح العقائد بإبطال شواهد الشاهد (ص: ۲۶ تا ۲۸) میں کردی تھی، مگر جس شخص پر بریلویت کے نشہ اور بریلویت کے بھوت کا غلبہ ہوتا ہے، وہ انکار حقائق کا ایسا عادی وخوگر ہو جاتا ہے کہ اعتراف حقائق کے لیے کبھی بھی تیار نہیں ہوتا۔ إلا أن يشاء الله.

چنانچہ وضاحت کے باوجود بریلوی بحر العلوم مفتی علامہ عبدالمنان نے انکار حقائق والی اپنی مہم جاری رکھتے ہوئے الشاہد کے جدید ایڈیشن میں اپنے موقف کی تائید میں اپنے پرانے خود ساختہ اکاذیب کو برقرار رکھتے ہوئے بہت سارے اکاذیب کا اضافہ کر دیا اور لغو و لا یعنی تحریر بازی میں زیادہ سرگرمی دکھلائی، جس کا

تحقیقی جائزہ ہماری اس زیر نظر کتاب میں لیا گیا ہے۔

فتاویٰ عالم گیریہ کی تدوین وترتیب سے پہلے علامہ ابن العلاء انصاری اندر پتی دہلوی (متوفی ۷۸۶ھ) کی مرتب کردہ فتاویٰ کی ایک مشہور ومعروف کتاب "التاتار خانیه" ہے جس میں حسب ذیل صراحت ہے:

"رجل تزوج امرأة بشهادة الله ورسوله لا يجوز، وعن الشيخ أبي القاسم الصغار أنه يكفر من فعل هذا لأنه اعتقد أن رسول الله صلى الله عليه وسلم عالم الغيب، وفي الحجة: ذكر في الملتقط أنه لا يكفر لأن الأشياء تعرض على روح النبي صلى الله عليه وسلم، وأن الرسل يعرفون بعض الغيب، قال الله تعالىٰ ﴿عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا﴾ الآية"[1]

یعنی جس آدمی نے اللہ ورسول کو گواہ وشاہد بنا کر شادی کی تو وہ شادی ناجائز ہے اور شیخ ابو القاسم صغار سے منقول ہے کہ جس نے ایسا کیا اسے کافر قرار دیا جائے گا، کیونکہ اس نے یہ عقیدہ اختیار کیا کہ رسول اللہ ﷺ عالم الغیب ہیں اور کتاب الحجہ میں مرقوم ہے کہ کتاب الملتقط میں مذکور ہے کہ اس طرح کی شادی کرنے والے کو کافر نہیں قرار دیا جائے گا، کیونکہ روح نبوی پر اشیاء پیش کی جاتی ہیں اور سارے رسول بعض غیب سے واقف ہوتے ہیں، جیسا کہ ﴿عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا﴾ والی آیت سے ظاہر ہے۔

تاتارخانیہ کی اس عبارت کے جزو اول میں وہی بات کہی گئی ہے جو فتاویٰ عالم گیریہ اور عام کتب فتاویٰ میں علی الاطلاق مرقوم ہے، پھر اس کے بعد والے جزو میں کتاب الحجہ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ ملتقط نامی کتاب میں مذکور ہے کہ اس طرح کی شادی کرنے والے پر فتویٰ کفر اس لیے نہیں لگایا جائے گا کہ روح نبوی پر اشیاء پیش کی جاتی ہیں اور رسول لوگ بعض غیب سے واقف ہوتے ہیں، تاتارخانیہ کی عبارت کے اس جزو میں مذکور شدہ بات کا قائل ظاہر نہیں کیا گیا کہ وہ کون ہے، جس نے اس طرح کی شادی کرنے والے پر فتویٰ کفر نہ لگائے جانے کی بات اس بنیاد پر کہی کہ روح نبوی پر اشیاء کی پیشی ہوتی ہے اور سارے رسول تھوڑا سا علم غیب رکھتے ہیں، چونکہ اس قول کا قائل نامعلوم ہے کہ وہ قابل التفات و لائق اعتنا ہے یا نہیں اور اس مجہول شخص کی بات نصوص قرآنیہ اور تصریحات علماء حنفیہ کے خلاف بھی ہے اور محض روح نبوی پر اشیاء کی پیشی اور رسولوں کی بعض غیب کی معرفت اس کو مستلزم نہیں کہ رسول عالم الغیب ہوں گے، کیونکہ روح نبوی پر

---

[1] فتاویٰ تاتارخانیه: كتاب النكاح، باب الشهادة في النكاح، مطبوع دائرة المعارف حیدر آباد (۲/ ۶۱۰)

پیش ہونے والی اشیاء اور رسولوں کو معلوم ہونے والی بعض غیبی باتیں ہماری ذکر کردہ تفصیل کے مطابق کالعدم ہونے کے سبب اس لائق نہیں کہ ان کے سبب آپ کو اور سارے رسولوں کو عالم الغیب کہنا جائز ہو جائے، جب کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اعلان کرنے کا حکم دیا کہ ہم عالم الغیب نہیں ہیں، جن بعض امورِ غیب کا علم رکھنے کے باوجود اللہ نے رسولوں کے ان بعض امورِ غیب کے علم کو کالعدم قرار دے کر انہیں عالم الغیب کہنا ممنوع قرار دیا، ان کی بنیاد پر کسی مجہول و غیر معروف یا معروف ہی آدمی کا یہ کہنا کہ رسول کو عالم الغیب کہنے والے کی تکفیر نہیں کی جائے گی، اس لیے نبی و رسول عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہو گئے، ایک عجوبہ قسم کا استدلال ہے، نیز یہ کہا جا چکا ہے کہ اس بات سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس نے اگر قول مذکور کے قائل پر فتویٰ کفر عائد کرنے سے احتراز و احتیاط سے کام لیا تو اس احتیاط کی بنا پر شخص مذکور کی بات فی الواقع کلمہ کفر نہیں، نہ یہ لازم آتا ہے کہ اس بات کا کہنا جائز و مباح بلکہ مسنون و مستحب یا سنت مؤکدہ یا سنت غیر مؤکدہ اور کارِ فضیلت ہے۔

ہم عرض کر آئے ہیں کہ روحِ نبوی پر اعمالِ امت پیش کیے جانے والی روایت موضوع و مکذوب ہونے کے ساتھ نصوصِ شرعیہ کے معارض بھی ہے، لہٰذا اسے کسی خانہ زاد و خانہ ساز مبتدعانہ نظریہ کے لیے دلیل قرار دے لینا بذاتِ خود جرمِ عظیم و ارتکابِ حرام ہے، ہم نے تصحیح العقائد (ص: ۱۰۵) میں اس روایت کا ساقط الاعتبار ہونا بیان کیا تھا اور بریلوی بحر العلوم سمیت پورے فرقہ بریلویہ کو چیلنج کرتے ہوئے اسے موضوع و ساقط الاعتبار بتلا کر مطالبہ کیا تھا کہ فرقہ بریلویہ اس کی سند پیش کر کے اسے صحیح و قابلِ استدلال ثابت کرے، مگر "لا حياة لمن تنادي" کے مصداق بریلوی بحر العلوم اپنے فرقہ بریلویہ سمیت ہماری بات کے جواب سے عاجز و ساکت رہے، اس کے باوجود بھی اپنی بریلوی پالیسی یعنی جعل سازی و تلبیس کاری پر قائم ہی نہیں رہے بلکہ اس میں مزید در مزید ترقی و پیش رفت کی، نصوصِ شرعیہ کے معارض و مخالف جس خانہ ساز روایت کو ایجاد کر کے دینِ اسلام میں شامل کر لیا گیا ہو اسے دلیل بنانے والے کس طرح دیانت دار اور امانت شعار ہو سکتے ہیں؟ پھر اس خانہ زاد روایت سے بھی صرف بعض علومِ غیب پر آپ ﷺ کو مطلع کیے جانے کا ثبوت فراہم کیا جا سکتا ہے نہ کہ اعمالِ امت کے علاوہ دوسرے تمام امورِ غیب پر آپ ﷺ کے حاضر و ناظر اور عالم الغیب ہونے پر استدلال ہو سکتا ہے اور بعض امورِ غیب پر آپ ﷺ کا یا کسی کا مطلع کیا جانا اس بات کی دلیل ہرگز ہرگز نہیں کہ آپ ﷺ مطلقاً عالم الغیب اور حاضر و ناظر تھے، کیونکہ بعض امورِ غیب سے آپ ﷺ

کو اور دوسرے نبیوں کو مطلع کرنے کے باوجود بھی اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ ہمارے کسی نبی و رسول کو عالم الغیب و حاضر و ناظر نہ کہا جائے، جس کا لازمی مطلب ہے کہ جن بعض امور غیب سے رسول و نبی مطلع کیے گئے ہیں، وہ شریعت کی نظر میں کالعدم ہیں، لہٰذا جن بعض لوگوں نے نبی و رسول کو بعض امور غیب کی اطلاع کی بنا پر نبی و رسول کو عالم الغیب و حاضر و ناظر کہہ دینے والے پر احتیاطاً فتویٰ کفر نہیں لگایا، اسے ان کی احتیاط پسندی تو کہہ سکتے ہیں، حقیقت پسندی ہرگز نہیں کہہ سکتے۔

فتاویٰ تاتارخانیہ میں رسول کو عالم الغیب کہنے پر فتویٰ کفر لگانے کے ساتھ کتاب الحجہ والملتقط کے حوالہ سے جو یہ کہا گیا ہے کہ رسول کو شاہد بنا کر شادی کرنے والے پر کفر کا فتویٰ نہیں لگایا جائے گا، تو اس بات پر فتویٰ کفر نہ لگائے جانے کی وجہ کتاب الحجہ میں بحوالہ الملتقط یہ بتلائی گئی ہے کہ رسول بعض اوقات بعض امور غیب سے چونکہ باخبر کر دیے جاتے ہیں، جیسا کہ روح نبوی پر اعمال امت کی پیشی والی روایت اور قرآنی آیت ﴿عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا﴾ کا مفاد ہے، یعنی الملتقط کی اس عبارت میں رسول کو بعض اوقات صرف بعض امور غیب ہی سے مطلع کیے جانے کا ذکر ہے، جس کی بنیاد پر کلمہ مذکورہ کہنے والے کے ساتھ احتیاط سے کام لیتے ہوئے اس پر فتویٰ کفر نہ لگایا جائے گا، ظاہر ہے کہ جن بعض امور غیب پر رسول کو مطلع کیے جانے کے باوجود اللہ و رسول نے رسول یا غیر رسول کو مطلقاً عالم الغیب اور حاضر و ناظر کہنے سے منع کر دیا ہے، ان کی بنیاد پر اللہ و رسول کی ممانعت کے باوجود رسول کو عالم الغیب و حاضر و ناظر قرار دے دینا اور اس کا عقیدہ رکھنا اور اسے کار فضیلت سمجھنا یا تو صرف جہالت و ناواقفیت کی بنا پر ہو سکتا ہے، جس کی وجہ سے بہر حال فتویٰ کفر نہیں لگے گا۔ (کما مر) یا یہ بات سراسر شیطنت و شرارت، بے راہ روی اور امور شریعت کے ساتھ تلاعب و تمسخر ہے، جس کی اجازت نہ ایجاد بریلویت سے پہلے کسی قابل ذکر و لائق اعتناء و التفات اور معروف حنفی عالم نے دی ہے اور نہ کسی غیر حنفی عالم نے، اور نہ اسلاف کا یہ طریق ہی رہا ہے کہ جس بات سے واضح شرعی ممانعت موجود ہو، اسے بعض بعض اوقات بعض امور غیب سے منجانب اللہ مطلع کر دیے جانے کے سبب عقیدہ و کار فضیلت قرار دے لیا جائے۔

ہم حنفی امام ابن الہمام و ملا علی قاری وغیرہ کی یہ صراحت نقل کر آئے ہیں کہ کبھی کبھار رسول کو بعض علوم غیب سے منجانب اللہ مطلع کیے جانے کا اعتراف کرنے کے باوجود تمام علماء حنفی ماننے اور کہنے پر متفق ہیں کہ رسول یا غیر رسول کو اللہ کے علاوہ عالم الغیب اور حاضر و ناظر کہنا، ماننا اور جاننا کفر اور جرم عظیم ہے، یہی بات

حنفی مذہب کے ظہور سے بہت پہلے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے معنوی طور پر کہتے ہوئے صراحت کی ہے کہ غیر اللہ میں سے کسی کو عالم الغیب و حاضر و ناظر کہنے والے بہت بڑے کذاب و افترا پرداز و بہتان طراز ہیں اور موصوفہ عائشہ کا بیان نصوص کتاب وسنت کے بالکل موافق ہونے کے سبب معنوی طور پر نص شرعی کے درجہ میں ہے۔ نص شرعی کا درجہ رکھنے والے اس فرمان ام المؤمنین سے صحابہ، تابعین واتباع تابعین اور بعد کے قابل ذکر اسلاف میں سے کسی بھی فرد نے اختلاف نہیں کیا تھا، اس لیے اس سے اختلاف کرنے والے لوگ نصوص شرعیہ کے مخالف ہونے کے ساتھ خرق اجماع اور نقض کلمۃ المسلمین کے مرتکب و مجرم ہیں اور یہ معلوم ہے کہ تیرہویں و چودھویں صدی میں وجود پذیر ہونے والے فرقہ بریلویہ والے نصوص شرعیہ و اجماع امت کی مخالفت کرتے ہوئے اللہ کے علاوہ تمام رسولوں و نبیوں اور اولیاء کو عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہونے کا نظریہ وعقیدہ ایجاد کر کے اس فرمان نبوی کے مصداق بنے ہوئے ہیں کہ ایک زمانہ میں کچھ دجال و کذاب قسم کے لوگ ایسی خانہ ساز جھوٹی باتیں اللہ و رسول کی طرف منسوب کریں گے، جن سے پہلے والے اہل اسلام آشنا اور واقف نہیں ہوں گے۔

چونکہ عام نصوص شرعیہ میں اللہ کے علاوہ علی الاطلاق غیروں میں سے ہر ایک کو عالم الغیب اور حاضر و ناظر قرار دینے سے صراحتاً منع کیا گیا ہے، اس لیے تاتارخانیہ میں بحوالہ ملتقط جس آیت قرآنیہ کی بنا پر رسول کو بعض علوم غیب کا اطلاع الٰہی کے ذریعہ واقف کار کہا گیا ہے، اس کی بنا پر رسول کو عالم الغیب بہر حال نہیں قرار دیا جا سکتا اور ہم نے آگے چل کر بیان کیا ہے کہ اس طرح بعض علوم غیب کی اطلاع کو اصطلاحِ شریعت میں غیب ہی نہیں کہا جاتا۔

غیب نبوی اور صاحب ردالمحتار یعنی فتاویٰ شامی:

فتاویٰ تاتارخانیہ والی یہ بات فتاویٰ شامی والے نے من وعن نقل کرتے ہوئے کچھ اپنی باتیں بھی کہی ہیں، ملاحظہ ہو:

"تزوج بشهادة الله ورسوله لم يجز، بل قيل: يكفر، و الله أعلم، لأنه اعتقد أن رسول الله صلى الله عليه وسلم عالم الغيب، قال في التاتارخانيه، وفي الحجة: ذكر في الملتقط أنه لا يكفر لأن الأشياء تعرض على روح النبي صلى الله عليه وسلم، وأن الرسل يعرفون بعض الغيب، قال تعالىٰ: ﴿عٰلِمُ

﴿الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا﴾ الآية. قلت: بل ذكروا في كتب العقائد أن من جملة كرامات الأولياء الاطلاع على بعض المغيبات، وردوا على المعتزلة مستدلين بهذه الآية على نفيها بأن المراد الإظهار بلا واسطة المراد من الرسل الملك أي لا يظهر على غيبه بلا واسطة إلا الملك، أما النبي صلى الله عليه وسلم والأولياء فيظهرهم عليه بواسطة الملك، وقد بسطنا الكلام على هذه المسئلة في رسالتنا المسماة: سل الحسام الهندي لنصرة سيدنا خالد النقشبندي، فراجعها فإن فيها فوائد نفيسة.“ [1]

یعنی جس نے اللہ و رسول کو گواہ بنا کر شادی کی اس کی شادی صحیح نہیں ہوئی، بلکہ کہا گیا ہے کہ اس شادی کرنے والے پر فتویٰ کفر لگایا جائے گا، کیونکہ اس نے آپ ﷺ کے عالم الغیب ہونے کا عقیدہ رکھا ہے، اور تاتارخانیہ میں ہے کہ کتاب الحجہ میں یہ منقول ہے کہ کتاب الملتقط میں مذکور ہے کہ ایسی شادی کرنے والے کو اس لیے کافر نہیں کہا جائے گا کہ اشیاء روح نبوی پر پیش کی جاتی ہیں اور سارے رسول بعض غیب کی معرفت رکھتے ہیں، جیسا کہ آیت مذکورہ سے مستفاد ہوتا ہے۔ مصنف فتاویٰ شامی کہتا ہے کہ کتب عقائد میں لوگوں نے ذکر کر رکھا ہے کہ اولیاء کی منجملہ کرامات میں سے بعض غیبی باتوں کی اطلاع بھی ہے، اسی آیت سے استدلال کرتے ہوئے لوگوں نے معتزلہ کے خلاف حجت قائم کی ہے کہ یہاں اظہار غیب سے مراد بلا واسطہ اظہار غیب ہے اور رسول سے مراد فرشتہ ہے، لہٰذا ہمارے نبی و ولی لوگوں پر بالواسطہ اظہار غیب ہونے کا ثبوت اس آیت سے ملتا ہے، اس موضوع پر ہم نے مفصل گفتگو اپنے رسالہ ”سل الحسام الهندي لنصرة سيدنا خالد النقشبندي“ میں کی ہے، جس کی طرف تم مراجعت کرو، کیونکہ اس میں اچھے افادات ہیں۔

اس عبارت میں فتاویٰ شامی والے ابن عابدین نے اعتراف کیا ہے کہ آپ ﷺ کے عالم الغیب ہونے کا عقیدہ رکھنا کفر ہے، لہٰذا آپ ﷺ کے لیے جن بعض امور غیب کا علم ثابت ہے، ان کی بنیاد پر اگر کسی نے آپ ﷺ کو اور دوسرے رسولوں کو عالم الغیب کہہ دیا تو احتیاطاً اگرچہ اس پر فتویٰ کفر نہیں عائد ہوگا، محض بعض امور غیب کا علم رکھنے کی بنا پر رسول کو عالم الغیب قرار دینا بہرحال صحیح طریق کار نہیں ہے، پھر یہ کہ رسول و نبی اور ولی کو بعض امور غیب کی خبر بالواسطہ اللہ تعالیٰ کے دینے سے ہوا کرتی ہے، جو معجزہ و کرامت ہے، لہٰذا بعض امور غیب سے باخبر ہونے کی بنا پر انہیں عالم الغیب ہونے والے پر اگرچہ احتیاطاً

[1] رد المحتار المعروف بفتاویٰ شامی، کتاب النکاح (۲/ ۲۷۶)

فتویٰ کفر تو نہیں لگے گا، مگر تفصیل مذکور کے مطابق انہیں عالم الغیب کہنا نصوص شرعیہ کے خلاف ہے۔

فتاویٰ شامی والے نے اس سلسلے میں مفصل بحث کے لیے اپنے رسالہ "سل الحسام الهندي لنصرة سيدنا خالد النقشبندي": کا حوالہ دیا ہے، اس کی جملہ عبارتوں اور مشتملات کا حاصل بھی وہی ہے جس کا ذکر ہم اوپر کر آئے ہیں، یعنی اگر چہ بعض لوگ اس طرح کی شادی کرنے والے اور اس طرح کی بات کہنے والے پر احتیاطاً فتویٰ کفر نہیں لگاتے، مگر اس طرح کی بات بہر حال درست اور صحیح نہیں ہے۔

فتاویٰ شامی والے کی اس لمبی چوڑی بات سے بھی یہ نہیں ظاہر ہوسکا کہ بریلوی شریعت کی تخلیق و تدوین سے پہلے حنفی مذہب کا یہ موقف رہا کہ اللہ کے علاوہ رسول و نبی کو عالم الغیب کہنا درست، صحیح اور جائز و مباح ہے، اگر اس بات کا کہنے والا بعض لوگوں کی احتیاط پسندی کے سبب اپنے اوپر فتویٰ کفر عائد ہونے سے بچ گیا تو بہر حال ان بعض لوگوں نے بھی اسے غیر اللہ کو عالم الغیب کہنے کی اجازت نہیں دی ہے، بس فرق یہ ہے کہ معروف حنفی علماء ایسے آدمی پر فتویٰ کفر عائد کرتے ہیں اور صرف بعض لوگ اپنی احتیاط پسندی کی بنا پر اسے کافر قرار دینے سے احتراز کرتے ہیں، ورنہ اس قول وعقیدہ ونظریہ کے غیر صحیح اور غلط ہونے پر دونوں قسم کے لوگ متفق ہیں۔

ابن عابدین شامی نے اپنے رسالہ "سل الحسام الهندی" میں جامع الفصول نامی حنفی کتاب کی یہ بات نقل کی ہے کہ اللہ کے علاوہ کسی رسول وفرشتہ کو عالم الغیب کہنا کفر ہے، پھر اس پر نہ جانے کس مجہول شخص کی طرف سے وارد کیے جانے والے اس اشکال کا ذکر کیا ہے کہ آپ ﷺ بعض امور غیب کی خبر رکھتے ہیں، اس لیے آپ عالم الغیب ہوئے، مگر اس مجہول آدمی کے وارد کردہ اشکال کا جواب موصوف نے یہ دیا کہ جن بعض امور غیب کی اطلاع رسول کو حاصل تھی، وہ بلا اعلام الٰہی حاصل نہیں تھی، جو ایک معجزہ ہے، اس لیے یہ اشکال وارد نہیں ہوتا۔ (سل الحسام الہندی: ۳۱۱، ۳۱۲)

اس عبارت کا حاصل بھی بہر حال وہی ہے جو اوپر مذکور ہوا کہ اللہ کے علاوہ کسی رسول و نبی کو عالم الغیب کہنا صحیح بات نہیں ہے، اولاً اس لیے کہ اس آیت ﴿عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ۝ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ۝ لِّيَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ وَاَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ وَاَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا﴾ [الجن: ۲۶ تا ۲۸] میں استثناء کو منقطع ماننا لازم ہے اور یہ ماننا متعین ہے کہ سورۂ جن کی چھبیسویں آیت کے آخری لفظ "احداً" پر اللہ تعالیٰ کی بات

مکمل ہوگئی ہے اور اس کے بعد والی آیت از سر نو کلمات مستانفہ ہیں، دریں صورت آیت کا مطلب صرف اس قدر ہے کہ اللہ ہی عالم الغیب ہے، کسی دوسرے کو اس نے عالم الغیب نہیں بنایا، اس کے بعد والی ستائیسویں آیت یعنی ﴿إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ فَإِنَّهُ يَسْلُكُ مِنۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ رَصَدًا﴾ کا تعلق اپنے پہلے والی آیت سے بایں معنی نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے علاوہ اپنے کسی رسول مرتضیٰ (پسندیدہ رسول جسے اس نے منتخب و مبعوث کر رکھا ہے) کو علوم غیب سے مطلع کر کے عالم الغیب بنا دیا ہے، بلکہ اس کا مطلب صرف اس قدر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے جس رسول کو پسند کر لیا ہے (اور اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ہر رسول اللہ کا پسند کردہ اور مرتضیٰ ہے) اس کے آگے اور پیچھے چلنے والے فرشتوں کا محافظ دستہ اس نے اس لیے بنا دیا ہے، تاکہ وہ یہ ظاہر کر دے کہ انہوں نے اپنے رب کے پیغامات بخوبی پہنچا دیے ہیں اور ان کا رب فرشتوں سمیت تمام ہی لوگوں کی جملہ باتوں اور چیزوں کی پوری پوری جانکاری رکھتا اور ہر چیز کو ایک ایک کر کے گن کر اس پر نگاہ رکھے ہوئے ہے۔[1]

ہماری نظر میں جن بعض اہل علم نے چھبیسویں آیت پر کلام الٰہی کو مکمل ماننے بغیر بعد والی آیت جس لفظ استثناء سے شروع ہوتی ہے، اسے استثنائے متصل قرار دیا ہے، ان کی بات اگرچہ مرجوح اور تفصیل مذکور کی روشنی، نیز نصوص صریحہ کے پیش نظر غیر صحیح ہے، پھر بھی ان اہل علم کی بات کا حاصل صرف اس قدر ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے مرتضیٰ رسولوں اور پسندیدہ نبیوں کو صرف بعض امور غیب سے کبھی کبھار ضرورت شرعیہ کے مطابق مطلع کر دیا کرتا ہے اور ظاہر ہے کہ کبھی کبھار ضرورت شرعیہ کی بنا پر بعض امور غیب سے رسول و نبی کا منجانب اللہ مطلع ہونا اس بات کو مستلزم نہیں کہ وہ عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہیں، آیت مذکورہ سے متعلق ہماری اختیار کردہ ترجیح و تحقیق کے مطابق یہ آیت بھی غیر اللہ کے عالم الغیب و حاضر و ناظر نہ ہونے پر نص قاطع ہے، یہی حال اس قرآنی آیت کا بھی ہے:

﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِي مِن رُّسُلِهِ مَن يَشَاءُ﴾

[آل عمران: ١٧٩]

”اللہ تعالیٰ تمہیں غیب پر مطلع کرنے والا نہیں، مگر وہ اپنے رسولوں میں جسے چاہتا ہے، اسے منتخب کر لیتا ہے۔“

[1] فتح القدیر تفسیر شوکانی (٥/ ٣١١) سورہ جن میں اس پر بحث کی گئی ہے۔

یعنی کہ ''ولکن'' سے پہلے والا جملہ قرآنیہ ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ﴾ پر بات مکمل ہو کر ختم ہوگئی، اس کے بعد ولکن الخ سے دوسرا نیا جملہ اور نئی بات شروع ہوئی مطلب کہ ''ولکن'' یہاں استدراک کے لیے نہیں ہے۔

ہماری اختیار کردہ توجیہہ کے مطابق یہ آیت بھی اس بات پر نص قاطع ہے کہ اللہ کے علاوہ اللہ کا کوئی رسول و نبی یا غیر رسول و نبی عالم الغیب و حاضر و ناظر نہیں ہے، اور یہ توجیہہ ہم نے اس لیے اختیار کی ہے کہ بہت ساری نصوص میں غیر اللہ کے عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہونے کی مطلقاً نفی بہت صراحت اور وضاحت کے ساتھ کی گئی ہے، لہٰذا اس آیت کا یہ مفہوم نہیں ہوسکتا کہ اپنے رسولوں میں سے اللہ جسے چاہتا ہے اسے غیب سے مطلع کر دیتا ہے، البتہ بعض امور غیب پر بذریعہ وحی الٰہی و معجزہ ربانی بعض اوقات شرعی ضرورت کے مطابق ہر نبی و رسول مطلع ہوتے رہے ہیں، مگر مطلق علم غیب کے بالمقابل بوحی الٰہی و بذریعہ معجزہ حاصل شدہ بعض امور غیب معنوی طور پر کالعدم ہیں۔

واضح رہے کہ مذکورہ بالا دونوں آیتوں کی مرجوح والی توجیہہ و تفسیر اختیار کرتے ہوئے ہم نے تصحیح العقائد میں یا خطیب الاسلام حضرت العلام مولانا جھنڈا نگری نے نیز دوسرے سلفی اہل علم نے بریلوی اکاذیب و تلبیسات کے جو جوابات دیے ہیں، وہ محض مخالف کی باتوں کی رعایت کرتے ہوئے اور مجاملت سے کام لیتے ہوئے برسبیل تنزل کیا گیا ہے، ورنہ ہمارے نزدیک ان دونوں آیات کی متعین و راجح و صحیح توجیہہ دوسری نصوص شرعیہ کے پیش نظر وہی ہے جو ہم نے مذکورہ بالا سطور میں بیان کی ہے۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ الشاہد قدیم کی طرح الشاہد جدید میں بریلوی بحر العلوم نے سل الحسام الہندی اور اس قسم کی عبارتوں کے بل بوتے پر جو طویل و عریض بیان بازی اپنے ہم مذہب معتقدین پر اپنا علمی رعب برقرار رکھنے کے لیے کر رکھی ہے، وہ بریلوی بحرالعلوم اور ان جیسے دوسرے زعمائے بریلویہ کے لیے وبال جان اور بلائے بے درمان ہے، اس لیے اپنی ان تلبیسات پر بریلوی بحرالعلوم کا نازاں و فرحاں ہونا مزید در مزید مصیبت و پریشانی کا سبب ہے، موصوف جس طرح بیس سال سے زیادہ مدت تک ہماری بریلویت شکن کتاب تصحیح العقائد پر رد و قدح سے اپنے عاجز و درماندہ ہونے کے سبب ساکت و خاموش رہے، اسی طرح انہیں تاحیات سکوت ہی سے کام چلانا بہتر تھا، ورنہ وہ خود ملاحظہ کر رہے ہیں کہ تلبیس کاری پر ان کی صرف کی ہوئی ساری محنت رائیگاں ہوگئی۔ اس سلسلے میں آگے چل کر ہم نے بریلوی بحرالعلوم کی تمام دوسری ہفوات و لغویات کا تحقیقی جائزہ لیا ہے۔

بریلوی بحرالعلوم کی توہین سلفیت اور تعظیم بریلویت:

عقائد میں شتر بے مہار اور ہر قسم کی قید و بند سے آزاد ہو جانے والا فرقہ بریلویہ نصوص کتاب وسنت کی خانہ ساز توجیہات و تاویلات اور اکاذیب کو اپنے عقائد و نظریات قرار دے کر سلف کے طریق کی پابندی کرتے ہوئے نصوص کتاب وسنت کی پیروی کرنے والے سلفی المذہب اہل حدیثوں کو بار بار غیر مقلد ہونے کا طعنہ دیتے اور اپنی بریلوی اصطلاحی گالیاں اہل حدیث کے خلاف استعمال کرتے ہیں، موصوف بریلوی بحرالعلوم نے سلفی المذہب خاندان کے مذہب سلف سے منحرف ہو جانے والے اپنے ولی نعمت و سرپرست مولوی عتیق الرحمٰن کے اس انحراف پر اظہار مسرت کرنے کے ساتھ الشاہد قدیم کی طرح الشاہد جدید میں بھی طویل بات کہی جس کا حاصل یہ ہے:

''مولوی عتیق الرحمٰن بریلوی نے مسئلہ حاضر و ناظر و عالم الغیب کے معنی و مطلب کی وضاحت کرتے ہوئے بتلایا کہ رسول اللہ ﷺ کو عالم الغیب اور حاضر و ناظر ماننے سے بریلوی لوگوں کی کیا مراد ہوا کرتی ہے؟ پھر موصوف مولوی عتیق الرحمٰن نے اپنے اس دعویٰ پر آیات و احادیث اور اقوال متقدمین پیش کر کے بتلایا کہ مذکورہ بریلوی عقیدہ اور بریلوی نظریہ و موقف کوئی نئی چیز اور بدعتی پالیسی نہیں ہے، مگر غیر مقلدین (اہلحدیث لوگوں) نے اسے شرک و کفر و بدعت قرار دینے پر اس آیت سے استدلال کیا ہے:

﴿ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ﴾ [ق: ١٦]

''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میں انسانوں سے انسان کی رگ گلو سے بھی زیادہ قریب ہوں۔''

یعنی کہ حاضر و ناظر اور عالم الغیب ہونا اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت ہے اور قرآن مجید میں ﴿ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ﴾ بھی وارد ہے، یعنی کہ اللہ تعالیٰ جیسا کوئی اور نہیں، لہٰذا غیر اللہ میں سے کوئی بھی حاضر و ناظر اور عالم الغیب نہیں ہو سکتا۔ مولوی عتیق الرحمٰن بریلوی نے غیر مقلدین کے اس استدلال کے جواب میں یہ کہا ہے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کو اور عام بندوں کو سمیع و بصیر کہا گیا ہے، مگر دونوں میں بڑا فرق ہے، اسی طرح اللہ اور رسول کے حاضر و ناظر اور عالم الغیب ہونے میں بڑا فرق ہے اور قرآن مجید و حدیث نبوی میں اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر اور عالم الغیب کہنے کے ساتھ نبی ﷺ کو بھی حاضر و ناظر کہا گیا ہے، اس لیے مذکورہ بریلوی عقیدہ و نظریہ کو شرک و کفر نہیں قرار دیا جا سکتا۔ (ملخص از الشاہد جدید: ۵ تا ۸)

ہم کہتے ہیں کہ اس بریلوی عبارت میں مذکور شدہ سلفی عبارت بہت واضح ہے اور اس کے بریلوی جواب کا دروغ بے فروغ وتلبیس محض ہونا بھی بہت واضح ہے، جو خطیب الاسلام مولانا جھنڈانگری اور دوسرے سلفی اہل علم کی تحریروں سے بہت ظاہر و باہر ہے، نیز سلفی استدلال بہت سارے دیگر نصوص شرعیہ و اجماع امت پر قائم ہے، جب کہ بریلوی استدلال یا جواب اکاذیب وتلبیسات اور تکذیب حقائق وخرق اجماع کا مجموعہ ہے، اس حقیقت کا اندازہ ہماری گزشتہ تحریر سے ہو چکا ہوگا، اور فیصل تحقیق ہماری اس کتاب میں مسطور ہے۔

بریلویت کو سمجھنے میں اہل حدیثوں پر بریلوی بحرالعلوم کا اتہام غلط فہمی:

اپنی مذکورہ بالا بات کو آگے بڑھاتے ہوئے بحرالعلوم نے مزید طول بیانی کی جس کا حاصل یہ ہے:

''غیر مقلدین کی تحریروں کا جواب دیتے وقت مجھے شدت سے محسوس ہوا کہ غیر مقلدین مذکورہ بریلوی عقیدہ کو غلط فہمی کی بنیاد پر عقیدہ توحید و رسالت کی طرح قطعی و یقینی سمجھتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ وہ بریلوی عقیدہ مذکورہ پر دلیل قطعی طلب کرتے اور بریلویوں کی طرف سے پیش کردہ دلائل کو دلائل ظنیہ قرار دے کر بریلویت کی تردید کرتے ہیں، اس لیے غیر مقلدین کی اس غلط فہمی کو دور کرنے کے لیے میں نے ''باب فضائل کے چند اہم اصول'' کا عنوان قائم کیا، جس کی اصل بحث الشاہد قدیم میں دیکھی جا سکتی ہے، مگر اس کا خلاصہ یہ ہے کہ بریلوی لوگ عقیدہ مذکور کو باب فضائل سے مانتے ہیں، عقیدہ توحید و رسالت کی طرح باب عقائد سے نہیں مانتے، جس پر دلائل قطعیہ کی ضرورت ہو، بلکہ اس بریلوی عقیدہ پر دلائل ظنیہ کافی ہیں۔'' (ملخص از الشاہد: ۸۷)

ہم کہتے ہیں کہ اس بریلوی تلبیس کاری و اتہام بازی کا پردہ ہم نے تصحیح العقائد (ص: ۳۱ تا ۳۶) میں فاش کر دیا ہے، مگر نہ جانے کن اسباب سے اللہ کی کچھ مخلوقات کو واضح سے بھی واضح ترین چیزیں نظر نہیں آتیں، اس لیے اپنی اس جدید کتاب میں بھی بریلوی بحرالعلوم نے ان باتوں کو دہرانے کے ساتھ مزید در مزید تلبیسات جاری رکھی ہیں، جن کی حقیقت پر تصحیح العقائد کے مطالعہ سے واقفیت حاصل کی جا سکتی ہے، نیز ہماری اس زیر نظر کتاب سے مزید تشفی حاصل ہو جائے گی۔ ان شاء اللہ العزیز، آگے چل کر اس بریلوی تلبیس کا پردہ فاش کیا گیا ہے۔

شاہد وشہید کا معنی عالم الغیب اور حاضر و ناظر بتلانا حنفی مذہب میں بالاجماع کفر و جہالت قبیح ہے:

اپنی مذکورہ بالا تلبیس کاری جاری رکھتے ہوئے بریلوی بحرالعلوم نے بزعم خویش اپنے بریلوی موقف میں ترمیم کرتے ہوئے اپنے قرار دیے ہوئے فضیلت والے موقف پر اپنے مزعومہ دلائل ظنیہ کا سلسلہ ذکر چلاتے ہوئے طویل بات کہی جس کا حاصل یہ ہے:

"تین قرآنی آیتوں میں حضور ﷺ کو شاہد و شہید کہا گیا ہے، جس کے معنی حقیقی حاضر و ناظر اور عالم الغیب ہیں، اس لیے آپ حاضر و ناظر ہیں۔" الخ (الشاہد جدید: ۹)

ہم کہتے ہیں کہ رسول کو شاہد و شہید بمعنی عالم الغیب اور حاضر و ناظر کہنا حنفی مذہب اور غیر حنفی مذہب میں شرک و کفر قرار دیا گیا ہے، جیسا کہ تفصیل گزر چکی ہے، پھر آپ ﷺ کے لیے قرآن میں واردشدہ اس لفظ کا معنی عالم الغیب اور حاضر و ناظر بتلانا اس لیے بھی ناجائز و حرام ہے کہ حکم الٰہی کے مطابق آپ اعلان کر چکے ہیں کہ میں عالم الغیب نہیں ہوں اور آپ نے اپنی امت کو بھی حکم دیا کہ آپ کو عالم الغیب اور حاضر و ناظر نہ کہا جائے کیونکہ آپ ہی نہیں اللہ کے علاوہ کوئی بھی عالم الغیب اور حاضر و ناظر نہیں ہے، انھی نصوص کے سبب اہل علم نے آپ ﷺ کو عالم الغیب اور حاضر و ناظر کہنے کو کفر و شرک کہا ہے، دریں صورت یہ ناممکن ہے کہ ان نصوص صریحہ کے بالکل معارض و برعکس قرآن مجید آپ ﷺ کے لیے شاہد و شہید کا لفظ عالم الغیب اور حاضر و ناظر کے معنی میں استعمال کرے، یعنی کہ یہ نصوص صریحہ آپ کے حق میں لفظ مذکور کے معنی عالم الغیب اور حاضر و ناظر لینے سے مانع ہیں، یہی لفظ امت کے تمام افراد بلکہ یہود و نصاریٰ کے لیے بھی قرآن مجید میں استعمال کیا گیا ہے، مگر افراد امت اور یہود و نصاریٰ کو فرقہ بریلویہ عالم الغیب اور حاضر و ناظر نہیں کہتا، دریں صورت جب آپ کا عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہونا بھی شریعت کے نصوص میں ممنوع قرار دیا گیا ہے، تو قرآن مجید کے کسی لفظ کا آپ ﷺ کے لیے اس معنی میں استعمال کیا جانا کسی طرح بھی ممکن نہیں مانا جا سکتا، یہ بات نہایت ہی واضح طور پر خطیب الاسلام مولانا جھنڈانگری نے تردید حاضر و ناظر میں اور ہم نے تصحیح العقائد میں نیز دوسرے سلفی اہل علم نے اپنی مختلف کتابوں میں بیان کر دی تھی، مگر افسوس کہ بریلوی بحرالعلوم سمیت جملہ بریلوی لوگ نصوص صریحہ کی طرف دھیان دیے بغیر ہی اپنی تحریفی کارروائی میں سرگرم عمل ہیں، اللہ اس قوم کو ہدایت دے۔ آمین

”النبي أولیٰ بالمؤمنين“ والی آیت سے بریلوی استدلال:

اپنا مذکورہ بالا خود ساختہ بریلوی استدلال ذکر کرنے کے بعد بریلوی بحرالعلوم نے اپنے بریلوی موقف پر اپنے مزعومہ بریلوی دلائل ظنیہ کا تذکرہ جاری رکھتے ہوئے کہا ہے:

”مولوی عتیق الرحمٰن بریلوی نے اپنے مدعا کی تائید میں قرآنی آیت ﴿اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ﴾ کا ذکر کیا، یعنی کہ نبی مسلمانوں کی جانوں سے بھی زیادہ ان سے قریب ہیں، کیونکہ اس آیت میں لفظ ”اولیٰ“ کے معنی مولوی قاسم نانوتوی دیوبندی نے ”أقرب“ بتلائے ہیں، لہٰذا آپ عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہیں۔“ الخ (ملخص از الشاہد جدید: ۱۰، ۱۱)

ہم کہتے ہیں کہ یہ بتلایا جا چکا ہے کہ نصوص شرعیہ کے ذریعہ صریح طور پر اللہ کے علاوہ ہمارے رسول سمیت تمام ہی رسولوں و نبیوں کے عالم الغیب اور حاضر و ناظر کی نفی کرتے ہوئے تاکید کے ساتھ اہل اسلام کو حکم دیا گیا ہے کہ نبی اور رسول کو عالم الغیب اور حاضر و ناظر نہ کہیں اور نہ مانیں، نصوص شرعیہ کی اس تصریح کے خلاف ناممکن ہے کہ قرآن مجید اور حدیث نبوی میں کوئی ایسی بات بھی مذکور ہو جائے جسے بریلوی لوگ اپنے خانہ ساز موقف پر دلیل بنا سکیں اور اس دلیل کا نام دلیل ظنی رکھ لیں، باعتراف بریلوی بحرالعلوم اس بریلوی موقف پر بریلویوں کے پیش کردہ سارے دلائل دلائل ظنیہ ہیں، اور بریلوی فرقہ اپنے آپ کو جس حنفی مذہب کی طرف منسوب کرتا ہے، اس کا کہنا ہے کہ دلائل قطعیہ کے بالمقابل دلائل ظنیہ ساقط الاعتبار ہیں، اس لیے اس بریلوی اصول کے مطابق مذکورہ بالا بریلوی استدلال بھی دوسرے بریلوی استدلالات کی طرح باطل ولغو ہے۔

لطف کی بات یہ ہے کہ اس آیت میں وارد شدہ مذکورہ لفظ کا معنی بریلوی لوگوں نے اپنے اعتراف کے مطابق اپنے حریف مولوی قاسم نانوتوی کی تقلید میں بتلایا ہے اور مولوی نانوتوی سمیت تمام دیوبندیوں کو بریلوی لوگ کافر کہتے ہیں، اپنے کافر قرار دیے ہوئے کسی آدمی کی تقلید میں آیت مذکورہ کا وہ معنی بتلانا جو نصوص شرعیہ کے معارض ہو، پھر یہ دعویٰ بھی کرنا کہ عقائد کے معاملہ میں بریلوی فرقہ کسی کی تقلید نہیں کرتا، آخر کیا معنی رکھتا ہے؟ کیا کافر کی تقلید عقائد کے معاملہ میں بریلوی فرقہ کے لیے جائز ہے اور حنفی مذہب کی تقلید ناجائز ہے؟

مولانا جھنڈانگری اور ہم اپنی کتابوں میں اس بریلوی استدلال کا باطل ہونا واضح کر چکے تھے، مگر کیا مجال کہ بریلوی بحرالعلوم اور ان کے ہم مزاج لوگ کسی بھی معقول بات پر دھیان دیں، جب یہ لوگ نصوص شرعیہ کے خلاف اختراعی دلائل کے ذریعہ اختراعی عقائد کی حمایت میں سرگرم عمل ہیں، تو ان سے نصوص پر

توجہ دینے کی کیا توقع ہوسکتی ہے؟

حقیقت یہ ہے کہ مذکورہ بالا بریلوی استدلال دوسرے بریلوی استدلالات کی طرح دلیل ظنی نہیں، بلکہ بریلوی توہم وتخرص سے استدلال کیا ہے، محض منہ زوری کی بنا پر اس طرح کے دلائل کا نام ان لوگوں نے دلائل ظنیہ رکھ لیا ہے۔

ہم نے کہا تھا کہ لفظ ''اُولیٰ'' کا استعمال اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں عام مومنوں کے لیے کیا ہے، تو کیا بریلوی اصول سے سارے مومن لوگ حتیٰ کہ بریلوی لوگ بھی عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہیں؟

(تصحیح العقائد، ص: ۱۰۷، ۱۰۸)

ظاہر ہے کہ بریلوی فرقہ سے اس قسم کی باتوں کا متین وسنجیدہ ومعقول جواب کسی طرح بھی نہیں بن سکتا اور وہ یہ ماننے کے لیے ہرگز تیار نہیں کہ اس کے اصول سے جو یہ لازم آیا ہے کہ تمام مومن حتیٰ کہ بریلوی لوگ بھی عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہیں تو فی الواقع ہر مومن عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہے، پھر جب نصوص شرعیہ میں آپ ﷺ کا عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہونا ممنوع قرار دے دیا گیا ہے، تو بریلویوں کے لیے کیسے جائز ہوگیا کہ وہ آپ ﷺ کو کسی خانہ ساز دلیل کے ذریعہ عالم الغیب اور حاضر و ناظر قرار دیں؟

لطف کی بات یہ ہے کہ بریلوی بحرالعلوم اور فرقہ بریلویہ کے قائد اعظم و امام اکبر اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں بریلوی نے اپنے ترجمہ قرآن المعروف بہ کنز الایمان میں آیت مذکورہ کا ترجمہ یہ کیا ہے:

''یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جانوں سے زیادہ مالک ہے۔''

(کنز الایمان ناشر کتب خانہ اشاعت اسلام دہلی، ص: ۴۹۷)

ناظرین کرام غور فرمائیں کہ بریلوی فرقہ کے تخلیق کنندہ و ایجاد کرنے والے اعلیٰ حضرت کے اس بریلوی ترجمہ اور بریلوی بحرالعلوم اور ان کے سرپرست و ولی نعمت مولوی عتیق الرحمٰن اکرہروی کے ترجمہ میں کتنا بڑا فرق ہے، مگر بریلوی فرقہ اپنی مطلب برآری کے لیے اپنے امام ومقتدیٰ کے بالمقابل اپنے کافر قرار دیے ہوئے فرقہ دیوبندیہ کے ایک صاحب قلم کا ترجمہ قبول کرنے کا روادار ہوگیا اور اس پر دل وجان سے فدا وقربان ہوگیا اور اسے اس نے انشراح صدر کے ساتھ قبول وتسلیم کرلیا اور یہ سب محض اپنے اختراعی موقف کی لاج رکھنے کی خاطر کیا گیا، ظاہر ہے کہ یہ بریلوی پالیسی بذات خود اس کے لیے بہت زیادہ رسوا کن اور شرمناک وافسوس ناک ہے۔

ناظرین کرام! بریلوی فرقہ والوں کی اس طرح کی پالیسی کو بخوبی ملحوظ رکھیں بوقت ضرورت یہ بات کام آتی رہے گی۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ اہل بدعت اپنے مبتدعانہ مذہب کے بانی وتخلیق کار سے بھی ایجاد بدعت میں دو چار قدم آگے بڑھ گئے۔ اہل بدعت کے امام اول کے اس ترجمہ پر اہل بدعت کے امام موصوف کے روحانی شاگرد نے اپنے تفسیری نوٹ "خزائن الفرقان في تفسير القرآن" میں کہا ہے:

''دین و دنیا کے تمام امور میں نبی کا حکم ان پر یعنی مومنوں ومسلمانوں پر نافذ اور نبی کی اطاعت ان پر واجب اور نبی کے حکم کے بالمقابل اپنے نفس کی خواہش واجب الترک ہے الخ۔''

(ملاحظہ ہو: خزائن الفرقان، ف:۳، ص:۴۹۷)

جب اہل بدعت کے اماموں کی تصریح کے مطابق تمام اہل اسلام پر نبی کا حکم نافذ ہونا ضروری ہے نیز نبی کی اطاعت بھی، نیز حکم نبوی کے بالمقابل اپنی نفسیانی خواہش واجب الترک ہے تو نبی کا حکم یہ ہے کہ اللہ کے علاوہ کسی بھی دوسرے نبی ورسول اور غیر نبی ورسول کو عالم الغیب اور حاضر وناظر مت کہو اور نہ مانو، جیسا کہ تفصیل آگے آرہی رہے، پھر کیا بات ہے کہ اہل بدعت کے یہ امام لوگ بذات خود اور ان کے متبعین و معتقدین ومقلدین اپنی مذکورہ صراحت و وضاحت کے بالکل برعکس نبی کے اس حکم کو نہ تو نافذ کرتے ہیں، نہ نبی کے اس حکم کی اطاعت میں غیر اللہ کو عالم الغیب و حاضر و ناظر کہنا چھوڑتے ہیں، نہ نبی کے حکم کے بالمقابل اپنی نفسانی خواہش کو واجب الترک مان کر اپنے قول وعمل وعقیدہ کو ترک کرتے ہیں؟

سورۂ احزاب کی اس آیت سے صرف دو آیتوں کے پہلے ظہار سے متعلق قرآنی آیت موجود ہے اور ظہار سے متعلق سورۂ مجادلہ میں چار آیتیں اول سورہ سے لے کر چوتھی آیت تک موجود ہیں، ظہار سے متعلق ان چاروں آیات کی تفسیر میں کئی معتبر سندوں کے ساتھ یہ حدیث مروی ہے کہ بعثت نبوی کے بعد سب سے پہلی بار اہل اسلام میں ایک صحابی وصحابیہ کے ساتھ ظہار کا معاملہ پیش آیا، جس کو جاہلی قانون میں سخت ترین طلاق مغلظہ قرار دیا جاتا تھا، یہ معاملہ آپ ﷺ کے دربار میں پیش ہوا تو آپ نے جاہلی قانون کے مطابق فیصلہ صادر کیا کہ ظہار کرنے والے کی بیوی اب ظہار کرنے والے اپنے شوہر پر حرام ہوگئی اور حسب دستور اس پر طلاق واقع ہوگئی، ظہار شدہ عورت نے اس فیصلہ نبویہ پر بہت شور وغل مچایا، مگر آپ یہی فرماتے رہے کہ اس معاملہ میں جاہلی دستور کے خلاف کوئی دوسرا قانون اللہ کی جانب سے مجھ پر نازل نہیں ہوا، اس لیے اس معاملہ میں قانون سابق کے

مطابق میرا یہی فیصلہ ہے کہ حرمت واقع ہوگئی، پھر کچھ عرصہ کے بعد اس جاہلی دستور کو منسوخ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے اسے طلاق مغلظہ سے مختلف دوسری چیز قرار دیا اور فرمایا کہ اس سے تفریق واقع نہیں ہوگی، بلکہ کفارہ دینا ہوگا، بعد ادائیگی کفارہ ظہار شدہ بیوی سے حسب سابق تعلق رکھا جائے گا۔[1]

اس تفصیل کا حاصل یہ ہے کہ آپ ﷺ اللہ کے حکم کے بغیر کچھ بولتے نہیں تھے، بلکہ توقف کرتے تھے اور بریلوی پالیسی اس کے بالکل برعکس ہے، نیز یہ کہ آپ ﷺ عالم الغیب اور حاضر و ناظر نہیں تھے اور نہ ہیں اور اس کے علاوہ صدہا نصوص شرعیہ صراحت سے وضاحت کرتی ہیں کہ اللہ کے علاوہ کوئی بھی رسول و نبی یا غیر رسول و نبی عالم الغیب اور حاضر و ناظر نہیں ہے، لہٰذا اہل بدعت کے بیان کردہ مذکورہ بالا اصول کا تقاضا ہے کہ وہ جعلی حب نبوی و عقیدت نبوی والے دعاوی کو فرامین نبویہ اور تصریحات مصطفویہ و ارشادات قرآنیہ کے بالمقابل ترک کر کے اتباع نصوص شرعیہ کرتے ہوئے اور احکام نبویہ کو اپنے اوپر نافذ اور جاری کرتے ہوئے آپ ﷺ کو اور اللہ کے علاوہ ہر نبی و رسول اور غیر نبی و رسول کو عالم الغیب اور حاضر و ناظر کہنا ترک کر دیں۔

مگر ہم دیکھتے ہیں کہ اہل بدعت نے ایسا کرنے کے بجائے نصوص شرعیہ کے خلاف جارحیت اختیار کرتے ہوئے کچھ آیات و احادیث و آثار سلف کے اختراعی معانی ایجاد کر کے یہ کہنا اپنا شیوہ و شعار بنا لیا ہے کہ قرآنی آیات و احادیث نبویہ و آثار سلف سے اللہ کے علاوہ اللہ کے رسول و نبی کا عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہونا ثابت ہے۔ یہ بات اگرچہ غیرت مند اہل علم کے لیے بہت زیادہ اذیت ناک ہے، مگر نبوی پیش گوئی کے مطابق یہ بات ثابت ہو رہی ہے کہ کچھ دجال و کذاب لوگ برپا ہو کر ایسی باتیں مسلمانوں کے سامنے پیش کریں گے، جن سے اہل اسلام کے کان کبھی بھی آشنا نہ ہوئے ہوں گے۔

آیت مذکورہ سے بریلویوں کے اپنے بریلوی موقف کے استدلال کا ابطال خطیب الاسلام مولانا جھنڈا نگری نے اس طرح کیا تھا کہ اولاً فرقہ بریلویہ سے پہلے کسی فرد بشر نے بھی آیت مذکورہ سے موقف مذکور پر استدلال نہیں کیا تھا، اس لیے یہ استدلال سراسر اختراعی و ضلالت ہونے کی بنا پر فرمان نبوی ”كل ضلالة في النار“ کے مطابق جہنم میں پھینک دینے کے لائق ہے، نیز یہ بریلوی استدلال فرمان نبوی ”كل أمر أحدث في أمرنا ما ليس منه فهو ردٌ“ کے مطابق مردود و باطل ہے۔

ثانیاً: آیت مذکورہ کا جو معنی و مطلب بریلویت کی تخلیق سے پہلے والے اہل اسلام جانتے رہے، اس کا

[1] تفسیر ابن کثیر، سورۂ مجادلہ (۲/ ۵۷۲ تا ۵۷۹) و تفسیر درمنثور (۶/ ۶۹ تا ۷۹) و عام کتب تفسیر.

حاصل یہ ہے کہ نبی تمام امور شرعیہ میں تمام مومنوں پر تمام مومنوں کی اپنی ذاتوں اور نفسوں سے بھی زیادہ تقدم وتفوق و تصرف کا حق رکھتے ہیں، ان کے لائے ہوئے یا بیان کیے ہوئے احکام مومنوں پر مومنوں کی اپنی ذاتوں اور نفوس سے کہیں زیادہ واجب ولاگو اور جاری کیے جانے کا حق رکھتے ہیں، مثلاً آپ ﷺ کے پیش کردہ احکام میں سے ایک حکم بہت سارے نصوص شرعیہ سے یہ ثابت ہے کہ آپ ﷺ کو عالم الغیب اور حاضر و ناظر نہ کہا اور نہ مانا جائے، ورنہ شرک وکفر لازم آئے گا، آپ کے پیش کردہ اس حکم شرعی کے بالمقابل مومنوں پر لازم ہے کہ اس باطل بریلوی استدلال پر حکم نبوی کو بہر صورت مقدم و فائق سمجھ کر اس باطل بریلوی استدلال کو مسترد کر دیں۔

ثالثاً: اس بریلوی استدلال سے صرف اتنی بات لازم آتی ہے کہ آپ محض مومنوں کے احوال پر حاضر و ناظر اور عالم الغیب ہیں، اس سے یہ لازم نہیں آیا کہ آپ ﷺ جملہ شیاطین وشیاطین کے عساکر و ذریات اور شیاطین کے دجل وفریب میں مبتلا ہو کر گمراہ ہو جانے کے لائق اہل بدعت اور نام نہاد مسلمان اور جمیع کائنات کے جملہ امور و احوال پر بھی حاضر و ناظر ہیں، لہٰذا یہ بریلوی استدلال دعویٰ عام پر دلیل خاص کی حیثیت رکھتا ہے، اس لیے مردود و باطل ہے۔

بریلوی بحر العلوم سے اپنے بریلوی اختراعی اکاذیب پر وارد شدہ مذکورہ بالا ردود کا کوئی معقول و متین جواب نہیں بن پڑا اور نہ موصوف نے ان کا کوئی جواب دیا، صرف یہ کہہ کر رہ گئے کہ مولانا جھنڈانگری نے مسلمانوں پر تصرف نبوی کا حق تسلیم کر لیا، تو لازم آیا کہ آپ ﷺ کا حاضر و ناظر اور عالم الغیب ہونا مزید اختیارات کے ساتھ ثابت ہو گیا، کیونکہ تصرف کے لیے علم ضروری ہے، اگر آپ ﷺ سارے مسلمانوں پر حق تصرف رکھتے ہیں، تو ضروری ہے کہ سب کو جانیں بھی۔ الخ (الشاہد جدید، ص:۱۱)

ہم کہتے ہیں کہ ''اولیٰ'' کے معنی صرف زیادہ حق تصرف رکھنے والا ہی سلفی علماء نے بیان نہیں کیا، مگر حق تصرف سے حاضر و ناظر اور عالم الغیب ہونا کیسے لازم آتا ہے؟ ہر آدمی کو اپنی ذات اور دوسری چیزوں پر جو حق تصرف حاصل ہے تو کیا وہ اپنی ذات اور دوسری چیزوں پر حاضر و ناظر اور عالم الغیب بھی ہے کہ وہ کب بیمار و صحت مند ہوگا؟ کب کسی مصیبت میں گرفتار و رہا ہوگا؟ کب مسلوب القویٰ ہو کر بے کار و بے حس و حرکت ہو جائے گا؟ کب خودکشی کر کے یا کسی دوسرے سبب سے ہلاک ہوگا؟ نیز اسے اپنی ملکیت والی چیزوں، مثلاً: مرغیوں اور کبوتروں اور جائدادوں تک کے احوال خفیہ کی خبر نہیں ہوتی کہ ان کا کیا حال ہے اور

ہونے والا ہے، اگر ایک مسلمان بمبئی میں ہو اور اس کی جائیدادیں اور ملکیت والی چیزیں کلکتے میں ہوں تو کیا ان پر وہ حاضر و ناظر اور عالم الغیب ہوتا ہے؟

ایک بشر ہونے کے اعتبار سے آپ ﷺ میں سارے بشری خصائص موجود تھے، مگر رسالت اور نبوت والے اوصاف، نیز ثابت شدہ خصوصی اوصاف آپ ﷺ کو حاصل تھے، اور نصوص شرعیہ میں صراحت ہے کہ آپ حاضر و ناظر اور عالم الغیب نہیں، پھر یہ بریلوی استدلال چہ معنی دارد؟ قریب ہونے سے بھی مخلوق کا عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہونا لازم نہیں آتا، جو آدمی کسی دوسرے آدمی یا جانور یا چیز سے قریب ہو اس آدمی و جانور و چیز کے جملہ امور پر وہ حاضر و ناظر و عالم الغیب نہیں ہوسکتا، پھر رسول ہی کیوں اس بریلوی استدلال کے مطابق حاضر و ناظر و عالم الغیب ہوگئے، جب کہ نصوص شرعیہ نے واضح طور پر اس کی نفی کر دی ہے؟

آیت مذکورہ کا بالکل اختراعی اور جدید معنی بتلا کر اپنے مکذوب و مردود عقیدہ و موقف پر استدلال کرنا جب کہ اس کے پہلے والی صدیوں کے اہل اسلام میں مکذوب و مردود و اختراعی معنی سے واقف نہ تھے، محض باطل پرستی ہے۔

بریلوی بحر العلوم نے مولانا جھنڈانگری پر حسب عادت افترا پردازی کرتے ہوئے کہا ہے:

”آپ کا یہ خیال غلط ہے کہ مومن صرف زمین پر پائے جاتے ہیں، کیونکہ مومن سارے عالم میں پائے جاتے ہیں، حدیث نبوی میں ہے کہ ہر شی مجھے رسول مانتی ہے، سرکش جنوں اور انسانوں کے علاوہ۔“ (الشاہد جدید، ص:۱۱)

ہم کہتے ہیں کہ مولانا جھنڈانگری نے اپنی کتاب میں یہ نہیں لکھا تھا کہ مومن صرف زمین پر پائے جاتے ہیں، یہ بریلوی بحر العلوم کا موصوف پر اتہام ہے اور بریلوی بحر العلوم معترف ہیں کہ حدیث نبوی کے مطابق سرکش جنات اور انسان مومن نہیں ہیں اور یہ معلوم ہے کہ غیر مومن جنات و شیاطین و متعلقین ابلیس و انسان نما شیاطین و کفار و مشرکین کی تعداد مومنوں کے بالمقابل حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ سے لے کر وقوع قیامت تک کہیں زیادہ رہتی آئی ہے اور رہے گی، کیا ان پر بھی اور قحبہ خانوں، شراب خانوں اور اس طرح کی چیزوں پر بھی آپ حاضر و ناظر و عالم الغیب ہیں؟ دنیا میں جتنی بدکاریاں اور غیر شرعی باتیں ہوتی ہیں، جنہیں دیکھنے اور جاننے سے آپ ﷺ کو شریعت نے منع کر رکھا ہے، کیا ان پر بھی آپ ﷺ حاضر و ناظر اور عالم الغیب ہیں؟

ہماری مذکورہ بالا معروضات بریلوی بحر العلوم کے اختراعی اکاذیب کی تکذیب کے لیے کافی اور وافی ہیں

اور معنوی طور پر ہم یہ ساری باتیں تصحیح العقائد میں اور مولانا جھنڈا نگری تردید حاضر و ناظر میں اور دوسرے سلفی اہل علم اپنی کتب رد بریلویت میں لکھ چکے تھے، مگر قرآن مجید نے کفار و مشرکین کو معنوی طور پر مردہ کہا ہے، خواہ وہ دنیاوی و ظاہری اعتبار سے باحیات ہوں اور کفار و مشرکین کے طور و طریق پر چلنے والے بھی معنوی طور پر جب مردے ہیں اور معنوی مردوں کو تو نص قرآنی کے مطابق ہمارے رسول ﷺ بھی عبرت و موعظت کی باتیں حقیقی معنی میں نہیں سنا سکتے تھے، پھر ہماری معروضات مذکورہ بالا سے بریلوی بحرالعلوم اور بریلوی فرقہ پر بھلا کیا اثر ہونے والا ہے؟ إلا أن يشاء الله رب العالمين.

بریلوی موقف پر قرآنی آیت ﴿وَ مَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾ سے بریلوی استدلال:

حنفی مذہب میں کفر و شرک یا کم از کم جہل و حماقت قرار پائے ہوئے مذکورہ بریلوی عقیدہ پر مزید دلیل پیش کرتے ہوئے حنفی مذہب کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرنے والے بریلوی بحرالعلوم اور ان کے ولی نعمت و سرپرست مولوی عتیق الرحمٰن نے ﴿ وَ مَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾ والی قرآنی آیت سے خانہ ساز مکذوب و مردود استدلال کیا ہے، الشاہد جدید میں توجیہہ استدلال کے سلسلے میں بریلوی بحرالعلوم کی کہی ہوئی بات اس طرح مرقوم ہے:

> ''جب آپ ﷺ سارے عالم پر مہربان ہیں اور مہربانی کے لیے علم بھی ضروری ہے تو آپ ﷺ سب کے عالم بھی ہوئے اور یہی معنی ہیں آپ ﷺ کے حاضر و ناظر ہونے کے الخ۔''

(الشاہد جدید، ص:۱۲)

ہم کہتے ہیں کہ حنفی مذہب میں کفر و شرک اور جہل و ضلال قرار دیے گئے اس بریلوی عقیدہ کو بریلوی بحرالعلوم نے ایک ایسی فضیلت نبویہ کہا ہے جس کے اثبات کے لیے ظنی دلائل کافی ہیں اور بزعم خویش ظنی دلیل کہہ کر آیت مذکورہ سے توجیہہ مذکورہ کے مطابق بریلوی بحرالعلوم اور ان کے ہم مزاج لوگوں نے یہ اختراعی و نوایجاد استدلال کر رکھا ہے، جو نصوص شرعیہ کے صریح خلاف ہونے کے سبب مردود و باطل ہے، جیسا کہ بارہا کہا جا چکا ہے۔ نیز یہ کہ بریلوی دلیل بریلوی موقف پر ظنی نہیں ہے، بلکہ بریلوی ظن باطل و فاسد توہم اور اختراعی جھوٹ ہے، جو شرعی امور میں دلیل بنانے کے بجائے جہنم میں جھونکنے کی چیز ہے، کیونکہ ''كل ضلالة في النار'' فرمان نبوی ہے۔

علاوہ بریں بریلوی بحرالعلوم کے سرپرست مولوی عتیق الرحمٰن نے اس آیت سے تنہا بریلوی موقف پر

استدلال نہیں کیا تھا، اس کے ساتھ ﴿رَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ﴾ والی آیت کو بھی جوڑا تھا، جس سے بریلوی موقف کے باطل موقف پر اس باطل استدلال کا بطلان بہت بڑھ گیا تھا، جس کی وضاحت تردید حاضر و ناظر اور تصحیح العقائد میں کر دی گئی تھی، مگر ہم بارہا کہہ چکے ہیں کہ نشۂ بریلویت ایسا نہیں کہ دلائل و براہین اور نصوص شرعیہ کے دیکھنے سے اتر سکے، بریلوی بحرالعلوم نے اگرچہ اس جگہ دوسری آیت کا ذکر اپنی کسی بریلوی مصلحت کے تحت نہیں کیا، مگر آگے چل کر الشاہد جدید صفحہ (۷۲ تا ۷۵) میں کچھ مزید اکاذیب کے اضافہ کے ساتھ اس کا ذکر کیا ہے۔ نیز صفحہ (۲۶۷ تا ۲۶۹) میں بھی ایسا ہی کیا ہے، مگر ہماری معروضات مذکورہ بالا سے بریلوی اکاذیب کا حال واضح ہو چکا ہے، آدمی جس پر مہربان ہو اس کے احوال پر حاضر و ناظر اور عالم الغیب ہونا ہرگز لازم نہیں آتا، ہر آدمی بلکہ جانور بھی اپنے بچوں پر مہربان ہوتا ہے، مگر ہر آدمی اور جانور نہ عالم الغیب ہے، نہ حاضر و ناظر، اگر مہربان کا مطلب حاضر و ناظر اور عالم الغیب ہے، تو اللہ نے اپنے لیے الگ سے یہ لفظ کیوں استعمال کیا؟

بریلوی بحرالعلوم نے بریلوی عادت کے مطابق اس سلسلے میں بھی فاضل رحمانی پر اتہام بازی و افترا پردازی کی ہے، فاضل رحمانی مولانا جھنڈانگری نے صرف یہ کہا تھا کہ ﴿رَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ﴾ والی آیت میں اس بریلوی اختراعی تحقیق سے پہلے کسی نے ذات نبوی کا مراد ہونا ظاہر نہیں کیا تھا، اس لیے یہ بریلوی بات بھی نبوی پیش گوئی کے مطابق کذابین کی باتوں کی طرح ہے، جنہیں یہ لوگ دین کی باتیں کہہ کر پیش کریں گے، حالانکہ ان کے پہلے والے اہل اسلام ان سے واقف و آشنا نہ ہوں گے، نیز ﴿رَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ﴾ سے مراد ذات نبوی فرض کرنے کی صورت میں بھی از روئے تحقیق مذکورہ بالا استدلال مکذوب و باطل قرار پاتا ہے، جس کی تفصیل تردید حاضر و ناظر (ص: ۲۵ تا ۲۸) میں موجود ہے، اس سلفی تحریر کا معقول جواب دینے کے بجائے حسب عادت بریلوی بحرالعلوم اتہام بازی و دشنام طرازی پر اتر آئے، جو خود ساختہ بریلوی عقیدہ حنفی مذہب میں بالاجماع کفر و شرک یا جہل و ضلال ہو اس موقفِ شرک و کفر و زعمِ جہل و ضلال پر کسی قرآنی آیت یا متعدد قرآنی آیات کو ظنی دلیل قرار دے لینا مزید در مزید جہالت و شرارت ہے۔

ہم نے تصحیح العقائد (ص: ۱۰۸، ۱۰۹) میں حدیث نبوی اور قرآنی آیت سے ﴿رَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ﴾ والی آیت میں رحمت سے مراد جنت ہونا متعین کر دیا تھا، جو مومنوں کے لیے مخصوص طور پر اللہ تعالیٰ

نے لکھ دیا ہے، نیز حدیث نبوی ہی کے یہ الفاظ نقل کیے تھے کہ ہمارے رسول ﷺ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں میں سے صرف ایک سو حصے کے ایک جزو ہیں، پھر اس آیت میں واردشدہ لفظ سے مراد ذات نبوی لینا محض افترا پردازی ہے، اس کے باوجود اپنی افترا پردازی والی اس بریلوی پالیسی پر قائم رہنا بلکہ اس میں مزید در مزید ترقی کرنا بریلوی بحرالعلوم کے لیے دنیا و آخرت میں رسوائی کا باعث ہے۔

فاضل رحمانی مولانا جھنڈانگری نے واضح طور پر بتلا دیا تھا کہ ﴿وَ مَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾ والی آیت سے بریلویوں کے مکذوبہ و مردود موقف پر باطل بریلوی استدلال دوسری والی آیت ﴿رَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ﴾ میں لفظ رحمت سے مراد ذات نبوی ہونے پر موقوف و منحصر ہے اور چونکہ یہ بات خلاف نصوص شرعیہ ہے، اس لیے یہ اختراعی بریلوی استدلال باطل ہے، جس کا باطل ہونا اس بات سے بھی ظاہر ہے کہ ایجاد بریلویت سے پہلے یہ استدلال ایجاد نہیں ہوا تھا اور اس طرح کا نو ایجاد استدلال فرمان نبوی "كل ضلالة في النار" کے مطابق باطل و مردود ہے۔

مولانا جھنڈانگری نے اپنی کتاب میں اگرچہ ﴿وَ مَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾ والی آیت میں واقع لفظ رحمت سے مراد ذات نبوی لینے سے انکار نہیں کیا ہے، صرف ﴿رَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ﴾ میں مذکورشدہ لفظ رحمت سے مراد ذات نبوی ہونے کا انکار کیا ہے، مگر بریلوی بحرالعلوم نے حسب عادت اتہام لگاتے ہوئے کہا کہ فاضل رحمانی نے اس آیت میں وارد لفظ رحمت سے مراد ذات رسول ہونے سے انکار کیا ہے۔

(الشاہد جدید، ص:۷۳)

جو لوگ اکاذیب کو اوڑھنا بچھونا اور دین مذہب بنائے ہوئے ہوں ان سے اس قسم کی افترا پردازیوں کی توقع ہی ہوا کرتی ہے۔

فاضل رحمانی یا ہم نے آیت مذکورہ میں رحمت سے مراد ذات نبوی ہونے سے انکار نہیں کیا ہے اور اس صورت میں بہر حال ہماری مذکورہ بالا معروضات کے مطابق بریلوی استدلال کا بطلان ظاہر ہے، کچھ بھی ہو آپ ﷺ بہر حال رحمت خداوندی ہی ہیں اور رحمت خداوندی کا حاضر و ناظر اور عالم الغیب ہونا صرف بریلوی فرقہ کی ایجاد کہا جا سکتا ہے، اس کے پہلے والے اہل اسلام اس اختراعی و افترائی بریلوی معنی سے ناواقف و ناآشنا تھے۔

نہ جانے بریلوی بحرالعلوم کو کیا سوجھی کہ موصوف نے ایک جزائری تصوف پرست شیخ عبدالقادر (متوفی

۱۳۰۰ھ) کی طرف منسوب تصوف کی کتاب المواقف کے حوالہ سے لکھا ہے:

''حضرت العلام امیر عبدالقادر جزائری موقف نواسی میں فرماتے ہیں کہ "إن حقيقته صلى الله عليه وسلم هو الرحمة التي وسعت كل شيء" یعنی حقیقت مصطفویہ ہی وہ رحمت ہے جو سارے عالم کو گھیرے ہے۔'' (الشاہد جدید: ۷۵)

ایک تصوف پرست صوفی جو وحدۃ الوجود کا عقیدہ رکھنے کے باعث خالق ومخلوق میں تفریق وتمیز نہ رکھتا ہو، ایسے بے تمیز آدمی کی بات جو بانی بریلویت احمد رضا خاں کا معاصر ہو بطور استدلال بریلوی بحرالعلوم کا پیش کرنا، جبکہ وہ بات خلاف نصوص شرعیہ بھی ہو، سراسر شیطانی وسوسہ وشیطانی استدلال ہے، سیوطی اور امام واحدی نے قرآن کی بابت متصوفین کی کہی ہوئی باتوں کو ملحد باطنیوں کی بات کہا ہے۔
(إتقان في علوم القرآن: ۲/ ۲۳۶)

ہم نے تصحیح العقائد (ص: ۳۸) میں عرض کیا تھا کہ ﴿ وَ مَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴾ والی آیت مکی ہے، اگر اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ عالم الغیب اور حاضر وناظر بنا کر بھیجے گئے ہیں، تو مدینہ منورہ میں ان نصوص کا صدور کیونکر ہوا، جن سے آپ ﷺ کے عالم الغیب اور حاضر وناظر ہونے کی نفی ہوتی ہے؟ اس کا کوئی معقول جواب تو بریلوی بحرالعلوم سے نہیں بن پڑا اور نہ بن سکتا ہے، مگر بریلوی انداز میں لغوطرازی ضرور کی گئی ہے، جس کا مکذوب ولغو ہونا مذکورہ بالا تفصیل کے مطابق بہت واضح ہے۔

تنبیہ بلیغ:

جب حدیث نبوی کے مطابق متعین طور پر معلوم ہوگیا کہ ﴿رَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ﴾ میں رحمت سے مراد جنت ہے اور حدیث نبوی سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہمارے رسول ﷺ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے ایک سو اجزاء میں ایک جزء کا بھی جزو ہیں، جسے اللہ تعالیٰ نے زمین پر نازل کیا ہے، اور یہ بھی معلوم ہے کہ ﴿وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ﴾ کے وصفیت سے متصف ہونے والی رحمت سے مراد وہ جنت ہے جو زمین پر نازل نہیں ہوئی ہے، تو ظاہری طور پر معلوم ہوتا ہے کہ ﴿ وَ مَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴾ میں لفظ ''رحمۃ'' مفعول لہ کے لیے واقع ہوا ہے، کیونکہ عالمین میں جنت بھی داخل ہے، دریں صورت رحمت سے مراد ذات نبوی ہونا باعث اشکال ہے اور وہی بات قوی معلوم ہوتی ہے جس میں رحمۃ کو مفعول لہ کہا گیا ہے، نیز للعالمین والے لام کو بھی تعلیل کے لیے ماننے کی صورت میں بریلوی استدلال کا ابطال ہوتا ہے۔ الحاصل ﴿إن

رحمتی وسعت کل شیء﴾ میں رحمت واسعہ سے ذات نبوی کا مراد لینا نص شرعی کے خلاف ہے، نص شرعی کی یہ مخالفت اگر بے خبری میں سرزد ہو تو قابل درگزر ہے اور اگر کسی خود ساختہ عقیدہ باطلہ پر دلیل بنانے کے لیے از راہ شرارت صادر ہوئی ہو تو بہت بڑی شیطنت ہے۔ فافهم!

بریلوی موقف پر بعض احادیث نبویہ سے بریلوی استدلال:

نصوص شرعیہ کے خلاف اپنے ایجاد کردہ بریلوی موقف پر تحریف و تلبیس و تکذیب حقائق کے ذریعہ قرآنی آیات سے استدلال کرنے کے ساتھ بعض احادیث نبویہ سے بھی اس بدعی فرقہ نے استدلال کر رکھا ہے، بریلوی بحر العلوم کے سرپرست مولوی عتیق الرحمٰن نے استدلال میں کل چھ احادیث پیش کی تھیں، ان میں سے دو احادیث کا ساقط الاعتبار ہونا خطیب الاسلام مولانا جھنڈانگری رحمہ اللہ نے مدلل طور پر ثابت کر دیا تھا۔ ان کے پروردۂ نعمت بریلوی بحر العلوم میں اتنا دم نہیں تھا کہ ان ساقط الاعتبار روایات پر مولانا جھنڈانگری کے کلام کو دفع کر سکیں، البتہ دونوں میں سے پہلی کی بابت موصوف بحر العلوم نے یہ ضرور کہا کہ باب فضائل میں ضعیف روایت بھی مقبول ہے اور صحیح سند والی ایک حدیث اس کی متابع ہے، مگر یہ محض بریلوی تلبیس کاری ہے، جس کی حقیقت آگے چل کر واضح کی گئی ہے۔

تنبیہ بلیغ:

بریلوی لوگ اپنے آپ کو جس حنفی مذہب کی طرف منسوب کرتے ہیں، اس کا کہنا ہے کہ قرآنی نصوص قطعیہ و احادیث متواترہ کے خلاف وارد ہونے والی اخبار آحاد یعنی غیر متواتر و مشہور احادیث کو رد کر دیا جائے گا اور ان کا کوئی اعتبار و وزن نہیں سمجھا جائے گا، اور نصوص قطعیہ سے بہر حال اللہ کے علاوہ کسی بھی رسول و نبی یا غیر رسول و نبی بشمول خاتم النبیین محمد ﷺ کا عالم الغیب اور حاضر و ناظر نہ ہونا متحقق طور پر ثابت ہے، لہٰذا بریلوی فرقہ کی طرف سے دلائل ظنیہ کہہ کر پیش کی جانے والی آیات اور احادیث کے جو خود ساختہ معانی نکال کر بریلوی بحر العلوم سمیت تمام بریلوی لوگ آپ ﷺ کے عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہونے پر استدلال کرتے ہیں، وہ خود بریلوی اصول سے باطل و فاسد اور مردود ہے۔

بریلوی بحر العلوم نے اس جگہ پر جن چار احادیث کو اپنے مزعومہ عقیدہ اور نظریہ فاسدہ پر دلیل قرار دیا ہے اور ان کے علاوہ جو متعدد روایات فرقہ بریلویہ کی طرف سے اس عقیدہ کے اثبات کے لیے پیش کی جاتی

ہیں، وہ اخبارِ آحاد ہیں، جن سے بریلوی اصول کے مطابق اس مقصد پر استدلال اس لیے ناجائز ہے کہ وہ نصوص قطعیہ کے معارض ہیں، یعنی اس اعتبار سے کہ بریلوی لوگوں نے انہیں خود ساختہ معانی دے کر دلیل بنایا ہے، ورنہ بریلوی بحرالعلوم کی منتخب کردہ چاروں احادیث میں سے دو کا سنداً ساقط الاعتبار ہونا مولانا جھنڈانگری نے ظاہر کر دیا ہے اور ہم نے بھی توضیح مزید کرتے ہوئے ان میں سے ایک اور روایت کا سنداً ساقط الاعتبار ہونا واضح کر دیا ہے، اس طرح بریلوی بحرالعلوم کی چاروں منتخبہ روایات میں سے تین تو سنداً ہی ساقط الاعتبار ہیں، اس لیے وہ حقیقتاً اخبارِ آحاد کی بھی حیثیت نہیں رکھتیں کیونکہ ذات نبوی کی طرف ان کا انتساب ہی صحیح نہیں۔

البتہ اس حقیقت سے ہم کو انکار نہیں کہ بعض احادیث نبویہ میں مذکور ہے کہ آپ ﷺ نے گزشتہ اور آئندہ زمانے کے ان امور غیب کی خبر دی ہے، جن کی اطلاع آپ کو منجانب اللہ دی گئی تھی، مگر وہ ہمارے ذکر کردہ وجوہ کی بنا پر اس لائق نہیں کہ ان کی بنا پر آپ ﷺ کو عالم الغیب اور حاضر و ناظر کہنا جائز ہو، مثلاً بعض احادیث صحیحہ میں مذکور ہے کہ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے لوگوں کو خطاب کر کے ابتدائے تخلیق سے لے کر جنت وجہنم میں دخول تک کے واقعات بتلا دیے، ان کا مطلب عام نصوص شرعیہ کے ساتھ تطبیق دیتے ہوئے اور اصول وضوابط و مشاہدات کو ملحوظ رکھتے ہوئے یہ ہے کہ آپ ﷺ منجانب اللہ ابتدائے تخلیق سے لے کر دخول جنت وجہنم تک کے جو احوال بتلائے گئے تھے، وہ آپ نے لوگوں کو بتلائے، جن کی اطلاع کے باوجود شریعت نے آپ ﷺ کو عالم الغیب اور حاضر و ناظر کہنے ماننے سے اس لیے منع کر دیا کہ درحقیقت اتنی سی معلومات کی بنا پر آپ ﷺ کو عالم الغیب اور حاضر و ناظر کہنا جائز نہیں، لہٰذا ان احادیث کی بنیاد پر آپ ﷺ نہ عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہیں، نہ آپ کو عالم الغیب اور حاضر و ناظر کہنا جائز و درست ہے۔

ہماری اس بات کو ملحوظ رکھتے ہوئے ناظرین کرام آنے والے مباحث کا مطالعہ جاری رکھیں۔

ملاحظہ:

بریلوی طریق پر چلتے ہوئے بریلوی بحرالعلوم نے کہا ہے:

"مولوی عتیق الرحمٰن نے مسئلہ حاضر و ناظر کے ثبوت میں متعدد حدیثیں پیش کی تھیں، ان میں سے صرف چار حدیثوں کو ہم نے بحث کے لیے منتخب کیا ہے، جو اس مدعا پر اس درجہ وضاحت سے دلالت کر رہی ہیں کہ یہ مسئلہ گویا انھی حدیثوں سے اخذ کیا گیا ہو۔" (الشاہد جدید، ص: ۱۲)

ہم کہتے ہیں کہ اپنی مذکورہ بالا سخن سازی میں بریلوی بحرالعلوم نے بریلوی طریق پر پوری طرح تلبیس کاری بھی کی ہے، کیونکہ اپنے سرپرست کی پیش کردہ صرف چھ احادیث کو چھ کی تعداد سے محدود کرنے کے بجائے موصوف نے اسے ''متعدد حدیثیں'' کے لفظ سے تعبیر کیا جس سے سادہ لوح بریلوی عوام پر ظاہر کر سکیں کہ زعیم بریلویہ مولوی عتیق الرحمٰن نے اپنے بریلوی موقف کی دلیل میں بہت ساری احادیث نقل کر رکھی ہیں، پھر موصوف نے یہ کہہ کر ''مولوی عتیق الرحمٰن کی پیش کردہ متعدد احادیث میں سے میں نے صرف چار احادیث کو بحث کے لیے منتخب کیا'' دوسری مزید در مزید تلبیس کاری سے کام لیا، کیونکہ دیانت داری کا تقاضا یہ تھا کہ موصوف بریلوی بحرالعلوم کہتے کہ مولوی عتیق الرحمٰن نے اپنے بریلوی موقف پر کل چھ احادیث پیش کی تھیں، جن میں سے دو کا ساقط الاعتبار ہونا خطیب الاسلام مولانا جھنڈانگری نے اس طرح واضح کر دیا کہ اس کے خلاف کچھ لکھنے کے لیے بریلویت جیسی بے لگام و مطلق العنان چال بازی سے کام لے کر بھی کسی کو کچھ کہنے کے بجائے خاموش رہنے ہی میں عافیت محسوس ہوئی، اس طرح اظہار حقیقت کے بجائے مجرمانہ قسم کی چال بازی و سخن سازی، جو بریلویت ہی کے خواص میں سے ایک خاصہ ہے، بریلوی بحرالعلوم کا اختیار کرنا بریلوی مصلحت اندیشی سے خالی نہیں، مولانا جھنڈانگری نے مولوی عتیق الرحمٰن کی ذکر کردہ احادیث میں سے پہلے اور تیسرے نمبر والی حدیثوں کو ساقط الاعتبار قرار دیا تھا، بریلوی بحرالعلوم نے پہلے، دوسرے، چوتھے اور چھٹے نمبر والی روایات کو بحث کے لیے منتخب کیا ہے اور ترتیب میں الٹ پھیر بھی کی ہے۔

بریلوی موقف پر بریلوی بحرالعلوم کی مستدل چاروں منتخب احادیث کا ذکر:

بحث مذکورہ کے لیے بریلوی بحرالعلوم کی منتخب کردہ چاروں احادیث یہ ہیں:

(1) "فوضع كفه بين كتفي حتى وجدت برد أنا ملها بين ثديي فتجعلي لي كل شيء وعرفت."

یعنی اللہ نے اپنا دست قدرت میرے مونڈھوں کے درمیان رکھا تو وصول فیض کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینے میں محسوس کی، پس مجھ کو سب کچھ معلوم ہو گیا اور مجھ پر سب روشن ہو گیا۔

(2) "إن الله رفع لي الدنيا فأنا أنظر إليها، وإلى ما هو كائن فيها، فكأنما أنظر إلى كفي هذا."

یعنی اللہ نے دنیا میرے پیش نظر کی تو میں اس کو دیکھتا ہوں اور جو اس میں قیامت تک ہونے والا ہے اس کو دیکھتا ہوں، ایسے جیسے اپنے ہاتھ کی ہتھیلی دیکھ رہا ہوں۔

(3) "لا تسئلوني عن شيء إلا نبأتكم وأنا في مقامي هذا."

''جب تک میں منبر پر کھڑا رہوں مجھ سے جو پوچھو بتاؤں گا۔''

④ "يخبركم بما مضى وما هو كائن."

''یہ رسول ان سب کی خبر دیتے ہیں، جو گزر گیا یا آنے والا ہے۔'' (الشاہد جدید، ص: ۱۲، ۱۳)

پہلی حدیث پر بحث ونظر:

ہم کہتے ہیں کہ بریلوی بحر العلوم نے حسب عادت اپنی چاروں منتخبہ حدیثوں میں پہلی حدیث کے الفاظ اور اس کا ترجمہ کرنے میں علمی خیانت و بد دیانتی اور تحریف بازی سے کام لیا ہے، حدیث مذکور طویل ہے، جس کے ضروری الفاظ، جو ہماری بحث سے تعلق رکھتے ہیں، یہ ہیں:

"إني قمت من الليل فتوضأت، وصليت ما قدر لي، فنعست في صلوتي حتى استثقلت، فإذا أنا بربي تبارك وتعالىٰ في أحسن صورة، فقال: يا محمد! قلت: لبيك رب! قال: فيما يختصم الملأ الأعلىٰ؟ قلت: لا أدري، قالها ثلاثاً، فرأيته وضع كفه... إلى أن قال: يا محمد! فيم يختصم الملأ الأعلىٰ؟ قلت: في الكفارات. إلى أن قال: إنها حق، فادرسوها ثم تعلموها." رواه أحمد والترمذي، وقال: هذا حديث حسن صحيح. سألت محمداً عن هذا الحديث، فقال: صحيح.[1]

یعنی آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں رات میں اٹھا اور وضو کر کے اللہ نے جس قدر مقدر کیا تھا میں نے نماز تہجد پڑھی، پھر نماز ہی کی حالت میں مجھ پر غنودگی کا غلبہ ہوا، یہاں تک کہ میں سو گیا، اتنے میں میں نے خواب میں اپنے رب کو حسین ترین صورت میں دیکھا کہ اس نے مجھے مخاطب کیا، میں نے لبیک کہا تو اللہ نے مجھ سے پوچھا کہ ''ملأ اعلیٰ والے فرشتے'' کن امور میں بحث کر رہے ہیں؟ میں نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں، اس طرح کا سوال جواب تین بار رہا، پھر میں نے خواب میں اللہ کو دیکھا کہ اس نے اپنی ہتھیلی میرے کندھوں کے درمیان رکھی کہ میں اللہ کی انگلیوں کے پوروں کی ٹھنڈک اپنے سینے میں محسوس کرنے لگا، اللہ تعالیٰ کی اس کاروائی سے میرے لیے تمام چیزیں روشن ہوگئی اور میں انہیں جان گیا، تب اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وہی سوال کیا تو میں نے جواب دیا کہ ملأ اعلیٰ والے فرشتے کفارات، نماز باجماعت کے لیے پاؤں کی چال اور نماز کے بعد مسجدوں میں بیٹھے رہنے کے فضائل اور تکلیف دہ حالات میں باقاعدہ وضو کرنے کے فضائل، اہل جنت

[1] مشكوة مع مرعاة المفاتيح (٢/ ١٩٣ تا ١٩٦) حديث نمبر (٧٥٣)

کے درجات، لوگوں کو کھانا کھلانے اور نرم گفتاری اور لوگوں کے خواب استراحت کے وقت نفلی نمازوں کے پڑھنے کے فضائل پر بحث کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ نے مجھ سے کہا کہ مجھ سے آپ کا جو جی چاہے مانگ لیجیے، تو میں نے ایک دعا کی جو حدیث میں مذکور ہے، پھر ارشاد نبوی حاضرین مجلس سے یہ ہوا کہ میرا خواب مذکور حق ہے، اسے تم سیکھ لو اور اس کے معانی کا علم حاصل کرو۔

حدیث مذکور میں وارد لفظ ''کف'' کا ترجمہ بریلوی بحرالعلوم نے ''دست قدرت'' کیا ہے، جو تاویل باز و تحریف کار اہل بدعت کا شیوہ وشعار ہے، اس طرح کا کام عام طور سے فرقہ جہمیہ، غالی مرجیہ اور معتزلہ کیا کرتے ہیں، اور ''انامل'' کا ترجمہ بریلوی بحرالعلوم نے ''وصول فیض'' کیا ہے، یہ بھی تاویل باز اہل بدعت کا شیوہ ہے، حدیث میں ہے کہ واقعہ مذکورہ خواب نبوی میں پیش آیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے اسی حال میں آپ ﷺ سے سوال کیا تھا کہ ملأ اعلیٰ والے فرشتے کن امور پر بحث کر رہے ہیں؟ حدیث کے اس حصہ کو بریلوی بحرالعلوم نے اپنی مبتدعانہ بریلوی مصلحت کے تحت اس لیے حذف کر کے معنوی تحریف کی کہ جملہ مذکورہ سے بریلوی استدلال کی جڑ کٹتی ہے، کیونکہ ملأ اعلیٰ کے زیر بحث جن باتوں سے متعلق آپ ﷺ سے سوال ربانی ہوا تھا، جن کے علم نہ ہونے کا آپ ﷺ نے بالصراحت اقرار کیا تھا، انہیں زیر بحث باتوں سے آپ کو باخبر کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے کندھوں کے درمیان اپنی ہتھیلی رکھی تھی، جس کی برکت سے آپ ﷺ پر ملأ اعلیٰ کی زیر بحث ساری باتیں روشن و واشگاف ہوگئی تھیں اور انھی زیر بحث باتوں کا آپ ﷺ کو علم بھی ہوا اور اپنی معلوم شدہ ان باتوں کو آپ ﷺ نے صحابہ کو بتلا بھی دیا، نیز انہیں حکم دیا کہ ان باتوں کی تعلیم و تدریس کرتے رہیں، تاکہ دوسرے لوگ بھی انہیں جان جائیں، ظاہر ہے کہ ملأ اعلیٰ کی اس وقت والی زیر بحث باتیں وہ تمام امور غیب نہ تھیں، جنہیں جاننے کا دعویٰ تحریف باز فرقہ بریلویہ کر کے آپ ﷺ کو عالم الغیب اور حاضر و ناظر کہتا ہے، بلکہ وہ نہایت محدود سی باتیں تھیں، جو ساری کی ساری آپ پر روشن ہو کر معلوم ہوگئیں۔ لہٰذا اگر ان باتوں کے معلوم ہونے کی بنا پر آپ ﷺ بقول فرقہ بریلویہ عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہوگئے، تو لازم آتا ہے کہ آپ کی پوری امت بھی ان باتوں سے واقف ہونے کی بنا پر عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہے، ظاہر ہے کہ بریلوی اصول سے لازم آنے والی یہ بات فرقہ بریلویہ نہیں مانتا۔

ثانیاً: فرقہ بریلویہ ہر حال میں نبوی خواب اور نبوی بیداری میں ہونے والی وحی اور پیش آمدہ بات کو یکساں مانتا ہے اور تفریق کا قائل نہیں، جس سے لازم آتا ہے کہ آپ نے معنوی طور پر بیداری میں اللہ

تعالیٰ کو دنیا میں دیکھا ہے، حالانکہ فرقہ بریلویہ بھی زیادہ سے زیادہ دوبار بیداری میں اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کا قائل ہے، مگر اس کی مبتدعانہ پالیسی سے لازم آتا ہے کہ آپ ﷺ نے دوبار سے کہیں زیادہ اللہ تعالیٰ کو عالم بیداری میں دیکھا ہے، کیونکہ اس طرح کا خواب آپ ﷺ نے متعدد بار دیکھا ہے، ظاہر ہے کہ اس سے بھی بریلوی مزعومات کی تکذیب لازم آتی ہے اور فرقہ بریلویہ جو یہ قائل ہے کہ آپ ﷺ نے دومرتبہ اللہ تعالیٰ کو دنیا میں بیداری میں دیکھا، اس کا مکذوب ہونا آگے چل کر مدلل طور پر بیان کیا گیا ہے۔ ہماری اس بات سے حدیث مذکور سے بریلوی استدلال کا تلبیسات اور تحریفات واکاذیب پر مشتمل ہونے کے باعث باطل ہونا بہت واضح ہے اور یہ بات مولانا جھنڈانگری سمیت عام سلفی اہل علم فرقہ بریلویہ کو بتلا چکے ہیں، مگر باطل پرستی پر اس فرقہ باطلہ کی ہٹ دھرمی وضد قائم ہے۔

خطیب الاسلام مولانا جھنڈانگری نے حدیث مذکور سے بریلوی بحرالعلوم کے استدلال کی تردید میں ایک طویل بات کہی تھی، جس کا حاصل یہ ہے کہ بریلویوں کی رعایت کرتے ہوئے موصوف مولانا جھنڈا نگری نے فرض کر لیا کہ عام خواب میں وجہ مذکور کی بدولت آپ ﷺ پر ساری چیزیں منکشف ہوگئیں، جنہیں آپ ﷺ نے جان لیا، مگر جیسا کہ معلوم ہے کہ خواب کی بات عموماً خواب دیکھنے کے وقت تک جاری رہتی ہیں اور ختم خواب پر ختم ہوجاتی ہیں، اس طرح خواب میں آپ ﷺ کے لیے ہر چیز کا انکشاف ختم خواب پر ختم ہوگیا، جیسا کہ ٹارچ کی روشنی میں اور اس سے نظر آنے والی یا معلوم ہونے والی چیز صرف اس وقت تک برقرار رہتی ہے، جب تک ٹارچ روشن رہے، اس کے بجھتے ہی یہ سلسلہ ختم ہوجاتا ہے، اس تمثیل میں کچھ کہنے کی گنجائش نکل سکتی ہے، مگر اسے اگر اس مثال سے ظاہر کیا جائے کہ آئینہ بریلوی بحرالعلوم کے سامنے جس وقت رکھ دیا جائے اس وقت تو موصوف کو اپنے چہرہ وشکل وصورت وحالت نظر آتی ہے، جس سے لازم نہیں آتا کہ آئینہ ہٹ جانے کے بعد بھی قیامت تک کے لیے موصوف کو اپنا چہرہ ہر وقت دیکھ کر اس کی شکل وصورت وحالت اور اس میں ہمہ وقت ہوتے رہنے والی تبدیلی نظر آتی رہتی ہے اور اس کا ہمہ وقت بریلوی بحرالعلوم کو علم ہوتا رہتا ہے، پھر جب نصوص شرعیہ سے آپ ﷺ کے عالم الغیب اور حاضر وناظر ہونے کی نفی ہوتی ہے تو اس حدیث کو اپنے اکاذیب وتلبیسات کے ذریعہ اپنی اختراعی بات پر دلیل قرار دینا نصوص شرعیہ کی مخالفت اور ان سے بغاوت ہے، آئینہ والی اس مثال کا کوئی جواب بریلوی بحرالعلوم سمیت فرقہ بریلویہ سے قیامت تک نہیں بن پڑے گا، اگرچہ مولانا جھنڈانگری کی تمثیل بھی بریلوی

تلبیسات کی تکذیب کے لیے اس وجہ سے کافی ہے کہ اس تمثیل کے ساتھ آپ کے عالم الغیب اور حاضر و ناظر نہ ہونے پر موصوف نے ایسے نصوص شرعیہ پیش کیے ہیں، جن کے جواب سے بریلوی بحرالعلوم نے عاجز ہونے کے سبب ساکت ہی رہنے میں عافیت سمجھی اور ان کا ذکر تک نہیں کیا، ظاہر ہے کہ یہ بریلوی پالیسی بریلوی موقف کی تکذیب کے لیے کافی ہے کہ وہ اپنی تکذیب میں پیش کیے گئے نصوص مذکورہ کا جواب دینے سے عاجز ہونے کے سبب ساکت رہے۔

اس سلسلے میں فی الوقت ہم اسی قدر بحث پر اکتفا کرتے ہیں، ضرورت ہونے پر مزید بحث کی جائے گی۔

بریلوی بحرالعلوم کی پیش کردہ دوسری حدیث پر بحث:

اپنی منتخب کردہ پہلی حدیث سے متعلق اپنی تلبیس کاری ظاہر کر کے بریلوی بحرالعلوم نے مولانا جھنڈا نگری پر یہ افترا پردازی کی کہ دوسری حدیث کو ضعیف کہہ کر مولانا جھنڈا نگری نے پیچھا چھڑا لیا، حالانکہ باب فضائل میں بالاتفاق ضعاف معتبر ہیں اور میں نے اس کے موافق ایک صحیح حدیث پیش کر کے اسے درجہ حسن تک پہنچایا۔ (الشاہد جدید، ص: ۱۳، ۱۴)

ہم کہتے ہیں کہ بریلوی بحرالعلوم کا یہ کہنا کہ دوسری حدیث کو ضعیف کر کہہ مولانا جھنڈا نگری نے پیچھا چھڑایا، سراسر بریلوی کذب بیانی ہے، کیونکہ بریلوی بحرالعلوم نے دوسرے نمبر پر جو حدیث پیش کی تھی، وہ وہی حدیث ہے جسے بریلوی بحرالعلوم نے پہلی حدیث کہہ کر مذکورہ بالا اکاذیب و تلبیسات کے ذریعہ اپنی بریلوی فن کاری دکھائی ہے اور اس دوسری والی حدیث کو مولانا جھنڈا نگری نے ضعیف نہیں کہا، بلکہ اسے صحیح تسلیم کر کے اس سے بریلوی استدلال کا بطلان ظاہر کیا، یعنی کہ اس معاملہ میں بھی بریلوی بحرالعلوم نے حسب عادت کذب بیانی سے کام لیا ہے۔

بریلوی بحرالعلوم کا اپنے اس بیان میں یہ کہنا کہ باب فضائل میں ضعاف بالاتفاق معتبر ہیں، محض بریلوی تلبیس ہے، کیونکہ نصوص شرعیہ کے خلاف بریلوی فرقہ کا ایسا نظریہ ایجاد کر لینا، جس پر اس فرقے کے تقلیدی مذہب نے کفر و شرک یا کم از کم جہل و ضلال کا فتویٰ دیا ہو، محض بدعت پرستی ہے، پھر نصوص شرعیہ کے خلاف اپنے ایجاد کردہ اس عقیدہ کو باب فضائل میں شمار کر لینا مزید شرارت ہے، پھر تلبیس کاری کرتے ہوئے یہ کہنا کہ باب فضائل میں بالاتفاق ضعاف معتبر ہیں، مزید در مزید تلبیس کاری ہے۔ اور جس حدیث کو مولانا جھنڈا نگری نے ضعیف نہ کہا ہو اسے ضعیف کہنے کا موصوف پر الزام و اتہام لگانا گھناؤنی حرکت ہے۔

بریلوی بحرالعلوم کی منتخب کردہ چار حدیثوں میں سے دوسرے نمبر پر ذکر کردہ حدیث کو البتہ مولانا جھنڈا نگری نے مدلل طور پر ضعیف کہا ہے، مگر وہ مولوی عتیق الرحمٰن کی ذکر کردہ پہلے نمبر والی حدیث ہے۔

بریلوی بحرالعلوم کی ضعیف قرار دی ہوئی روایت مکذوب وموضوع ہے:

بریلوی بحرالعلوم کی ضعیف قرار دی ہوئی روایت مذکورہ ضعیف کی قسموں میں سے بدترین قسم یعنی موضوع ہے، اس کی سند ملاحظہ ہو:

"قال الطبراني: ثنا بكر بن سهل ثنا نعيم بن حماد ثنا بقية عن سعيد بن سنان ثنا أبو الزاهرية عن كثير بن مرة عن ابن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم."[1]

اس سند میں واقع سعید بن سنان حمصی کو حافظ ابن حجر نے تقریب التھذیب میں کہا:

"متروك ورماه الدارقطني وغيره بالوضع." (تقريب التهذيب: ٢٣٧)

''یہ شخص متروک ہے، اسے امام دارقطنی نے وضاع کہا ہے۔''

بعینہٖ یہی بات حاشیہ الضعفاء الکبیر للعقیلی میں ترجمہ سعید بن سنان کے تحت لکھی ہے، اس کا حاصل یہ ہے کہ بریلوی بحرالعلوم کی یہ مستدل روایت مکذوبہ و خانہ ساز ہے اور مکذوبہ و موضوعہ روایت کو دلیل بنانا بالاجماع ناجائز وحرام ہے، جس سے لازم آیا کہ بریلوی بحرالعلوم اور ان کے ہم مزاج اس روایت مکذوبہ کو دلیل بنا کر فعل حرام کے مرتکب ہوئے ہیں۔

سعید موصوف سے اس روایت کے راوی بقیہ بن ولید حمصی مدلس ہیں اور مدلس کی بلاتحدیث عنعنہ والی روایت بالاتفاق ساقط الاعتبار ہوتی ہے اور روایت مذکورہ بقیہ نے سعید کذاب سے عنعنہ کے ساتھ ہی نقل کی ہے، نیز اس سند کا ایک اور راوی بکر بن سہل دمیاطی بھی بقول مسلمہ بن قاسم وضاع ہے اور امام ذہبی نے کہا کہ "ومن وضعه" یعنی اس کی وضع کردہ مکذوبہ روایت میں یہ بھی ہے۔ (لسان الميزان: ٢/ ٥١، ٥٢)

الحاصل بریلوی لوگوں کی یہ مستدل روایت مکذوبہ وموضوعہ ہے۔

ضعیف روایت باب فضائل میں مقبول نہیں:

اپنے بریلوی طریق تلبیس وتدلیس پر چلتے ہوئے موضوع و مکذوب روایت کو صرف ضعیف کہہ کر یہ دسیسہ کاری کرنا کہ ''باب فضائل میں ضعیف احادیث بالاتفاق معتبر ہیں'' تمام اہل علم پر بریلوی بحرالعلوم نے

[1] حلية الأولياء لأبي نعيم (٦/ ١٠١) وسلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة للألباني (٢/ ٢٧٤) حديث نمبر (٩٥٧)

افترا پردازی کر ڈالی ہے، کیونکہ جو اہل علم یہ بات کہتے ہیں ان کی مراد موضوع و مکذوب حدیث نہیں بلکہ خفیف ضعیف وعلت والی وہ حدیث ہے جو اصولی طور پر درجہ حسن میں ہوا کرتی ہے، چنانچہ امام احمد اور دیگر ائمہ کرام کے قول "الحديث الضعيف أحب إلينا من الرأي" کا مطلب شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ نے یہ بتلایا کہ اس سے ان کی مراد مصطلح حدیث حسن ہے، نیز یہ کہ:

"لم يقل أحد من الأئمة أن يجعل الشيء واجباً ومستحباً بحديث ضعيف، ومن قال هذا فقد خالف الإجماع." (التوسل والوسيلة لابن تيميه: ٨٢، ٨٣)

یعنی کسی بھی امام نے یہ نہیں کہا کہ اصطلاحی ضعیف حدیث کی بنیاد پر کسی بات کو واجب یا مستحب قرار دیا جائے، جس نے ایسی بات کہی وہ اجماع کا مخالف ہے۔

اس سے یہ معلوم ہوا کہ بریلوی بحرالعلوم نے باب فضائل میں اصطلاحی ضعیف حدیث کو معتبر قرار دے کر ایک طرف ائمہ اسلام پر افترا پردازی کی دوسری طرف اہل اسلام کے اجماع کی مخالفت کی، اس طرح کی بات معنوی طور پر امام جلال الدین دوانی نے انموذج العلوم میں اور امام یحییٰ بن معین، حافظ ابن حزم، ابن العربی، علامہ احمد شاکر مصری، امام بخاری و مسلم وغیرہ نے بھی کہی ہے، معنوی طور پر حدیث حسن کو جن بعض اہل علم نے باب فضائل میں قابل قبول کہا ہے، انہوں نے بھی اس کے لیے کچھ شرطیں لگا رکھی ہیں۔[1]

اس تفصیل سے بریلوی بحرالعلوم کی امانت داری واضح ہوجاتی ہے، بریلوی بحرالعلوم نے موضوع حدیث سے استدلال کو غلط کاری کہا ہے۔ (الشاہد جدید، ص: ۱۳۵)

عجیب بات یہ ہے کہ بریلوی بحرالعلوم نے اس موضوع حدیث کے مضمون سے بالکل مختلف و مغایر مضمون والی ایک حدیث صحیح کا ذکر کر کے کہہ دیا کہ یہ حدیث زیر بحث حدیث موضوع کی متابع و شاہد ہے، لہٰذا یہ موضوع حدیث درجہ حسن کو پہنچ جاتی ہے۔ (الشاہد جدید، ص: ۱۴)

معلوم ہوتا ہے کہ بریلوی بحرالعلوم متابع و شاہد کا معنی و مطلب نہیں سمجھتے یا محض تلبیس کاری سے کام لے کر اس طرح کی لغو طرازی کرتے ہیں، دوسری ہی بات زیادہ صحیح معلوم ہوتی ہے، جس موضوع حدیث کے معنی و مطلب سے مختلف مضمون رکھنے والی کوئی صحیح حدیث ہو اس صحیح حدیث کو نقل کر کے یہ کہنا کہ اب یہ موضوع حدیث

---

[1] تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو۔ قواعد التحديث للقاسمي (ص: ١١٨ تا ١٣٢) والباعث الحثيث للشيخ احمد شاكر (ص: ٩٢)، تحقيق توضيح الأفكار للشيخ محمد محى الدين (٢/ ١٠٩ تا ١١٢) إحكام الأحكام شرح عمدة الأحكام لابن دقيق العيد (٢/ ١٧١، ١٧٢)، القول البديع للسخاوي (ص: ٢٥٥) تدريب الراوى للسيوطي (١/ ٢٥٢)

درجہ حسن کو پہنچ گئی، حد درجہ کی بے راہ روی ہے، جو بریلوی بحرالعلوم اور عام بریلوی زعماء کا شیوہ وشعار ہے۔

الشاہد جدید کی طباعت سے دس سال پہلے جس مناظرہ بجر ڈیہہ بنارس میں خود بریلوی بحرالعلوم بھی شریک تھے، اس میں فرقہ بریلویہ اور اہلحدیث کے شرائط مناظرہ میں یہ بات طے ہوگئی تھی کہ ضعیف و غیر مقبول حدیث پیش کرنے کا حق کسی فریق کو نہ ہوگا، اس کا مطلب یہ ہوا کہ بریلوی بحرالعلوم نے عہد شکنی و وعدہ خلافی کا مرتکب ہو کر اپنی طے کردہ شرائط کی خلاف ورزی کی ہے، اور شریعت کی نظر میں اس طرز عمل کا بھیانک جرم ہونا بہت واضح ہے۔

اپنے اس بیان کے بعد تھوڑا آگے چل کر بریلوی بحرالعلوم نے کہا ہے کہ زیر نظر موضوع و مکذوب روایت ہماری پیش کردہ صحیح متابع کے سبب درجہ صحت کو پہنچ گئی ہے۔ (الشاہد جدید، ص:۷۹)

ایک جگہ جس حدیث کو تلبیس کے ذریعہ حسن کہا، دوسری جگہ اس سے بھی بڑی تلبیس کرتے ہوئے صحیح کہا اور ان تمام چال بازیوں کے باوصف موصوف بریلوی بحرالعلوم نے مولانا جھنڈانگری کو حیلہ باز یہودی صفت والا قرار دے ڈالا۔ (الشاہد جدید، ص:۷۹)

تلبیس پرستی کی یہ گھناؤنی مثال اور بھیانک ریکارڈ بریلوی بحرالعلوم نے قائم کر رکھا ہے۔

موضوع حدیث کا متابع کہہ کر بریلوی بحرالعلوم کی ذکر کردہ روایت پر بحث:

اپنی پیش کردہ موضوع روایات کا متابع قرار دے کر اس موضوع روایت سے بالکل مختلف معانی کی حامل جس صحیح حدیث کو بریلوی بحرالعلوم نے نقل کیا وہ یہ ہے:

”إن اللّٰه قد زوى لي الأرض فرأيت مشارقها ومغاربها، لا تسئلوني عن شيء إلا أخبرتكم.“

”بے شک اللہ نے میرے لیے زمین کو لپیٹ دیا، پس میں نے اس کے مشارق و مغارب کو دیکھ لیا، اس کی جس چیز سے متعلق بھی مجھ سے پوچھو، میں تمہیں بتا دوں گا۔“ (الشاہد جدید، ص ۷۹)

ہم کہتے ہیں کہ یہ حدیث طویل ہے، جس کا ایک حصہ بریلوی بحرالعلوم نے نقل کر رکھا ہے، اس کے بعض دیگر اجزاء بریلوی مزعومات کی تکذیب کرتے ہیں، مگر ہم اس کی تفصیل میں پڑے بغیر عرض کرتے ہیں کہ بقول صاحب مشکوٰۃ اسے امام مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔[1]

[1] مشکوۃ، باب فضائل سید المرسلین، فصل أول (ص: ۵۱۲)

لہٰذا باعتبار سند یہ حدیث صحیح ہے، مگر باعتبار مضمون بریلوی بحرالعلوم کی پیش کردہ موضوع روایت سے مختلف ہونے کے سبب کسی طرح بھی اس کی متابع قرار نہیں دی جاسکتی، کیونکہ بریلوی بحرالعلوم کی ذکر کردہ موضوع روایت کا مضمون یہ ہے کہ آپ کے سامنے پوری دنیا پیش کر دی گئی، جسے آپ ہر وقت دیکھتے رہتے ہیں اور قیامت تک بلکہ اس کے بعد بھی اس میں رونما ہونے والے جملہ حالات وتغیرات کا مشاہدہ بھی آپ ﷺ ہمہ وقت کرتے رہتے ہیں، ظاہر ہے کہ نصوص شرعیہ کی تصریحات کے خلاف ایک نظریہ مسلمانوں میں پھیلانے کے لیے بعض کذابین اور یہودی صفت وضاعین نے یہ روایت گھڑی ہے، جو صحیح مسلم والی حدیث سے بالکل مختلف معنی رکھتی ہے، صحیح مسلم والی روایت کا مطلب یہ ہے کہ ایک وقت خاص میں آپ کو پوری زمین سمیٹ کر دکھلا دی گئی اور اس وقت اس میں موجود نظر آنے والی ساری چیزیں آپ ﷺ کے مشاہدہ میں آگئیں، اس سے لازم نہیں آتا کہ اس وقت خاص سے پہلے اور بعد میں بھی زمین میں موجود چیزوں اور اس میں رونما ہونے والے حالات کا بھی آپ ﷺ کو مشاہدہ کرا دیا گیا۔ اس محدود سی معلومات و مشاہدات کی بنا پر آپ ﷺ کے عالم الغیب و حاضر و ناظر ہوجانے کا بریلوی دعوی اس لیے مکذوب و باطل ہے کہ نصوص شرعیہ نے صراحت کر رکھی ہے کہ آئندہ کے حالات سمیت پانچوں مفاتیح غیب سے آپ کو کوئی واقفیت و جانکاری نہیں، نہ ماضی کے امور غیب ہی سے آپ باخبر تھے، الا یہ کہ بطور معجزہ وحی الٰہی کے ذریعہ ماضی و حال و مستقبل سے متعلق جن امور غیب سے آپ کو باخبر کر دیا گیا، اس سے آپ باخبر تھے، جس کی بنا پر آپ کو اس لیے عالم الغیب و حاضر و ناظر کہنا ممنوع وحرام ہے کہ پوری تاکید سے اللہ نے اور اللہ کے حکم سے آپ نے رسول کو عالم الغیب اور حاظر و ناظر کہنے سے منع کر دیا تھا اور صراحت کر دی تھی کہ اللہ کے علاو کوئی بھی علم غیب نہیں رکھتا۔ ہماری اس تحریر سے بریلوی بحرالعلوم کی بریلوی تلبیس کاری کی پردہ دری ہوجاتی ہے۔

اپنی اور اپنے سرپرست مولوی عتیق الرحمٰن کی دلیل بنائی ہوئی جس موضوع و خانہ ساز روایت کا متابع قرار دے کر بریلوی بحرالعلوم نے مذکورہ بالا صحیح مسلم والی روایت کا ذکر کیا ہے، مولانا جھنڈانگری نے اپنی کتاب تردید حاضر و ناظر میں اس کا کوئی ذکر نہیں کیا تھا، نہ اس سے متعلق کوئی دوسری بات ہی کہی تھی، مگر دروغ پرست و افترا پرداز بریلوی بحرالعلوم نے موصوف مولانا جھنڈانگری پر یہ خانہ ساز اتہام بھی لگا دیا کہ حدیث مذکور میں واقع شدہ لفظ "لا تسئلوني... الخ" کی بابت مولانا جھنڈانگری نے کہا کہ یہ لفظ زبان نبوی سے بحالت غضب نکلی تھی۔ الخ (الشاہد جدید، ص:۸۰)

الغرض بریلوی بحرالعلوم نے اختراع اکاذیب میں بڑی ترقی کر رکھی ہے، ساتھ ہی ساتھ خبط وتخلیط و اضطراب کا شکار ہو کر بریلوی بحرالعلوم نے اسی روایت کے تحت مولوی عتیق الرحمٰن کی تیسرے نمبر والی اس حدیث کا ذکر بھی چھیڑ دیا جو بتصریح مولانا جھنڈانگری مکذوب ہے۔ (الشاہد جدید، ص:۸۱)

بریلوی بحرالعلوم نے اپنی اس خبط الحواسی میں مولوی عتیق الرحمٰن کی ذکر کردہ چوتھے نمبر والی حدیث کا ذکر بلا ترتیب و بے ڈھنگے پن سے چھیڑ دیا۔ (الشاہد جدید، ص:۸۱)

اسی قسم کے مفتری ومخبوط الحواس لوگ جس فرقے کے بحرالعلوم قرار دے لیے گئے ہوں وہ جس قدر بھی بے راہ رو ہوں کم ہے۔

بریلوی بحرالعلوم کی منتخب کردہ تیسری حدیث پر بحث:

اپنے سرپرست مولوی عتیق الرحمٰن کی تیسرے نمبر پر دلیل بنائی ہوئی حدیث کا حشر دیکھ کر بریلوی بحرالعلوم نے اس کا ذکر تک نہ کیا، کیونکہ اس کا مکذوب وموضوع ہونا جس انداز میں مولانا جھنڈانگری نے واضح کیا تھا، اسے دیکھتے ہوئے جواب سے عاجز ہونے کے سبب ساکت رہنے ہی میں موصوف بریلوی بحرالعلوم نے عافیت سمجھی، مگر چوتھے نمبر پر مولوی عتیق الرحمٰن کی ذکر کردہ حدیث "لا تسئلوني عن شيء إلا نبأتكم وأنا في مقامي هذا" جسے بریلوی بحرالعلوم نے تیسری حدیث کہہ کر نقل کیا ہے، اس کی بابت مولانا جھنڈانگری نے جو کچھ کہا تھا، اس کا حاصل یہ ہے کہ اس حدیث کے تمام طرق والفاظ کو مجموعی طور پر دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بات آپ نے بکثرت سوال سے منع کرنے کی غرض سے خفگی کی حالت میں منبر پر کہتے ہوئے صراحت کر دی تھی کہ جب تک میں منبر پر موجود ہوں تب تک تم فی الوقت جو سوال بھی کرو گے، اس کا میں جواب دوں گا جس سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ کیے جانے والے ہر سوال کا جواب آپ ﷺ نے منبر پر رہنے تک دینے کی بات کہی تھی، اس لیے یہ وقتی چیز تھی، جسے دائمی قرار نہیں دیا جا سکتا، خصوصاً اس صورت میں کہ نصوص شرعیہ میں آپ ﷺ کے حاضر وناظر وعالم الغیب ہونے کی نفی کی گئی ہے۔
(تردید حاضر وناظر، ص:۴۳ تا ۴۶)

بریلوی بحرالعلوم سے اس سلفی بدعت شکن تحریر کا جواب ممکن نہ تھا، اس لیے حسب عادت تمسخر واستہزاء و دشنام طرازی و بہتان بازی سے کام بنایا، مولانا جھنڈانگری نے پوری بحث میں یہ کہیں نہیں کہا تھا کہ حالت غضب میں آپ ﷺ خلاف امر واقع بات بھی کہہ سکتے تھے، اس طرح کا کاروبار تو بریلوی لوگ غضب اور

غیر غضب ہر حال میں کرتے رہتے ہیں، مگر بریلوی بحرالعلوم نے مولانا جھنڈانگری پر یہ اتہام لگا دیا کہ موصوف کہتے ہیں کہ حالت غضب میں آپ ﷺ خلاف امر واقع بات کہہ بیٹھے۔ (الشاہد جدید، ص:۱۴، ۱۵)

کہاں تک شکوہ کیا جائے بریلوی بحرالعلوم کی افترا پردازیوں کا؟ مولانا جھنڈانگری نے اس بحث میں یہ کہیں نہیں کہا تھا کہ وقتی طور پر تھوڑی دیر کے لیے آپ ﷺ کو انکشاف تام اور سارے عالم کا علم حاصل ہوگیا تھا، مگر بریلوی بحرالعلوم نے موصوف پر یہ اتہام بھی لگا دیا کہ تھوڑی ہی دیر کے لیے مولانا جھنڈانگری نے یہ بات تسلیم کر لی ہے۔ (الشاہد، ص:۱۴، ۱۵)

بریلوی بحرالعلوم عجیب عجیب طرح کی لغوطرازیاں اختراعی طور پر لکھنے اور کہنے کے عادی ہیں۔

بریلوی بحرالعلوم کی منتخب کردہ چوتھی حدیث پر بحث:

بریلوی بحرالعلوم اور ان کے سرپرست مولوی عتیق الرحمٰن کی دلیل بنائی ہوئی چوتھی حدیث کا صرف ایک جزو اس جگہ بریلوی بحرالعلوم نے نقل کیا ہے، پوری حدیث زیادات مسند احمد میں اس طرح منقول ہے:

"قال عبدالله: حدثني أبي ثنا عبد الرزاق أنا معمر عن أشعث بن عبد الله عن شهر بن حوشب عن أبي هريرة قال: جاء ذئب إلى راعي غنم فأخذ منها شاة، فطلبه الراعي حتى انتزعها منه، فصعد الذئب على تل، فأقعى واستثفر، وقال: قد عمدت إلى رزق رزقه الله أخذته، ثم انتزعته مني، فقال الرجل: تالله إن رأيت كاليوم ذئباً يتكلم! فقال الذئب: أعجب من هذا رجل في النخلات بين الحرتين يخبركم بما مضى وما هو كائن بعدكم، قال فكان الرجل يهوديا فجاء إلى النبي صلى الله عليه وسلم فأخبره وأسلم، فصدقه النبي صلى الله عليه وسلم أنها أمارات بين يدي الساعة، قد أوشك الرجل أن يخرج فلا يرجع حتى يحدثه نعلاه وسوطه بما أحدثه أهله بعده." [1]

یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک گلہ بان کے پاس بھیڑیا آیا، جس کے قافلہ سے اس نے ایک بکری لے لی، گلہ بان نے بھیڑیے کا پیچھا کیا، حتی کہ اس سے بکری کو چھڑا لیا، بھیڑیا ایک ٹیلہ پر چڑھ کر دم

[1] مسند أحمد (٢/ ٣٠٦) دلائل النبوة للبيهقي (٦/ ٣٩ تا ٤٤) خصائص كبرىٰ للسيوطى (٢/ ٦١) بحواله أحمد وابن سعد والبزار والحاكم والبيهقي وأبي نعيم، ورواه البغوى في شرح السنة كما في المشكوة، باب في المعجزات، الفصل الثاني، والبداية والنهاية (٦/ ١٥٩، ١٦٠)

دبا کر سرین کے بل بیٹھ گیا اور چرواہے سے بات کرنے لگا کہ اللہ نے مجھے جو روزی دی تھی تم نے مجھ سے چھین لی ہے، تو چرواہے نے کہا کہ بخدا میں نے آج کی طرح کبھی کوئی معاملہ نہیں دیکھا کہ بھیڑیا آدمی سے بات کر رہا ہے۔ بھیڑیے نے کہا کہ اس سے بھی زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ دو حروں کے درمیان واقع مدینہ منورہ کے باغات کھجور میں ایک آدمی تمہیں گزشتہ و آئندہ کی باتیں بتلاتا ہے، یہ چرواہا گلہ بان آدمی یہودی تھا، وہ خدمتِ نبوی میں آیا اور آپ کو اس واقعہ کی خبر دی اور مسلمان بھی ہوگیا، آپ ﷺ نے اس کی تصدیق کرتے ہوئے فرمایا کہ قیامت سے پہلے کچھ علامات ظاہر ہوں گی، حتی کہ گھر سے نکل کر دوبارہ واپس آنے والے آدمی کو اس کے جوتے اور جوتے کے تسمے تک اس کو گھر سے باہر جانے کے بعد گھر والوں کے ساتھ پیش آمدہ حالات کی خبریں دیں گے۔

اس روایت سے بریلوی استدلال کے ابطال میں خطیب الاسلام مولانا جھنڈا نگر نے جو کچھ فرمایا تھا، اس کا حاصل یہ ہے کہ اس روایت سے بریلوی استدلال کا صحیح ہونا اس بات پر موقوف ہے کہ اس میں واقع شدہ کلمہ ما موصولہ عموم و استغراق کے لیے آیا ہو، حالانکہ ایسا ہمیشہ نہیں ہوتا، ورنہ لازم آئے گا کہ اس روایت میں جو یہ تقریر ہے کہ رسول اللہ ﷺ تمام لوگوں کو ما کان وما یکون کی خبر و تعلیم دیتے تھے، تو اس تصریح کے مطابق تمام کے تمام لوگ تعلیم الٰہی کی بدولت عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہیں اور یہ بات بریلوی لوگ مانتے نہیں، اس لیے خود بریلوی اصول سے یہ استدلال باطل و مکذوب قرار پاتا ہے، نیز بریلویوں کی پیش کردہ یہ دلیل ان کے مطابق نہ ہونے کے سبب بھی بریلوی استدلال باطل و مکذوب ہے، کیونکہ بریلوی دعویٰ جمیع علوم غیب پر آپ ﷺ کی واقفیت کا ہے اور روایت مذکورہ صرف بعض امور غیب سے واقفیت پر دلالت کرتی ہے اور یہ طریق استدلال اصول مناظرہ و اصول استدلال کے مطابق باطل ہے۔ (ماحصل از تردید حاضر و ناظر: ۴۷، ۴۸)

ہم کہتے ہیں کہ روایت مذکورہ سے بریلوی استدلال کے ابطال و تکذیب کے لیے مولانا جھنڈا نگری کی یہ بات بہت کافی ہے، مگر یہود و نصاریٰ کے خصائل میں سے ایک خصلت اللہ تعالیٰ نے یہ بیان کی ہے:

﴿ وَلَئِنْ اَتَيْتَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ بِكُلِّ اٰيَةٍ مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَكَ﴾ [البقرہ: ۱۴۵]

یعنی اگر یہود و نصاری کے سامنے تمام آیات میں سے ہر آیت بھی پیش کر دیں تو بھی یہ ہٹ دھرم و ضدی و تکذیب حقائق کے عادی ناخدا ترس لوگ آپ ﷺ کی بات نہ مانیں گے۔

اور یہ حدیث نبوی بیان کی جا چکی ہے کہ میری امت کے کچھ لوگ یہود و نصاریٰ اور اقوام سابقہ کے طور

وطریق پر چلنے لگیں گے۔

مولانا جھنڈانگری کی یہ بات روایت مذکورہ کو صحیح ومعتبر فرض کر لینے کی صورت میں ہے، ورنہ روایت مذکورہ ان الفاظ کے ساتھ جن پر بریلوی استدلال کا دارومدار ہے، غیر صحیح وغیر معتبر ہے، جس کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت ابوہریرہ سے نقل کرنے والے شہر بن حوشب پر بہت سارے ائمہ جرح وتعدیل کو سخت کلام ہے، حتی کہ امام شعبہ و امام ابن عون وغیرہ نے متروک، ابن عدی نے ضعیف جداً، ابن حبان نے مطلقاً ساقط الاعتبار کہا، یحیٰی بن قطان بھی اسے متروک قرار دیے ہوئے تھے اور ابن عون کے قول "ترکوہ" سے پتہ چلتا ہے کہ عام اہل علم نے موصوف کو متروک قرار دیا ہے۔ یہ ساری تفصیل تہذیب التہذیب، میزان الاعتدال، المجروحین لابن حبان، الکامل لابن عدی، الضعفاء للعقیلی وغیرہ میں بھی موجود ہے۔

الضعفاء للعقیلي (۲/ ۱۹۲) میں یہ صراحت بھی ہے کہ موصوف سبائی یعنی غالی قسم کا رافضی تھا اور یہ معلوم ہے کہ غالی بدعتی کی وہ روایت خصوصی طور پر ساقط الاعتبار ہے جو بدعت کی تائید کرتی ہو اور روایت مذکورہ کا تائید بدعت کرنا بہت واضح ہے۔ بعض اہل علم بشمول امام بخاری نے موصوف کو اس درجہ کا ثقہ قرار دیا ہے، جس کی حدیث حسن ہوتی ہے، مگر یہ بالکل ظاہر بات ہے کہ جس حسن الحدیث راوی کی روایت میں دوسری علل قادحہ بھی موجود ہوں اور وہ بذات خود اس قدر اہل علم کے یہاں اس حد تک غیر معتبر ہو کہ متروک قرار دیا گیا ہو، اس کی تائید بدعت کرنے والی روایت معتبر نہیں مانی جاسکتی، جب کہ وہ سبائی رافضی بھی ہو۔ ارجح اقوال لکھنے کا التزام کرنے والے حافظ ابن حجر نے تقریب التہذیب میں موصوف شہر کی بابت کہا ہے کہ "صدوق کثیر الأوهام والإرسال" اور جو صدوق راوی کثیر الاوہام کی صفت سے متصف ہو، اس کی صرف وہی روایت معتبر مانی جاسکتی ہے، جس میں عدم وقوع وہم کا ثبوت ہو اور زیر نظر روایت میں عدم وقوع وہم کا ثبوت ہی نہیں، بلکہ وقوع وہم کا ثبوت ہونے کے ساتھ روایت مذکورہ نصوص شرعیہ کے خلاف ہونے کے سبب ساقط الاعتبار ہے، جس کی مزید تفصیل آگے آرہی ہے۔

حاصل یہ ہے کہ اصول عامہ اور نصوص شرعیہ کے خلاف ہونے کے سبب شہر جیسے کثیر الاوہام و مجروح راوی کی روایت مذکورہ ساقط الاعتبار ہے، شہر موصوف سے اسے روایت کرنے والے اشعث بن عبداللہ بن جابر بصری اگرچہ ثقہ ہیں، مگر حافظ عقیلی نے کہا ہے کہ "في حديثه وهم" یعنی اشعث موصوف کی روایت میں وہم واقع ہوا کرتا ہے۔ (الضعفاء للعقیلي: ۱/ ۲۹)

امام دارقطنی نے کہا کہ "یعتبر به" یعنی متابع ملنے کی صورت میں ہی موصوف اشعث کی روایت معتبر ہوسکتی ہے، امام ابوحاتم رازی نے کہا: "شیخ" موصوف اشعث شیخ ہیں اور محدثین کی اصطلاح میں یہ لفظ بھی تجریح ہے، جو "یعتبر به" کے ہم معنی ہے۔ (عام کتب مصطلح حدیث) امام بزار نے موصوف اشعث کو "لین الحدیث" کہا، یہ بھی تجریح ویعتبر به وشیخ کے ہم معنی ہے، یہ تفصیل تہذیب التہذیب اور حاشیہ الضعفاء للعقیلي ترجمہ اشعث میں موجود ہے، جس کا مطلب یہ ہوا کہ بلا متابع موصوف کی روایت ساقط الاعتبار ہے، اور اس میں شک نہیں کہ موصوف کی روایت کے جن الفاظ پر بریلوی استدلال موقوف ہے، ان کی نقل میں اشعث کا کوئی متابع نہیں، لہٰذا مذکورہ بالا دونوں علل قادحہ کے باعث، نیز نصوص شرعیہ اور اصول عامہ کے معارض ہونے کے سبب ان الفاظ کے ساتھ روایت مذکورہ ساقط الاعتبار ہے۔

یہ روایت شہر بن حوشب نے ابوہریرہ کے علاوہ دوسرے صحابی ابوسعید خدری سے بھی اس طرح نقل کر رکھی ہے کہ بظاہر معنوی طور پر وہ حدیث ابوہریرہ کے ہم معنی نظر آتی ہے۔[1]

چونکہ اس روایت کا دارومدار بھی شہر پر ہے اور اس کی سند میں بھی دوسری علل قادحہ موجود ہیں، اس لیے سنداً ساقط الاعتبار ہونے کے ساتھ اس میں ایک دوسری بھاری علت قادحہ پائی جاتی ہے کہ ابوہریرہ والی روایت میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ جس آدمی سے بھیڑیے نے بات کی تھی وہ یہودی تھا اور ابوسعید خدری والی روایت میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ جس سے بھیڑیے نے بات کی وہ ''اعرابي'' یعنی بدوی تھا، ایک مجروح شخص کا ایک ہی معاملہ میں متعلقہ شخص کو یہودی کہنا اور پھر اس کو اعرابی بھی کہنا کھلا ہوا اضطراب و تضاد ہے، جو روایت کے معتبر قرار پانے میں قوی قادح اور مانع ہے، اس سے اس بات کی تصدیق ہوتی ہے کہ شہر فی الواقع کثیر الوہم راوی ہے اور روایت مذکورہ کا یہ قادح اضطراب کسی طرح دور ہونے والا نہیں، اس لیے فرقہ بریلویہ کا اپنے عقیدہ باطلہ پر اس سے استدلال باطل ہے۔

حضرت ابوہریرہ سے شہر کی نقل کردہ روایت مذکورہ کی سند میں معمر بن راشد راوی اگرچہ ثقہ ہیں، مگر حافظ ذہبی نے کہا کہ "له أوهام معروفة"۔ امام ابوحاتم رازی نے کہا ہے:

"صالح الحدیث، وما حدث به بالبصرة ففیه أغالیط." (میزان الاعتدال: ٤/ ١٥٤)

حافظ ذہبی و امام ابوحاتم رازی کی بات معنوی طور پر ایک ہی درجہ کی ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ

---

[1] ملاحظہ ہو تفصیل کے لیے: دلائل النبوۃ للبیهقي (٦/ ٤٢ ٤٣) البدایة والنهایة (٦/ ١٥٩) بحواله مسند أحمد (٣/ ٨٩) وغیرہ.

موصوف کی جس روایت میں وہم واقع ہوا ہو وہ معتبر نہیں اور روایت مذکورہ میں وقوع وہم بلکہ وقوع اضطراب متحقق ہے، ان متعدد علل قادحہ کے ہوتے ہوئے مذکورہ الفاظ کے ساتھ یہ روایت غیر معتبر ہے۔

شہر بن حوشب سے روایت مذکورہ کا مروی ہونا اس قدر معروف و مشہور تھا کہ امام ابومغیرہ قاسم بن فضل حدانی نے اسے شہر والی روایت کے بالمقابل ابونضرہ منذر سے مختلف معانی و الفاظ کے ساتھ نقل کر رکھا تھا، جب کہ بظاہر کچھ الفاظ میں دونوں کی روایتوں میں مشابہت ہے تو قاسم سے اسے روایت کرنے والے قاسم کے شاگرد شعبہ نے موصوف سے کہا: "لعلك سمعته من شهر بن حوشب؟ قال: لا، حدثناه أبو نضرة.الخ" انھی الفاظ مذکورہ کے ساتھ یہ روایت میں نے ابونضرہ ہی سے سنی ہے، نہ کہ شہر سے۔ (الضعفاء للعقیلي: ۳/ ۴۷۸)

امام عقیلی نے یہ روایت ابونضرہ سے نقل کر کے یہ تبصرہ کیا ہے:

"قد روي قصة الذئب بإسناد غير هذا، وليس بالثابت." (الضعفاء للعقیلي: ۳/ ۴۷۸)

یعنی بھیڑیے والی روایت مذکورہ ابونضرہ کے علاوہ دوسری سند سے بھی مروی ہے، مگر وہ ثابت یعنی معتبر نہیں ہے۔

امام عقیلی کے اس بیان سے صاف ظاہر ہے کہ شہر والی روایت ساقط الاعتبار ہے، امام عقیلی کے بیان مذکورہ پر محشی نے یہ تعلیق لگائی ہے کہ بھیڑیے سے متعلق ایک روایت صحیح البخاری کتاب فضائل الصحابہ مع فتح الباری (۷/ ۱۸ و ۴۲) و صحیح مسلم باب فضائل الصحابہ (۷/ ۱۵۸) و مسند احمد میں بھی موجود ہے، مگر ہم کہتے ہیں کہ صحیحین والی روایت سے روایت شہر معنوی طور پر بالکل مختلف ہے، اس لیے امام عقیلی کا کلام مذکورہ شہر والی روایت پر ہماری ذکر کردہ علل قادحہ کی بنا پر برقرار ہے۔

ابونضرہ منذر بن مالک سے قاسم حدانی کی نقل کردہ روایت صحیحہ میں شہر والی روایت کے یہ الفاظ یعنی "يخبركم بما مضىٰ وما هو كائن بعدكم." کے الفاظ نہیں ہیں، بلکہ اس میں صرف "يخبر الناس بأنباء ما سبق" کے الفاظ ہیں، یعنی کہ آپ ﷺ لوگوں کو گزشتہ باتوں کی خبر دیتے ہیں اور اس سے بریلوی استدلال کی جڑ کٹ جاتی ہے۔ اور ان تمام روایات میں یہ بات مذکور ہے کہ بھیڑیے نے کہا کہ آپ ﷺ تمام ہی لوگوں کو اس طرح کی باتیں بتلاتے ہیں، جس کی بنا پر خطیب الاسلام مولانا جھنڈانگری نے فرمایا کہ بریلوی اصول سے لازم آتا ہے کہ تمام ہی لوگ خواہ یہود و نصاریٰ و مسلم و منافق ہوں، سب عالم الغیب و حاضر و ناظر ہو گئے، ظاہر ہے کہ اس بدعت شکن سلفی بات کے جواب سے بریلوی بحر العلوم سمیت تمام بریلوی

زعماء عاجز ہیں اور رہیں گے، خواہ کتنی زیادہ لغوطرازی کریں۔ الحاصل بریلوی بحرالعلوم سمیت تمام بریلویوں کی زیرنظر مستدل روایت سنداً ساقط الاعتبار ہونے کے ساتھ نصوص شرعیہ و اصول عامہ کے معارض ہونے کے سبب غیر مقبول ہے۔

زیرنظر روایت "یخبر کم بما مضی وماھو کائن" اور قرآنی آیات ﴿وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ﴾ کے کلمہ ما کا استغراق وعموم کے لیے نہ ہونا بہت واضح ہے، مگر بریلوی بحرالعلوم نے حسب عادت کہا کہ کلمہ ما کا اصلی معنی عموم و استغراق ہوا کرتا ہے، جس سے پھیرنے کے لیے قرینہ صارفہ کی ضرورت ہے اور یہاں کوئی قرینہ صارفہ نہیں، اپنی یہ بات بریلوی بحرالعلوم نے مولانا جھنڈانگری پر سب وشتم واتہام بازی کے ساتھ تحریر کی ہے۔ (الشاہد جدید، ص: ۸۲، ۸۳)

حالانکہ مولانا جھنڈانگری اور عام سلفی اہل علم قرینہ صارفہ کا ذکر واضح طور پر کر چکے ہیں کہ اس عموم و استغراق کے معنی میں لینے سے نصوص شرعیہ اور اسلام کے اصول عامہ مانع ہیں، اگر اپنی کج روی کی بنا پر اتنی بات بریلوی بحرالعلوم اور ان کے ہم مزاج لوگ نہ مانیں تو قصور کس کا ہے؟ اسی موقع پر بریلوی بحرالعلوم نے حدیث عمر کے لفظ "فأعلمنا أحفظنا" کا ذکر بھی چھیڑ دیا ہے، اسے بھی بریلوی بحرالعلوم سمیت تمام بریلوی اپنے عقیدہ باطلہ کی دلیل میں پیش کیا کرتے ہیں، چنانچہ آگے چل کر الشاہد جدید (ص: ۸۳، ۸۴) میں ذکر کیا ہے، ہم بھی آگے چل کر اس کا جواب دیں گے، مگر سوال یہ ہے کہ ابتدائے آفرینش سے لے کر لوگوں کے جنت وجہنم میں داخل ہونے تک کے جملہ احوال کا بیان کر دینا کیا آپ ﷺ کے لیے ایک مجلس میں ممکن تھا؟ پھر جو آپ ﷺ کا یہ فرمان ہے کہ "أنتم أعلم بأمور دنیاکم" (عام کتب حدیث) اس کے ساتھ اس قسم کی احادیث کو نیز جن نصوص میں آپ کے لیے علم غیب کی نفی کی گئی ہے، ان کے ساتھ اس قسم کی احادیث کی تطبیق کی صرف یہی صورت ہے کہ ابتدائے آفرینش سے لے کر حساب و کتاب ہونے تک آپ ﷺ نے انہیں بنیادی باتوں کی خبر دی، جن کا علم اللہ نے آپ ﷺ کو دیا تھا اور نصوص سے معلوم ہو چکا ہے کہ آپ کو علم غیب میں صرف بعض امور کا علم دیا گیا تھا، جن کا تعلق امور شریعت سے تھا، یعنی کہ آپ ﷺ نے اپنی معلومات کے مطابق ابتدائے تخلیق سے لے کر دخول جنت و نار تک کی باتیں لوگوں کو بتائی تھیں، جن کو شریعت نے امور غیب مان کر آپ ﷺ سے علم غیب کی نفی کر دی ہے، جیسا کہ مکرر سہ کرر بیان ہو چکا ہے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ ابتدائے آفرینش سے لے کر آج تک کے امور معلومہ متعلقہ تاریخ پر مشتمل بعض کتابیں بیسوں ضخیم جلدوں پر محتوی ہیں، جن میں سے صرف ایک جلد ہی کئی مجلسوں میں کئی دنوں میں پڑھی جاسکتی پھر یہ کیونکر ممکن ہے کہ ابتدائے تخلیق سے لے کر دخول جنت وجہنم تک کے تمام امور آپ ﷺ نے ایک مجلس میں بیان کر دیے ہوں؟ نیز ہم دیکھتے ہیں کہ آج کل کے اہل علم کتاب وسنت و اقوالِ امت کی بدولت ابتدائے تخلیق سے لے کر دخول جنت وجہنم سے متعلق جو معلومات رکھتے ہیں، انہیں کئی دنوں نہیں کئی ہفتوں نہیں، بلکہ کئی مہینوں میں بھی بیان کرنا مشکل ہے، پھر آپ ﷺ تمام امور کی خبر ایک ہی مجلس میں کیونکر دے سکتے تھے؟ آخر سننے والے لوگ انسان تھے اور انہیں اسی طرح سنایا جا سکتا ہے جس طرح عام انسانوں کو سنانے کا طریقہ ہے، پھر ایک مجلس میں ابتدائے آفرینش سے لے کر قیامت تک کی ساری باتیں کیوں کر سنائی جاسکتی تھیں؟

تمام اہل علم پر بریلوی بحرالعلوم کا اتہام:

اپنی مذکورہ بالا باتوں کے بعد بریلوی بحرالعلوم نے کہا ہے:

''اس کے بعد میں نے ان آیتوں اور حدیثوں کو لکھ کر جن کو علم غیب اور حاضر و ناظر کی نفی میں پیش کیا جاتا ہے، ان کے مقابلہ میں ان آیتوں اور حدیثوں کا ذکر کیا تھا، جن سے آپ کے حاضر و ناظر و عالم الغیب ہونے کا ثبوت ملتا ہے، پھر ان دونوں میں علمائے اسلام نے جو تطبیق دی اس کا ذکر کیا، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضور ﷺ عالم ما کان وما یکون ہیں، جیسا ثبوتِ علم کی آیات و احادیث بتا رہی ہیں، اور جن میں نفی ہے وہاں علم ذاتی کا غیر متناہی وعلم حضوری وغیرہ مراد ہے، اللہ ورسول کے عالم الغیب ہونے میں بے شمار فرق ہے، جس طرح مولانا جھنڈانگری نے بندہ وخدا کے سمیع وبصیر ہونے میں فرق کیا ہے۔'' (الشاہد جدید، ص:۱۵)

ہم کہتے ہیں کہ بریلوی بحرالعلوم کی ذکر کردہ آیات و احادیث مذکورہ سے آپ ﷺ کے عالم الغیب و حاضر و ناظر ہونے کی نفی تو خیر ہوتی ہے، ان کے علاوہ بھی بہت سارے نصوص شرعیہ سے ہوتی ہے، ان میں سے بعض کا ذکر ہوا، بعض کا حسب موقع آئندہ ہوگا، مگر جن آیات و احادیث کو بریلوی بحرالعلوم نے بریلوی موقف کے ثبوت میں پیش کیا ہے ان کے بارے میں موصوف خود معترف ہیں کہ ان کی دلالت موقف بریلویہ پر ظنیہ ہے، یعنی کہ باعتراف بریلوی بحرالعلوم موصوف کے پیش کردہ دلائل مذکورہ ظنی ہیں اور باعتبار

حقیقت یہ دلائل ظنیہ نہیں بلکہ بریلوی اوہام وخرافات و اضغاث احلام ہیں، اور دونوں قسم کے نصوص میں علمائے اسلام نے وہ تطبیق نہیں دی ہے، جس کو موصوف بریلوی بحرالعلوم نے ان کی طرف منسوب کیا ہے، بلکہ بریلوی بحرالعلوم کی علمائے اسلام پر یہ اتہام بازی ہے، جیسا کہ بیان ہوا اور آگے چل کر اس پر تفصیلی تحقیق پیش کی گئی ہے، علمائے اسلام نے تو متفق اللسان ہو کر بریلویوں کی بات کو کفر وشرک قرار دیا ہے، صرف بعض لوگوں نے احتیاط کرتے ہوئے بذریعہ تاویل اس طرح کے لوگوں پر کفر وشرک کا فتوی نہیں لگایا، مگر انہوں نے فی نفسہ اس بات کے کفر وشرک ہونے کی مطلقاً نفی نہیں کی، مثلاً نصوص شرعیہ میں آپ کے لیے استعمال ہونے والے جس لفظ شاہد وشہید کو بذریعہ اکاذیب بریلوی لوگوں نے آپ کے عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہونے کی دلیل قرار دیا ہے، اسے اس بریلوی معنی میں استعمال کرنے کو عام حنفی علماء نے بالصراحت کفر و شرک اور جہل وضلال قرار دیا ہے، جیسا کہ تفصیل گزری۔

بندہ وخدا کے سمیع وبصیر والی تفریق مذکورہ خود بریلوی فرقہ کو بھی تسلیم ہے، مگر رسول کو بھی اللہ کے ساتھ عالم الغیب اور حاضر و ناظر کہنے کی اجازت شریعت نے دی ہے نہ اہل علم نے دی ہے، اس طرح کی بات حنفی علماء کی نظر میں ایسے جاہلوں اور احمقوں نے کہی ہے، جن پر عام حنفی علماء کے لگائے ہوئے فتوئ کفر کو تاویل و توجیہہ کے ذریعہ بعض حنفی علماء نے کسی طرح ٹالنے کی احتیاطی کوشش کی ہے، ورنہ وہ بھی بریلویوں والے معنی کو عالم الغیب و حاضر و ناظر کے کفر ہونے کا انکار نہیں کر سکے ہیں، جیسا کہ تفصیل گزری اور آگے مزید تحقیق آ رہی ہے۔

اپنی خود ساختہ بات کو اہل علم کی طرف منسوب کرنے والے بریلوی بحرالعلوم نے کہا:

''اقوال علماء کے سلسلے میں میں نے کہا تھا کہ آپ انہیں دیکھ کر بد کیے نہیں، کیونکہ یہ آپ کے اس الزام کا جواب ہے کہ حاضر و ناظر ماننا اہل بریلی کی ایجاد ہے، کیونکہ جو اقوال علماء ہم نے پیش کیے، وہ بریلوی علماء کے نہیں ہیں، ان اقوال کو ہم آئندہ صفحات میں ذکر کریں گے۔''

(الشاہد جدید، ص:١٦)

ہم کہتے ہیں کہ یہ بھی بریلوی تلبیس کاری ہے، جس کی حقیقت بہت حد تک واضح ہوگئی ہے اور آئندہ زیادہ تفصیل سے واضح ہوگی۔ اپنی ان لغوطرازیوں کے بعد بریلوی بحرالعلوم فرماتے ہیں:

''ہم نے یہاں تک طرفین کی پوری بحث کا خلاصہ تحریر کر دیا، انشاء اللہ کسی کو ناقص ترجمانی کی

شکایت نہیں ہوگی۔" الخ (الشاہد جدید، ص:۱۶)

بریلوی بحرالعلوم کی اس بات کا سلسلہ بریلوی اکاذیب پر مشتمل ہونے کے ساتھ دور تک چلا گیا ہے، جس کا مکذوب و باطل اور لغو و لایعنی ہونا ظاہر ہو چکا ہے۔

بہت سارے فضائل کے اثبات کے لیے دلائل قطعیہ کی ضرورت ہے:

کسی بھی مدعی ایمان و اسلام اور صاحب علم و فضل اور اہل دانش و بینش کو اس معاملہ میں اختلاف نہیں کہ کسی انسان و آدمی اور فرد بشر کا اللہ تعالیٰ کا رسول و نبی ہونا ایک طرح سے بہت بڑا اعزاز و اکرام ہے اور یہ بات صاحب نبوت و رسالت آدمی کے لیے بہت بڑی فضیلت ہے، یعنی کہ کسی آدمی کا اللہ کا رسول و نبی ہونا باب فضائل سے تعلق رکھنے والا مسئلہ ہے اور باب فضائل سے تعلق رکھنے والے اس مسئلہ کا باب عقائد سے متعلق ہونا بھی متفق علیہ و اجماعی امر ہے۔ اس میں کسی بھی شخص کا اختلاف نہیں اور نہ فی الواقع یہ معاملہ اس لائق ہے کہ اس میں کسی فرد بشر کو کسی قسم کا کوئی اختلاف ہو، یعنی کہ رسول و نبی کو رسول و نبی ماننا، جاننا اور کہنا ایک عقیدہ ہے۔ اسی طرح یہ عقیدہ اس نبی و رسول کے لیے ایک بہت بڑی فضیلت بھی ہے اور اس میں بھی کسی کا کوئی اختلاف نہیں کہ فضیلت والے اس عقیدہ کے صحیح ہونے پر قطعی الدلالہ و قطعی الثبوت دلائل عقلیہ و نقلیہ کا ہونا لازم و ضروری ہے۔

دلائل عقلیہ کے سلسلے میں ہوسکتا ہے کہ کسی شق و زاویہ کے معاملہ میں انسانوں کے درمیان کسی قسم کا کوئی اختلاف پایا جائے، کیونکہ عقل انسانی میں باہم بہت زیادہ تفاوت و فرق ہوا کرتا ہے، مگر دلائل نقلیہ میں کسی قسم کا کوئی اختلاف نہیں ہے، یعنی کہ اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں کہ کسی آدمی کے نبی و رسول ہونے پر قطعی الدلالہ و قطعی الثبوت دلائل نقلیہ کا ہونا لازم و ضروری ہے، لیکن اگر کسی قطعی الثبوت و قطعی الدلالہ نقلی دلیل سے ثابت ہو جائے کہ فلاں آدمی و انسان و بشر و شخص نبی و رسول نہیں ہے تو اس کا نبی و رسول قرار دیا جانا خارج از بحث ہے، اسے قطعاً کسی بھی صورت میں نبی و رسول نہیں تسلیم کیا جا سکتا، مثلاً بعثت محمدی کے ساتھ سلسلہ نبوت و رسالت قطعی الدلالہ و قطعی الثبوت نقلی دلیل کے ذریعہ ختم ہو گیا، اب بعثت محمدی کے بعد کسی فرد کا دعویٰ رسالت و نبوت ساقط الاعتبار ہی نہیں مکذوب و باطل و افترا و بہتان و اتہام بھی ہے۔

دجال لعین کا ابتدا میں یہی دعوی ہوگا کہ میں اللہ کا رسول و نبی ہوں، مگر اس کا یہ دعویٰ اس لیے باطل و مکذوب و افترا و اتہام و بہتان مانا گیا ہے کہ بعثت محمدی کے ساتھ سلسلہ نبوت کا ختم ہونا دلیل قطعی سے ثابت

ہو چکا ہے، اسی طرح عہد نبوی میں بھی بعض مدعیان نبوت ظاہر ہوئے اور وفات نبوی کے بعد فوراً ہی تین تین آدمی دعویٰ نبوت و رسالت لے کر اٹھ کھڑے ہوئے، مگر تمام اہل اسلام نے متفقہ و اجماعی طور پر ان مدعیان رسالت و نبوت کے دعویٰ نبوت و رسالت کو مکذوب و باطل قرار دے کر ان سے قتال و جہاد کیا اور ان کے مقابلہ میں بہت سارے صحابہ کرام و تابعین عظام رضی اللہ عنہم لڑتے ہوئے شہید ہو گئے، یہی معاملہ دوسرے متعدد مدعیان نبوت و رسالت کے ساتھ بھی اہل اسلام نے متفقہ طور پر کیا اور دجال اعظم کے ساتھ بھی اہل اسلام کا یہی معاملہ ہوگا۔

کوئی بھی مومن و مسلم یہ ماننے کے لیے تیار نہیں کہ کسی انسان کا نبی و رسول ہونا ایک فضیلت ہے اور اس طرح کی فضیلت والی بات کے لیے دلیل قطعی نہیں بلکہ دلیل ظنی اور اوہام و خیالات پراگندہ ہی کافی ہیں، اس لیے ہر مدعی نبوت و رسالت کے دعویٰ نبوت و رسالت کو صحیح تسلیم کر لینا چاہیے، اگرچہ اس پر دلیل قطعی موجود نہ ہو، صرف ظنون و اوہام ہی اس دعویٰ پر دلیل ہوں، پھر جب کہ قطعی الثبوت و قطعی الدلالہ دلائل نقلیہ سے صریح طور پر ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی دوسرا عالم الغیب و حاضر و ناظر نہیں ہے، نیز یہ کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے رسولوں اور نبیوں نے قطعی الثبوت و قطعی الدلالہ آیات الٰہی کی بنا پر اعلان کر دیا کہ ہم اپنے آپ کو عالم الغیب نہیں کہتے اور نہ ہم فی الواقع عالم الغیب ہیں، تو اللہ کے حکم سے اللہ کے رسولوں اور نبیوں کے اس اعلان کے باوصف کسی بھی شخص کا یہ دعویٰ جھوٹ و مکذوب و دروغ کے علاوہ کچھ ہو ہی نہیں سکتا کہ اللہ کے رسول و نبی عالم الغیب ہوا کرتے ہیں۔

پھر یہ جھوٹا اور افترا پرداز مدعی اگر یہ کہے کہ کسی آدمی اور نبوت و رسالت کے وصف سے متصف انسان کے لیے عالم الغیب و حاضر و ناظر ہونے کا دعوی اس آدمی اور نبی و رسول کے لیے ایک فضیلت کی بات ہے، اس لیے اس آدمی و نبی و رسول کو عالم الغیب قرار دیے جانے کے لیے یہ ضروری نہیں کہ قطعی الثبوت و قطعی الدلال نقلی دلائل ہی موجود ہوں، بلکہ کسی بھی آدمی کو عالم الغیب و حاضر و ناظر ماننے منوانے کے لیے اوہام و ظنون و پراگندہ خیالات و مزعومات اور غیر قطعی الثبوت و غیر قطعی الدلالہ نقلی دلیلوں سے کام بن جائے گا، تو یہ محض ایک جھوٹ اور خانہ ساز و خانہ زاد اور خود ایجاد بات ہے۔

یہ تفصیل گزر چکی ہے کہ ام المؤمنین عائشہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب اور حاضر و ناظر کہنے والے کو بہت بڑا کذاب و افترا پرداز کہا اور اس سے کسی نے اختلاف نہیں کیا، جب اللہ تعالیٰ نے اور اللہ

تعالیٰ کے حکم سے اس کے رسولوں اور نبیوں نے علی الاعلان کہہ دیا کہ اللہ کے علاوہ کوئی دوسرا عالم الغیب و حاضر و ناظر نہیں اور یہ کہ کسی رسول و نبی کو عالم الغیب نہ کہو، تو اللہ اور اللہ کے رسولوں و نبیوں کے اس اعلان کے باوصف کوئی آدمی اگر یہ کہتا ہے کہ اللہ نے اور اللہ کے رسول و نبی نے اللہ کے علاوہ ہر نبی و رسول وغیرہ کو عالم الغیب اور حاضر و ناظر کہا ہے، تو اس آدمی کے کذاب و مکار اور اللہ و رسول کا مخالف و معاند ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں، اور اگر وہ کذاب و مکار اور اللہ و رسول کا مخالف و معاند شخص کہے کہ ہم اللہ کے علاوہ ہر نبی و رسول کو محض اس لیے عالم الغیب و حاضر و ناظر کہتے ہیں کہ ہم اسے باب عقائد کا مسئلہ ماننے کے بجائے باب فضائل کا مسئلہ سمجھتے ہیں، اس لیے ہماری اس بات پر قطعی الثبوت وقطعی الدلالہ نقلی دلائل کی ضرورت نہیں، تو یقیناً وہ شخص کذاب و مفتری ہے، نیز اگر اس طرح کا کذاب آدمی یہ کہے کہ ہم اللہ کے علاوہ ہر نبی و رسول اور ولی اللہ کو محض اس لیے عالم الغیب اور حاضر و ناظر وغیرہ سمجھتے اور ماننے ومنوانے کی جدوجہد کرتے اور زبان وقلم سے لکھتے اور کہتے ہیں کہ ہمارے اوپر اللہ و رسول کی محبت وعقیدت اور عشق الٰہی و عشق نبوی کا بھوت اور نشہ سوار ہے تو کوئی شک نہیں کہ یا تو واقعی وہ شخص عشق کے بھوت و نشہ کے غلبہ کے سبب دماغی توازن کھو بیٹھا ہے، یا پھر انتہا درجہ کا مکار و چال باز ہے کہ کسی مصلحت وغرض کے تحت اس قسم کی مکاری و چال بازی سے کام لے رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام وفرامین اور اللہ کے حکم کے مطابق اللہ کے رسول و نبی کے اعلان کی متابعت و پیروی میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ایک دفعہ نہیں بہت دفعہ اور ایک آدمی سے نہیں بلکہ بہت سارے آدمیوں سے علی الاعلان بانگ دھل زور وشور و جوش و خروش سے صراحت و وضاحت کے ساتھ کہا کہ جو شخص خود کو یا ہمارے نبی و رسول کو عالم الغیب و حاضر و ناظر کہے، وہ بہت بڑا افترا پرداز وجھوٹا و کذاب ہے، ام المؤمنین کی یہ بات احکام الٰہی وفرامین مصطفویہ کے دوسرے الفاظ میں تعبیر تھی، اس لیے ان کے عہد کے تمام صحابہ وتابعین نے ان کی اس بات کے خلاف کسی قسم کی لب کشائی نہیں کی، بلکہ کسی نے بالصراحت اپنی زبان سے بذریعہ اعلان اور کسی نے بذریعہ سکوت ام المؤمنین کی اس بات سے اپنا تعلق ظاہر کیا۔

اس میں شک نہیں کہ حضرت ام المؤمنین والا قول مذکور حکماً وحقیقتاً نصوص شرعیہ کے ہم معنی ہے، نیز ان کی اس بات پر تمام صحابہ کا اجماع سکوتی بھی ہے اور اجماع صحابہ بالاتفاق حجت شرعیہ کا درجہ رکھتا ہے، بعد والوں کے اجماع کے بدرجہ حجت شرعیہ ہونے پر اگرچہ اختلاف ہے، مگر اجماع صحابہ کا حجت شرعیہ ہونا غیر

اختلافی ہے اور صحابہ کے بعد والوں کا اجماع امت ہمارے نزدیک از روئے تحقیق راجح طور پر حجت شرعیہ ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ نصوص شرعیہ سے مستفاد و ماخوذ اس قول ام المؤمنین سے عہد صحابہ سے لے کر اواخر تیرہویں صدی ہجری تک کسی قابل ذکر آدمی نے اظہار اختلاف نہیں کیا، اس لیے نصوص شرعیہ سے مستفاد و ماخوذ جس قول ام المؤمنین پر عہد صحابہ سے لے کر قرون متاخرہ تک اجماع رہا اس سے اختلاف کرنے والا شخص یقیناً بہت بڑا مفتری و کذاب ہے، اگر وہ کہتا ہے کہ میں یہ بات حب نبوی کے جنون عشق میں گرفتار ہو کر کہتا ہوں تو ایسے جنونی آدمی کی بات بہر حال دیوانگی والی بات ہے، ہوش وخرد کی بات نہیں۔

اللہ کے علاوہ کسی نبی و رسول کو عالم الغیب و حاضر و ناظر کہنا عقیدہ ہے یا فضیلت والی بات؟

ہم کہہ چکے ہیں کہ بہت سارے امورِ عقائد کا تعلق فضیلت سے ہے، یعنی عقیدہ والی بہت ساری باتیں فضیلت والی باتیں بھی ہیں، اللہ کے علاوہ رسولوں اور نبیوں خصوصاً آخری نبی محمد ﷺ کو عالم الغیب کہنے والے لوگ ایک زمانہ تک اپنی اس بات کو اپنا عقیدہ کہا کرتے تھے اور اس معاملہ کو باب عقائد کے امور و مسائل میں شمار کرتے تھے، جس قبوری شریعت میں اس عقیدہ کو قبوری شریعت کا امتیازی عقیدہ کہا جاتا ہے اور قبوری و غیر قبوری لوگوں کے درمیان اسے نقطۂ فارق و فاصل مانا جاتا ہے، اس کے بانی بھی اسے عقیدہ ہی کہتے، لکھتے اور مانتے تھے، اور چونکہ اس خانہ ساز عقیدہ کو رسولوں و نبیوں کے لیے فضیلت والی بات بھی بانی قبوری شریعت مانتے تھے، اس لیے اسے بیک وقت عقیدہ و فضیلت قرار دینے میں کوئی حرج نہیں محسوس کرتے تھے، گویا دونوں میں سے کسی قسم کا کوئی حقیقی فرق نہیں مانا جاتا تھا، بریلویت کے علم برداروں میں سے مصنف خیر الانبیاء مولوی عتیق الرحمٰن بھی اپنی کتابوں میں اس بات کو اپنا اور اپنے فرقے کا عقیدہ بتلایا کرتے تھے اور اسے رسولوں نبیوں کی فضیلت بھی مانتے تھے، دونوں کے درمیان تفریق نہیں رکھتے تھے، چنانچہ رضا خانیوں عرف بریلویوں کی ایک تحریر کہ "آپ ﷺ کو جو حاضر و ناظر عالم الغیب نہ سمجھے وہ بے دین ہے۔" کو مولانا عتیق الرحمٰن بریلوی کے سامنے پیش کر کے پوچھا گیا کہ کیوں صاحب آپ بھی رسول اللہ ﷺ کو حاضر و ناظر عالم الغیب سمجھتے ہیں؟ اس پر موصوف مولانا عتیق الرحمٰن نے جواب دیا:

"بے شک میرا بھی یہی عقیدہ ہے۔" (خير الأنبياء، ص: ٥)

موصوف مولوی عتیق الرحمٰن نے اس کی مزید تصریح یہ کی کہ "جملہ اہل اسلام آپ کو حاضر و ناظر مانتے تھے اور یہ اسلام کا قدیم عقیدہ ہے، صحابہ سے لے کر آج تک کسی کا اختلاف نہیں۔" (خير الأنبياء، ص: ١٩)

نیز آپ کو حاضر و ناظر نہ ماننے والوں کو مولوی عتیق الرحمٰن نے باطل عقیدہ والا کہا ہے۔(خیر الأنبیاء: ۱۱)

نیز خیر الانبیاء کے ٹائیٹل پر لکھا ہے کہ ''یہ عجالہ نافعہ برائے تصحیح عقیدہ حاضر و ناظر لکھا گیا ہے۔''

جس سے مستفاد ہوتا ہے کہ یہ بریلویوں کا ایک عقیدہ ہے، جس کا منکر ان کی نظر میں بے دین ومخالف اجماع ہے، جیسا کہ مولانا عتیق الرحمٰن کے بیان ''بے شک میرا بھی یہی عقیدہ'' اور ''یہ اسلام کا قدیم عقیدہ ہے'' کے جملوں سے ظاہر ہے۔ ہم عرض کر چکے ہیں کہ یہ عقیدہ فضیلت والی بات بھی ہے، اس لیے اگر اسے کسی بریلوی تحریر میں فضیلت کہا گیا ہے تو اس سے یہ لازم نہیں آ سکتا کہ بریلوی لوگ اسے دو مختلف المعنی چیز سمجھتے اور کہتے ہیں، مگر مولوی عتیق الرحمٰن کے پروردۂ نعمت بریلوی بحر العلوم علامہ مفتی اعظم مولانا عبد المنان اعظمی نے دونوں الفاظ کو دو مختلف چیزیں قرار دیا، چونکہ ان سے پہلے کسی بریلوی نے تفریق والی یہ بات نہیں کہی تھی اور جس حنفی مذہب کی طرف فرقہ بریلویہ اپنے آپ کو منسوب کرتا ہے، اس کا اصول و ضابطہ ہے کہ کسی عقیدہ کے اثبات کے لیے قطعی الثبوت وقطعی الدلالہ دلیل نقلی کی ضرورت ہوتی ہے، اس لیے فرقہ بریلویہ کے اس عقیدہ کے حامیوں سے بجا طور پر علماء اہل حدیث خصوصاً اور دوسرے علمائے اسلام عموماً مطالبہ کرتے رہے کہ اپنے اس خانہ زاد و خانہ ساز عقیدہ کے اثبات کے لیے کوئی قطعی الثبوت وقطعی الدلالہ دلیل نقلی یعنی بالصراحت دلالت کرنے والی کوئی قرآنی آیت یا حدیث متواتر پیش کریں، مگر ظاہر ہے کہ قرآن کریم اور قرآن کریم کے حکم کے مطابق صاحب قرآن محمد ﷺ نہایت صراحت کے ساتھ اعلان کر چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو عالم الغیب کہنا جائز نہیں اور نہ ہی اللہ کے علاوہ کوئی عالم الغیب ہے۔ اس لیے قبوری شریعت کے علم برداروں میں سے کسی ایک کو بھی اپنے خانہ ساز و خانہ زاد عقیدہ پر کوئی صریح الدلالہ آیت قرآنی و حدیث متواتر کا ملنا ناممکن ومحال تھا، لہٰذا انہیں اثبات مدعا کے لیے بہت سارے خود ساختہ قسم کے ہتھکنڈے ایجاد کرنے پڑے اور اپنے اختیار کردہ موقف ومسلک کے خلاف پائی جانے والی صریح آیات واحادیث کے واضح معانی سے انحراف کرتے ہوئے ان کی بے جا تاویلات اور محتمل المعانی آیات واحادیث کے وہ معانی و مطالب ایجاد کرنے پڑے یا دوسروں کے ایجاد کردہ معانی و مطالب مستعار لینے پڑے، جن کے ایجاد و اختراع کی کوئی گنجائش قرآن مجید اور احادیث نبویہ نے باقی نہیں رہنے دی تھی۔

پھر بھی عام نومولود فرقوں کی طرح اس فرقے نے بھی اصول و ضوابط کو بالائے طاق رکھ کر اسی طرح کے معانی و مطالب کا استعمال اپنے اثبات مدعا کے لیے کیا جس کی بہت ساری مثالوں کا تذکرہ ہمارے

ملاحظات کے ساتھ صفحات آئندہ میں ناظرین کرام مطالعہ فرمائیں گے۔ یہاں ہم کو یہ بتلانا ہے کہ بریلوی بحرالعلوم نے اپنے پیش رو بریلوی قائدین کے برعکس یہ کہنا شروع کیا کہ غیر اللہ کا عالم الغیب و حاضر و ناظر ہونا عقیدہ نہیں، بلکہ ایسی فضیلت والی بات ہے جس کے اثبات کے لیے قطعی الثبوت وقطعی الدلالہ دلیل قطعی یعنی قرآنی آیات و متواتر المعانی احادیث نبویہ کی قطعاً ضرورت نہیں، بلکہ اس کے اثبات کے لیے ظنون و اوہام و احتمالات ہی بہت کافی اور وافی ہیں، چنانچہ بریلوی بحرالعلوم فرماتے ہیں:

"یہ مسئلہ یعنی رسول و نبی کا عالم الغیب و حاضر و ناظر ہونا عقائد میں سے ہرگز نہیں کہ اس کے لیے دلیل قطعی کی ضرورت ہو، بلکہ یہ فضائل نبویہ میں سے ہے۔" (الشاہد قدیم ایڈیشن، ص:۳۶)

"اسی طرح مسئلہ حاضر و ناظر جو فضائل محمد سید المرسلین میں سے ایک فضیلت ہے، اس کے ثبوت کے لیے دلیل ظنی کافی ہے، دلیل قطعی کی قطعاً ضرورت نہیں۔" (الشاہد قدیم، ص:۱۳)

اپنے ان بیانات میں بریلوی بحرالعلوم نے زیر نظر مسئلہ کا باب عقائد سے ہونا غلط بتلایا ہے بلکہ اسے فضیلت قرار دے کر دونوں میں تفریق کرتے ہوئے دعویٰ کر دیا کہ چونکہ یہ مسئلہ عقیدہ نہیں بلکہ فضیلت ہے، اس لیے اس کے اثبات کے لیے دلیل قطعی کی قطعاً ضرورت نہیں، بلکہ اس کے اثبات کے لیے دلیل ظنی کافی ہے، اس طرح موصوف بریلوی بحرالعلوم نے اپنے پہلے والے بریلوی قائدین کی تکذیب اور ان کے دعاوی سے انحراف و بغاوت کا راستہ اختیار کیا اور اسی پر اکتفا نہیں کیا، بلکہ مزید کہا:

"ہمارے فاضل رحمانی مسئلہ حاضر و ناظر کو باب عقائد سے مانتے ہیں، مگر ہم بریلویوں کا دعویٰ ہرگز یہ نہیں کہ یہ مسئلہ باب عقائد سے ہے، ومن ادعیٰ فعلیه البیان، اگر فاضل رحمانی کو دعویٰ ہے تو دلیل لائیں۔ تعجب ہے کہ جو علم سے اتنا کورا ہو کہ فضائل و عقائد کو ٹھیک سے نہ سمجھ سکے، وہ اپنے دماغ کو منطق اسلام کا مخزن بتلائے اور علمی مسائل پر قلم اٹھائے ؎

ہر بو الہوس نے حسن پرستی شعار کی اب آبروئے شیوہ اہل نظر گئی"

(الشاہد قدیم ایڈیشن، ص:۱۴)

"فاضل رحمانی کو عقائد و فضائل کی تمیز نہیں اور اس جہالت پر موصوف کو فخر بھی ہے۔" (الشاہد، ص:۱۳)

ان عبارتوں کے ذریعے یہ بتلا کر کہ مسئلہ حاضر و ناظر ہرگز عقیدہ نہیں بلکہ فضیلت ہے، جو اسے فضیلت کے بجائے عقیدہ کہے وہ جاہل و بدتمیز و بوالہوس ہے۔ بریلوی بحرالعلوم نے تنصیص و تشریح کر دی کہ ان کے

جملہ قبوری پیشرو جاہل و بدتمیز و بوالہوس ہیں اور خود بریلوی بحرالعلوم بھی اپنے اس فتویٰ کی بدولت جاہل و بدتمیز و بوالہوس قرار پائے، جو خود بھی اس مسئلہ کو عقائد میں شمار کیے ہوئے ہیں، بریلوی بحرالعلوم کی مذکورہ بالا عبارتوں سے صاف ظاہر ہے کہ وہ مسئلہ زیر بحث کو کسی معنی میں بھی باب عقائد سے نہیں مانتے، بلکہ اسے جو باب عقائد سے مانے اسے موصوف جاہل و بدتمیز و بوالہوس کہتے ہیں، مگر یہی بریلوی بحرالعلوم ایک جگہ فرماتے ہیں:

''سب سے پہلے یہ جان لینا ضروری ہے کہ مسئلہ حاضر و ناظر، علم غیب یا جسم اطہر کے سایہ نہ ہونے کی بحث یا اس قسم کے دیگر مسائل کا تعلق عقیدے کے ساتھ بایں معنی ہرگز نہیں کہ جس طرح حضور ﷺ کی رسالت کا اقرار ضروری ہے، اسی طرح ان کا اقرار بھی فرض ہے، بلکہ ان کا تعلق باب فضائل سے ہے۔'' (الشاہد قدیم، ص:۱۱)

یعنی مصنف الشاہد اگرچہ مسائل مذکورہ کو بایں معنی باب عقائد سے نہیں مانتے کہ ان کا اقرار فرض و ضروری ہو، لیکن بمعنی دیگر موصوف ضرور اسے باب عقائد سے مانتے ہیں، پھر مصنف الشاہد کا ایک طرف اس کے باب عقائد سے ہونے کا بڑی شدت سے انکار اور دوسری طرح اس کے باب عقائد سے ہونے کا اقرار تضاد و تعارض و اضطراب ہے، جس سے ایک دوسرے کی تکذیب ہوتی ہے۔

مصنف الشاہد نے یہ تاثر دیا ہے کہ مسئلہ مذکورہ چونکہ باب فضائل سے ہے، اس لیے اس کے اثبات کے لیے دلیل قطعی کی ضرورت نہیں ہے، مگر یہاں معاملہ یہ ہے کہ غیر اللہ کو عالم الغیب و حاضر و ناظر کہنے والا خواہ بربنائے عقیدہ غیر اللہ کو عالم الغیب کہے یا بربنائے فضیلت کہے وہ شریعت کی نظر میں بالاجماع کذاب و جھوٹے اور افترا پرداز ہے، اور جو لوگ قرون اولیٰ کے لوگوں کی تصریحات کے مطابق کذاب و افترا پرداز ہوں، ان کی خانہ ساز باتوں کو دلائل ظنیہ کیوں کر قرار دیا جا سکتا ہے؟

بریلوی باب فضائل کے چند اہم اصول:

بریلوی بحرالعلوم اپنی ترمیم کردہ پالیسی کے مطابق الشاہد قدیم کی طرح الشاہد جدید میں فرماتے ہیں:

''سب سے پہلے یہ جان لینا ضروری ہے کہ مسئلہ حاضر و ناظر و عالم الغیب یا جسد اطہر کے سایہ نہ ہونے کی بحث یا اس قسم کے دیگر مسائل کا تعلق باب عقائد سے بایں معنی ہرگز نہیں کہ جس طرح حضور ﷺ کی رسالت کا اقرار ضروری ہے اسی طرح ان کا اقرار بھی فرض ہے، بلکہ ان کا

تعلق فضائل نبویہ سے ہے، ہم چاہتے ہیں کہ اس کے بارے میں اہل سنت و جماعت (یعنی بریلوی لوگوں) کے جو بنیادی اصول ہیں انہیں اجمالاً عرض کر دیں کہ مسئلہ حاضر و ناظر کی ساری بحث جو فاضل رحمانی کی کرتوت سے بے اصول اور انتشار کی نذر ہوگئی، ایک منظم شکل میں آجائے۔" (الشاہد جدید، ص: ۱۸)

ہم کہتے ہیں کہ اس ترمیم شدہ بریلوی پالیسی کی حقیقت بھی تصحیح العقائد میں واضح کر دی گئی ہے، لیکن ؎

گر نہ بیند بہ روز شپرۂ چشم　　　چشم آفتاب را چہ گناہ

یہ بہت واضح حقیقت ہے کہ اس سلسلے میں بریلوی بحرالعلوم کی ساری بحث فاضل رحمانی کی کرتوت سے بے اصول و انتشار کی نذر اس لیے ہوئی ہے کہ فاضل رحمانی مولانا جھنڈانگری کی بدعت شکن تحقیقات کے سبب بریلویوں کے سارے اکاذیب بے اثر ہو کر درہم برہم ہوگئے اور ان اکاذیب بریلویہ کا منظم شکل میں لانا بریلوی فرقہ کے لیے مفید ہونے کے بجائے وبال جان ہوگیا، کیونکہ یہ واضح ہو چکا ہے کہ دلائل قطعیہ کے ذریعہ اللہ و رسول نے بتلا دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی رسول و نبی عالم الغیب و حاضر و ناظر نہیں ہوسکتا، نہ غیر اللہ میں سے کسی کو عالم الغیب اور حاضر و ناظر کہا اور مانا جا سکتا ہے، اللہ و رسول کی یہ بات ماننی بریلوی پالیسی کے مطابق بریلویوں پر فرض و لازم ہے اور اس سے انحراف حرام و ممنوع ہے، اس کا لازمی مطلب یہ ہوا کہ اپنے اصول کے مطابق بریلوی لوگ فرض کو فرض ماننے کے سبب خالص حرام و ممنوع کام کے مرتکب ہوئے اور جس حنفی مذہب کی طرف بریلوی لوگ اپنے آپ کو منسوب کرتے ہیں، اس کے مطابق بریلوی لوگ رسول اللہ ﷺ کو عالم الغیب اور حاضر و ناظر مان کر شرک و کفر کے مرتکب ہوئے۔

بریلوی باب فضائل کا پہلا اصول:

بریلوی بحرالعلوم قدیم الشاہد کی طرح جدید الشاہد میں اپنے بریلوی باب فضائل کے اصول بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"جس طرح تمام عبادات و اعمال میں جو دلیل قطعی سے ثابت ہو، اس کا ماننا فرض ہے اور اگر یہ ثبوت ضروری دینی ہو تو اس کا منکر کافر ہے، جیسے نماز، روزہ، اور جو دلیل ظنی سے ثابت ہے اس کے ماننے والے کا کافر و مشرک ہونا تو بڑی بات ہے، وہ پکے مسلمان ہیں اور ان کو مشرک یا گمراہ کہنے والا خود بد دین ہے، جیسے نفل نماز، نفل روزے۔ اسی طرح فضائل متعلقہ نبوت میں

بھی جو دلیل قطعی سے ثابت ہوں، جیسے اسراء اس کا منکر کافر اور یہی عقیدہ بھی ہے اور جو دلیل ظنی سے ثابت ہے، جیسے مشک سے زیادہ خوشبودار پسینہ ہونا، ان کا ماننے والا پکا مسلمان اور اس کے ایمان میں شک کرنے والا خود گمراہ ہے۔" (الشاہد قدیم، ص:۱۱۰ و ۱۴۱ و الشاہد جدید، ص:۱۸)

ہم نے اپنی کتاب تصحیح العقائد (ص: ۳۲ تا ۳۵) میں اسی بریلوی اصول کو سراسر باطل اور لغو قرار دیتے ہوئے بتلایا تھا کہ اس بریلوی اصول سے خود بریلوی فتاویٰ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اپنے بریلوی اصول کی اس ذلت و رسوائی اور ٹوٹ پھوٹ کو دیکھ کر بریلوی بحرالعلوم بالکل اسی طرح غصہ سے مغلوب و مبہوت و خبط الحواس ہوگئے، جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بت پرست قوم اپنے معبودان باطلہ کی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہاتھوں درگت و رسوائی و ذلت اور ٹوٹ پھوٹ دیکھ کر آپے سے باہر ہو گئے۔ اگرچہ ان وثنیوں اور بت پرستوں میں کفر سوز و شرک توڑ دلائل ابراہیمی کے مقابلہ و جواب کی تاب و طاقت نہیں تھی، پھر بھی انہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام پر بے حد طیش و غضب آیا، اسی طرح اپنے بریلوی اصول کا حال دیکھ کر بریلوی بحرالعلوم عبرت پذیر و موعظت گیر ہونے کے بجائے مصنف تصحیح العقائد اور اس کے اساتذہ و سرپرستوں پر بریلوی لب و لہجہ میں ہذیان سرائی کرنے لگے اور مصنف تصحیح العقائد کے بدعت شکن و بریلویت سوز دلائل و معارضات کا کوئی معقول و مناسب جواب نہ دے کر، کیوں کہ ان میں اس کی استطاعت و صلاحیت و استعداد ہی نہیں، اول فول بکنے لگے۔ افسوس یہ ہے کہ بریلوی قیادت نے بریلوی عوام اور نام نہاد خواص کو بریلویت کا ایسا نشہ پلا دیا ہے جس کے سبب وہ اس کا شعور و احساس ہی نہیں رکھتے کہ بریلوی اصنام اور بتوں کی شکست و ریخت اور ٹوٹ پھوٹ و رسوائی و ذلت کے اصل اسباب پر غور کر سکیں۔

بریلوی باب فضائل کے پہلے اصول کا ابطال و رد:

ہم نے اس بریلوی اصول کے باطل و مردود ہونے پر حسب ذیل الفاظ سے گفتگو کی تھی:

"از روئے حقیقت یہ بریلوی اصول اس لیے غلط ہے کہ دلیل قطعی یعنی قرآن مجید کی نص صریح سے بہت سے ایسے اعمال و عبادات و فضائل ثابت ہیں، جن کو بریلوی لوگ اور اس اصول میں ان کا ساتھ دینے والے دوسرے مقلدین حنفیہ نہ فرض مانتے ہیں اور نہ ان کے منکرین کو کافر کہتے ہیں، جس کی ایک مثال یہ ہے کہ نص قرآن ناطق ہے:

﴿ فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ﴾ [النحل: ۹۸]

یعنی قرآن شریف کی تلاوت کرو تو اس سے پہلے تعوذ پڑھو۔

معلوم ہوا کہ دلیل قطعی سے تلاوت قرآن سے پہلے تعوذ پڑھنے کا حکم ثابت ہے، ظاہر ہے کہ دلیل قطعی سے ثابت شدہ یہ مسئلہ عبادات و اعمال میں سے ہے، لہٰذا بریلوی اصول کے مطابق تلاوت سے پہلے تعوذ پڑھنا فرض ہونا چاہیے اور اس کی فرضیت کے منکر کو کافر ہونا چاہیے، مگر بریلوی لوگ، امام ابوحنیفہ اور ان کے تلامذہ، جن کی تقلید کا دم بریلوی مشن بھرتا ہے، تلاوت قرآن سے پہلے تعوذ پڑھنے کو فرض نہیں مانتے اور تعوذ نہ پڑھنے والے کو کافر بھی نہیں کہتے بلکہ اسے یعنی تعوذ پڑھنے کو واجب بھی نہیں کہتے، صرف سنت یا مستحب کہتے ہیں۔ دوسری دلیل قطعی یعنی قرآن مجید کا ایک صریح حکم یہ بھی ہے:

﴿ فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ ﴾ [الجمعه: ١٠]

یعنی اے مومنو! جب نماز جمعہ ختم ہو جائے تو زمین میں منتشر ہو جاؤ اور اللہ کا فضل (روزی) تلاش کرو۔

اس دلیل قطعی سے دو باتیں، جو اعمال سے ہیں، ثابت ہوئیں، ایک نماز جمعہ ختم ہونے پر انتشار فی الارض دوسری نماز جمعہ کے بعد تلاش رزق، نماز جمعہ کے بعد بریلوی اصول سے زمین پر منتشر ہونا اور تلاش رزق میں مشغول ہونا فرض ہونا چاہیے اور منتشر نہ ہونے والے اور تلاش رزق میں مشغول نہ ہونے والے کو ترک فرض کا مجرم قرار دینا چاہیے، مگر بریلوی لوگ بعد نماز جمعہ زمین میں منتشر ہونے کو فرض کہتے ہیں نہ واجب بلکہ سنت و مستحب بھی نہیں کہتے صرف جائز کہتے ہیں، اسی طرح بعد نماز جمعہ تلاش رزق میں مشغول ہونے کو بھی فرض و واجب اور سنت و مستحب نہیں کہتے، کیا بریلوی مشن اس آدمی پر کفر کا فتویٰ دے سکتا ہے جو نماز جمعہ کے بعد مسجد میں بیٹھا ہوا تلاوت قرآن کرے یا نوافل پڑھے یا درس و تدریس کے فرائض انجام دے؟

تیسری دلیل قطعی قرآنی آیت ناطق ہے:

﴿ وَأَنْكِحُوا الْأَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ ﴾ [النور: ٣٢]

یعنی اے مومنو! تم لوگ غیر شادی شدہ آزاد لوگوں اور اپنے صالح غلاموں اور لونڈیوں کا نکاح کر دو۔

اس دلیل قطعی سے بھی ایک عمل کا ثبوت فراہم ہوتا ہے، اہل ایمان غیر شادی شدہ آزادوں، غلاموں اور لونڈیوں کا نکاح کریں، کیا مؤلف الشاہد بتلا سکتے ہیں کہ دلیل قطعی سے ثابت شدہ اس حکم پر عمل کرنا فرض ہے اور اس فرض کا منکر کافر ہے؟

ادا سے دیکھ لو جاتا رہے گلہ دل کا بس اک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا

واضح رہے کہ تلاوت قرآن سے پہلے تعوذ پڑھنا جس طرح ایک عبادت و عمل ہے، اسی طرح ایک کار فضیلت بھی ہے، اسی طرح غیر شادی شدہ لوگوں کی شادی کرانا ایک عمل بھی ہے اور کار فضیلت بھی، اور یہ چیزیں دلیل قطعی سے ثابت ہونے کے سبب بریلوی اصول سے فرض ہونی چاہییں، مگر بریلوی لوگ ان عبادات و اعمال و فضائل کو نہ فرض مانتے ہیں اور نہ ان کی فرضیت کے منکر کو کافر کہتے ہیں، اس لیے معلوم ہوا کہ مؤلف الشاہد کا بیان کردہ یہ بریلوی اصول ان کے طرز عمل سے باطل ہے کہ جو چیز دلیل قطعی سے ثابت ہے، اگر اعمال سے ہے تو فرض بن باتی ہے اور اقراریات سے ہے تو ایسا عقیدہ بن جاتی ہے جس کا انکار کفر ہے۔'' (تصحیح العقائد بإبطال شواهد الشاهد، ص: ۳۳، ۳۴)

ہم نے انتہائی اختصار کے پیش نظر اس بریلوی اصول کے ابطال کے لیے صرف مذکورہ بالا بات ہی پر اکتفا کیا تھا، جو بہر حال اس بریلوی اصول کے باطل ہونے پر بہت کافی اور اتنی زوردار و قوی دلیل ہے کہ بریلوی بحر العلوم اپنے اس بریلوی اصول کی رسوا کن شکست و ریخت پر حواس باختہ ہوگئے اور حسب عادت اپنے اصول کی شکستگی کا اعتراف کیے بغیر الشاہد کے جدید ایڈیشن میں موصوف نے اسے دہرا کر اپنی مزید در مزید رسوائی و شکست کا سامان کر لیا۔ یہی وجہ ہے کہ بریلوی بحر العلوم کی اس تکرار تحریر کے جواب میں ہم نے تصحیح العقائد والی مذکورہ بالا عبارت کی نقل کو کافی سمجھا، البتہ بریلوی بحر العلوم کے ذکر کردہ اس رسوائے زمانہ اصول کی بنیاد پر ہم یہاں کچھ مزید باتیں عرض کر رہے ہیں، جن کا مطالعہ ان شاء اللہ کافی مفید اور حقیقت فہم ہوگا۔ ملاحظہ ہو:

بریلوی باب فضائل کے پہلے اصول سے بریلوی مزعومات کی تکذیب:

ہم اپنی اس کتاب کے صفحہ (۱۴) پر قرآن مجید (پارہ: ۷) سورۂ الانعام کی پچاسویں آیت کو نقل کر آئے ہیں، جس میں اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اللہ کے آخری نبی محمد رسول اللہ ﷺ نے اعلان فرمایا کہ میں عالم الغیب نہیں ہوں۔ بریلوی بحر العلوم اپنے تمام اعوان و انصار سمیت مل کر بتلائیں کہ یہ قرآنی آیت کریمہ قطعی الثبوت و قطعی الدلالہ نص قطعی ہے یا نہیں؟ بریلوی بحر العلوم سمیت پوری بریلوی پارٹی کے لیے یہ تسلیم کیے بغیر چارہ کار نہیں کہ یہ آیت کریمہ قطعی الثبوت و قطعی الدلالہ نص قطعی ہے اور یہ بہت واضح بات ہے کہ اس قطعی الثبوت و قطعی الدلالہ نص قطعی کا مضمون بہت صریح طور پر اس حقیقت کا واضح کنندہ ہے کہ

بحکم الٰہی رسول اللہ ﷺ نے اعلان فرمایا کہ میں عالم الغیب نہیں ہوں۔ دریں صورت اس بریلوی اصول سے بریلوی بحرالعلوم سمیت پوری بریلوی جماعت پر لازم ہوتا ہے کہ وہ یہ کہیں کہ ہر مومن و مسلم پر یہ کہنا اور ماننا فرض ہے کہ آپ ﷺ عالم الغیب نہیں ہیں، اور جب مسلمانوں پر خاتم النبیین محمد ﷺ جیسے رسول و نبی کو عالم الغیب نہ ماننا اور نہ کہنا فرض ہوا تو ان کے علاوہ دوسرے رسولوں و نبیوں اور ولیوں کو عالم الغیب نہ ماننا اور نہ کہنا بدرجہ اولیٰ فرض ہوا، اس بریلوی اصول سے ثابت ہونے والی اتنی واضح وصریح بات کے خلاف پوری بریلوی مشنری کیوں زور و شور و جوش و خروش سے گلہ پھاڑ پھاڑ کر محمد ﷺ سمیت نبیوں و رسولوں کو عالم الغیب کہتی پھر رہی ہے؟

بریلوی بحرالعلوم نے اپنی اس کتاب الشاہد کے جدید ایڈیشن میں بطور حجت ردالمحتار شامی کی یہ عبارت نقل کر رکھی ہے کہ دلائل شرعیہ کی چار قسمیں ہیں، قسم اول قطعی الثبوت قطعی الدلالہ جیسے قرآن عظیم کی آیات محکمات و مفسرات اور حدیث متواتر قطعی الدلالہ سے فرض اور حرام حکم شرعی ثابت ہوتا ہے۔
(ماحصل از الشاہد جدید: ۱۳۸، ۱۳۹)

نیز بریلوی بحرالعلوم مسلم الثبوت سے ناقل ہیں کہ ''طلب جازم اگر دلیل قطعی سے ثابت ہے تو فرض و حرام ہے۔'' (الشاہد جدید: ۱۳۷)

اور یہ بالکل واضح اور ظاہر بات ہے کہ ہماری ذکر کردہ مذکورہ بالا آیت قرآنیہ بریلوی اصول و ضابطہ کے مطابق دلیل قطعی ہے جس میں طلب جازم پائی جا رہی ہے، لہٰذا بریلوی اصول سے خاتم النبیین محمد رسول اللہ ﷺ کو عالم الغیب و حاضر و ناظر نہ ماننا اور نہ کہنا فرض اور آپ ﷺ کو عالم الغیب و حاضر و ناظر کہنا حرام اور قطعاً و یقیناً حرام قرار پاتا ہے، اور دلیل قطعی سے جس بات کا انکار کرنا فرض اور اقرار کرنا حرام ثابت ہو رہا ہو اسے بریلویوں کا خصوصاً بریلوی بحرالعلوم کا رسول اللہ ﷺ کی فضیلت قرار دے لینا اور اسے خود ماننا اور دوسروں سے منوانے کے لیے لمبی چوڑی کتابیں لکھنا اور طویل و عریض تقریریں کرنا اور درس گاہوں میں اس کے اثبات کے لیے بحث و تمحیص کرنا کیا معنی رکھتا ہے؟

ایک طرف بریلوی اصول سے آپ کو عالم الغیب نہ کہنا فرض قرار پاتا ہے اور آپ کو عالم الغیب کہنا قطعاً و یقیناً حرام قرار پاتا ہے، دوسری طرف اس بریلوی اصول سے لازم آنے والی اس بات کے بالکل برعکس و برخلاف آپ ﷺ کو عالم الغیب و حاضر و ناظر قرار دینے کو آپ کی فضیلت بتلانا اور لکھنا، مگر یہ نہ

بتلانا کہ فضیلت والی یہ بات اگر فرض نہیں تو واجب ہے، یا سنت مؤکدہ ہے، یا سنت مستحبہ ہے، یا مستحسن ہے یا جائز ومباح ہے، کون سی اصول پرستی اور امانت داری وتقوی شعاری وضابطہ پرستی ہے؟ کیا جس چیز کا انکار کرنا فرض ہو اور اقرار کرنا حرام ہو، اسے کار فضیلت ماننا، منوانا، لکھنا، لکھوانا کس شرعی دلیل سے جائز ومباح یا مستحب ومسنون یا واجب بھی ہوسکتا ہے؟ یہ متعارض ومتضاد ومضطرب بریلوی پالیسی آخر کس اصول وضابطہ اور قاعدہ وقانون پر قائم ہے؟ کیا قبوری شریعت میں متضاد پالیسی ومتعارض موقف ومتناقض رویہ ومضطرب طور وطریق اختیار کرنا ہی دین داری اور امانت داری وتقویٰ شعاری کہلاتا ہے؟ ﴿ بِئْسَمَا يَأْمُرُكُمْ بِهِ إِيْمَانُكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ﴾ [البقرہ: ۹۳]

اس آیت کریمہ کا واضح اور صریح مفاد یہ ہے کہ خاتم النبیین محمد ﷺ جیسے برگزیدہ رسول کو بھی عالم الغیب ماننا اور کہنا حرام اور قطعاً حرام ہے، اور آپ ﷺ کو عالم الغیب نہ ماننا اور نہ کہنا قطعاً اور یقیناً فرض ہے، ساتھ ہی ساتھ اس سلسلہ میں صرف یہی ایک آیت کریمہ منجانب اللہ تعالیٰ نازل وصادر نہیں ہوئی، بلکہ اسی معنی ومفہوم والی بات تو قرآن مجید نے اپنی عادت تذکیر وتعلیم کے مطابق مختلف ومتعدد مقامات پر کئی آیات میں دہرائی ہے تاکہ لوگ ان آیات کو سامنے رکھیں، ان کو ملحوظ رکھتے ہوئے صحیح موقف وپالیسی اور رویہ وطریق کار اختیار کریں اور من مانی خود ساختہ عقائد ونظریات وخیالات وظنون واوہام وتوہمات اپنے اذہان وقلوب ودماغ میں نہ آنے دیں، فرامین الٰہیہ وتصریحات شرعیہ کے خلاف شیطانی وساوس ودسائس اور اسلام دشمن توہمات ونظریات وخیالات وظنون سے اپنے کو بچائیں اور اسلامی تعلیمات پر کاربند رہیں۔ اسی مقصد کی خاطر اللہ رب العالمین نے رسولوں ونبیوں کو مبعوث فرمایا، اپنی کتابیں نازل کیں اور شریعت بھیجی کہ لوگ صحیح راستہ پر چلیں اور غلط راستہ سے بچیں، اللہ تعالیٰ نے جنت سے ہمارے والدین کو نکالنے پر ان کے استغفار وتوبہ کے موقع پر ان سے صاف صاف کہا:

﴿ فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ مِنِّيْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ﴾ [البقرہ: ۳۸]

شریعت سے بغاوت کرنے والے علمائے یہود ونصاریٰ سے اللہ تعالیٰ نے بار بار اس مفہوم ومعنی کی بات کہی:

﴿ يَا بَنِيْ إِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْ أَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَأَوْفُوْا بِعَهْدِيْ أُوْفِ

بِعَهْدِكُمْ وَ اِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ۝ وَ اٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَ لَا تَكُوْنُوْٓا اَوَّلَ كَافِرٍۭ بِهٖ وَ لَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا وَ اِيَّايَ فَاتَّقُوْنِ ۝ وَ لَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَ تَكْتُمُوا الْحَقَّ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴾ [البقرہ: ٤٠ تا ٤٢]

یعنی تم میری نعمت کو یاد رکھو اور میرے ساتھ کیے ہوئے عہد کا ایفا کرو اور مجھ ہی سے ڈرو اور میری نازل کردہ آیات پر ایمان رکھو، ان کا انکار نہ کرو اور میری آیات کی خرید و فروخت تھوڑے سے پیسے کی خاطر مت کرو اور نہ حق کو باطل کے ساتھ گڈ مڈ کرو۔

یہ معلوم ہے کہ کسی قطعی الثبوت و قطعی الدلالہ نص قطعی سے مستفاد ہونے والے مسئلہ کے خلاف بریلوی مذہب (یعنی حنفی مذہب) میں اس وقت تک دوسرا موقف اختیار کرنا جائز و روا نہیں، جب تک کہ اس نص قطعی کے بعد اس نص قطعی کے خلاف مضمون پر مشتمل دوسری قطعی الثبوت و قطعی الدلالہ نص قطعی اللہ و رسول کی طرف سے صادر نہ ہو۔ دریں صورت پوری بریلوی مشنری اپنا پورا زورِ بریلویت و پوری قوتِ رضا خانیت صرف کر کے بتلائے کہ ہماری ذکر کردہ مذکورہ بالا قطعی الثبوت و قطعی الدلالہ نص قطعی کے بعد بریلوی خیال و نظریہ و عقیدہ کے موافق کون سی قطعی الثبوت و قطعی الدالہ نص قطعی اللہ و رسول کی طرف سے صادر ہوئی ہے؟

﴿فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَ لَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ﴾ [البقرہ: ٢٤]

یہ بالکل یقینی بات ہے کہ ہماری ذکر کردہ اس قطعی الثبوت و قطعی الدلالہ نص قطعی کے بعد اللہ و رسول کی طرف سے صادر ہونے والی کسی ایسی نص قطعی کو پوری بریلوی مشنری تا قیامت نہیں پیش کر سکتی، جو اس کے موافق ہو مگر اس کے باوجود اس کی ہٹ دھرمی کا یہ حال ہے کہ اپنا راگ الاپنا اور نصوص شرعیہ کے متبعین کو نشانۂ سب و شتم بنانا کبھی نہیں چھوڑے گی۔ إلا أن یشاء اللہ

ہماری ذکر کردہ مذکورہ بالا آیت اور اس کی ہم معنی دوسری آیات کثیرہ کو بریلوی لوگوں کے سامنے اچھی طرح پیش کیا گیا تو عالم حواس باختگی میں بریلوی مشن نے اپنے موقف میں یہ ترمیم و رد و بدل کر لیا کہ زیر بحث مسئلہ باب عقائد کے بجائے باب فضائل سے ہے، پھر اس کی تشریح مزید بریلوی مشن کی طرف سے یہ کی گئی کہ یہ مسئلہ باب فضائل سے اس نوع کا تعلق رکھتا ہے جس کے اثبات و ثبوت کے لیے قطعی الثبوت و قطعی الدلالہ دلیل قطعی کے بجائے ظنی دلیل سے بھی کام بن جائے گا، مگر بریلوی مشن کی یہ خام خیالی ہے کہ اپنے موقف اور اپنی شریعت میں اس قسم کی ترمیم یا تحریف یا رد و بدل سے اسے اپنے مخالفین کے بالمقابل

کامیابی اور عافیت نصیب ہو جائے گی، کیونکہ بریلوی مشن کو بتلانا پڑے گا کہ قطعی الثبوت و قطعی الدلالہ دلیل قطعی کے خلاف خانہ زاد موقف کی تخلیق و ایجاد و اختراع کر لینا اور اسے اپنا دین و ایمان بنا لینا بریلوی مشن کے لیے کیوں کر روا اور جائز و مباح ہوا؟ نیز بریلوی مشن کو یہ بھی بتلانا ہوگا کہ قطعی الثبوت و قطعی الدلالہ نص قاطع کے خلاف اپنے قرار دیے ہوئے کسی ظنی دلیل کی بنیاد پر کوئی اختراعی موقف اختیار کرنے کا جواز کس دلیل ظنی سے ثابت ہے؟ پھر بریلوی مشن کو بتلانا ہوگا کہ اپنے اثبات مدعا کے لیے وہ جن خانہ زاد باتوں کو ظنی دلیلیں کہہ کر پیش کرتا ہے، وہ فی الواقع مصطلح ظنی دلیلیں ہیں بھی یا اپنے خانہ زاد اکاذیب کا نام اس فرقہ نے دلائل ظنیہ رکھ لیا ہے؟ یہ سارے امور ایسے ہیں جو بریلویت کی جڑ اکھیڑنے والے ہیں۔

پھر جب بریلوی اصول سے لازم آتا ہے کہ رسول کو عالم الغیب نہ ماننا فرض اور ماننا حرام ہے، تو اس فرض و حرام بات کو نہ مان کر اسے فضیلت قرار دے لینا کیوں کر روا ہے؟ ظاہر ہے کہ ان سارے امور کے لیے دلائل شرعیہ ہی کی ضرورت ہے اور یہ معلوم ہے کہ دلائل شرعیہ قبوری شریعت کے اختیار کردہ موقف کے بالکل اور قطعاً خلاف و برعکس ہیں۔

بریلوی بحر العلوم کی طرف سے اپنے مردود اصول کی مکرر حمایت:

بریلوی بحر العلوم کے مذکورہ بالا جس مردود و باطل اصول کا مردود و باطل ہونا مدلل طور پر ہم تصحیح العقائد میں نہایت اختصار کے ساتھ ثابت کر چکے تھے، اس کے باطل و مردود ہونے پر ہمارے قائم کردہ دلائل واضحہ سے مکمل اعراض و انحراف کرتے ہوئے بریلوی بحر العلوم نے الشاہد جدید میں آگے چل کر حسب عادت اپنی وہی باطل و مردود بات دہرائی۔ چنانچہ اسی عنوان یعنی ''باب فضائل کے چند اہم اصول'' کے تحت موصوف بریلوی بحر العلوم کہتے ہیں:

> ''جیسا کہ ہم نے گزشتہ صفحات میں کہیں اشارہ کیا ہے کہ غیر مقلد حضرات (اہل حدیث) کی اس غلط فہمی (مسئلہ حاضر و ناظر عقیدہ ہے اور عقیدہ کا ثبوت دلیل قطعی سے ہوتا ہے، جب کہ اہل سنت و جماعت کی طرف سے اس موضوع پر جتنے دلائل پیش کیے جاتے ہیں، سب ظنی الدلالہ ہوتے ہیں، کوئی بھی اپنے مفہوم میں قطعی نہیں) کے ازالہ کے لیے میں نے ''باب فضائل کے چند اصول'' کے عنوان کے تحت یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچایا کہ عقائد میں بھی سب مسائل ایسے نہیں جن کے ثبوت کے لیے قطعی دلائل کی ہی ضرورت ہو، کچھ ایسے بھی ہیں جن کے ثبوت کے لیے

ظنی دلائل بھی کافی ہیں اور مسئلہ حاضر و ناظر چونکہ اسی موخر الذکر قسم میں سے ہے اس لیے اس کے ثبوت کے سلسلہ میں دلیل قطعی کا مطالبہ غلط ہے۔ اور میں نے یہ بھی بتلایا کہ قسم اول کو قسم ثانی سے ممتاز کرنے کے لیے ثانی الذکر کو فضیلت سے موسوم کیا جاتا ہے، چنانچہ اس امر کو واضح کرنے کے لیے میں نے حسب ذیل طریقہ اختیار کیا ہے:

① عقائد و فضائل کی یہ تفریق علی الاطلاق شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی کی تحریر سے ثابت ہے بلکہ عقائد کی تمام کتابوں میں یہ تفصیل ملے گی۔

② مسئلہ کو مزید واضح کرنے کے لیے باب اعمال سے فرض و سنت وغیرہ کی مثال دی کہ جس طرح اعمال میں فرض وہ ہے جو دلیل قطعی سے ثابت ہو اور واجب و سنت وغیرہ وہ ہے جو دلیل ظنی سے ثابت ہو، اسی طرح عقائد میں بھی یہ تفریق ہے۔

③ پھر نصوص علماء سے یہ بات ثابت کی کہ قرآن کے جتنے معنی ہوں، سب سے دلیل پکڑی جاسکتی ہے، دیگر احتمال کی وجہ سے استدلال باطل نہ ہوگا۔'' الخ (الشاہد جدید، ص: ۱۳۲، ۱۳۳)

ہم کہتے ہیں کہ ''غیر مقلد حضرات'' کی مذکورہ غلط فہمی کے ازالہ کے لیے نہیں بلکہ خانہ زاد قبوری شریعت کے خانہ زاد عقیدہ مذکور کے بچاؤ کے لیے زعمائے بریلویت کے فراہم کردہ مزعومہ دلائل کے گھروندے پر بدعت شکن سلفی دلائل اور بریلویت سوز سلفی بیانات کی تاب نہ لاکر حالت اضطراب و حالت بدحواسی میں بریلوی بحر العلوم نے اپنی خانہ زاد قبوری شریعت کی پالیسی میں اتنی بھاری تبدیلی کر لی، نیز یہ احساس موصوف کو ہو گیا کہ بریلوی موقف پر بریلوی زعماء کی فراہم کردہ مزعومہ دلیلیں کسی طرح بھی بریلوی شریعت کے عقیدہ قرار دیے جانے والے مسائل پر شرعی نقطۂ نظر سے قطعی دلیلیں نہیں مانی اور منوائی جاسکتیں، خواہ بریلوی زعماء بریلوی طریق کار پر عمل کرتے ہوئے کتنی ہی زیادہ تلبیسات و دسیسہ کاریوں کا استعمال کریں۔ بس اسی وجہ سے بریلوی بحر العلوم نے بریلوی پالیسی میں ترمیم و تغییر کر کے مذکورہ بالا قسم کی سخن سازی کی اور اسی سخن سازی کے دوران موصوف نے اعتراف کیا کہ اس خانہ زاد بریلوی موقف پر کوئی قطعی الثبوت و قطعی الدلالہ قطعی دلیل نہیں، مگر اس اعتراف کے ساتھ ہی ساتھ بریلوی طریق پر عمل کرتے ہوئے یہ خانہ ساز دعویٰ کر دیا کہ اس ترمیم شدہ بریلوی دعوی و موقف پر اگر چہ کوئی قطعی دلیل نہیں مگر اس پر ظنی دلائل ضرور موجود ہیں، حالانکہ پہلے بریلوی زعماء خصوصاً بریلوی بحر العلوم نے بہت ساری قرآنی آیات اور احادیث نبویہ کو اپنے اس

خانہ زاد موقف کے دلائل کہہ کر اپنی کتابوں میں لکھ رکھا تھا، پھر جب دیکھا کہ ان قرآنی آیات واحادیث نبویہ کو بریلوی موقف پر دلائل قرار دینا بدعت شکن سلفی معارضات و اعتراضات اور بریلویت سوز اثری بیانات کے ہوتے ہوئے دلائل قرار دینا بریلویوں کے لیے ممکن نہیں بلکہ محال ہے، تو بریلوی بحرالعلوم نے ترمیم دعویٰ کے ساتھ اپنی اور اپنی پارٹی کی طرف سے اپنی پیش کردہ قرآنی آیات واحادیث نبویہ کو دلائل کہنا چھوڑ کر اپنے مزعومہ اوہام و پراگندہ خیالات کو ظنی دلائل کہنا شروع کر دیا، حالانکہ جب پہلے انہوں نے اپنے زعم باطل کے مطابق اپنے دعویٰ پر بطور دلیل نقل کردہ قرآنی آیات واحادیث نبویہ کو پیش کیا تھا، تو اس کے طرز تحریر سے بالکل واضح تھا کہ قرآنی آیات کو وہ اپنے دعویٰ وموقف پر قطعی الثبوت وقطعی الدلالہ دلائل قطعیہ کہہ کر پیش کر رہے ہیں اور ان کی تائید میں احادیث نبویہ کو مزید تقویت کے لیے نقل کر رہے ہیں، مگر اپنے مزعومات کے گھروندے پر بدعت شکن سلفی یورش و یلغار اور بریلویت سوز اثری ضربات سے بے تاب ہو کر اپنی پالیسی میں ترمیم پر مجبور ہو گئے۔

اپنی مذکورہ بالا عبارت میں بریلوی بحرالعلوم نے اپنے اور اپنے گروہ کے لیے جو اہل سنت و جماعت کا لفظ استعمال کیا ہے، وہ قطعاً اور یقیناً "وضع الشيء علی غیر محله" اور "برعکس نام نہند زنگی را کافور" کا مصداق ہے، غالی اہل بدعت پارٹی کو اہل سنت و جماعت کہنا شرعی طور پر جائز نہیں اور خلاف امر واقع اپنے آپ کو اس نام سے موسوم کر کے یہ کہنا کہ ہمارے مزعومہ موقف پر ہماری طرف سے پیش کردہ مزعومہ دلائل قطعی الثبوت وقطعی الدلالہ والے ذلائل قطعیہ تو نہیں ہیں، مگر دلائل ظنیہ ضرور ہیں، سراسر تلبیس کاری ہے۔ بریلوی تحریروں اور تقریروں سے اہل حدیثوں نے بریلویوں کی باتوں کا جو مطلب ومعنی سمجھا ہے وہ غلط فہمی ہر گز نہیں، کیونکہ بحمداللہ اہل حدیث بریلویوں کی طرح ام المؤمنین عائشہ صدیقہ کے اس فرمان کے مطابق کذاب ومفتری نہیں ہیں جو نصوص شرعیہ سے مستفاد ہے اور جس پر اجماع امت ہے۔ اہل حدیث بریلویوں کی تحریریں پڑھ کر کسی غلط فہمی کے شکار نہیں ہوئے بلکہ وہ بجا طور پر اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ بریلویوں نے چودہویں صدی میں ایک نئی خانہ زاد شریعت ایجاد کر لی ہے، جس کے لیے خانہ زاد قسم ہی کے مخصوص عقائد و نظریات گھڑے اور بنائے گئے ہیں اور خانہ زاد بریلوی شریعت کے خانہ ساز عقائد ونظریات پر منصوبہ بند سازش اور بریلوی ہنر مندی سے کام لے کر کچھ قرآنی آیات واحادیث نبویہ وآثار صحابہ وتابعین کو تلبیس کاری کے ساتھ بطور دلیل استعمال کر لیا گیا ہے۔ اہل حدیث لوگ بہر حال غیراللہ کو عالم الغیب نہیں مانتے

اور نہ کوئی غیر اللہ عالم الغیب ہے، انہیں ہرگز یہ نہیں معلوم تھا کہ بریلوی تحریک کے قائدین بریلوی شریعت کے موقف ونظریات و دعاوی و دفعات میں آگے چل کر کوئی بھاری تبدیلی کرنے والے ہیں اور یہ نیا دعویٰ کرنے والے ہیں کہ وہ بریلوی شریعت کے معاملات کو سمجھتے نہیں، اہل حدیث ''غلط فہمی'' کے شکار ہوگئے ہیں، لہٰذا اس ''غلط فہمی'' کے ازالہ کے لیے نئی بریلوی پالیسی اختیار کی جانے والی ہے۔ اب جیسا کہ ہم اہلحدیثوں کو اس نئی بریلوی سازش اور جدید منصوبہ بندی و پالیسی اور نئے بریلوی دعاوی اور ان دعاوی پر نئے قسم کے اصول مخترعہ سے انوکھے کلام کا علم ہوگیا، تو ان کو ملحوظ رکھتے ہوئے بریلویت کے نئے گھروندے پر بدعت شکن و بریلویت سوز سلفی دلائل قاہرہ اور بیانات واضحہ پیش کیے جائیں گے۔

ہماری مذکورہ بالا بات کو ملحوظ رکھتے ہوئے بریلوی بحر العلوم پہلے یہ بتلائیں کہ بریلویوں کے اس مزعومہ عقیدہ یا فضیلت والے الفاظ کے باطل وحرام و ناجائز ہونے پر دلائل قاہرہ موجود ہیں تو انہیں کس قسم کا عقیدہ ومسئلۂ فضیلت قرار دے کر فرض، واجب یا سنت یا مستحب یا مباح و جائز کہنا اور ماننا منوانا کیونکر درست اور معقول و مناسب اقدام ہے؟ پھر اس موقف بریلویت پر جن باتوں کو دلائل ظنیہ کہہ کر بریلوی بحر العلوم نے پیش کیا ہے، انہیں دلائل ظنیہ کہنا کیونکر جائز ومباح ہے، جب کہ دلائل قطعیہ میں صراحت ہے کہ اللہ کے علاوہ کسی نبی ورسول کو عالم الغیب ماننا اور کہنا ممنوع ہے؟

تنبیہ بلیغ:

عام مفسرین نے یہ صراحت کی ہے کہ قرآن مجید نے جہاں کہیں اپنے بندوں کو ''اعبدوا اللّٰہ'' کا حکم دیا ہے، وہاں پر یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت وتوحید کو برقرار رکھتے ہوئے اللہ کی عبادت کرو، ورنہ مشرکین و کفار بھی اللہ کی عبادت کرتے تھے، مگر وہ اللہ کی عبادت اللہ کی وحدانیت وتوحید کو برقرار رکھتے ہوئے نہیں کرتے تھے۔ مومنوں اور مشرکوں میں جو حدود فاصلہ ہیں ان میں سے یہ بھی ایک بھاری حد فاصل ہے کہ مومن توحید الٰہی کے منافی کسی طرح کا عقیدہ ونظریہ رکھے بغیر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں، یعنی اس کی ذات، صفات، عبادات اور حقوق میں کسی کو شریک نہیں کرتے، بریلویوں کا نظریہ حاضر و ناظر وعلم غیب سراسر کفر وشرک اس لیے ہے کہ وہ نہ صرف یہ کہ اللہ تعالیٰ کے عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہونے والے وصف میں غیر اللہ کو پکارتے ہیں اور یا رسول اللہ، یا غوث اعظم، یا خواجہ وغیرہ کا فلک شگاف نعرہ لگاتے ہیں اور فرمان نبوی میں صراحت ہے کہ اس طرح کی پکار عبادت ہے۔ حدیث نبوی ''الدعاء ھو العبادۃ'' کے مفہوم

میں اس طرح کا بریلوی نعرہ بھی داخل ہے، اسی بنا پر عام حنفی اہل علم فرقہ بریلویہ کے وجود پذیر ہونے سے پہلے اس طرح کے بریلوی نعرہ کو شرک قبیح اور جہالت شنیعہ قرار دینے پر متفق ہیں۔

دنیا سے فوت ہو کر عالم برزخ میں چلے جانے والے تمام رسولوں و نبیوں اور ولیوں و شہیدوں کو پکارنے والا بریلوی شعار اس بریلوی عقیدہ باطلہ پر قائم ہے کہ یہ حضرات ہماری پکار سن کر ہماری فریاد رسی و امداد کرنے پر قادر ہیں، اور یہ بات بہت ساری نصوص شرعیہ کے مطابق سراسر کفر و شرک، جہل و ضلال اور زیغ و انحراف ہے، جو رسول و نبی و ولی و شہید دنیاوی زندگی میں دو چار میل کی دوری پر رہنے والوں کی باتیں سن سکتے تھے، نہ ان کے اعمال کا مشاہدہ کر سکتے تھے اور نہ خود اتنے دور رہنے والے انسانوں اور جانوروں اور چیزوں کو دیکھ سکتے تھے وہ دنیا سے عالم برزخ میں چلے جانے کے بعد ان کی تمام حرکات و سکنات و اعمال و اقوال و اذہان و قلوب میں پوشیدہ نظریات و خیالات و عقائد و جذبات و احساسات اور ان کی جملہ جائدادوں، ملکیت والی چیزوں، مکانات، ملبوسات وغیرہ کا ہمہ وقت کیوں کر مشاہدہ و معاینہ کرتے ہیں اور ان کی پکار و فریاد کو سن کر ان کی امداد و فریاد رسی کرتے ہیں؟ جب کہ شرعاً اس طرح کی باتوں کی ممانعت اس بنیاد پر کی گئی ہے کہ اللہ کے علاوہ دوسرے لوگوں میں کسی میں بھی یہ وصف نہیں کہ تمام موجودات کا ہمہ وقت مشاہدہ کرے اور ان میں تصرف کر سکے اور دنیا کے تمام لوگوں کی تمام باتوں کو ہر وقت سن سکے، حتی کہ ان کے اذہان و قلوب میں پوشیدہ خیالات و نظریات و جذبات کا مشاہدہ کرے اور جانے، قرآن نے کفار و مشرکین کو صرف اسی بنیاد پر کافر و مشرک کہا کہ وہ غیر اللہ میں یہ سارے اوصاف مانتے ہیں اور اسی بنیاد پر غیر اللہ کی عبادت، ان سے فریاد رسی اور انہیں پکارتے ہیں۔

شریعت کی طرف سے نصوص کثیرہ کے ذریعہ نماز، روزہ کے احکام بڑی تاکید و صراحت کے ساتھ دیے گئے ہیں، مگر جن اوقات میں شریعت نے نماز و روزہ سے منع کر رکھا ہے، ان میں بھی نماز روزہ ادا کرتے رہنا محض اس زعم باطل و خیال فاسد کی بنا پر کہ نماز و روزہ کے فضائل نصوص میں بہت وارد ہیں، خالص قسم کی شیطنت و شرارت ہے۔ بریلوی بحر العلوم کا یہ کہنا کہ ''جو چیز دلیل ظنی سے ثابت ہو اس کے ماننے والے کا کافر و مشرک ہونا تو بڑی بات وہ پکے مسلمان ہیں اور ان کو مشرک یا گمراہ کہنے والا خود بد دین ہے، جیسے نفل نماز، نفل روزے۔'' بریلوی مزعومات باطلہ میں سے بھاری زعم باطل ہے، نماز کی اگرچہ شریعت میں بہت فضیلت آئی ہے، مگر بلا وضو اور بلا وقت زوال سے پہلے ظہر کی نماز پڑھنے میں مشغول ہو جانا، ایام تشریق و

ایام عیدین میں روزہ رکھنا شریعت میں ممنوع ہے، اس شرعی ممانعت کے باوجود اگر بے وضو اور زوال سے پہلے نماز ظہر پڑھنے لگے یا بے وضو نفلی نماز طلوع وغروب آفتاب کے وقت پڑھنے لگے تو یہ معلوم ہے کہ یہ نماز بذات خود جرم وگناہ ہے، اسی پر دوسرے امور کو بھی قیاس کیا جاسکتا ہے۔ پھر جب شریعت نے کبھی بھی اللہ کے علاوہ کسی نبی ورسول کو عالم الغیب کہا نہ کہنے کی اجازت دی، بلکہ ممانعت کردی، کیونکہ اس سے شرک وکفر کا ارتکاب لازم آتا ہے، تو کسی نبی ورسول کے بارے میں ممانعت شرعیہ کے باوجود قائم کردہ اس خیال و نظریہ کو فضائل میں شمار کرنے کی اجازت بدرجہ اولیٰ نہیں ہوسکتی، کیونکہ نماز روزہ فی نفسہ مشروع ہیں، صرف جن شرعی شرائط کے ساتھ وہ مشروع ہیں، ان شرعی شرائط کے بغیر انہیں انجام دینے کی ممانعت ہے اور زیر بحث مسئلہ حاضر وناظر وعالم الغیب تو مطلقاً ممنوع وحرام وشرک وکفر ہے، کبھی کسی بھی صورت میں اسے مشروع نہیں کہا گیا، پھر اس ممنوع وحرام وکفر وشرک والی بات کو کیونکر فضیلت قرار دیا جاسکتا ہے؟

یہود ونصاریٰ انبیاء کرام علیہم السلام کی قبروں کی عبادت کار فضیلت سمجھ کر ہی کرتے تھے، مگر ان کی اس حرکت وعبادت کو شریعت نے ملعون ومرذود اور شرک وکفر ہی قرار دیا، قوم نوح جن معبودان باطلہ کی پرستش کرتی تھی، ان میں بھی انبیاء وصالحین واولیاء موجود تھے، ظاہر ہے کہ مشرک وکفار لوگ ان کی عبادت کار فضیلت ہی سمجھ کر کرتے تھے، مگر کار فضیلت سمجھ کر کی ہوئی یہ عبادت شریعت کی نظر میں ممنوع ہے، یہی حال بریلویوں کے خود ساختہ عقیدہ حاضر وناظر وعالم الغیب کا ہے کہ نبیوں اور غیر نبیوں کے بارے میں عقیدہ مذکورہ رکھ کر انہیں اصحاب تصرف سمجھ کر انہیں پکارتے اور ان سے فریاد کرتے ہیں، اور یہ بات سراسر کفر وشرک ہے۔

یہ معلوم ہو چکا ہے کہ منصب نبوت پر فائز ہونے اور بہت سارے امور غیب پر وحی الٰہی کی بدولت مطلع ہونے کے بعد بھی آپ ﷺ کی مدنی زندگی میں آپ ﷺ کے سامنے آپ ﷺ کے بارے میں "يعلم ما في غد" کے نظریہ وخیال کا ذکر آیا، جو آپ کی فضیلت ہی سمجھ کر ظاہر کیا گیا تھا، مگر اس نظریہ وخیال کی تغلیط کرتے ہوئے اور اس طرح کی بات ماننے اور کہنے کی ممانعت کرتے ہوئے آپ نے واضح طور پر فرما دیا: "لا يعلم ما في غد إلا الله" یعنی اللہ کے علاوہ کوئی بھی "يعلم ما في غد" کے وصف سے متصف نہیں، پھر جس وصف کے بارے میں آپ نے وضاحت کردی کہ اس سے اللہ کے علاوہ کوئی دوسرا متصف نہیں تو اس وصف سے اللہ کے علاوہ آپ کو یا کسی کو متصف قرار دینا سراسر کفر وشرک ہوا، لہٰذا اسے فضیلت قرار دے کر مشروع مان لینا شرارت اور جہالت کے علاوہ اور کیا ہے؟ اس وقت بھی اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ اور عنایت

کردہ سارے امور غیب سے آپ ﷺ واقف ہو چکے تھے، اگر بریلوی خیال کسی طرح بھی درست ہوتا کہ یہ عقیدہ رکھنا درست ہے کہ آپ ﷺ عطائے الٰہی کی بدولت عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہیں، تو آپ ﷺ اپنی بابت کہی جانے والی اس بات کو ہرگز شرک وکفر نہ قرار دیتے۔ جن لوگوں نے آپ کی بابت یہ بات کہی تھی وہ ہرگز یہ عقیدہ نہ رکھتے تھے کہ بلا عطائے الٰہی آپ ﷺ "یعلم ما في غد" کے وصف سے متصف ہیں۔

بریلوی بحرالعلوم نے شریعت کے کفر وشرک اور ممنوع و مردود و باطل و فاسد قرار دیے ہوئے اپنے خود ساختہ عقیدہ ونظریہ کو نفلی نماز وروزہ پر قیاس کر کے مزید درمزید بے راہ روی اختیار کی ہے اور اصول قیاس کی مکمل طور پر مخالفت کی ہے، اس قیاس کی قباحت و شناعت ابلیس والے اس قیاس سے کم نہیں کہ ﴿اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ﴾ میں آدم سے اس لیے بہتر ہوں کہ وہ مٹی سے پیدا کیا گیا اور میں آگ سے بنایا گیا ہوں، نص کے مقابلے میں منصوص چیز پر اختراعی بات کا قیاس کرنا شیطانی قیاس ہے، انسانی قیاس نہیں۔

بریلوی بحرالعلوم نے اسی سانس میں جو یہ کہا ہے:

> ''اسی طرح تمام فضائل متعلقہ نبوت میں جو دلیل قطعی سے ثابت ہو، جیسے اسراء (یعنی معراج) اس کا منکر کافر ہے اور یہی عقیدہ بھی ہے اور جو دلیل ظنی سے ثابت ہے، جیسے مشک سے بہتر پسینہ اس کا ماننے والا پکا مسلمان اور اس کے ایمان میں شک کرنے والا خود گمراہ۔''
>
> (الشاہد جدید، ص: ۱۸)

تو دلیل قطعی یا دلیل ظنی سے ثابت ہونے والے فضائل متعلقہ نبوت پر خود ساختہ باطل و فاسد بات کا قیاس کر کے اسے فضیلت قرار دے لینا، جب کہ اس کا ممنوع وحرام وشرک وکفر ہونا نصوص شرعیہ سے ثابت ہے، سراسر شرارت ہے۔ اسراء یعنی معراج کا ثبوت نصوص شرعیہ سے موجود ہے، اسی طرح مشک سے بہتر پسینہ نبوی کا ثبوت بھی نصوص میں موجود ہے، جب زیر نظر بریلوی عقیدہ باطلہ و فاسدہ کا مکذوب و ممنوع و حرام وکفر وشرک ہونا نصوص سے ثابت ہے، پھر یہ بریلوی قیاس تلبیس کاری نہیں تو اور کیا ہے، جسے بندگان خدا کو بریلوی دام تزویر میں لانے کے لیے ایجاد کیا گیا ہے؟

بریلوی باب فضائل کے دوسرے اصول کا جائزہ:

بریلوی بحرالعلوم کے ذکر کردہ ''باب فضائل کے چند اہم اصول'' میں سے پہلے نمبر پر مذکور شدہ مندرجہ

بالا بریلوی اصول کا باطل و فاسد اور تلبیسات، نیز اصول اسلامیہ کی خلاف ورزی پر مشتمل ہونا اچھی طرح واضح ہو چکا ہے۔ اب بریلوی باب فضائل کے چند اہم اصول میں سے دوسرے نمبر پر بریلوی بحرالعلوم کا ذکر کردہ اصول ملاحظہ ہو۔ بریلوی بحرالعلوم فرماتے ہیں:

''قرآن عظیم ذی وجوہ کثیرہ ہے اور وہ ہر وجہ کی بنا پر محتج بہ ہے، تاوقتیکہ وہ وجوہ باہم متضاد نہ ہوں، اگر کسی وجہ سے کوئی استدلال کرے تو صرف یہ کہہ کر نہیں ٹالا جا سکتا کہ اس آیت میں دیگر احتمالات بھی ہیں اور "إذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال" زیادہ سے زیادہ یہ استدلال ظنی ہوگا جو باب فضائل میں مقبول ہے۔'' (الشاہد جدید:۹)

بریلوی بحرالعلوم اپنے اس بیان میں معترف ہیں کہ قرآن عظیم کے جو وجوہ باہم متضاد ہوں، ان سے استدلال نہیں کیا جا سکتا اور کوئی شک نہیں کہ جن قرآنی آیات کے خود ساختہ ''وجوہ'' بریلوی بحرالعلوم اور ان کے ہم مزاج لوگوں نے اختراع کر کے انہیں زیر نظر بریلوی نظریہ پر دلیل بنا رکھا ہے، وہ ان آیات سے مستنبط کردہ دوسرے وجوہ و معانی کے معارض ہیں، نیز بریلوی بحرالعلوم کے اختراع کردہ وجوہ نصوص قطعیہ و صریحہ کے بھی معارض و مخالف ہیں، لہٰذا بریلوی بحرالعلوم کے ذکر کردہ اس اصول سے بریلویوں کے اختراعی وجوہ قرآنی سے بریلوی استدلال کا باطل و فاسد و ناجائز ہونا بہت واضح ہے، مثلاً رسول اللہ ﷺ کے لیے قرآن مجید میں وارد شدہ لفظ شاہد و شہید کا اختراعی طور پر بریلوی بحرالعلوم نے جو یہ معنی بتلا رکھا ہے کہ آپ عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہیں، اس لفظ کو آپ کے لیے عالم الغیب اور حاضر و ناظر کے معنی میں استعمال کرنا بریلوی شریعت کی تدوین و تخلیق سے پہلے والے علمائے احناف متفقہ طور پر کفر و شرک و جہل و ضلال کہہ چکے ہیں۔ صرف بعض نے محض راہ تاویل اختیار کرتے ہوئے اس پر فتوئ کفر سے احتراز کیا ہے۔ دوسرے اہل علم نے آپ ﷺ کے لیے استعمال ہونے والے اس لفظ کے جو معانی بیان کیے ہیں، ان سے آپ کا عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہونا نہیں ثابت ہوتا۔ دریں صورت اہل علم کے بیان کردہ معنی لفظ شہید و شاہد اور بریلوی بحرالعلوم کے بیان کردہ معنی شاہد و شہید میں کھلا ہوا تضاد ہے، اور بریلوی بحرالعلوم کا اختراعی معنی نصوص شرعیہ کے معارض بھی ہے، پھر اس سے استدلال قطعی طور پر باطل ہوا، اس بریلوی استدلال کو ظنی کہنا جائز نہیں۔ یہ محض بریلوی توہم و تخیل لایعنی ہے، اسے اختراعی عقیدہ کی دلیل بنانا اور اختراعی عقیدہ کو فضیلت کہنا، جبکہ وہ بتصریح علمائے احناف کفر و شرک ہے، بہت بڑی جسارت بیجا ہے۔

بریلوی بابِ فضائل کے تیسرے اصول کا جائزہ:

بریلوی بحرالعلوم نے اپنے بریلوی باب فضائل کے اہم اصول میں سے تیسرے نمبر پر یہ اصول بیان کیا ہے:

''حضور ﷺ اپنے ہر وصف جمیل میں سارے عالم میں بے مثال ہیں، اس لیے ان کے فضائل کی جانچ کا معیار بھی عام انسانوں سے بلند ہوگا۔'' (الشاہد جدید، ص:۱۹)

ہم کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں صراحت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے رسول کو یہ اعلان کرنے کا حکم دیا:

﴿ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ﴾ [الکھف: ۱۱۰ و فصلت: ٦]

یعنی اے ہمارے نبی ﷺ! آپ کہہ دیجیے کہ میں تمہارے مثل ایک بشر ہوں۔

اس کا لازمی مطلب یہ ہوا کہ عام بشری اوصاف میں بھی آپ ﷺ عام انسانوں کے مثل تھے، الّا یہ کہ جن امور میں شرعی طور پر اور منصوص طریقہ پر آپ ﷺ کا عام انسانوں کے مثل نہ ہونا ثابت ہو، ان میں آپ ﷺ کو انسانوں سے مختلف ماننا لازم ہے۔ رہ گئی بات وصف جمیل کی تو شرعی طور پر جس وصف کے بارے میں صراحت کر دی گئی ہو کہ یہ وصف اللہ تعالیٰ کے خاص ہے، جو کسی نبی و رسول میں نہیں پایا جا سکتا، اس وصف سے آپ ﷺ کو بریلوی تلبیس کاری کے ذریعہ متصف بتلانا شرک وکفر اور ظلم و جرم ہے، اور زیر نظر مسئلہ کا یہی حال ہے کہ نصوص شرعیہ میں صراحت کر دی گئی ہے کہ وصف مذکور آپ ﷺ میں نہیں پایا جاتا، بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کے خاص اوصاف میں سے ہے، اسے بریلوی گروہ کا اپنے بریلوی باب فضائل میں شمار کر لینا بہر حال شرعی اعتبار سے جرم عظیم ہے۔ آپ ﷺ کے فضائل کی جانچ کا معیار عام انسانوں سے بلند ہو یا نہ ہو، مگر اکاذیب اور اختراعی باتوں کو فضائل نبویہ کی جانچ کا معیار بنانے کی شریعت اسلامیہ میں اجازت نہیں ہے اور بریلوی فرقہ کے اختراعی عقائد و نظریات بریلوی فرقے کے دعوی کے مطابق خواہ کسی معیار سے جانچے جاتے ہوں، شریعت کی نظر میں مجموعہ اکاذیب وطومار تلبیسات سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے۔

بریلوی بابِ فضائل کے چوتھے اصول کا جائزہ:

بریلوی بحرالعلوم نے بریلوی باب فضائل کے چوتھے اور آخری نمبر والے اصول کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:

''آپ کی کسی فضیلت سے بحث کرتے وقت یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ فضیلت عام عقول کے خلاف ہے، اس لیے غلط ہے۔'' (الشاہد جدید، ص:۱۹)

ہم کہتے ہیں کہ صرف اس چیز کو آپ ﷺ کی فضیلت قرار دینا صحیح و جائز ہے، جس کی شریعت میں ممانعت نہ کی گئی ہو اور اس کا ثبوت دلائل شرعیہ سے موجود ہو، خواہ وہ دلائل قطعیہ ہوں یا ظنیہ، اور دلائل قطعیہ و دلائل ظنیہ سے مراد وہ ہیں جن کو علمائے اسلام نے دلائل قطعیہ و دلائل ظنیہ کہا ہو، اگر اختراعی طور پر کسی بدعت پرست فرقہ نے اہل اسلام کے طریقے کے خلاف اپنی خود ساختہ باتوں اور ذہن میں آئے ہوئے اوہام وظنون کا نام دلائل قطعیہ یا دلائل ظنیہ رکھ لیا ہو، تو مردود و باطل ہوں گے، کسی بھی شرعی بات کا خواہ وہ باب عقائد سے ہو یا باب فضائل سے فرائض میں سے ہو یا سنن ونوافل و مباحات میں سے عقل کے مطابق ہونا ضروری نہیں، مثلاً بریلوی فرقے کے تقلیدی مذہب میں بہت سارے قطعی وظنی دلائل کو خلاف عقل و قیاس کہہ کر جو رد کر دیا گیا ہے تو یہ ایک غلط روی ہے۔ قرآن مجید نے کہا ہے:

﴿ وَ الْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ﴾ [البقرة: ٢٣٣]

نیز فرمایا: ﴿ وَّ فِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ ﴾ [لقمان: ١٤] یعنی پورا نصاب رضاعت دو سال ہے۔

قرآن مجید کی ان دو محکم آیتوں اور نصوص قطعیہ کے خلاف (جس کے موافق احادیث نبویہ و حکمی طور پر مرفوع کا درجہ رکھنے والے آثار صحابہ بھی ہیں) بریلویوں کے تقلیدی مذہب نے کہہ دیا ہے کہ مدت رضاعت ڈھائی سال ہے، یہ آیت قرآنیہ و احادیث نبویہ و نصوص قطعیہ محکمہ خلاف قیاس بھی نہیں، اس طرح کی خلاف نصوص باتیں، خواہ قیاس کے موافق ہوں یا مخالف، مردود و باطل ہیں۔

ا۔ تشریح، ۲۔ فضائل کی قطعیت وظنیت:

مذکورہ بالا دو عناوین کے تحت بریلوی بحر العلوم نے کہا:

''مذکورہ بالا چاروں اصول گو بذات خود بہت واضح اور مسلم ہیں، جن کا انکار کوئی صاحب عقل سلیم نہیں کر سکتا، لیکن مزید وضاحت کے لیے تشریح مناسب سمجھتے ہیں، فضائل نبویہ کی جو دو قسمیں (نمبر ا) کے ضمن میں ہم نے بیان کیں، ان کا ثبوت اسلام کی پوری تاریخ میں ہے، خود واقعہ معراج میں یہ تقسیم بڑی وضاحت سے موجود ہے، شیخ عبدالحق دہلوی اپنی کتاب مدارج النبوۃ میں تحریر فرماتے ہیں کہ ''اسری'' (معراج) جو حضور کو مکہ سے بیت المقدس لے جانے کا نام ہے، قرآن سے ثابت ہے، اس کا منکر کافر ہے اور وہاں سے آسمان پر جانے کا ثبوت مشہور

حدیثوں سے ہے، اس کا منکر بدعتی فاسق ہے اور دیگر جزئیات اور عجیب وغریب حالات کا ثبوت ایسی خبروں سے ہے جن کا منکر جاہل ومحروم ہے۔" (مدارج النبوۃ: ۱/ ۱۷۵)

"اس سے معلوم ہوا کہ فضائل نبویہ والے ایک ہی واقعہ میں سے کچھ کا منکر کافر ہے، کیونکہ اس کا ثبوت نص قرآنی اور دلیل قطعی سے ہے اور کچھ کا ثبوت چوں کہ اتنا قطعی نہیں اس لیے اس کا منکر محروم و جاہل ہے، کافر نہیں، لیکن یہ کوئی نہیں کہتا کہ اقرار معراج باب عقائد سے ہے، اس لیے اس کا ثبوت دلیل ظنی یا اخبار آحاد سے نہیں ہوسکتا اور معراج کے دیگر جزئیات کا ماننا کفر ہے، اگر کوئی پیدا ہوا تو فاضل رحمانی مولانا جھنڈا نگری جن کو عقائد وفضائل میں تمیز نہیں اور اس جہالت پر آپ کو فخر بھی ہے، گویا آپ کی زبان حال کہہ رہی ہے کہ ؎

کود اتری مجلس میں کوئی دھم سے نہ ہوگا ‏ ‏ ‏ ‏ جو کام ہوا ہم سے وہ رستم سے نہ ہوگا

اس طرح مسئلہ حاضر و ناظر فضائل نبویہ میں سے ایک فضیلت ہے اس کے ثبوت کے لیے دلیل ظنی کافی ہے، دلیل قطعی کی قطعاً ضرورت نہیں۔ الخ" (الشاہد جدید، ص: ۱۹ و ۲۰)

ہم کہتے ہیں کہ بریلوی بحر العلوم کی مذکورہ باتوں کی حقیقت آگے چل کر بخوبی واضح کر دی گئی ہے، ناظرین کرام مطالعہ جاری رکھیں، البتہ اتنی بات یاد رہے کہ شیخ عبدالحق تقلید پرست صوفی آدمی تھے، موصوف نے اپنی عام کتابوں خصوصاً مدارج النبوہ کو روایات مکذوبہ و موضوعہ اور توجیہات باطلہ و فاسدہ اور صوفیانہ نکتہ آفرینیوں سے بھر دیا ہے، لہٰذا کسی تقلید پرست کو محقق قرار دینا محتاج ثبوت ہے۔

بریلوی بحر العلوم کے معتمد علیہ حافظ سیوطی نے کہا:

"وأما كلام الصوفية في القرآن فليس بتفسير، قال ابن الصلاح في فتاواه: وجدت عن الإمام أبي الحسن والواحدي المفسر أنه قال: صنف أبو عبدالرحمن السلمي حقائق التفسير، فإن كان قد اعتقد أن ذلك تفسير فقد كفر... الخ."

"قرآن مجید پر کلام صوفیہ تفسیر ہے ہی نہیں، امام ابن الصلاح نے امام واحدی سے اپنے فتاویٰ میں نقل کیا ہے کہ صوفیوں کے سرتاج ابو عبدالرحمٰن سلمی نے حقائق التفسیر کے نام سے جو کتاب لکھی ہے، اسے اگر تفسیر قرآن ہونے کا اعتقاد رکھا جائے تو یہ کفر ہے۔"

اور میں کہتا ہوں کہ ان کی کہی ہوئی باتوں کی بابت یہ حسن ظن رکھنا چاہیے کہ انہوں نے یہ باتیں بطور

تفسیر نہیں لکھی ہیں، اگر بطور تفسیر انہوں نے یہ باتیں لکھی ہوں تو وہ گمراہ ترین فرقہ باطنیہ کے نقش قدم پر چلنے والے ہیں۔ عقائد نسفی میں کہا ہے کہ نصوص کو ان کے ظاہر معانی پر محمول کرنا ضروری ہے اور ظاہر معانی سے اگر فرقہ باطنیہ کے اختراعی معانی کی طرف عدول کیا گیا تو یہ الحاد و بے دینی ہے، عقائد نسفی کی شرح میں تفتازانی نے کہا ہے کہ ملحدوں کو اس لیے باطنیہ کہا جاتا ہے کہ وہ مدعی ہیں کہ نصوص شرعیہ اپنے ظاہری معانی رکھنے کے بجائے باطنی معانی رکھتے ہیں۔ (الإتقان في علوم القرآن للسيوطي: ٢/ ٢٣٦)

بریلوی بحرالعلوم مذکورہ بالا عبارت کا معنی و مطلب واضح کریں، نیز مولانا روم کے مندرجہ شعر نیز اس طرح کے دوسرے اشعار کی بھی وضاحت کریں، جو اکمل البیان بجواب اطیب البیان میں مرقوم ہیں ؎

نوحہ گر باشد مقلد در حدیث جزو طمع نہ بود مراد آں خبیث

شیخ عبدالحق کا یہ کہنا کہ مکہ مکرمہ سے بیت المقدس تک آپ کا اسری تو نص قطعی قرآنی آیت سے ثابت ہے اور بیت المقدس سے آگے آپ کا آسمانوں اور ''سدرۃ المنتہٰی'' بلکہ اس سے بھی آگے آپ ﷺ کا جانا نص قطعی سے ثابت نہیں ہے، سراسر خلاف امر واقعہ ہے۔ اس اجمال کی تفصیل ملاحظہ ہو:

معراج نبوی سے متعلق بریلوی لغوطرازی پر نظر:

قرآن مجید نے اسری بمعنی معراج نبوی کا ذکر بالصراحت دو سورتوں سورۃ الاسرٰی اور سورۃ النجم میں کیا ہے، سورۃ الاسرٰی میں ارشاد الٰہی یہ ہے:

﴿ سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ﴾ [الإسراء: ١]

یعنی پاک ہے وہ اللہ جو راتوں رات اپنے بندے محمد ﷺ کو مسجد حرام (خانہ کعبہ) سے مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) تک لے گیا تاکہ ہم (یعنی اللہ تعالیٰ) اپنے بندے محمد ﷺ کو اپنی آیات میں سے کچھ آیات کو دکھلا دیں۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے صراحت کر دی ہے کہ مکہ مکرمہ سے بیت المقدس تک آپ کو اللہ تعالیٰ کے لے جانے کا مقصد آپ کو اپنی بعض آیات کا دکھلانا تھا، یعنی کہ اس نص قطعی میں اشارہ کر دیا گیا ہے کہ مکہ مکرمہ سے بیت المقدس تک لے جانے کا مقصد الٰہی یہ تھا کہ آپ کو بیت المقدس سے آگے لے جا کر کچھ آیات الٰہی دکھلائی جائیں، نہ کہ اس آیت میں اسرائی کی آخری حد تک کا ذکر ہے کہ بیت المقدس تک

آپ کو لے جانا ہی اِسراء کی منتہائے منزل تھی۔ پھر سورۃ النجم میں اللہ تعالیٰ نے نص قطعی کے ذریعہ فرمایا:

﴿ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ۝ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ۝ عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى ۝ اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى ۝ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى ۝ لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى ﴾

[النجم: ۱۳ تا ۱۸]

یعنی آپ نے سفر معراج میں قطعاً اور یقیناً اس سدرۃ المنتہیٰ کے پاس جبرئیل کو اصلی شکل وصورت میں دیکھا جس کے پاس جنت الماویٰ ہے، آپ نے سدرۃ المنتہیٰ کے پاس جبرئیل علیہ السلام کو اس وقت دیکھا جب کہ سدرۃ المنتہیٰ نے بحکم الٰہی جن چیزوں کو جتنا چاہا تھا ڈھک لیا تھا، اس وقت آپ نے جو کچھ دیکھا اسے دیکھنے میں آپ کی نگاہ ونظر کسی طرف مڑی نہ بہکی، اس موقع پر آپ نے اپنے رب کی آیات کبریٰ کو دیکھا۔

مذکورہ بالا چھ آیات قرآنیہ پر مشتمل نصوص قطعیہ میں بالصراحت کہا گیا ہے کہ بیت المقدس سے بہت آگے سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچ کر آپ ﷺ نے جبرئیل کو دیکھا، جہاں جنت الماویٰ بھی ہے، یعنی کہ اسے بھی دیکھا۔ جس وقت آپ نے سدرۃ المنتہیٰ کے پاس جبرئیل کو دیکھا، جہاں جنت الماویٰ بھی ہے، اس وقت سدرۃ المنتہیٰ نے بحکم الٰہی جن چیزوں کو چاہا ڈھک لیا، یعنی کہ آپ ﷺ نے سدرۃ المنتہیٰ کے ڈھکنے کی کیفیات کو بھی دیکھا اور جنت الماویٰ کو بھی دیکھا، ان نصوص قطعیہ سے آپ کا بے شک معراج میں بیت المقدس سے آگے سدرۃ المنتہیٰ تک جانا ثابت ہے، جو معنوی تواتر والی حدیث نبوی یعنی نص قطعی کے مطابق ساتویں آسمان سے بھی بہت اوپر واقع ہے، دریں صورت شیخ عبدالحق کا اور ان کی تقلید میں بریلوی بحرالعلوم کا یہ کہنا کہ شب معراج میں بیت المقدس سے آگے سدرۃ المنتہیٰ وغیرہ تک آپ کا جانا نصوص قطعیہ سے نہیں بلکہ مشہور حدیثوں سے ثابت ہے، اس لیے شب معراج میں بیت المقدس سے آگے سدرۃ المنتہیٰ وغیرہ تک آپ کا جانا ماننا فرض نہیں، بلکہ فرض کے علاوہ کچھ اور ہے، اس کا منکر کافر نہیں، بدعتی، فاسق ہے۔ سراسر غلط در غلط اور خلاف نصوص ثابتہ ہے، پھر شیخ عبدالحق دہلوی کا مطلقا یہ کہنا کہ قرآن سے ثابت شدہ بات کا منکر کافر ہے، قطعاً اور یقیناً باطل اور خلاف نصوص وخلاف تاریخ اسلام ہے۔

یہ معلوم ہے کہ قرآن مجید کے دو نصوص قطعیہ یعنی آیات صریحہ میں پانی نہ ملنے پر تیمّم کر کے نماز پڑھنے کی اجازت کا مسئلہ بہت واضح طور پر بیان کیا گیا ہے، مگر ہم دیکھتے ہیں کہ ان آیات اور اس سلسلہ میں وارد شدہ احادیث نبویہ کا شعور واحساس اور ادراک نہ ہونے کے باعث خلیفہ راشد عمر بن خطاب و ابن مسعود جیسے

جلیل القدر صحابہ نصوص قطعیہ سے ثابت ہونے والی اس بات کے منکر تھے، تو کیا شیخ عبدالحق اور ان کے مقلدین بریلوی لوگ نعوذ باللہ ان جلیل القدر صحابہ کو کافر قرار دیں گے؟ اس طرح کی کئی مثالیں ہیں کہ متعدد نصوص قطعیہ سے ثابت ہونے والی باتوں کا کسی بھی وجہ سے شعور واحساس وادراک نہ ہونے کے سبب کتنے صحابہ وتابعین انکار کر بیٹھے، مگر انہیں کافر کہنا بذات خود بھاری جرم ہے۔ نصوص قطعیہ کا شعور واحساس و ادراک نہ کر سکنے والے مومن مخلص اگر اپنی لاعلمی کے باعث نصوص قطعیہ سے ثابت ہونے والی باتوں کے منکر ہوں تو بہر حال انہیں کافر نہیں کہا جائے گا، اس سے شیخ عبدالحق کے اصول و ضابطہ اور ان کے مقلد بریلوی لوگوں کی ہفوات کی تغلیط بدرجہ اتم ہوتی ہے۔

اس کا ذکر آچکا ہے کہ متعدد قرآنی آیات یعنی نصوص قطعیہ سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ عالم الغیب نہیں، اس کے باوجود ربیع بنت معوذ کی شادی کے موقع پر اس مضمون کے اشعار پڑھنے والی بچیوں کو آپ نے کافر نہیں قرار دیا کہ آپ ﷺ عالم الغیب ہیں، بلکہ بچیوں کو آپ ﷺ نے صرف ایسا کرنے سے منع کر دیا اور وضاحت فرما دی کہ اللہ کے علاوہ کوئی عالم الغیب نہیں۔ بریلوی بحرالعلوم اور ان کے امام شیخ عبدالحق کے اختیار کردہ اصول کے مطابق آپ کو اور دوسرے نبیوں، رسولوں اور ولیوں کو عالم الغیب کہنے والوں کو کافر کہنا فرض ہوا۔ بھلا بریلوی بحرالعلوم اپنے اصول سے مستفاد ہونے والے اس مسئلہ کے مطابق آپ کو اور دوسرے رسولوں نبیوں کو عالم الغیب کہنے والے بریلویوں کو مطلق کافر کہنے کے بجائے کیوں پکا مومن ومسلم کہتے ہیں؟ اور اپنے اصول سے جس موقف کا فرض ہونا لازم آتا ہے، اسے فرض نہیں کہتے بلکہ فرض کے علاوہ وہ اسے جو کچھ کہتے ہیں، اس کی حیثیت نہیں ظاہر کرتے کہ وہ واجب ہے یا سنت مؤکدہ یا کچھ اور؟ صرف اسی بات سے شیخ عبدالحق اور ان کے مقلد بریلوی لوگوں کی بخوبی تغلیط ہو جاتی ہے۔

شیخ عبدالحق اور ان کی تقلید میں بریلوی مشن کا یہ کہنا کہ احادیث مشہورہ سے ثابت ہونے والی باتوں کا ماننا فرض نہیں بلکہ کچھ اور ہے اور ان کا منکر کافر نہیں صرف بدعتی فاسق ہے، علی الاطلاق درست نہیں ہے، کیونکہ احادیث مشہورہ خود اسلام کے بنیادی اصولوں میں سے اہم ترین اصول ہیں، ان سے ثابت ہونے والی باتوں کا ماننا قطعاً اور یقیناً فرض ہے، لاعلمی وعدم ادراک وعدم شعور کا عذر البتہ ایک الگ بات ہے، اس عذر والے کو معذور قرار دیا جائے گا اور اس کے عذر کو دور کرنے کے لیے اسے ان احادیث بلکہ آیات کا بھی علم کرایا جائے گا۔ قرآنی آیات میں جو ارشادات الٰہیہ ہیں:

﴿ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ۝ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ۝ عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى ۝ اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى ۝ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى ۝ لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى ﴾

[النجم: ۱۳ تا ۱۸]

یقیناً نصوص قطعیہ ہیں، جن سے بہت ساری باتیں ثابت ہوتی ہیں، مگر شیخ عبدالحق اور ان کی تقلید کرنے والے بریلوی لوگ کہتے ہیں کہ ان نصوص قطعیہ سے ثابت ہونے والی باتوں کا ماننا فرض نہیں بلکہ فرض کے علاوہ کچھ اور ہے اور ان کا منکر کافر نہیں، بلکہ یہ وہ خبر کی باتیں ہیں جن کا انکار کافر ہونے کو مستلزم ہے نہ بدعتی فاسق بلکہ وہ صرف جاہل ومحروم ہے۔ ایک طرف تو شیخ عبدالحق نے نصوص قطعیہ سے ثابت ہونے والی باتوں کو کہہ دیا کہ یہ نصوص قطعیہ سے ثابت نہیں بلکہ غیر نصوص قطعیہ بلکہ احادیث مشہورہ یا اخبار آحاد سے ثابت ہیں، حالانکہ ان لوگوں کا یہی دعویٰ غلط در غلط ہے۔ دوسرے ان نصوص قطعیہ سے ثابت ہونے والی باتوں میں سے یہ ہے کہ شب معراج میں آپ کا جس ذات کو دیکھنے کا ذکر ہے، یعنی ﴿ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ﴾ والی آیت میں اس ذات سے مراد معنوی تواتر والی حدیث نبوی کے مطابق حضرت جبرئیل علیہ السلام ہیں اور متواتر المعنی حدیث نبوی بھی شیخ عبدالحق اور ان کے مقلد بریلوی لوگوں کے اصول کے مطابق نص قطعی ہے، لہٰذا اس بریلوی اصول اور اصول شیخ عبدالحق سے لازم آیا کہ یہ ماننا فرض ہے کہ آپ نے شب معراج میں جبرئیل کو دیکھا نہ کہ اللہ تعالیٰ کو۔ اس کا لازمہ یہ ہے کہ بریلوی اصول سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ ماننا حرام وناجائز ہے کہ آپ ﷺ نے شب معراج میں اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے، شیخ عبدالحق اور ان کے مقلد بریلوی لوگوں نے اپنے اصول سے ثابت ہونے والی اس بات کا ماننا فرض قرار دیا نہ فرض کے علاوہ واجب ومسنون ومستحب ومباح اور نہ ان لوگوں نے یہ کہا کہ اس بات کا نہ ماننا حرام وناجائز ہے، بلکہ نص قطعی کے خلاف ان لوگوں نے بلا دلیل یہ دعویٰ کر رکھا ہے کہ شب معراج میں آپ نے اللہ کو دیکھا اور قرآنی آیت ﴿ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ﴾ میں آپ ﷺ کا جس کو دیکھنا مذکور ہے اس سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

کیا شیخ عبدالحق اور ان کے بریلوی مقلدین کے یہ سارے دعاوی اور اصول وضوابط تمام اہل اسلام کے اصول وضوابط ہیں؟

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ اپنے بریلوی موقف ونظریہ و پالیسی میں مجرمانہ تبدیلی وترمیم کر کے بریلوی بحرالعلوم نے جونئی پالیسی اختیار کی ہے، اور اس نئی پالیسی کے مطابق ''باب فضائل کے چند اہم

اصول" جیسے عنوان کے تحت جو بدعنوانیاں کی ہیں، وہ بریلوی شریعت کو سرعام رسوا اور ذلیل کرنے والی ہیں، لہٰذا اپنے ہی اصول سے بریلوی لوگ بے تمیز و جاہل و بوالہوس تو خیر قرار پائے اور کارگاہ تحقیق میں بد عنوانیوں اور مجرمانہ لغوطرازیوں کے مرتکب بھی ثابت ہوئے، مگر ساتھ ہی ساتھ غلط اصول کے واضع اور غلط اصول کے پیروکار بھی بنے۔

قرآن کی مختلف وجہیں اور ان سے استدلال:

بریلوی بحرالعلوم نے اپنے بریلوی "باب فضائل کے چند اہم اصول" کے تحت دوسرے نمبر پر جو بات کہی ہے، اسی کو مذکورہ بالا عنوان سے پھر دہرا دیا ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ قرآن کا مختلف و متعدد معانی والا ہونا اور ان میں سے ہر ایک کے ساتھ استدلال کا جائز ہونا پوری تاریخ اسلام اور احادیث نبویہ سے ثابت ہے، پھر بریلوی بحرالعلوم نے بحوالہ ابونعیم وغیرہ ابن عباس سے مروی یہ روایت نقل کی ہے:

"القرآن ذو وجوه كثيرة، فاحملوا على أحسن وجوهه"

"قرآن مجید بہت ساری توجیہات و معانی والا ہے، جو توجیہ و معنی سب سے اچھا ہو، اسی معنی کو تم اختیار کرو۔" (الشاہد جدید:۲۱)

یہ معلوم ہے کہ نصوص صریحہ کے خلاف بعض آیات و احادیث کا ایسا معنی ایجاد کر لینا جو شریعت کی نظر میں جرم ہو نہایت مذموم حرکت ہے، کیا قرآنی آیات و نبوی احادیث کا مجرمانہ معنی ایجاد کر لینا بریلوی بحرالعلوم کی مذکور بالا مستدل روایت کے مطابق "احسن الوجوہ" سب سے بہترین توجیہہ ہے؟ مثلاً آپ کے لیے قرآن مجید میں آئے ہوئے لفظ شاہد و شہید کے جو معنی عالم الغیب و حاضر و ناظر بریلوی بحرالعلوم نے بتلائے اسے حنفی المذہب اہل علم نے شرک و کفر اور زیغ و ضلال و جہل کہا ہے، تو بریلوی بحرالعلوم کا یہ اختراعی معنی کیا اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے ایجاد کیا گیا ہے؟ مذکورہ بالا روایت اور اس کے علاوہ یہاں جو دوسری روایات بریلوی بحرالعلوم نے ذکر کی ہیں، موصوف نے ان کی اسانید کو ذکر کر کے ان کا معتبر ہونا ظاہر نہیں کیا، ان روایات میں کلام ہے، مگر ہم اختصار کے پیش نظر اس تفصیل میں نہیں پڑتے، البتہ موصوف کی یہ مستدل روایات خود انھی کے خلاف حجت ہیں، اس تفصیل کا حاصل یہ ہے کہ بریلوی بحرالعلوم نے اپنے ہی خود ساختہ اصول اور اپنی ہی مستدل روایات کے خلاف بہت ساری باتیں لکھ رکھی ہیں، ظاہر ہے کہ موصوف کا صرف یہی طرز عمل موصوف کی تکذیب و تردید کے لیے بہت کافی اور وافی ہے۔

اپنی یہ بات آگے چل کر ''باب فضائل کے چند اہم اصول'' کے نمبر (۳) کے تحت بریلوی بحرالعلوم نے اس طرح دھرائی ہے:

''پھر میں نے نصوص علماء سے یہ بات ثابت کی کہ قرآن کے جتنے معنی ہیں، سب سے دلیل پکڑی جا سکتی ہے، دیگر احتمال کی وجہ سے استدلال باطل نہ ہوگا، چنانچہ بحث ہی میں نے ان الفاظ سے شروع کی تھی کہ ''سب سے پہلے یہ جان لینا ضروری ہے کہ مسئلہ حاضر و ناظر، علم غیب، جسد اطہر کے سایہ نہ ہونے کی بحث یا اس قسم کے دیگر مسائل کا تعلق عقیدہ سے بایں معنی ہرگز نہیں کہ اس کا اقرار فرض ہے، بلکہ ان کا تعلق فضائل نبویہ سے ہے'' اور اسی پر بھروسہ کر کے بعد میں جہاں کہیں بھی اس موقف کے اظہار کا موقع آیا ہے، ہم نے مختصراً یہ بات دہرا دی ہے کہ یہ مسئلہ باب عقائد میں سے نہیں، باب فضائل میں سے ہے۔'' الخ (الشاہد جدید ایڈیشن، ص:۱۳۳)

ہم کہتے ہیں کہ بریلوی بحرالعلوم نے اپنی مذکورہ بالا عبارت میں صراحت کر رکھی ہے کہ قرآن مجید کی آیات میں سے ہر آیت کے ایک سے زائد معنی ہوتے یا ہو سکتے ہیں، جن میں ہر معنی کو دلیل و حجت بنانا صحیح ہے، بشرطیکہ اس معنی کے معارض کسی آیت یا اسی آیت کے اندر کوئی ایسی صراحت نہ ہو جو اس معنی کو دلیل بنانے سے مانع ہو، مانع نہ ہونے کی صورت میں قرآن مجید کی کسی بھی آیت سے مستفاد ہونے والے معنی کو دلیل و حجت بنایا جا سکتا ہے اور کسی آیت سے نکلنے والے ان معانی میں سے ہر معنی سے استدلال ظنی ہوگا، جسے باطل نہیں کہا جا سکتا، بلکہ باب فضائل میں یہ مقبول ہوگا۔ بریلوی بحرالعلوم کے اس اصول کے مطابق ہم کہتے ہیں کہ قرآن مجید کی بہت ساری آیات میں نہایت وضاحت و صراحت سے کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی بھی عالم الغیب اور حاضر و ناظر نہیں، اسی طرح متواتر المعانی بہت ساری احادیث نبویہ میں بھی بالصراحت ایسا ہی کہا گیا ہے۔ دریں صورت یہ آیات کثیرہ و احادیث نبویہ بریلوی بحرالعلوم ہی کے مذکورہ بالا اصول کے مطابق قرآن مجید کے کسی لفظ یا فقرہ یا جملہ سے یہ معنی نکال لینے اور مستنبط کر لینے سے مانع ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی دوسرا بھی عالم الغیب و حاضر و ناظر ہے۔ پھر ان شرعی موانع کثیرہ کے ہوتے ہوئے بریلوی بحرالعلوم کا یا بریلوی پارٹی کے کسی فرد کا کسی قرآنی لفظ یا قرآنی فقرہ و قرآنی جملہ کا یہ معنی نکال لینا اور مستنبط کر لینا کیوں کر جائز و مباح ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی دوسرا بھی عالم الغیب و حاضر و ناظر ہے۔ قرآن مجید سے اس قسم کے معنی نکال لینے کی تو کوئی اور کسی قسم کی گنجائش ان شرعی موانع کثیرہ کی موجودگی میں

ہرگز نہیں، جس قسم کے معنی بریلوی بحرالعلوم اور ان کے فرقہ کے لوگ نکال کر کہتے ہیں کہ اس قرآنی آیت کے فلاں لفظ یا فقرہ یا جملہ سے یا فلاں حدیث نبوی یا فلاں قول صحابی یا فلاں اثر تابعی سے مستفاد و مستنبط ہوتا ہے کہ اللہ کے علاوہ ہمارے رسول محمد ﷺ سمیت سارے رسول و نبی و ولی عالم الغیب و حاضر و ناظر ہیں۔

بس ہماری اتنی ہی بات بریلوی بحرالعلوم اور ان کی پارٹی کے خود ساختہ اکاذیب اور خانہ ساز تلبیسات کی تکذیب و تغلیط و تردید کے لیے کافی اور وافی ہے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ اپنی خانہ ساز جن باتوں کو بریلوی لوگ قرآن و حدیث سے احتمالی طور پر اخذ کردہ معانی کہتے ہیں، پھر ان کا نام دلائل ظنیہ رکھتے ہیں، وہ اکاذیب در اکاذیب اور بہتان و افترا و اتہام ہیں اور ان اکاذیب و اراجیف کی تخلیق اور انہیں دلائل ظنیہ قرار دے لینے والی پالیسی اختیار کرنے پر بروز قیامت بریلوی پارٹی کو اللہ کے دربار میں رسولوں خصوصاً خاتم النبیین محمد ﷺ کی موجودگی میں معقول و مناسب جواب دینا ہوگا جبکہ اللہ تعالیٰ ان رسولوں و نبیوں خصوصاً ہمارے رسول خاتم النبیین ﷺ سے پوچھے گا کہ کیا آپ لوگوں نے اس بریلوی پارٹی کو، جس نے اپنا نام اہل سنت و جماعت رکھ لیا تھا، یہ بتلایا تھا کہ ہم عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہیں؟

ظاہر ہے کہ میدان محشر میں اس سوال کے جواب میں یہ سارے رسول و نبی فرداً فرداً کہیں گے کہ ہم نے ان بریلویوں سے بلکہ پوری امت سے تو یہ کہا تھا کہ "لا يعلم الغيب إلا الله" اللہ کے علاوہ کوئی دوسرا علم غیب نہیں جانتا، مگر ان بدعت پرستوں نے اپنی عادت کے مطابق ہماری طرف اور ہماری لائی ہوئی شریعت اور کتاب الٰہی کی طرف اپنی خانہ ساز جھوٹی باتیں منسوب کر کے کہہ دیا کہ ہم عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہیں۔

پھر تو حب نبوی و اتباعِ نبوی کا جھوٹا دعویٰ کرنے والوں کی جو درگت ہوگی، وہ محتاج شرح و تفصیل نہیں۔

نصوص صریحہ کے خلاف بعض الفاظ قرآنی آیات یا بعض الفاظ احادیث نبویہ سے جبراً و افتراءً کوئی معنی نکال کر کہنا کہ اس سے ہمارے رسول یا دوسرے رسولوں یا اعمال و عقائد کی فضیلت ثابت ہوتی ہے، انتہائی درجہ کی شرارت ہے۔

بریلوی باب فضائل کے اہم اصول کی بخیہ دری:

اپنی مذکورہ بالا مکذوب و باطل و مردود باتوں کو باب فضائل کے اہم اصول کہہ کہ بریلوی بحرالعلوم نے جو یہ کہہ رکھا ہے کہ "یہ جان لینا ضروری ہے کہ مسئلہ حاضر و ناظر، علم غیب، جسد اطہر کے سایہ نہ ہونے کی بحث یا اس قسم کے دیگر مسائل کا تعلق عقائد سے بایں معنی ہرگز نہیں کہ جس طرح رسالت محمدی کا اقرار فرض

ہے، اسی طرح ان کا اقرار بھی فرض ہے، بلکہ ان کا تعلق باب فضائل نبویہ سے ہے۔'' تو بریلوی بحرالعلوم نے یہ نہیں بتلایا کہ مسائل مذکورہ کا اقرار فرض نہیں تو واجب ہے یا سنت یا مستحب یا مباح؟ نہ یہ بتلایا کہ اس قسم کے جو مسائل نصوص صریحہ کے خلاف بریلوی لوگوں نے ایجاد کر لیے ہیں، ان کو کس دلیل شرعی قطعی یا ظنی کی بنیاد پر ایجاد کیا گیا ہے اور انہیں کس بنیاد پر فضائل نبویہ کے نام سے موسوم کر دیا گیا ہے؟

یہ ضروری کام کیے بغیر بریلوی بحرالعلوم آگے بڑھتے ہوئے رقمطراز ہیں:

''ہماری اس بحث میں چند باتیں بہت واضح ہیں، عقائد میں ظنی و قطعی کی یہ تفریق ہی ہمارا اصل مدعا ہے، فرض وسنت کی مثال مسئلہ واضح کرنے کے لیے ہے، بالفرض یہ تمثیل یا اس کی وضاحت غلط بھی ہو تو اصل دعویٰ پر کوئی اثر نہیں پڑتا، کیونکہ وہ الگ دلائل سے ثابت ہے، جس کو اس سے اختلاف ہو وہ اس تفریق کی تردید کرے، فرض یا سنت کی تعریف پر اعتراض کرنا نادانی ہے۔ ہم مسئلہ حاضر و ناظر کے مطلقاً باب عقائد سے ہونے کے منکر نہیں، بلکہ قطعی اور واجب التسلیم ہونے کے منکر ہیں، رہ گیا فضیلت ہو کر عقیدہ میں شامل ہونا تو اس کے تو ہم مدعی ہی ہیں، تبھی تو ہم نے عقائد کی دو قسمیں عقائد و فضائل قرار دی ہیں۔ ہمارا دعویٰ یہ بھی ہے کہ قرآن کے ظنی دلائل بھی قابل استدلال ہیں، ان کو یہ کہہ کر باطل نہیں کیا جا سکتا کہ احتمال پیدا ہو گیا، لہٰذا استدلال غلط ہے، جس کو اس سے اختلاف ہو وہ ہمارے پیش کردہ نصوص کا رد کر لے۔''

(الشاہد جدید، ص: ۱۴۳، ۱۴۴)

ہم کہتے ہیں کہ عقائد میں ظنی و قطعی کی جس تفریق کو بریلوی بحرالعلوم نے اپنا اصل مدعا کہا ہے، اس بریلوی تفریق کا باطل و مکذوب ہونا بالکل اظہر من الشمس ہے، یعنی کہ بریلویوں کی ایجاد کردہ جن باتوں کو ظنی کہا جانے لگا ہے، ان کی تکذیب و تردید و تغلیط کلی طور پر قطعاً اور یقیناً نصوص قطعیہ سے بہت صراحت اور وضاحت کے ساتھ موجود ہے۔ پھر ان بریلوی ایجادات کو ظنی دلائل کہنا بریلوی کذب بیانی کی قباحت میں مزید در مزید اضافہ کرنے والا ہے۔ بریلوی بحرالعلوم نے اس سلسلے میں فرض وسنت کی جو تمثیل یا توضیح بزعم خویش پیش کی ہے، وہ محض بالفرض ہی نہیں بالیقین باطل و ساقط ہے، جس کی تفصیل ہماری کتاب تصحیح العقائد میں موجود ہے۔ پھر بریلوی بحرالعلوم کا یہ دعوی بھی باطل ہی ہوا کہ اس بریلوی تمثیل و توضیح سے بریلوی بحرالعلوم کے اصل دعویٰ پر اثر نہیں پڑتا اور بریلوی بحرالعلوم کا یہ بیان صرف ڈھکوسلہ بازی ہے کہ سنت و فرض

کی مذکورہ بریلوی تمثیل وتوضیح الگ دلائل سے ثابت ہے۔ بریلوی بحرالعلوم کا یہ کہنا کہ جس کو اس بریلوی ڈھکو سلہ بازی سے اختلاف ہو وہ اس تفریق کی تردید کرے اور یہ کہ فرض وسنت کی اس بریلوی تعریف پر اعتراض کرنا نادانی ہے، صرف بریلوی سخن سازی ہے، جس کی حقیقت تصحیح العقائد کی بدعت شکن عبارت میں واضح کر دی گئی ہے۔ پھر بھی اگر یہ واضح حقیقت شپرۂ چشم لوگوں کو نظر نہ آئے تو دنیا میں بہر حال اللہ تعالیٰ کی ایسی مخلوقات کی کثرت ہے، جو شرعی وغیر شرعی حقائق اور دینی و دنیاوی امور کے حقائق کے ادراک وفہم سے بالکل محروم ہیں، اس میں ہمارا کوئی قصور نہیں۔

ہم نے صاف طور پر عرض کیا تھا کہ قطعی الثبوت وقطعی الدلالہ نص قطعی یعنی قرآنی آیت میں بالصراحت قرأت قرآن وتلاوت قرآن سے پہلے مطلقاً تعوذ پڑھنے کا حکم الٰہی بالجزم طور پر موجود ہے، خواہ نماز میں تلاوت کریں یا بیرون نماز، لہٰذا بریلوی بحرالعلوم کے بتلائے ہوئے اصول سے یہ ماننا اور کہنا لازم آتا ہے کہ اندرون نماز یا بیرون نماز تلاوت قرآن سے پہلے تعوذ کا پڑھنا فرض ہے، اسے عملاً واعتقاداً وقولاً فرض ماننا، فرض کہنا اور فرض سمجھ کر پڑھنا ہر آدمی پر فرض ہے، مگر بریلوی اصول سے لازم آنے والی یہ بات بریلوی بحرالعلوم اور ان کی پوری بریلوی جماعت اور بریلوی جماعت کے علاوہ اپنے آپ کو حنفی مذہب کی مقلد کہنے والی پارٹیاں متفقہ طور پر نہیں مانتی ہیں اور قرأت قرآن سے پہلے تعوذ خوانی کو عملاً واعتقاداً وقولاً فرض ماننا اور کہنا اور فرض جان کر پڑھنا تو دور کی بات ہے، اسے یہ لوگ واجب اور سنت مؤکدہ تک نہیں کہتے، اسی طرح کی دو اور مثالیں دی گئیں، جب کہ اس طرح کی بہت ساری دوسری مثالیں موجود ہیں، جن کے ہوتے ہوئے یہ خانہ ساز بریلوی اصول ٹوٹ پھوٹ کر ہباءً منثورا ہو جاتا ہے، مگر اختصار کے پیش نظر صرف انہیں مثالوں پر اکتفا کیا گیا ہے۔ اب اس خانہ زاد اور خانہ ساز بریلوی اصول کے اتنے زوردار ابطال کے باوجود بھی بریلوی بحرالعلوم کو کچھ نظر نہ آئے اور وہ ہم سے مطالبہ کریں کہ ہمارے اس خانہ زاد اصول سے جسے اختلاف ہو وہ اس کی تردید کرے تو آخر ہم کیا کریں؟

بریلوی بحرالعلوم کو اتنا تو ضرور نظر آنا چاہیے کہ ہماری پیش کردہ تینوں آیات کریمات میں نہایت واضح و صریح طور پر صیغۂ امر کے ساتھ مختلف احکام صادر کیے گئے ہیں، واضح وصریح طور پر صیغۂ امر کے ساتھ صادر ہونے والے احکام کو وہی شخص قطعی الدلالہ نہیں مانے گا، جو کسی وجہ سے بصارت وبصیرت سے یکسر محروم بن گیا ہو، حنفی مذہب کی جس کتاب اصول الفقہ مسلم الثبوت سے بریلوی بحرالعلوم نے بزعم خویش اس بحث میں

فرض و واجب کی تعریف میں ہماری تردید کے خیال سے عبارت نقل کر رکھی ہے۔
(الشاہد جدید، ص: ۱۳۷، بحوالہ مسلم الثبوت، ص: ۲۶)

اس میں تعریف فرض و واجب وغیرہ سے فارغ ہو کر آگے چل کر مصنف مسلم الثبوت نے لکھا ہے:

"صيغة افعل عند الجمهور حقيقة في الوجوب، إلى أن قال: لنا أولاً استدلال السلف بها على الوجوب، وشاع وذاع بلا نكير، فدل على أجماعهم أنها له، وثانياً قوله تعالىٰ: ﴿مَا مَنَعَكَ أَلَّا تَسْجُدَ إِذْ أَمَرْتُكَ﴾ والمراد اسجد المجرد، ولولا للوجوب لم يتوجه الإنكار، وثالثاً قوله تعالىٰ: ﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ ارْكَعُوا لَا يَرْكَعُونَ﴾ فإن المقصود الذم، ورتبه على مخالفة الصيغة، ورابعاً قوله تعالىٰ: ﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ﴾ والمراد ايجاب الحذر إذ لا معنى للندب الخ."[1]

یعنی جمہور کے نزدیک صیغہ امر حقیقتاً فرض ہونے پر دلالت کرتا ہے اور ہم حنفیہ کا بھی یہی مسلک ہے، جس کے صحیح ہونے پر چار دلیلیں ہیں:

① سلف و صحابہ و تابعین و جمیع اسلاف صیغۂ امر سے صادر ہونے والے احکام شرعیہ کو فرض قرار دیتے تھے، کیونکہ وہ صیغۂ امر کو فرض پر دلالت کرنے والا قرار دیتے تھے اور اسلاف کا یہ طریق استدلال کسی قسم کی نکیر کے بغیر جاری و ساری رہا، جس سے معلوم ہوا کہ تمام اہل اسلام کا اس پر اجماع ہے کہ صیغۂ امر سے جاری شدہ احکام شرعیہ فرض ہوا کرتے ہیں۔

② اللہ تعالیٰ نے ابلیس لعین سے باز پرس کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ جب میں نے تجھے سجدۂ آدم کا حکم بصیغۂ امر دیا تو میرے اس حکم کی تعمیل سے کون سی چیز تمہارے لیے مانع ہوئی؟ ابلیس کو یہ حکم خداوندی صیغۂ امر کے ساتھ دیا گیا تھا، اگر صیغہ امر فرض پر دلالت کرنے والا نہ ہوتا تو ابلیس پر نکیر الٰہی نہ ہوتی، لہٰذا معلوم ہوا کہ صیغہ امر سے جو کلمہ شرعی صادر ہو وہ فرض ہوا کرتا ہے۔

③ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ کفار و مشرکین و منافقین سے جب کہا جاتا ہے کہ رکوع کرو یعنی نماز پڑھو تو وہ نماز نہیں پڑھتے، اس قول الٰہی کا مقصد ان کفار و مشرکین و منافقین کی مذمت کرنا ہے، لہٰذا معلوم ہوا کہ صیغہ امر کے ذریعہ صادر شدہ احکام شریعت فرض ہوا کرتے ہیں۔

[1] مسلم الثبوت مع شرحه فواتح الرحموت مع المستصفى للغزالي (١/ ٣٧٣، ٣٧٤)

◆ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جو لوگ امر شرعی کی خلاف ورزی کرتے ہیں انہیں عذاب الٰہی میں گرفتار ہونے کا خطرہ ہے، اس سے بھی معلوم ہوا کہ صیغہ امر سے کسی حکم شرعی کا صادر ہونا اس کے فرض ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

مسلم الثبوت والی مذکورہ بالا بات تمام کتب اصول فقہ حنفیہ میں مرقوم و مرسوم ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ صیغہ امر سے صادر ہونے والے احکام شرع حنفی مذہب میں اس لیے فرض مانے جاتے ہیں کہ صیغہ امر حقیقتاً فرض ہونے پر ہی دلالت کرتا ہے، اس حنفی اصول کا بریلوی لوگوں کا اصول ہونا بھی قطعی ہے، کیونکہ بریلوی لوگ اپنے آپ کو حنفی ہی کہا کرتے ہیں، نیز اس کا مقتضی یہ ہے کہ ہماری ذکر کردہ تینوں آیتوں اور اس قسم کی بہت ساری دوسری آیتوں سے مستفاد ہونے والے احکام کو بریلوی لوگ قولاً وعملاً و اعتقاداً فرض مانیں اور کہیں، پھر اپنے اس اصول سے مکمل بغاوت و انحراف کرتے ہوئے جس سبب سے بھی ان آیات سے مستفاد ہونے والے احکام کو بریلوی اور ان کے ہم مزاج جملہ احناف قولاً وعملاً و اعتقاداً فرض نہیں مانتے اس کی وضاحت یہ لوگ کیوں نہیں کرتے اور اپنے اصول سے اس بغاوت و اعراض و انحراف کی کوئی شرعی دلیل کیوں نہیں دیتے؟

کسی شرعی لفظ کے حقیقی معنی سے انحراف و اعراض کے لیے جس قسم کے قرائن صارفہ کا ذکر کتب احناف میں موجود ہے، ان میں ایک بھی قرینہ ہماری ذکر کردہ تینوں آیات کے سلسلے میں احناف کے پاس نہیں ہے، بلکہ ان کے مزعومات باطلہ کے ابطال کے دلائل و قرائن ضرور موجود ہیں، چنانچہ کسی بھی نص قطعی بلکہ نص ظنی سے ثابت نہیں کہ اندرون نماز یا بیرون نماز تلاوت قرآن شروع کرنے سے پہلے ہمارے دائرہ میں رہتے ہوئے کوئی ایسی شرعی دلیل پیش کرے کہ تعوذ والے اس حکم الٰہی کی ہمارے نبی ﷺ نے کبھی مخالفت و خلاف ورزی کی ہے، جس کو بریلوی اصول نیز اہل علم کی اصطلاح میں ایسی شرعی دلیل کہہ سکیں جو قبل تلاوت قرآن تعوذ خوانی کے عدم وجوب پر دلالت کرتی ہو۔

ظاہر ہے کہ ہماری مذکورہ بالا بات بریلوی بحر العلوم کے سارے اکاذیب کے مکذوب ہونے پر دلیل صریح ہے، پھر بھی بریلوی بحر العلوم کا یہ کہنا کیا معنی رکھتا ہے کہ جسے ہمارے خانہ زاد اصول سے اختلاف ہو وہ اس کی تردید کرے۔ اس خانہ زاد بریلوی اصول کی تکذیب و تردید تو تصحیح العقائد ہی کی مختصر سی عبارت سے ہو چکی ہے، اگر اپنی اور اپنے خانہ زاد اصول کی اتنی واضح تکذیب و تردید شپرۂ چشم بریلویوں کو نظر نہ آئے تو قصور کس کا ہے؟

تفسیر کبیر للرازی (۱/۳۲) میں اس مسئلہ پر بحث کی گئی ہے، کیا بریلوی بحرالعلوم نے اسے نہیں دیکھا ہے؟

بعض لوگوں نے دعویٰ کیا ہے کہ تلاوت سے پہلے تعوذ والے حکم الٰہی کے فرض نہ ہونے بلکہ مستحب ہونے پر اجماع ہے۔[1]

مگر یہ دعویٰ اجماع باطل ہے، کیونکہ اس فرمان الٰہی کے مطابق عمل نبوی وعمل صحابہ تھا اور کسی بھی حدیث نبوی وقول صحابی سے قرأت قرآن سے پہلے تعوذ کے عدم وجوب کا ثبوت نہیں ملتا اور تفسیر قرطبی (۱/۸۷، ۸۸) میں عدم وجوب والے جس قول کو قول جمہور کہا گیا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ عدم وجوب والے قول کے خلاف دوسرے اہل علم کا قول وجوب ہی ہے۔ امام ابوحنیفہ نے کہا ہے کہ میں نے عطاء بن ابی رباح سے افضل کسی کو نہیں دیکھا۔[2]

انھی عطاء کا موقف تھا کہ قرأت قرآن سے پہلے تعوذ پڑھنا فرض ہے۔ (عام کتب تفسیر)

اگر یہ دعویٰ اجماع صحیح ہوتا تو مذکورہ اصول بریلویہ کے باطل ہونے پر بہت بڑی دلیل ہوتا، کیونکہ جس اصول کے مطابق قبل تلاوت قرآن تعوذ خوانی فرض قرار پائی ہو، اس کے بالا جماع فرض نہ ہونے سے لازم آیا کہ بالاجماع یہ بریلوی اصول باطل ہے، ورنہ قبل تلاوت تعوذ خوانی کے فرض نہ ہونے پر اجماع ہرگز نہ ہوتا۔

قرأت قرآن سے پہلے تعوذ پڑھنے کے عدم وجوب پر دعویٰ اجماع کرنے والے امام طبری نے بطور حجت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے:

"أول ما نزل جبرئيل على محمد قال: يا محمد! استعذ بالله السميع العليم من الشيطان الرجيم، ثم قال: بسم الله الرحمن الرحيم، ثم قال: ﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ﴾" الحديث.[3]

یعنی سب سے پہلی بار جب نبی ﷺ کے پاس وحی لے کر حضرت جبرئیل آئے تو آپ ﷺ سے جبرئیل نے کہا کہ اے محمد تعوذ پڑھیے پھر موصوف نے آپ کو بسم اللہ پڑھنے کا حکم دیا پھر سورۂ ﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ﴾ پڑھایا۔

---

[1] تفسير ابن كثير (۲/ ۸۲) پاره: ۱٤ سورة النحل: ۹۸ و عام كتب تفسير.

[2] اللمحات إلى ما في أنوار الباري من الظلمات (۱/ ۱۰۲ و ۲/ ۲۸۱)

[3] تفسير طبرى مع تعليق شاكر (۱/ ۱۱۳۔ ۱۱۷) حديث نمبر (۱۳۷ و ۱۳۸) الإتقان في علوم القرآن للسيوطي، النوع السابع معرفة أول ما نزل (ص: ۳۳)

موقف مذکور پر دعویٰ اجماع کرنے والے امام طبری نے بطور حجت جو روایت ابن عباس پیش کر رکھی ہے، اس سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہمارے نبی ﷺ کو سب سے پہلے جو حکم دیا گیا وہ قرأت قرآن شروع کرنے سے پہلے تعوذ پڑھنے کا تھا، امام طبری کی حجت بنائی ہوئی اس روایت سے موصوف کے دعویٰ اجماع کی تغلیط ہوتی ہے اور اس امر کی توثیق ہوتی ہے کہ بصیغۂ امر من جانب اللہ آپ کو قرأت قرآن سے پہلے تعوذ پڑھنے کا حکم دیا گیا تھا، اور ہم عرض کر چکے ہیں کہ حنفی مذہب میں صیغہ امر مفید وجوب یعنی مفید فرض ہوتا ہے، کیونکہ عام لوگوں کے یہاں واجب وفرض مترادف الفاظ ہیں۔

مذکورہ بالا روایت ابن عباس پر اگرچہ بعض لوگوں کو از روئے سند کلام ہے، مگر اسے امام طبری نے حجت بنایا ہے، اس لیے روایت مذکورہ طبری کے نزدیک معتبر و قابل استدلال ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس کی سند میں علامہ شاکر نے صرف ایک علت کو علت قادحہ تسلیم کیا ہے، یعنی بشر بن عمارہ خثعمی کا ضعیف ہونا، جیسا کہ تفسیر طبری پر ان کی تعلیق سے ظاہر ہے، باقی ہر علت کو موصوف نے رد کر دیا ہے۔

(تعلیق شاکر بر تفسیر طبری روایت نمبر: ۱۳۷، ص: ۱۱۳، ۱۱۴)

بشر بن عمارہ پر کچھ لوگوں کا کلام جرح مبہم ہونے کے سبب غیر مؤثر ہے، جس کے برعکس حافظ ابن عدی کا کہنا ہے کہ موصوف بشر کی کوئی روایت مجھے منکر نظر نہیں آتی اور موصوف میرے نزدیک تقریباً مستقیم الحدیث ہیں۔ (تهذيب التهذيب، ترجمه بشر بن عماره)

اور بریلوی اصول سے تو اس طرح کی روایت بہر حال معتبر و حجت ہے، حافظ ابن حبان کی طویل بات کا حاصل یہ ہے کہ جس روایت کی نقل میں بشر منفرد ہوں وہ بذات خود حجت نہیں۔ (المجروحین، ترجمہ بشر بن عمارہ)

اس کا مطلب یہ ہوا کہ متابع و شاہد کی موجودگی میں موصوف بشر کی روایت حجت و معتبر ہے اور ہماری ذکر کردہ سورۂ نحل والی قرآنی آیت اس روایت کی معنوی تصدیق و تائید کرتی ہے، جب اللہ تعالیٰ کا حکم یہ ہے کہ تلاوت قرآن سے پہلے تعوذ پڑھو تو عین ممکن ہے کہ نزول قرآن کا سلسلہ شروع کرتے وقت اس نے اپنے نبی کو قرآن کی تلاوت سے پہلے تعوذ پڑھنے کا حکم دیا ہو، دریں صورت یہ قرآنی آیت روایت ابن عباس کی معنوی طور پر تصدیق و توثیق کنندہ ہے۔

مذکورہ بالا قطعی الثبوت وقطعی الدلالہ نص قرآنی اور اس سے متعلق ہماری پیش کردہ تفصیل کے ہوتے ہوئے اور اس طرح کی بہت ساری دوسری آیات کے ہوتے ہوئے نوزائیدہ بریلوی فرقہ اور اس کے ہم

مزاج لوگوں نے نیز جس تقلیدی مذہب کی طرف فرقہ بریلویت اپنے آپ کو منسوب کرتا ہے، اس نے کیوں ایسا اصول وضع کیا جس سے لازم آئے کہ خود ان اصول کے واضعین کا عمل اپنے اصول کے بہت زیادہ خلاف ہونے کے ساتھ اس خود ساختہ اصول کے ہاتھوں بہت سارے نصوص شرعیہ کی مخالفت کا بڑے پیمانے پر ارتکاب کر رہے ہیں، اس بات کی زیادہ وضاحت اب ضروری نہیں رہ گئی کہ ﴿انکحوا الأیامیٰ منکم﴾ اور انتشار في الأرض والے حکم قرآنی کو فرض نہ مان کر بریلوی فرقہ نے اپنا وضع کردہ اصول توڑ دیا ہے۔

ان تمام حقائق سے یکسر بے خبر بریلوی بحرالعلوم فرماتے ہیں:

''لیکن قارئین کو یہ سن کر حیرت ہوگی کہ مصنف تصحیح العقائد نے نہ ہمارے پہلے دعویٰ کی تردید کی نہ دوسرے دعویٰ سے تعرض کیا۔ حد یہ ہے کہ نفی و اثبات میں ان کا نام بھی نہیں لیا گیا، بلکہ ان کا جتنا بھی زور لگ سکا، صرف اس امر پر صرف کیا کہ ہم نے مسئلہ حاضر و ناظر کے باب عقائد سے ہونے کا انکار کیا الخ۔'' (الشاہد جدید، ص:۳۴)

یہ کتنی عجیب بات ہے کہ اپنے بیان کردہ باب فضائل کے چند اہم اصول کا ابطال پوری طرح اپنی آنکھوں سے دیکھ کر بھی بریلوی بحرالعلوم کو اپنی خانہ ساز باتوں کے باطل محض ہونے کا احساس نہیں ہو پا رہا ہے اور موصوف بریلوی بحرالعلوم بڑی شان تعلی سے حسب عادت فرماتے ہیں:

''ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ اس بحث کو ہماری کتاب میں دیکھ لینے کے بعد بنے ہوئے جاہل کے علاوہ کوئی بھی اس غلط فہمی میں گرفتار نہیں ہوسکتا کہ ہم نے مسئلہ حاضر و ناظر کے مطلقاً باب عقائد سے ہونے کا انکار کیا ہے، بنے ہوئے جاہل کی بات ہم نے اس لیے کہی کہ خود مولوی رئیس کو بھی تسلیم ہے کہ ہم نے اس مسئلہ کو باب عقائد سے مانا ہے۔'' الخ (الشاہد جدید، ص:۱۳۴)

جب بریلوی بحرالعلوم کے اکابر و سرپرست اور خود بریلوی بحرالعلوم اس مسئلہ کو ایک طرف باب عقائد سے کہیں اور دوسری طرف باب عقائد سے مختلف باب فضائل سے کہہ کر تضاد بیانی کریں تو ظاہر ہے کہ ہر شخص کو حیرت ہوگی کہ یہ کس طرح کے متضاد نظریہ رکھنے والے ہیں، بریلوی لوگ جو ایک طرف اس مسئلہ کو باب عقائد سے مانتے ہیں، دوسری طرف کہتے ہیں کہ یہ مسئلہ باب عقائد سے ہرگز نہیں ہے، بلکہ باب فضائل سے ہے، اب تیسری طرف یہ کہہ رہے ہیں کہ اس مسئلہ کو باب عقائد سے بھی مانتے ہیں اور باب فضائل سے

بھی، مگر باب عقائد سے اسے اس طرح کا عقیدہ نہیں مانتے کہ اس کا اقرار فرض ہو تو کوئی بھی سلیم الطبع آدمی محاکمہ کر کے بتلائے کہ بریلویوں کے اس متضاد و متعارض و مضطرب طور و طریقہ کو کیا کہا جائے؟

بریلوی بحرالعلوم اپنی کہی ہوئی متضاد و متعارض باتوں سے بالکل بے خبر ہو کر کیونکہ ''دروغ گورا حافظہ نباشد'' کی مثل مشہور ہے اور ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ کے دربار سے بریلوی بحرالعلوم اپنی پوری پارٹی سمیت کذاب قرار پائے ہیں، کہتے ہیں:

> ''اصل میں ہمارا کہنا یہی ہے کہ مسئلہ حاضر و ناظر کا اقرار فرض نہیں ہے، اس لیے اس کے ثبوت کے لیے دلیل ظنی کافی ہے، جیسا کہ جملہ مسائل ظنیہ میں جمیع اہل اسلام کا عمل درآمد ہے۔'' الخ

(الشاہد جدید، ص: ۱۳۵)

ہم کہتے ہیں کہ یہ عبارت بریلوی بحرالعلوم کی تلبیس کاری پر واضح دلیل ہے، جس پر ہم کو مزید دلیل قائم کرنے کی ضرورت نہیں، البتہ اپنی اس تلبیس کاری کے ساتھ موصوف بریلوی بحرالعلوم نے جمیع اہل اسلام پر افترا پردازی و اتہام بازی بھی کر رکھی ہے، مگر ہم جمیع اہل اسلام پر موصوف بحرالعلوم کی اس افترا پردازی کی تشریح و توضیح میں مصروف نہ ہو کر اپنی اس کتاب کی ضخامت بڑھانے سے بچنا چاہتے ہیں، اس کی تشریح و توضیح کے لیے ہماری بعض مستقل کتابیں کافی ہیں۔

بریلوی بحرالعلوم کی متدل عبارت سے بریلوی بحرالعلوم کی تکذیب:

اس جگہ پھر بریلوی بحرالعلوم نے اپنی عادت معروفہ کے مطابق خطیب الاسلام مولانا جھنڈانگری پر نیش زنی کی ہے اور آگے بڑھ کر فرمایا ہے:

> ''رہ گیا یہ سوال کہ ہم نے اسے (یعنی رسول کے عالم الغیب و حاضر و ناظر والے مسئلہ کو) فضیلت کے نام سے کیوں موسوم کیا ہے، تو یہ ہماری اپج نہیں ہے، بلکہ علماء اسلام نے اسی نام سے اس کو موسوم کیا ہے، چنانچہ زرقانی اور سیرت حلبیہ میں ہے کہ محدثین کی عادت یہ ہے کہ عقائد اور احکام کے علاوہ حدیث موضوع کے علاوہ سب سے استدلال کر سکتے ہیں اور شیخ محقق علی الاطلاق کے بیان سے عقائد و فضائل کی دونوں قسمیں ان کا حکم اور ان کی دلیلوں کا بیان بھی ہم نے الشاہد جدید میں تحریر کر دیا ہے۔'' (الشاہد جدید، ص: ۱۳۵)

ناظرین کرام دیکھ رہے ہیں کہ بریلوی بحرالعلوم نے اپنے جس خانہ ساز دعوی کو مطلقاً علمائے اسلام کی

طرف منسوب کر رکھا ہے اور اس دعویٰ پر زرقانی و سیرت حلبیہ کی جو عبارت بطور دلیل پیش کی ہے، اس میں صراحت ہے کہ عقائد و احکام کے علاوہ غیر موضوع ضعیف حدیثوں کو محدثین نقل کر دیا کرتے ہیں، جس کا مطلب یہ ہوا کہ عقائد و احکام کے معاملہ میں تو صرف قطعی دلیلیں ہی علمائے اسلام حجت مانتے ہیں، البتہ عقائد و احکام کے علاوہ دوسرے امور میں غیر وضعی ضعیف روایات کی نقل میں تساہل سے کام لیتے ہیں، صاف ظاہر ہے کہ بریلوی بحرالعلوم کی مستدل عبارت ہی بریلوی بحرالعلوم کے مزعومات و مفتریات کی تکذیب کر رہی ہے، عبارت کہہ رہی ہے کہ عقائد و احکام میں اس طرح کی دلیلوں کا ذکر محدثین نہیں کرتے جن کا ذکر غیر عقائد و احکام میں کرتے ہیں اور بریلوی بحرالعلوم ایک طرف مسئلہ مذکورہ کو مطلقاً باب عقائد سے مانتے ہیں، دوسری طرف من وجہٍ باب عقائد سے مانتے ہیں اور من وجہٍ آخر باب عقائد سے ماننے کے ساتھ باب فضائل سے بھی مانتے ہیں اور تیسری طرف باب عقائد سے مطلقاً ماننے کو بدتمیزی و جہالت و بوالہوسی کہتے اور اس کے برعکس اسے باب فضائل سے مانتے ہیں، دریں صورت کوئی بتلائے کہ بریلوی بحرالعلوم کی مستدل عبارت بریلوی بحرالعلوم کے متضاد و مضطرب دعاوی کی تکذیب و تردید کر رہی ہے یا توثیق و تصدیق کر رہی ہے؟

جو حدیث موضوع نہ ہو بلکہ غیر موضوع ہو اس کی بہت ساری اقسام ہیں، ان غیر موضوع احادیث میں سے صرف ان احادیث کو کچھ محدثین فضائل میں قبول کرتے ہیں، جو اس درجہ کی ضعیف ہوں کہ اپنے شواہد سے مل کر درجہ حسن کو پہنچتی ہوں، اس کی تفصیل عام اصولوں کی کتابوں میں موجود ہے، مگر جو بات نصوص قطعیہ کے بالکل خلاف ہو، اہل بدعت نے اسے خانہ ساز طور پر ایجاد کر لیا ہو اور اسے فضائل محمدیہ کے نام سے موسوم کر لیا ہو، اس کے اثبات کے لیے تو ازروئے حقیقت کسی شخص کو کوئی دلیل شرعی مل ہی نہیں سکتی، خواہ وہ ظنی دلیل شرعی ہو یا قطعی۔ اس لیے بریلوی بحرالعلوم کا خانہ زاد مسئلہ فضائل سے نہیں، بلکہ اسلام مخالف بدعات و ضلالات سے تعلق رکھتا ہے، اس پر کوئی ظنی شرعی دلیل ہے نہ قطعی، اگر اپنے کسی خانہ زاد خیال کا نام بریلوی بحرالعلوم یا ان کی گروہ کے لوگ ظنی شرعی دلیل رکھ لیں تو اس سے حقیقت نہیں بدل سکتی۔

اپنی مذکورہ بالا لغویات کے بعد بریلوی بحرالعلوم نے حسب ذیل عنوان قائم کیا ہے:

اصول غلط نہیں خود ما بدولت ہی جہالت میں گرفتار ہیں:

اپنے قائم کردہ اس عنوان کے تحت بریلوی بحرالعلوم فرماتے ہیں:

''دوسرا اعتراض جس پر مصنف تصحیح العقائد نے پورا زور قلم صرف کیا ہے، وہ فرض کی تعریف ہے،

ہم نے ظنی وقطعی کی تشریح کرتے ہوئے کہا تھا کہ جوعمل دلیل قطعی سے ثابت ہو اس کا ماننا فرض اور اس کا منکر کافر ہے، اس پر مصنف تصحیح العقائد نے قرآن عظیم کی تین آیتوں سے معارضہ قائم کیا۔ (یہاں مصنف تصحیح العقائد کی ذکر کردہ تینوں آیتوں کا تذکرہ ہے) یہ پورا اعتراض پڑھ کر ہم کو مصنف تصحیح العقائد سے زیادہ اس کے مربیوں اور اساتذہ پر افسوس ہوا کہ یہ لوگ کس قدر لاابالی ہیں کہ ایک گلی ڈنڈا کھیلنے والے بالک کو کھیل کود کے میدان سے اٹھا کر تصنیف و تالیف کی کرسی پر بٹھا دیا اور علم کی عزت و حرمت کا انہیں اک ذرا پاس نہ ہوا، نہ احساس ہوا کہ ہم نے یہ مقدس ڈیوٹی کیسے نااہلوں کو دی ہے، وجہ افسوس ملاحظہ ہو، رئیس صاحب کی مادر علمی ندوہ ہے، جہاں کے اساتذہ میں نام نہاد احناف کی کثرت ہے اور ان کے مربی خاص مولانا جھنڈانگری غیر مقلد اپنے دماغ کو منطق اسلامی کا خزانہ بتلاتے ہیں، حنفی حضرات سے ہماری گزارش ہے کہ آپ نے اپنے شاگرد کو منار ومسلم الثبوت بھی نہیں پڑھائی، جس میں صاف تحریر ہے کہ حنفیہ نے لفظ کا لحاظ کر کے کہا کہ طلب جازم اگر دلیل قطعی سے ثابت ہے، تو فرض وحرام ہے اور دلیل ظنی سے ثابت ہو تو واجب ومکروہ تحریمی ہے اور غیر مقلد صاحبان سے گزارش ہے کہ آپ نے نواب صدیق حسن کی کتاب حصول المامول بھی نہیں دیکھی، جس میں وہ لکھتے ہیں کہ واجب اصطلاح میں وہ ہے جس کا کرنے والا قابل تعریف اور تارک قابل ملامت اور اس کی قسموں میں معین و مخیر، مضیق وموسع، واجب عین وکفایہ ہے اور جمہور کے نزدیک اسی کو فرض کہا جاتا ہے اور بعض لوگوں نے یہ تعریف کی کہ فرض وہ ہے جو دلیل قطعی سے ثابت ہو اور واجب وہ جو دلیل ظنی سے۔''
(حصول المامول، ص: ۳۰)

''اس عبارت میں نواب صاحب نے فرض کی وہی تعریف کی ہے جو ہم نے تحریر کی۔ ہاں اس کو خلاف اولیٰ قرار دیا تو کیا خلاف اولیٰ کے معنی غلط اور باطل ہوتے ہیں؟ اگر نہیں تو سوال یہ ہے کہ ہمارا قصور اس کے سوا کیا ہے کہ حنفی ہونے کے ناطے ہم نے فرض کی اسی تعریف کا ترجمہ کر دیا جو حنفیوں کی طرف منسوب ہے اور جس کو غیر مقلدین کے مرجع نواب صاحب بھی تسلیم کرتے ہیں، ہاں دوسری تعریف کو اس سے بہتر قرار دیتے ہیں، پھر وہ بریلویوں کا ایک غلط اصول کیسے ہوگیا؟ وہ تو حنفیوں کا مسلمہ اور غیر مقلدوں کا مصححہ اصول ہوا۔ ہاں آپ چاہیں تو کہہ سکتے ہیں کہ اس کو غلط اصول قرار دینا غیر مقلدین کی جہالت اور علم اصول فقہ سے ناواقفیت ہے۔'' (الشاہد جدید، ص: ۱۳۵ تا ۱۳۸)

ناظرین کرام دیکھ رہے ہیں کہ مذکورہ بالا بریلوی عبارت بریلوی طرز کلام کا شاہ کار جس میں مصنف تصحیح العقائد کی بریلویت شکن و بدعت سوز باتوں کا کوئی جواب تو نہیں دیا جا سکا، البتہ مصنف تصحیح العقائد اور اس کے اساتذہ و مربیوں کے خلاف بریلوی یاوہ گوئی کا مظاہرہ ضرور کیا گیا ہے۔ اگر بریلی بحرالعلوم بڑے اصول پرست اور تقویٰ شعار و دیانت دار و ایمان دار ہیں، تو اپنے اصول سے لازم آنے والی اس بات کا جواب کیوں نہیں دے سکے کہ قطعی الثبوت وقطعی الدلالہ دلائل قطعیہ سے ثابت ہوتا ہے کہ غیر اللہ کو عالم الغیب و حاضر و ناظر کہنا و ماننا حرام و ناجائز اور نہ کہنا و ماننا فرض ہے، پھر کس اصول و ضابطہ سے غیر اللہ کو بریلوی لوگ عالم الغیب و حاضر و ناظر کہنا فرض نہیں مانتے، مگر فرض کے علاوہ واجب یا سنت مؤکدہ یا سنت مستحبہ یا جائز و مباح مانتے ہیں؟ نیز اپنے خانہ ساز جس اصول کو بریلوی بحرالعلوم حنفی اصول کہہ رہے ہیں وہ حنفی مذہب کا اصول ہرگز نہیں کہ غیر اللہ کا عالم الغیب و حاضر و ناظر ہونا جب قطعی الثبوت وقطعی الدلالہ دلائل قطعیہ سے ثابت ہے تو غیر اللہ کو عالم الغیب و حاضر و ناظر بطور فرض نہ مانا اور کہا جائے، مگر بطور غیر فرض یعنی بطور واجب یا سنت مؤکدہ یا سنت مستحبہ و مباح و جائز مانا جائے۔

بریلوی بحرالعلوم فرقہ بریلویہ کے ظہور پذیر ہونے سے پہلے کسی بھی حنفی صاحب علم کا بیان اس معنی و مفہوم کا نہیں دکھلا سکتے، جہاں تک مذکورہ حنفی اصول کا معاملہ ہے، وہ ایام قدیمہ سے متنازع فیہ ہے اور اس کا غیر صحیح اور غلط ہونا ہمارے ذکر کردہ معارضات سے ظاہر ہے، اس پر مکمل تفصیلی و تحقیقی بحث کا یہ موقع نہیں ہے، مگر ہمارا مذکورہ اشارہ ہی اس حنفی اصول کی تغلیط کے لیے کافی ہے۔ ہماری بات کو بریلوی بحرالعلوم کا غیر مقلدین کی جہالت اور علم اصول فقہ سے ناواقفیت کہنا اس وقت صحیح مانا جا سکتا ہے، جب قصر بریلویت پر بدعت شکن سلفی دلائل مذکورہ کی تغلیط اور اپنی تصدیق میں بریلوی بحرالعلوم کوئی کامیاب و معقول تحقیق پیش کر سکیں، مگر یہ معلوم ہے کہ بریلوی بحرالعلوم میں اس کی صلاحیت نہیں ہے۔

بریلوی بحرالعلوم نے حنفی مذہب کے مذکورہ اصول فقہ کا ذکر صاحب ردالمختار کی زبانی نقل کر دینے ہی کو اپنی بریلوی ذہنیت کے سبب تصحیح العقائد کے پیش کردہ معارضات کی تردید سمجھ لیا، چنانچہ موصوف بریلوی بحرالعلوم لکھتے ہیں:

> ''اب ہم بالک صاحب (مصنف تصحیح العقائد) کا دماغ صحیح کرنے کے لیے ردالمختار سے دلائل شرعیہ کی تفصیل نقل کرتے ہیں، تاکہ ان کی سمجھ میں آ جائے کہ آیات مذکورہ بالا نص قطعی ہوتے

ہوئے بھی ان سے ثابت ہونے والے مسائل فرض کیوں نہ ہوئے؟ اس کا بیان اس طرح ہے کہ دلائل شرعیہ کی چار قسم ہے:

① قطعی الثبوت قطعی الدلالہ، قرآن عظیم کی آیات محکمات ومفسرات وحدیث متواتر قطعی الدلالہ۔

② قطعی الثبوت ظنی الدلالہ، جیسے وہ آیات جس کی تاویل میں علماء کا اختلاف ہے۔

③ اس کا الٹا جیسے حدیث آحاد جو قطعی الدلالہ ہو۔

④ دونوں اعتبار سے ظنی ہوں، جیسے حدیث آحاد جو اپنے مفہوم میں قطعی الدلالہ نہ ہوں۔

قسم اول سے فرض وحرام ثابت ہوتا ہے، دوسری تیسری سے واجب ومکروہ تحریمی اور چوتھی سے سنت د مستحب۔ (شامی اول: ٦٧)

''دیکھیے علامہ کس وضاحت سے فرماتے ہیں کہ قطعیت دو قسم کی ہوتی ہے، ثبوت کی اور دلالت کی، اور جب دونوں طرح کی قطعیت ہو تو فرض ثابت ہوتا ہے، آپ کی ذکر کردہ آیتیں قطعی الثبوت ضرور ہیں، قطعی الدلالہ ہرگز نہیں۔'' الخ (الشاہد جدید، ص: ۱۳۸، ۱۳۹)

ہم کہتے ہیں کہ بریلوی بحرالعلوم نے اپنے اصول مزعومہ کی وضاحت کے لیے جو الفاظ استعمال کیے تھے، ان کی تغلیط کے لیے تصحیح العقائد میں بریلوی اصول مزعومہ کے خلاف معارضات پیش کیے گئے تھے اور یہ معارضات مذکورہ بالا اس بریلوی عبارت آرائی کے ابطال کے لیے بھی کافی ہیں، جس میں ردالمحتار کی عبارت مذکورہ تصحیح العقائد کی تردید میں نقل کی گئی ہے۔ تصحیح العقائد میں پیش کردہ آیات جس طرح قطعی الثبوت ہیں، اسی طرح قطعی الدلالہ بھی ہیں، ان کو قطعی الثبوت بریلوی بحرالعلوم کا تسلیم کرنا، مگر قطعی الدلالہ تسلیم نہ کرنا بریلوی دھاندلی بازی ہے، بریلوی بحرالعلوم ذرا قطعی الدلالہ کی تعریف نقل کر کے ان آیات کا قطعی الدلالہ نہ ہونا ثابت کر کے تو دیکھائیں، شدید سردی کے موسم میں ان کے دانتوں سے پسینہ نہ آنے لگے تو ہماری بات بات نہیں۔

پھر بریلوی بحرالعلوم بتلائیں کہ یہ قطعی الثبوت آیات اگر قطعی الدلالہ نہیں ہیں تو کیا ظنی الدلالہ ہیں؟ اور ظنی الدلالہ آیات بریلوی مذہب میں مفید وجوب ہوتی ہیں تو بریلوی بحرالعلوم انہیں ظنی الدلالہ ماننے کی صورت میں مفید وجوب بھی تو نہیں مانتے ہیں، لہٰذا یہ صورت حال بھی موصوف بحرالعلوم کی تکذیب کنندہ ہے۔

بریلوی بحرالعلوم میں اگر کچھ بھی غیرت بریلویت باقی ہے تو اپنے سے پہلے کسی قابل ذکر صاحب علم سے ان آیات کا غیر قطعی الدلالہ ہونا ثابت کریں۔ ع

بس اک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا

بریلوی بحرالعلوم نے جو کہا ہے کہ ''موخر الذکر دو آیتوں میں تو باتفاق علماء امر وجوب کے لیے ہے ہی نہیں، تخییر و اباحت کے لیے ہے، اس لیے وہی ثابت ہوگا، آپ نے قطعی کو قطعی الثبوت میں منحصر سمجھا، اس لیے اعتراض فرما دیا۔'' (الشاہد جدید:۱۳۹)

تو بریلوی بحرالعلوم کے اس دعویٰ مکذوب کی تکذیب کے لیے صرف حافظ ابن کثیر کی یہ صراحت کافی ہوگی:

"اشتملت هذه الآيات الكريمات المبينة على محل من الأحكام المحكمة، والأمر المبرمة، فقوله تعالىٰ: ﴿وَأَنْكِحُوا الْأَيَامٰى مِنْكُمْ﴾ إلىٰ آخره، هذا أمر بالتزويج، وقد ذهب طائفة من العلماء إلى وجوبه على كل من قدر عليه الخ." [1]

یعنی سورۃ النور والی یہ واضح المعانی آیات کریمات ﴿وَأَنْكِحُوا الْأَيَامٰى مِنْكُمْ﴾ بہت سارے احکام محکمہ اور احکام قطعیہ پر مشتمل ہیں، ان آیات میں شادی کا حکم دیا گیا ہے، اسی بنا پر علماء کرام کا اچھا خاصا گروہ و طبقہ نکاح پر قدر رکھنے والے کے اوپر شادی کرنے کو فرض قرار دیتا ہے۔

اگر بریلوی بحرالعلوم کی یہ بات صحیح ہے کہ نماز جمعہ کے بعد بصیغہ امر انتشار فی الارض کا حکم الٰہی بالاجماع اباحت کے لیے ہے تو یہ صورت حال بریلوی اصول کے باطل ہونے پر واضح دلیل ہے، کیونکہ جس اصول سے لازم آنے والی بات بالاجماع لازم نہ آئے اس اصول کا بالاجماع باطل ہونا لازم آتا ہے۔

بریلوی بحرالعلوم نے اپنی عادت اتہام بازی کے مطابق مصنف تصحیح العقائد پر یہ اتہام لگا دیا کہ ''آپ نے قطعی کو قطعی الثبوت میں منحصر سمجھا اس لیے اعتراض فرما دیا...الخ'' تو ہم کیا کہیں؟ افترا پردازی کی عادت ہی بریلوی لوگوں میں رائی ہے، کیونکہ وہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ کی زبانی کذاب قرار پا چکے ہیں اور ام المؤمنین کی یہ بات اجماعی بھی ہے اور نصوص سے ماخوذ بھی۔

بریلوی بحرالعلوم کو اپنی مندرجہ ذیل بات اپنے لیے کہنی ضروری تھی:

''رئیس صاحب آدمی کو ہمیشہ اپنے جامے کے اندر رہنا چاہیے، حد سے باہر قدم رکھنے کا نتیجہ ہمیشہ خراب ہوتا ہے، اپنی جرأت رندانہ کا نتیجہ آپ نے دیکھا، آپ کے ساتھ اساتذہ کی مٹی بھی پلید ہوئی۔ مزید برآں یہ داغ آپ کے چہرہ کو الگ سیاہ بنائے ہوئے ہے کہ اصل مسئلہ پر

---

[1] ملاحظہ ہو: تفسیر ابن کثیر: پارہ ۱۸، سورۃ النور، آیت: ۳۲، جلد: ٥، ص: ٩٤ و عام کتب تفسیر.

حیرت ناک خاموشی و بے نمکی اور فاضل مسائل پر یہ شورا شوری ۔

باخرا بات نشیناں زکرامات ملاف ہر سخن جائے و ہر نکتہ مکانے دارد"

(الشاہد جدید ایڈیشن، ص:۱۳۹)

قرآن کی مختلف وجہیں اوران سے استدلال:

اس عنوان کے تحت بریلوی بحرالعلوم نے دو صفحے سیاہ کیے ہیں، جس کا حاصل یہ ہے کہ قرآن مجید کثیر المعانی ہے اوراس کے تمام معانی سے استدلال جائز ہے، جب تک کہ کسی معنی کے معارض نص نہ ہو۔

(الشاہد جدید، ص:۲۱ تا ۲۳)

پھر رفع شک کے زیر عنوان موصوف نے لکھا ہے:

"یہیں سے فاضل رحمانی کی تمام مذبوحی حرکتوں کا رد ہوگیا، جوانہوں نے حاضر و ناظر کی بحث میں کی ہے کہ ہر دلیل کے مقابلہ میں کوئی احتمال نکال کر لکھ دیا کہ اس آیت یا حدیث میں صرف وہی معنی نہیں جو بریلویوں نے تحریر کیا ہے، اس لیے یہ دلیل ہم کو مضر نہیں، مثلاً وہ شاہداً کے معنی کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اگر شاہد کے معنی حاضر و ناظر ہوں تو بھی ہم کو مضر نہیں، کیونکہ اس کے اور معانی بھی آتے ہیں، اس لیے حاضر و ناظر کے احتمال کے ساتھ دیگر معانی کا بھی احتمال ہے اور "إذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال" لیکن جب یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ اگر چند احتمالات قرآن مجید کی کسی آیت میں ہوں تو ہر ایک سے استدلال کیا جا سکتا ہے، بشرطیکہ ان میں تعارض نہ ہو، تو صرف دیگر احتمال کی وجہ سے اس کا انکار کیوں کر ممکن ہے؟ زیادہ سے زیادہ یہ احتمال ظنی ہوگا۔" الخ (الشاہد جدید، ص:۲۳، ۲۴)

ہم کہتے ہیں کہ بریلوی بحرالعلوم کے اصول مذکور ہی کے مطابق فاضل رحمانی مولانا جھنڈا نگری نے نصوص شرعیہ پیش کر کے بریلویوں کو پہلے یہ بتلا دیا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے فرامین صریحہ و اجماع امت کے مطابق کسی غیر اللہ کا عالم الغیب و حاضر و ناظر ہونا شرعاً ناممکن ہے، اس لیے تم بریلوی لوگ اپنے اختراعی موقف ونظریہ پر اپنی جو مزعومہ دلیلیں پیش کرتے ہو اور وہ مزعومہ دلیلیں کوئی آیت قرآنی یا حدیث ہوا کرتی ہیں، جس کے کئی احتمالی معانی میں سے ایک احتمالی معنی کو تم اپنے موقف مذکور پر دلیل بناتے ہو، حالانکہ تمہارے دلیل بنائے ہوئے احتمالی معنی کے معارض نصوص شرعیہ صریحہ بکثرت موجود ہیں، جن کے ہوتے ہوئے تمہارے دلیل بنائے ہوئے احتمالی معنی کو دلیل بنانا صحیح نہیں بلکہ باطل اور فاسد ہے۔

مولانا جھنڈا نگری کی اتنی واضح بات کو بریلوی بحرالعلوم کا ایک جرم اور مذبوحی حرکت قرار دینا کتنا بھیانک کام ہے، جب بریلوی بحرالعلوم نے یہ تصریح کر رکھی ہے کہ قرآن و حدیث کے اس احتمالی معنی کو دلیل نہیں بنایا جا سکتا، جس کے معارض کوئی دلیل شرعی موجود ہو تو بریلوی بحرالعلوم کے پیدا کردہ احتمالی معنی کو دلیل قرار دینے کی گنجائش شرعاً کہاں رہ جاتی ہے؟ جن احتمالات کو بریلوی بحرالعلوم نے دلیل قرار دے لیا ہے، وہ سارے احتمالات نصوص شرعیہ کے قطعاً معارض ہونے کے سبب یقیناً مردود و ناقابل التفات ہیں، مگر بریلوی بحرالعلوم نے اپنے تحریر کردہ اصول کے بالکل خلاف انھی احتمالات مردودہ و باطلہ کو اپنے موقف پر دلیل بنانے کی طرف اپنی تمام تر توجہ مبذول کر رکھی ہے؟ کیا یہ فعل کسی ایسے ذمہ دار آدمی کا ہو سکتا ہے جس کے دل میں ذرہ برابر اختراع اکاذیب کی جواب دہی کا خوف ہو کہ اللہ کے سامنے ایک دن کھڑے ہو کر حساب دینا ہے۔

لفظ ''الشاھد والشھید'' سے بریلوی استدلال اور اس کی تکذیب:

ناظرین کرام اوپر دیکھ آئے ہیں کہ تلبیسات پر مشتمل عبارت آرائی میں بریلوی بحرالعلوم نے کہہ رکھا ہے کہ فاضل رحمانی لفظ شاہد کے معنی کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ''اگر شاہد کے معنی حاضر و ناظر ہوں تو بھی ہم کو مضر نہیں، کیونکہ اس کے اور بھی معانی آتے ہیں، اس لیے حاضر و ناظر کے احتمال کے ساتھ دیگر معانی کا بھی احتمال ہے الخ۔''

حالانکہ ہم عرض کر چکے ہیں کہ فاضل رحمانی نے بریلوی افترا پردازیوں اور دروغ بافیوں کا صرف اتنا ہی جواب نہیں دیا ہے، جتنا بریلوی بحرالعلوم تلبیسات پر مشتمل اپنی مذکورہ بالا عبارت آرائی میں ظاہر کیے ہوئے ہیں، افسوس کہ بریلوی بحرالعلوم اور ان کی پارٹی والے ناجائز طور پر اپنے آپ کو اہل سنت و جماعت سے موسوم کیے ہوئے ہیں، کیونکہ حقیقتاً یہ لوگ دربار ام المؤمنین سے کذاب و مفتری و اتہام باز قرار پائے ہوئے ہیں، اس لیے سوچتے ہیں کہ کوئی ایک بات بھی ان کی زبان و قلم سے سچی نہ نکلنے پائے ورنہ کہیں ''قد یصدق الکذوب'' والا فرمان نبوی ان بریلوی بحرالعلوم اور بریلوی فرقہ والوں پر نہ منطبق ہو جائے۔ یہ گزر چکا ہے کہ جس حنفی مذہب کی طرف بریلوی لوگ اپنے آپ کو منسوب کرتے ہیں، اس نے شہید و شاہد بمعنی عالم الغیب کا لفظ آپ کے حق میں استعمال کرنے کو کفر و شرک قرار دیا ہے۔

بات دراصل یہ ہے کہ الشاہد والشہید جیسے الفاظ سے بریلوی استدلال کا حاصل یہ ہے کہ متعدد آیات میں آپ کو تمام نبیوں و رسولوں اور ان کی امتوں پر شاہد و شہید بتلایا گیا ہے اور شاہد و شہید کے لازمی معنی یہ ہوئے کہ آپ تمام نبیوں و رسولوں اور ان کی امتوں کے گزشتہ و موجودہ و آئندہ حالات بچشم خود ملاحظہ فرمانے والے ہیں۔ (خیر الأنبیاء، ص: ٦، ٧)

اس بریلوی دروغ گوئی و دروغ بافی کی تکذیب میں فاضل رحمانی کی تحریر کردہ بات کا حاصل یہ ہے:

''اس بریلوی تحریر سے لازم آتا ہے کہ آپ گزشتہ امتوں، نبیوں اور رسولوں کے تمام حالات و کوائف کا بچشم خود مشاہدہ ہر نبی و رسول اور اس کی امت کے زمانہ میں کیے ہوئے ہیں اور اپنی زندگی میں نیز وفات کے بعد بھی یہی معاملہ ہے، حالانکہ آپ گزشتہ نبیوں، رسولوں اور ان کی امتوں کے زمانہ میں موجود ہی نہیں تھے، پھر ان کے احوال و کوائف کا مشاہدہ آپ ﷺ کیسے کر سکتے تھے؟ خصوصاً متعدد قرآنی آیات میں بالصراحت کہا گیا ہے کہ آپ ﷺ ان رسولوں، نبیوں اور امتوں کے زمانہ میں نہ تھے، نہ ان کے حالات و کوائف کا مشاہدہ آپ نے کیا نہ ان سے آپ واقف و باخبر ہی ہیں۔ پھر آپ کی زندگی میں بھی ان کے احوال و کوائف کے مشاہدہ و علم غیب کی نفی بھی آیات قرآنیہ میں کی گئی ہے اور وفات کے بعد بھی اگر آپ کے شاہد و شہید ہونے کا وہی معنی ہے، جو بریلوی لوگ بیان کرتے ہیں تو ہمارے نبی و رسول کی امت کے ہر فرد کو شاہد و شہید قرآن کی متعدد آیات میں کہا گیا ہے، اس لیے اس بریلوی اصول سے امت کے ہر فرد کا عالم الغیب و حاضر و ناظر ہونا لازم آیا حتی کہ ہر آدمی جب کلمۂ توحید کی شہادت "أشهد أن لا إله إلا الله وأشهد أن محمدا رسول الله" پڑھ کر دیتا ہے تو اس بریلوی اصول سے لازم آتا ہے کہ وہ اللہ اور رسول کو دیکھتا ہے، حالانکہ یہ ساری باتیں قطعاً باطل ہیں، لہٰذا یہ بریلوی دعویٰ بھی مکذوب و باطل ہے۔'' (تردید حاضر و ناظر: ۲۸ تا ۳۵ و ۱۲۷ تا ۱۴۰ کا ماحصل)

خطیب الاسلام مولانا جھنڈانگری کی اس بدعت شکن تحریر سے زعیم بریلویت مخبوط المعنی لغو طرازی اور دیوانوں کی سی باتیں کرنے لگے ہیں، حتی کہ عالم اضطراب میں مولوی عتیق الرحمٰن لکھ گئے کہ ہر شخص کلمہ شہادت پڑھتے وقت اللہ اور رسول کا مشاہدہ بالبصر و بالبصارۃ دونوں سے کرتا ہے، اگرچہ دیکھتا نہیں ہے۔ ظاہر ہے کہ ایسی بات ذہنی توازن و ہوش و گوش رکھنے والا کوئی آدمی نہیں کر سکتا، بریلویت پر مولانا جھنڈانگری

کے اس مواخذہ کا جواب فرقہ بریلویت کی استطاعت سے بالکل باہر تھا نہ اس کا کوئی جواب دے سکا، مولوی عتیق الرحمٰن کی طرف سے الشاہد قدیم لکھنے والے بریلوی بحرالعلوم بھی اس سلفی مواخذہ پر خاموش وساکت ہی رہے، جس پر مصنف تصحیح العقائد نے گرفت بھی کی اور بیس سال سے زیادہ مدت میں بریلوی بحرالعلوم نے اس کا جو جواب تیار کیا اس میں موصوف بریلوی بحرالعلوم نے کہا کہ چونکہ آپ ﷺ ابتدائے آفرینش سے قیامت تک کے جملہ احوال وکوائف بشمول ہر نبی وہر نبی کی امت کے جمیع حالات واعمال کا علم اپنی زندگی میں مشاہدہ کے ذریعہ رکھتے تھے اور بعد وفات بھی یہی حال ہے اس لیے علمبردار بریلوی مولوی عتیق الرحمٰن سمیت تمام بریلوی کہتے ہیں کہ گزشتہ نبیوں، رسولوں اور ان کی امتوں کے احوال وکوائف کا آپ بچشم خود مشاہدہ کرنے والے ہیں۔ پوری کتاب الشاہد میں اسی طرح کی بات کہی گئی ہے۔

مصنف الشاہد اور ان کے بدعت پرست فرقہ کے ان اکاذیب کی حقیقت اگرچہ ہماری سابقہ تحریر سے واضح ہوچکی ہے، پھر بھی ہم ان اکاذیب بریلویہ کا خصوصی رد مزید تحقیقات کے ساتھ آگے چل کر اسی کتاب میں پیش کریں گے کیونکہ آگے چل کر مصنف الشاہد نے اس سلسلے میں زیادہ یاوہ گوئی کر رکھی ہے۔

قرآنی آیت ﴿عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ﴾ کے متعلق بریلوی بحرالعلوم کی افترا پردازی:

بریلوی بحرالعلوم نے الشاہد والشہید سے متعلق اس جگہ مختصر سی بات مگر آگے چل کر اس پر زیادہ تفصیلی بات کر رکھی ہے، اس جگہ اس مختصر سی بات کے معاً بعد بریلوی بحرالعلوم نے اللہ ورسول اور اپنے ولی نعمت مولوی عتیق الرحمٰن پر بھی افترا پردازی کر ڈالی، چنانچہ موصوف بریلوی بحرالعلوم کی طویل عبارت کا حاصل یہ ہے:

> ''مولوی عتیق الرحمٰن نے ﴿عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ﴾ [العلق: ٥] والی آیت سے استدلال کر کے آپ ﷺ کو عالم الغیب وحاضر وناظر ثابت کیا ہے، وجہ استدلال یہ ہے کہ انسان سے مراد یہاں ذات نبوی ہے اور تعلیم سے مراد جمیع علوم حاضرہ وغائبانہ کی تعلیم ہے۔'' الخ

(الشاہد قدیم، ص: ۱۷، ۱۸)

حالانکہ معاملہ یہ ہے کہ علم بردار بریلویت مولوی عتیق الرحمٰن نے بہت سارے اکاذیب بریلویہ و ایجادات احنافیہ کو اپنے عقائد مخترعہ پر دلیل شرعی قرار دے لینے کے باوصف آیت مذکورہ کا ذکر اپنے ذکر کردہ مزعومہ دلائل کی فہرست میں شامل نہیں کیا تھا، مگر آیت مذکورہ سے موقف بریلویت پر استدلال کا انتساب

اپنے ولی نعمت مولوی عتیق الرحمٰن کی طرف مصنف الشاہد نے اپنی عادت کذب بیانی کے مطابق کر ڈالا۔ مصنف الشاہد کی اس کذب بیانی پر ہم نے اپنی کتاب تصحیح العقائد بابطال شواہد الشاہد (ص: ۱۰۵، ۱۰۶) میں بھرپور نکیر اور تنبیہ بھی کی تھی اور بتلایا تھا کہ علمبردار بریلویت مولوی عتیق الرحمٰن نے اپنے اختراعی دلائل میں آیت مذکورہ کا نہیں بلکہ سورۃ الرحمٰن (۲ و ۳) والی دو آیات ﴿خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۝ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ﴾ کا ذکر کیا تھا، جس کی بخوبی تردید فاضل رحمانی نے تردید حاضر و ناظر (۷۸، ۷۹) میں کر دی تھی، جس سے مخبوط الحواس ہو کر بریلوی بحر العلوم نے کذب بیانی سے کام لے کر دوسری خود ساختہ افترا پردازی شروع کر دی۔

(تصحیح العقائد، ص: ۱۰۵، ۱۰۶)

مگر عادت کذب بیانی بریلوی زعماء پر اس قدر حاوی ہوگئی ہے کہ انہیں اس کی قباحت و شناعت کا ذرہ برابر احساس نہیں رہ گیا، چنانچہ الشاہد قدیم و جدید میں بھی بریلوی بحر العلوم نے اپنی اس افترا پردازی کو دہرایا اور اپنے علمبردار بریلویت و فاضل رحمانی دونوں ہی پر افترا کرتے ہوئے موصوف بریلوی بحر العلوم نے اپنے الشاہد قدیم کی تلخیص کرتے ہوئے یہ حاشیہ آرائی کی:

> ''فاضل رحمانی نے آیت ﴿عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ﴾ کی کئی تفسیریں لکھی ہیں، کسی میں حضور ﷺ مراد ہیں اور بیان سے مراد ما کان و ما یکون ہے، تو کسی میں انسان سے مراد حضرت آدم اور بیان سے مراد اسماء کل شیء اور کسی میں انسان سے مراد جنس انسان اور بیان سے مراد منطق فصیح لیکن پہلی تفسیر کو کمزور ثابت کرنے کے لیے عجب عجب حرکتیں کی ہیں، کہتے ہیں کہ چونکہ پہلی تفسیر کو مفسروں نے لفظ قیل سے بیان کیا ہے، لہٰذا ضعیف، تمام احتمالات کے اخیر میں لکھا ہے، لہٰذا ضعیف اس کو بطریق احتمال بیان کیا ہے، مستند مفسروں نے اس کو بیان نہیں کیا، لہٰذا ضعیف اور یہ تمام مذبوحی حرکتیں اس لیے کی گئیں: پہلی تفسیر مولوی عتیق الرحمٰن نے بیان کی، لیکن خود ہی بری طرح بے ایمانی کے جال میں پھنس گئے، کیونکہ جس تفسیر کو آپ نے صحیح کہہ کر پیش کیا اسے خازن نے قیل کہہ کر بیان کیا، اس لیے وہ بھی مرجوح ہے۔'' (الشاہد جدید، ص: ۲۴ تا ۲۶)

بریلوی بحر العلوم کی اس عبارت کے خط کشیدہ الفاظ سے صاف ظاہر ہے کہ بریلوی بحر العلوم نے آیت مذکورہ کو بطور حجت پیش کرنے کا الزام اپنے علمبردار بریلویت و ولی نعمت مولوی عتیق الرحمٰن پر لگایا ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ مولوی عتیق الرحمٰن کے اس استدلال کی تردید مولانا جھنڈانگری نے کی ہے، حالانکہ یہ دونوں

باتیں بریلوی بحر العلوم نے جھوٹ ہی لکھی ہے۔ پھر دربار ام المؤمنین عائشہ صدیقہ سے بہت بڑے افترا پرداز وکذب قرار پانے والے فرقہ بریلویہ کے بحر العلوم نے (جس کی تائید نصوص شرعیہ و اجماع امت سے بھی ہوتی ہے) منصوبہ بند بریلوی سازش کے مطابق کچھ نئی اختراعات کر ڈالیں۔

الشاہد جدید میں آگے چل کر اپنے علمبردار بریلویت کی طرف افتراءً منسوب کردہ اس استدلال کا ذکر کرتے ہوئے بریلوی بحر العلوم لکھتے ہیں:

''آیت مذکورہ کی تفسیر میں مختلف مفسرین نے اپنے ذوق کے مطابق تین قول تحریر کیے ہیں:

① انسان سے مراد مطلق انسان۔ ② آدم علیہ السلام۔ ③ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور علم سے مراد۔

① گویائی۔ ② بیان اسمائے اشیاء۔ ③ بیان ما کان وما یکون۔

مولوی عتیق الرحمٰن نے تیسری تفسیر کی بنیاد پر آیت کو اثبات مدعا کے لیے نقل کیا تھا، مولوی عبدالرؤف (خطیب الاسلام مولانا جھنڈانگری) نے جواب میں بقیہ دو تفسیریں بھی نقل کیں اور اپنی عادت کے موافق کہا کہ استدلال ختم ہوگیا، مزید یہ کہ مولوی عتیق الرحمٰن نے جو تفسیر نقل کی وہ مرجوح ہے، ہم نے الشاہد میں دونوں ہی باتوں کا تفصیلی جواب دیا، جس کو اصل کتاب میں دیکھا جائے۔ مولوی رئیس اپنی کتاب میں ان مسائل کے بارے میں کوئی لب کشائی نہ کر سکے، البتہ ایک فریب نظر میں مبتلا ہو گئے، چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ الشاہد (ص: ۱۷) پر لکھا ہے کہ مولوی عتیق الرحمٰن نے آیت مذکورہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پر استدلال کیا ہے، حالانکہ مولوی عتیق الرحمٰن نے اپنی پوری کتاب میں ایسا نہیں کہا ہے۔ (تصحیح العقائد: ۱۰۵، ۱۰۶)

''اس طرح ہم نے گویا بہت بڑا فریب دیا اور کذب بیانی سے کام لیا، لیکن حقیقت میں ہمارا کچھ قصور نہیں، جو کچھ ہے خود رئیس کا فریب نظر ہے، ہماری کتاب الشاہد کا (ص: ۱۷) کھلا ہوا ہے، پورے صفحہ میں کوئی بھی مولانا عتیق الرحمٰن کا نام دکھلا دے تو اسے منہ مانگا انعام دیں گے۔'' (الشاہد جدید، ص: ۲۷۱، ۲۷۲)

بریلوی بحر العلوم کی اس نئی اختراعی عبارت کے خط کشیدہ الفاظ میں بھی آیت مذکورہ سے استدلال کا انتساب مولوی عتیق الرحمٰن کی طرف اور اس کی تکذیب کا انتساب فاضل رحمانی کی طرف کیا گیا ہے، پھر اسی سانس میں دوسرا جھوٹ بریلوی بحر العلوم نے یہ لکھ دیا کہ ہم نے الشاہد قدیم میں اس آیت سے استدلال کا انتساب مولوی عتیق الرحمٰن کی طرف نہیں کیا تھا، اگر اس کے محولہ (ص: ۱۷) پر یہ بات کوئی دکھلا دے تو اسے منہ بولا انعام دے دیا جائے گا۔ اب جب کہ الشاہد قدیم کے محولہ صفحہ میں اور الشاہد جدید کی عبارتوں میں بھی

بریلوی بحرالعلوم کا انتساب مذکور دکھلا دیا گیا تو بریلوی بحرالعلوم سے ہم صرف یہ انعام مانگتے ہیں کہ وہ اپنی عادت افترا پردازی و دروغ بافی چھوڑ کر صدق مقالی کا التزام کریں اور اکاذیب کے بل پر ایجاد کردہ خانہ ساز عقیدہ ونظریہ وموقف سے خلوص نیت کے ساتھ تائب ہو کر موقف حق اختیار کریں۔ اپنی اس افترا پردازی میں عام اہل اسلام پر بھی بریلوی بحرالعلوم نے مزید افترا پردازی کر رکھی ہے، جو اہل نظر پر مخفی نہیں، افسوس یہ ہے کہ اپنے سامری والے ہتھکنڈے کے ذریعہ بریلوی قوم پر بریلوی زعماء نے ایسا ساحرانہ اثر ڈال رکھا ہے کہ اسے سامری چال بازی کی قباحت وشناعت کا ذرہ برابر بھی احساس نہیں۔

پارہ (۲۷) سورۂ رحمٰن والی آیت سے علمبردار بریلویت مولوی عتیق الرحمٰن کے استدلال کا ابطال فاضل رحمانی کر چکے تھے، مگر خانہ ساز اکاذیب کے ذریعہ بریلوی بحرالعلوم نے جو جدید طرز بیان اختیار کیا ہے، وہ ناظرین کرام کے سامنے ہے۔

فاضل رحمانی مولانا جھنڈانگری اور مصنف تصحیح العقائد اس بحث سے پہلے ہی نصوص قطعیہ کے ذریعہ غیر اللہ کا عالم الغیب ہونا شرعاً ناممکن ومحال ثابت کر چکے ہیں، پھر اس سلسلے میں جس احتمالی بات کو احتمالی بات ہونے کا اعتراف کرتے ہوئے بریلوی مولوی عتیق الرحمٰن اور بریلوی بحرالعلوم نے اپنے خود ساختہ نظریہ پر دلیل شرعی کہہ کر حجت بنا لیا ہے، اس کا نصوص قطعیہ کے معارض ہونا ثابت ہوگیا اور بریلوی فرقہ کے زعماء بشمول بریلوی بحرالعلوم معترف ہیں کہ دلائل قطعیہ سے معارض ہونے کی صورت میں احتمالات کو حجت نہیں بنایا جا سکتا۔ اس سے خود بریلوی اصول کے مطابق اس بریلوی استدلال کا بطلان ظاہر ہوگیا، پھر بھی بریلوی بحرالعلوم نے جس قسم کی لغو طرازی کر رکھی ہے، وہ ناظرین کرام کی نظروں کے سامنے ہے، دریں صورت بریلوی بحرالعلوم پر انھی کا ذکر کردہ یہ شعر منطبق ہو رہا ہے ؎

جنوں کی کوئی منزل ہی نہیں ہے — یہاں ہر گام گام اولیں ہے

(الشاہد جدید، ص: ۲۷۲)

جب نصوص قطعیہ سے غیر اللہ کا عالم الغیب وحاضر وناظر ہونا ممنوع قرار پایا تو احتمالات کو دلیل بنا کر شرعاً ممنوع قرار پائی ہوئی چیز کو مباح وجائز ہی نہیں بلکہ افضل قرار دینا کسی بھی دیانت دار انسان کا کام نہیں ہو سکتا۔

یک نہ شد دو شد:

اپنے علمبردار بریلویت مولوی عتیق الرحمٰن اور مولانا جھنڈانگری کی طرف اپنی خانہ ساز باتیں منسوب کر

کے بریلوی بحرالعلوم کا جی نہیں بھرا تو اس نے بہت ساری دوسری کذب بیانیاں بھی کیں۔ موصوف بریلوی بحرالعلوم کی تکذیب کے لیے ہم نے اس قدر لکھ دینا کافی سمجھا تھا:

''بریلوی بحرالعلوم کی ان کذب بیانیوں سے بھی مقصودِ بریلویت پورا نہیں ہوسکتا، کیونکہ آیت سورۂ علق میں انسان کو بذریعہ قلم تعلیم دینے کی تصریح ہے اور ہمارے نبی امی تھے، قلم سے آپ کو تعلیم نہیں دی گئی، البتہ اس آیت کے ذریعہ استدلال کر کے بریلویوں نے رسول کو انسان تسلیم کر کے اپنے اس خیال کی خود ہی تردید کر لی کہ رسول بشر نہیں، کیونکہ انسان اور بشر دو مترادف الفاظ ہیں۔ رہا یہ معاملہ کہ بعض مفسرین نے یہاں پر علم سے مراد ما کان و ما یکون کا علم لیا ہے، جو اس مشہور حدیث کی طرف اشارہ ہے کہ ایک دن آپ ﷺ نے منبر پر چڑھ کر ما کان و ما یکون کے متعلق بتلا دیا، جس کا جواب فاضل رحمانی و دیگر علمائے محققین دے چکے ہیں اور ہماری گزشتہ تحقیقات سے بریلوی توہم کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ اس لیے بریلویوں کو افسوس کرنا چاہیے کہ ؎

خدایا کس قدر اہل نظر نے خاک چھانی ہے
کہ ہیں صدر خنہ چوں غربال دیواریں گلستاں کی

(تصحیح العقائد، ص: ۱۰۶، ۱۰۷)

بریلوی بحرالعلوم ہماری مذکورہ بالا تحریر میں سے خط کشیدہ تحریر یعنی ''البتہ اس آیت کے ذریعہ استدلال کر کے الخ'' کے جواب سے بالکل ساکت و خاموش اور مبہوت و مخبوط رہے مگر اس سے پہلے والی عبارت کے جواب میں موصوف نے پھر ایک احتمالی بات کو بطور حجت پیش کر دیا، جس کا احتمال ہونا خود بریلوی بحرالعلوم کو بار بار تسلیم کرنا پڑا ہے، حالانکہ اس قسم کے احتمالات دلائل قطعیہ کے معارض ہونے کے سبب بریلوی اصول سے بھی مردود ہیں، بریلوی بحرالعلوم نے اس احتمالی بات کو روح المعانی کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔

(الشاہد جدید، ص: ۲۷۳)

حالانکہ جو احتمالی بات بھی نصوص قطعیہ کے معارض ہو وہ بریلوی اصول ہی سے مردود و باطل ہے، تو اپنی مردود و باطل قرار دی ہوئی احتمالی بات کو شرعی دلیل قرار دے لینا اور اس کا نام ظنی دلیل رکھ لینا سوائے ان لوگوں کے کس کا کام ہوسکتا ہے، جو دربار ام المؤمنین عائشہ صدیقہ سے بہت بڑے افترا پرداز و کذاب قرار دیے گئے ہوں؟

ہم نے واضح طور سے کہہ دیا تھا کہ پارہ (۲۷) سورۂ رحمان والی آیت سے علمبردار بریلویت مولوی عتیق الرحمٰن کے استدلال کی تکذیب و تردید مولانا جھنڈانگری نے کردی ہے اور ان کی طرف داری میں الشاہد لکھنے والے بریلوی بحرالعلوم نے دونوں کی طرف جو اپنی ایجاد کردہ مکذوبہ بات منسوب کر کے کہہ دیا ہے کہ دونوں اس سلسلے میں سورۂ علق والی آیت ﴿عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ﴾ پر بحث کیے ہوئے ہیں، وہ غلط اور مکذوب ہونے کے ساتھ بریلوی موقف پر اس لیے دلیل نہیں بن سکتی کہ اس میں جس انسان کو تعلیم دینے کا ذکر ہے اسے بذریعہ قلم تعلیم دینے کا ذکر ہے، پھر اسے ہمارے رسول ﷺ پر منطبق کر کے بریلویوں کے خانہ ساز موقف مذکور پر کس طرح دلیل قرار دیا جاسکتا ہے؟

اس سلسلے میں افترا پردازی میں مزید در مزید ترقی کرتے ہوئے بریلوی بحرالعلوم نے کہا ہے:

''کس درجہ حیرت ناک بات ہے کہ ﴿الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ﴾ علیحدہ آیت ہے اور ﴿عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ﴾ الگ آیت ہے، پہلی آیت میں قلم کے ذریعہ پڑھانے کا ذکر ہے اور دوسری میں بغیر قلم کے تعلیم کا ذکر ہے، مگر رئیس صاحب کے علم و اجتہاد کا یہ زور ہے کہ پہلے جملہ کے متعلق کو دوسرے جملہ کے ساتھ متعلق کرلیا، اس نحوی مہارت پر فراء و سیبویہ کی روح بھی پھڑک اٹھی ہوگی۔ یہ ہے آپ کا مبلغ علم۔'' الخ (الشاہد جدید، ص: ۲۷۳، ۲۷۴)

ہم کہتے ہیں کہ بریلوی بحرالعلوم کو اپنے بریلوی مقاصد کے تحت یہ بات حیرت انگیز محسوس ہو تو بعید نہیں، ورنہ عام مفسرین نے اسی بات کا ذکر کیا ہے جس کا ہم نے کیا ہے، بہت مشہور مفسر امام فخر الدین رازی نے فرمایا ہے:

"ويحتمل أن يكون المراد من اللفظين واحداً، ويكون المعنى علم الإنسان بالقلم ما لم يعلمه، فيكون قوله: علم الإنسان ما لم يعلمه بيانا لقوله: علم بالقلم."

(تفسير كبير للرازي: ٨/ ٤٣٧)

امام رازی کی بات کا حاصل یہ ہے کہ یہ احتمال ہے کہ دونوں آیتوں میں وارد شدہ دونوں الفاظ کی مراد ایک ہی ہو، جس کا لازمی مطلب ہے کہ ان آیتوں میں جس انسان کو اللہ نے تعلیم دینے کا ذکر کیا ہے، اسے بذریعہ قلم تعلیم دینے کا ذکر کیا ہے۔ اسی معنی و مفہوم کی بات امام قرطبی اور عام مفسرین نے لکھی ہے۔ اور بریلوی بحرالعلوم قرآنی الفاظ کے تمام احتمالی معانی کو حجت بنانا صحیح مانتے ہیں، انھی کے اصول کے مطابق مصنف تصحیح العقائد نے اپنے اختیار کردہ قول کو اس لیے لکھا کہ دوسرے احتمال کو بریلوی فرقہ اپنے خانہ ساز اختراعی موقف کی دلیل ظلماً و جوراً بنائے ہوئے ہے، جب کہ اس کی تکذیب عام نصوص قطعیہ و نصوص شرعیہ

سے ہورہی ہے، ظاہر ہے جس احتمالی معنی کو فرقہ بریلویہ کے بحرالعلوم نے اپنے خود ساختہ اکاذیب کے ساتھ بطور حجت پیش کیا ہے، اس کے معارض بہت سارے نصوص قطعیہ موجود ہیں، تو اس طرح کے احتمال کو فرقہ بریلویہ کے بحرالعلوم کا حجت بنالینا کیونکر درست ہوا؟

یہ بہت واضح بات ہے کہ بذریعہ قلم ما فی الضمیر کی ادائیگی کا علم ہمارے نبی کو نہیں دیا گیا تھا، اور یہ بات بذات خود اس بریلوی دعوی کی تکذیب کرتی ہے کہ آپ جمیع علوم سے واقف تھے۔

تمام انبیاء کرام پر بریلوی بحرالعلوم کا افترا:

اللہ تعالیٰ اپنے مقرر کردہ دستور و قانون کے مطابق بروز قیامت ہمارے نبی ﷺ سمیت ہر نبی و رسول کو ان کی امت کی موجودگی میں جمع کر کے پوچھے گا کہ تم کو تمہارے دعوتِ اسلام کے جواب میں تمہاری امت نے کیا جواب دیا؟ ہر نبی و رسول اس سوال الٰہی کے جواب میں کہے گا کہ ہم اپنی بعثت کے زمانہ سے لے اپنی وفات تک کے زمانہ نبوت و رسالت میں ہم اپنی امت کے دیے ہوئے جواب کے ظاہری معنی کو جانتے ہیں، مگر ان کے باطنی، مخفی اور پوشیدہ امور اور نیتوں کا ہم کو کوئی بھی علم نہیں، نیز ہماری یہ ظاہری معلومات صرف ہماری بعثت سے لے کر ہماری امت کی موت تک محدود و محصور ہے، ہماری وفات کے بعد ہماری امت نے جو بھی طرز عمل اختیار کیا نہ اس کے ظاہر کا ہم کو علم ہے، نہ باطن کا۔ قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیت کریمہ کا یہی معنی و مطلب تمام کے تمام مفسرین و اہل علم نے متفق اللسان ہو کر بتلایا ہے۔

﴿ يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ﴾ [المائدہ: ۱۰۹]

یعنی جب روز قیامت اللہ تعالیٰ تمام رسولوں کو اکٹھا کر کے پوچھے گا کہ تمہیں تمہاری امتوں کی طرف سے کیا جواب ملا؟ تو سارے کے سارے رسول کہیں گے کہ ہم کو اس کا علم نہیں ہے، یقیناً تو ہی غیوب کا بخوبی جاننے والا ہے۔

چونکہ ہر امت کے ظاہری امور کے بالمقابل باطنی امور کی مقدار کا تناسب اتنا زیادہ ہے کہ باطنی امور کے علم کے بالمقابل ظاہری علم کی حیثیت باعتبار مقدار کالعدم ہے، اس لیے کہ "للأکثر حکم الکل" کی مثل مشہور ہے، جس کا مطلب ہے کہ کثرت کاثرہ کو اقل قلیل پر اتنا زبردست غلبہ حاصل ہے کہ غالب کثرت کاثرہ کے بالمقابل مغلوب ترین قلت قلیلہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ اس لیے بروز قیامت ہمارے نبی

محمد ﷺ سمیت ہر نبی و رسول کا اپنی امت کے جواب کے سلسلے میں یہی صحیح اور واضح بیان ہوگا کہ ہم کو اس کا کوئی بھی علم نہیں کہ ہماری امت نے ہماری دعوتِ اسلام کا کیا جواب دیا؟

یہ جواب تو ہر نبی و رسول کے زمانہ رسالت و نبوت سے لے کر وفات تک کے امور کے سلسلے میں ہوگا اور بعد کے احوال کی لاعلمی کا جو حال ہوگا وہ محتاج تشریح و توضیح نہیں، یہ جواب ہمارے رسول ﷺ و نبی سمیت ہر رسول و نبی کا ہوگا۔ جس کا لازمی مطلب یہ ہے کہ ہمارے رسول محمد ﷺ سمیت تمام رسول و نبی بتصریح خویش عالم الغیب اور حاضر و ناظر نہیں ہیں اور ہر نبی و رسول کا صادق القول و غیر کاذب ہونا نصوص قطعیہ سے اسی طرح ثابت ہے جس طرح نوزائیدہ فرقہ بریلویہ کا بہت زیادہ افترا پرداز و کذاب ہونا ثابت ہے۔ ظاہر بات ہے کہ ہر نبی و رسول کی اس سچی پکی اور صحیح بات کے خلاف نومولود فرقہ بریلویہ اپنے اس دعویٰ میں قطعاً و یقیناً کذاب و مفتری ہے کہ ہر نبی و رسول عالم الغیب و حاضر و ناظر ہے۔ حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ کا یہ فرمان بار بار کی تکرار کے ساتھ ہم ذکر کر چکے ہیں کہ ہمارے رسول ﷺ کو عالم الغیب کہنے والا شخص مفتری و کذاب ہے، نیز یہ کہ ام المؤمنین کی یہ بات نصوص کثیرہ و دلائل قاہرہ و براہین ساطعہ سے مستفاد و ماخوذ ہے، جس پر ظہور بریلویہ سے پہلے تمام اہل علم مل کر تمام اہل اسلام کا اجماع و اتفاق رہا ہے، اس قطعی الثبوت و قطعی الدلالہ قرآنی نص قطعی سے یقینی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ ہمارے نبی محمد رسول اللہ ﷺ سمیت کوئی بھی رسول و نبی عالم الغیب و حاضر و ناظر نہیں، نہ زندگی میں کوئی رسول و نبی عالم الغیب و حاضر و ناظر تھا، نہ وفات کے بعد ہی عالم برزخ میں عالم الغیب و حاضر و ناظر ہے، یہ آیت کریمہ تن تنہا فرقہ بریلویہ کے سارے خود ساختہ اکاذیب کو بکھیرنے کے لیے کافی اور وافی ہے، چہ جائیکہ اس کے ساتھ اس معنی و مفہوم کے بہت سارے نصوص شرعیہ موجود ہیں، اس کے باوجود بھی قرآنی آیت: ﴿فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَ ابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ﴾ [آل عمران: ۷] کے مصداق بریلوی لوگ مواخذہ الٰہی سے بالکل بے خوف و بے باک ہو کر پوری جسارت سے مدعی ہیں کہ ہر نبی و رسول بشمول ہمارے نبی و رسول اپنی زندگی ہی میں نہیں وفات کے بعد برزخی زندگی میں بھی عالم الغیب و حاضر و ناظر ہیں اور اس کا اس طرح سے عالم الغیب و حاضر و ناظر ہونا نصوص شرعیہ و دلائل اسلامیہ سے ثابت ہے۔ اتنی بھاری افترا پردازی ہر رسول و نبی کی صراحت کے خلاف کرنے والے لوگ ظاہر ہے کہ ہر نبی و رسول پر افترا پردازی و کذب بیانی کرتے ہیں۔

یہ بات خطیب الاسلام حضرت مولانا جھنڈا نگری نے تردید حاضر و ناظر (ص: ۱۵ تا ۱۵۹) میں اور

مصنف تصحیح العقائد نے تصحیح العقائد (ص: ۱۸ تا ۸۳) میں واضح کر دی تھی، مگر بے لگام بریلوی بحر العلوم کی بے راہ روی کا حال یہ ہے کہ اتنی واضح بات سے عبرت پذیر و موعظت گیر ہونے کی بجائے پوری ڈھٹائی و بے باکی سے موصوف بریلوی فرماتے ہیں:

''فاضل رحمانی نے آیت ﴿يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ﴾ کے تحت لکھا کہ اگر حضور ﷺ حاضر و ناظر اور اعمال امت کے جانکار ہیں تو جب اللہ تعالیٰ سب رسولوں کو جمع کر کے پوچھے گا تو ﴿لَا عِلْمَ لَنَآ﴾ کیوں فرمائیں گے؟ مولوی عتیق الرحمٰن نے بحوالہ مدارک ایک تفسیر نقل کی تھی کہ انبیاء یہ جواب ادباً دیں گے کہ ہمارا علم تیرے علم کے مقابلہ میں ہیچ ہے، گویا ہم کو کوئی علم نہیں، فاضل رحمانی نے یہاں بھی کئی تفسیریں نقل کیں، لیکن جب اصول طے ہوگیا کہ قرآن ہر وجہ کی بنا پر محتمل بہ ہے تو اس کا ہمارے مدعا پر اثر نہیں پڑتا، البتہ استدلال کثرتِ احتمال کی بنا پر ظنی ہوگا، یعنی اس کا انکار کفر نہیں۔'' (الشاہد جدید، ص: ۲۶)

ظاہر ہے کہ بریلوی بحر العلوم کے ولی نعمت مولوی عتیق الرحمٰن نے بحوالہ مدارک جو تفسیر اپنے اختراعی موقف پر بطور حجت نقل کی ہے اور جس کی نقل میں مولوی عتیق الرحمٰن نے جو بھاری بھاری تلبیسات کی ہیں، جن کی حقیقت مولانا جھنڈا نگری نے اپنی بدعت شکن تحقیقات کے ذریعہ واضح کر دی ہے، اس تفسیر کا معنی و مطلب بریلوی بحر العلوم اور ان کے ولی نعمت کا یہ نکال لینا کہ ہمارے نبی محمد ﷺ سمیت سارے رسول و نبی عالم الغیب و حاضر و ناظر ہیں، وہ بھی صرف اپنی زندگی ہی میں نہیں، بلکہ وفات کے بعد سے لے کر قیامت تک کے لیے، محض افترا پردازی ہے، کیونکہ نصوص قطعیہ شرعیہ اس قسم کا اختراعی و مبنی بر ضلالت و غباوت معنی نکالنے کے جواز کو ممنوع قرار دیتے ہیں، پھر یہی نہیں اپنی ولادت سے پہلے والے جملہ حالات کا مشاہدہ کرنے کا دعویٰ بھی بریلوی لوگ نبی ﷺ کے بارے میں کرتے ہیں، جس کا مکذوب ہونا اظہر من الشمس ہے۔

اپنی کتاب الشاہد جدید میں فاضل رحمانی کے بدعت شکن اور بریلویت توڑ دلائل کے بالمقابل بریلوی بحر العلوم نے مندرجہ بالا قسم کی تلبیس کاری دکھلائی، مگر تصحیح العقائد میں اس سلسلے میں تکذیب بریلویت میں جو بات کہی گئی تھی، اس کے ذکر تک سے خبط الحواسی کے ساتھ ساکت رہے، بریلوی بحر العلوم کا یہ طرز عمل و طریق تحقیق کیا معنی و مطلب رکھتا ہے؟ کیا تمام انبیاء اللہ کے سامنے ادب کی بنا پر واقعی جھوٹ بولیں گے جیسا کہ بریلویوں کا شیوہ و شعار ہے؟

ہر رسول و نبی کے شاہد و شہید ہونے کی مدت ان کے زمانہ تک محدود ہے:

اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآن مجید کی کئی آیات میں ہر نبی و رسول کو شہید و شاہد کہا گیا ہے، اسی طرح ہر نبی و رسول کے امت کے ہر فرد کو شہید و شاہد کہا گیا ہے، جس کی تفصیل ہماری کتاب "تصحیح العقائد بإبطال شواهد الشاهد" (ص: ۷۷ تا ۸۰) میں موجود ہے، ہر نبی و رسول کے لیے قرآن مجید میں استعمال کیے گئے اس لفظ کو فرقہ بریلویہ نے ہر نبی و رسول کے عالم الغیب و حاضر و ناظر ہونے کی دلیل شرعی قرار دے لیا ہے، جس کی تکذیب کے لیے فرقہ بریلویہ کا صرف یہ متضاد و متعارض قول و عمل کافی ہے کہ وہ ہر نبی کی امت کے ہر فرد کو عالم الغیب اور حاضر و ناظر نہیں مانتا، کیونکہ اپنی جس تاویل و توجیہہ کے ذریعہ وہ ہر فرد امت کو عالم الغیب اور حاضر و ناظر نہیں مانتا، اسی تاویل و توجیہہ سے ہر نبی و رسول کا عالم الغیب و حاضر و ناظر نہ ہونا لازم آتا ہے، مگر اللہ و رسول اور اہل اسلام کے خلاف بریلوی جارحیت کا حال یہ ہے کہ ان سارے امور کے واضح ہوتے ہوئے شریعت اسلامیہ کے خلاف بریلوی بحر العلوم اپنی تحریک جاری رکھے ہوئے ہیں اور کہتے ہیں کہ بہت سارے نصوص شرعیہ تمام رسولوں و نبیوں بشمول محمد رسول اللہ ﷺ کے عالم الغیب و حاضر و ناظر ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔ اس بریلوی طریق تحقیق کی تکذیب و تردید کرتے ہوئے ہم نے "تصحیح العقائد" (ص: ۸۳) میں ایک عنوان "شہادت کی مدت محدود ہے" کے تحت لکھا تھا:

> "یہ بات بھی یاد رکھنا ضروری ہے کہ نبی کو جو شہادت دینے کی ذمہ داری سپرد کی گئی ہے، اس کی مدت محدود ہے، یعنی کہ جب تک نبی اپنی امت میں زندہ رہا ہے، اسی وقت تک وہ اپنی امت پر شہید و شاہد ہے اور مدت کے بعد اس کی یہ ذمہ داری ختم ہو جاتی ہے، جیسا کہ ذیل کی آیت کریمہ سے ظاہر ہے کہ جس وقت حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام سے ان کی امت کی بابت شہادت لی جائے گی، اس وقت وہ اللہ تعالیٰ سے کہیں گے:

﴿وَ كُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ وَ اَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ﴾ [المائدہ: ۱۱۷]

یعنی اے اللہ! میں اپنی امت پر اس وقت تک شہید رہا، جب تک ان میں موجود رہا، پھر جب تم نے مجھے وفات دے دی تو میرے بجائے ان پر تو ہی رقیب رہ گیا۔

یہ آیت بظاہر عیسیٰ علیہ السلام کی بابت ہے، مگر احادیث صحیحہ میں ہے کہ ہمارے رسول بھی بروز قیامت منافقین و مرتدین و اہل بدعت کی بابت یہی آیت تلاوت فرمائیں گے۔[1]

جس سے متعین طور پر یہ معلوم ہوگیا کہ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے شاہد و شہید ہونے کی صفت بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیاوی زندگی تک ہی محدود ہے۔ تفسیر روح المعانی (۷/ ۶۸) سورۃ الاحزاب میں یہ حدیث حضرت ابوبکر صدیق وانس بن مالک وحذیفہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے، اسی لیے امام بخاری نے اپنی صحیح میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہید ہونے کی صفت کو اسی قید کے ساتھ مقید ہونے پر ایک باب بھی منعقد کیا ہے۔"[2]

یہ بہت واضح بات ہے کہ تصحیح العقائد والی مندرجہ بالا عبارت اکاذیب بریلویہ کی تکذیب و تردید کے لیے بہت کافی ہے، مگر الشاہد کے جدید ضخیم ایڈیشن کو مزید در مزید اکاذیب سے بھر دینے والے بریلوی بحرالعلوم نے اس بریلویت شکن عبارت تصحیح العقائد کے جواب میں بریلوی خبط الحواسی و تضاد بیانی کے رویہ پر پوری ہٹ دھرمی و جسارت کے ساتھ قائم رہنے کا مظاہرہ کیا ہے۔ (الشاہد جدید: ۲۶۴ تا ۲۶۶)

ہم وہیں پہنچ کر بریلوی بحرالعلوم کے خبط و تضاد و ہٹ دھرمی و جسارت کا جائزہ لیں گے، ناظرین کرام منتظر رہیں۔

فرقہ بریلویہ تخلیق آدم سے پہلے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب و حاضر و ناظر مانتا ہے:

بریلوی بحرالعلوم سمیت عام بریلوی اہل قلم کی تحریروں سے مستفاد ہوتا ہے کہ فرقہ بریلویہ اس عقیدہ کا معتقد ہے کہ تخلیق آدم سے بھی پہلے ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب اور حاضر و ناظر بنا دیے گئے تھے۔ یہی بات ہم نے تصحیح العقائد میں لکھ کر اس کی تکذیب و تردید و تغلیط بخوبی کی تھی، مگر بریلوی بحرالعلوم ہماری اس بات کو اپنے اوپر اور اپنے فرقہ خصوصاً علمبردار بریلویت مولوی عتیق الرحمٰن کے اوپر ایک طرف بے بنیاد الزام قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم بریلوی لوگ صرف اس بات کے قائل ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پیدائش کے زمانہ بعد ترسٹھویں سال بالکل آخری زندگی میں تکمیل نزول قرآن کے ساتھ عالم الغیب و حاضر

[1] تفسیر ابن کثیر (ص: ۴۹۸) و تحفۃ الأحوذي (۱/ ۸۸)

[2] صحیح البخاري مع فتح الباري پارہ ۱۸ (ص: ۱۷۵) و پارہ ۲۷ (ص: ۱۲۹) و صحیح مسلم (۲/ ۳۸۴) و جامع ترمذي مع تحفۃ الأحوذي (۴/ ۱۴۸، ۱۴۹) و کنز العمال (۷/ ۳۷) ملاحظہ ہو: تصحیح العقائد (ص: ۸۳، ۸۴)

و ناظر ہوئے تھے۔ (الشاہد جدید، ص: ۲۳۸ تا ۲۴۰)

مگر دوسری طرف موصوف بریلوی بحرالعلوم کی تحریر کردہ عبارتیں موصوف بریلوی بحرالعلوم کی لکھی ہوئی ان باتوں کی تکذیب بھی کرتی ہیں۔

اولاً: بریلوی بحرالعلوم کے قائد اعظم و ولی نعمت و علمبردار بریلویت مولوی عتیق الرحمٰن نے تفسیر روح البیان کا حوالہ دے کر بطور دلیل و حجت لکھا ہے:

''تمام انبیاء کرام علیہم السلام حضرت آدم، نوح، ابراہیم، اسماعیل، موسیٰ، عیسیٰ وغیرہم اور اولیائے کرام نے خاتم النبیین محمد ﷺ ہی سے علم اخذ کیا ہے۔'' (خیر الأنبیاء: ۳۲)

اس بریلوی عبارت کا صاف اور سیدھا اور واضح مفاد یہ ہے کہ ہمارے رسول ﷺ تخلیق آدم سے پہلے اس درجہ و منصب پر متمکن و فائز تھے کہ ﴿عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا﴾ کی صفت سے متصف نسلِ انسانی کے مورثِ اعلیٰ حضرت آدم علیہ السلام اور ان کے بعد آنے والے ہر نبی و رسول اور ہر نبی و رسول کی امت کے تمام اولیاء کو ہر زمانہ میں تعلیم و تربیت اور درس و تدریس دیتے تھے، یہ معلوم ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر بعثت عیسوی تک کا کوئی بھی زمانہ نبیوں و رسولوں اور ان پر ایمان رکھنے والے ولیوں سے خالی نہیں تھا، بلکہ بعض بعض زمانوں میں ایک سے زیادہ رسول و نبی بکثرت ہوئے، جن کی قیام گاہوں اور سکونت گاہوں کے درمیان سینکڑوں میل کا فاصلہ ہوا کرتا تھا اور بریلوی دعویٰ یہ ہے کہ ہر نبی و رسول کو ہمارے نبی محمد ﷺ نے تعلیم و تربیت دی ہے، جس سے لازم آتا ہے کہ بیک وقت آپ ﷺ کئی کئی نبیوں، رسولوں اور ولیوں کو پڑھایا کرتے تھے، پھر اس کا لازمی مطلب بطریق دلالت التزامی یقیناً اور مطلقاً بلا شک و شبہ نکلا کہ بریلویوں کا یہ عقیدہ و نظریہ و خیال ہے کہ تخلیق آدم سے پہلے آپ عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہو گئے تھے۔

اس بریلوی ہذیان سرائی اور بے تکی و بے سروپا والی بات پر ہر صاحب علم کی طرح خطیب الاسلام حضرت العلام مولانا جھنڈانگری نے بھی سخت نکیر کی اور اس کی تکذیب بھی۔ چنانچہ مولانا جھنڈانگری نے فرمایا:

''بریلوی مولویو! اپنے اس دعویٰ پر تمہارے پاس کتاب و سنت سے کیا سند ہے؟ تمہارے اس دعویٰ میں اگر کچھ جان اور دم ہے تو کتاب اللہ و سنت رسول اللہ سے اس کی سند پیش کرو کہ تمام کے تمام انبیاء و اولیاء آدم سے لے کر حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام تک سبھی لوگوں کو ہمارے نبی ﷺ نے تعلیم دی ہے، اور آپ ﷺ ہی کی تعلیم سے سب کچھ علوم شریعت سے بہرہ ور ہوئے۔ بلا شک بریلوی مشن کے پاس فضول اور

جھوٹے اور لغو دعاوی کے علاوہ کچھ نہیں رہ گیا اور اسی طرح کے مکذوب دعاوی ہی حب نبوی وعشق نبوی کے دلائل بن گئے ہیں۔ کیا یہ ممکن ہے کہ صدی دو صدی پہلے کا شخص اس شخص سے علم حاصل کرے جو ابھی صدی دو صدی کے بعد پیدا ہونے والا ہے؟ کیا یہ ممکن ہے کہ اگر روح البیان آپ سے ایک ہزار سال پہلے تصنیف ہوئی تو آپ اس کی تصنیف سے ایک ہزار سال پہلے ہی فائدہ اٹھالیں؟ اگر یہ ممکن نہیں تو ایسی غلط بات سے توبہ کیجیے کہ ہزار ہا برس پہلے والے نبیوں اور رسولوں نے آپ ﷺ سے سبق وعلم حاصل واخذ کیا، بریلویوں نے بڑی جرأت وجسارت سے کام لے کر اس طرح کی لغو طرازی کی ہے، افسوس کہ اللہ تعالیٰ تو ہر نبی کے لیے یہ فرماتا ہے کہ اس کو ہم نے علم و وحی سے سرفراز کیا اور بریلوی لوگ قرآن مجید کی صریح مخالفت کرتے ہوئے حصر کے ساتھ کہتے ہیں کہ سب اولیاء وانبیاء نے خاتم النبیین ﷺ ہی سے علم حاصل کیا الخ۔"

(ماحصل از تردید حاضر وناظر، ص: ۱۲۴ تا ۱۲۹)

ثانیاً: یہ کہ علمبردار بریلویت اور بریلوی بحر العلوم کے ولی نعمت وسرپرست مولوی عتیق الرحمٰن کا یہ دعویٰ ہم ذکر کر آئے ہیں کہ آپ ﷺ تمام رسولوں، نبیوں اور ان کی امتوں کے جملہ احوال وکوائف کا بچشم خود مشاہدہ فرماتے رہے ہیں، بریلوی بحر العلوم اپنے ولی نعمت وعلمبردار بریلویت کے اس دعویٰ کے سو فیصد حامی وموافق ہیں، جیسا کہ بیان ہوا، جس کا لازمی مطلب ہے کہ تخلیق آدم سے بھی پہلے آپ ﷺ کے عالم الغیب ہونے کا بریلوی فرقہ نے دعویٰ کر رکھا ہے، ورنہ ہر نبی ورسول اور ان کی امت کے جمیع احوال وکوائف کا بچشم خود مشاہدہ کرنے کا کوئی معنی ومطلب ہی نہ رہ جائے گا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ بریلوی بحر العلوم سمیت بریلوی لوگوں نے ایک دوسرے کی تکذیب وتردید وتغلیط کرنے والے متضاد ومتعارض ومتناقض ومضطرب ومتصادم دعاوی کر رکھے ہیں اور ظاہر ہے کہ اگرچہ ان کا یہ تضاد وتعارض وتناقض واضطراب ہی ان کی تکذیب کے لیے کافی ہے، مگر سحر سامری سے مسحور لوگوں کو اس طرح کے تضاد کا احساس تک نہیں، بلکہ دم بدم اس تضاد کی حمایت میں مزید در مزید سرگرمی بڑھتی جارہی ہے، اور کیوں نہ ہو قرب قیامت کا زمانہ قریب سے قریب تر ہوتا جارہا ہے اور شیطانی منصوبے دم بدم کامیاب سے کامیاب تر ہوتے جارہے ہیں اور بہت سے دجالین کے ظہور پذیر ہو چکنے کے بعد دجالین زمانہ کا دجل وفریب زیادہ سے زیادہ اثر انداز ہوتا جارہا ہے اور دجالِ اعظم کے ظہور کا وقت قریب سے قریب تر ہوتا جارہا ہے، جس کی فسوں گری دنیا کو اپنے دام تزویر میں لینے کے لیے مستعد ہورہی ہے، ان دجاجلہ کے روحانی معتقدین وتلامذہ اور ہم مزاج لوگوں کا دجل وتلبیس کے کاروبار میں

کامیاب سے کامیاب تر ہوتے جانا ایک فطری بات ہے، چنانچہ سامری طرز کے سحر سے اپنے ہم مزاج لوگوں کو مسحور کر کے عقل وخرد سے بے بہرہ بنا دینے والے اور حس وادراک کی رمق بھی باقی نہ رہ دینے والے ساحرین زمانہ عجیب عجیب طرح کے سحر ایجاد کیے ہوئے ہیں،

بریلوی بحرالعلوم بعنوان ''افضلیت سید المرسلین'' فرماتے ہیں:

''جب سے دنیا عالم وجود میں آئی ایسی کوئی نظیر علاوہ رسول عربی ﷺ کے پیش نہیں کی جا سکتی کہ کوئی شخص دنیا میں آنے سے پہلے بھی احساس وادراک کی اس بلندی پر ہو جس کا دسواں حصہ بھی دوسروں کو دنیا میں آنے کے بعد نہ ملے اور دنیا میں آنے کے بعد بھی بہت سے انسان خواص اور لوازم سے پاک وصاف ہو اور جب دنیا سے تشریف لے جائے، جب بھی اس شانِ مثال کے ساتھ کہ ماضی و مستقبل کوئی بھی اس کا حریف نہ بن سکے، لیکن آپ ﷺ کی ذات والا صفات میں یہ تمام محامد بیک وقت جمع ہیں۔'' (الشاہد جدید، ص: ۲۶، ۲۷، والشاہد قدیم، ص: ۲۰، ۲۱)

اس معنی ومفہوم کی بات بریلوی بحرالعلوم اور ان کے ہم مذہب دیگر بریلوی لوگوں نے مختلف انداز و الفاظ میں لکھی ہے، نیز دعویٰ کیا ہے کہ آپ ﷺ تخلیق آدم سے پہلے منصب نبوت ومرتبہ رسالت پر فائز کر دیے گئے تھے۔ (الشاہد جدید: ۲۷، ۲۸ و ۳۰۱ تا ۳۰۶)

اور جب بریلوی دعویٰ یہ ہے کہ تخلیق آدم سے بھی پہلے آپ منجانب اللہ نبی ورسول قرار پا چکے تھے اور نبی کا معنی بریلوی لوگوں نے عالم الغیب بتلا رکھا ہے۔ (الشاہد جدید، ص: ۹۱، ۹۲ و عام کتب بریلویہ) تو ان بریلوی تحریروں کا لازمی مطلب ہے کہ بریلوی لوگ اس بات کے معتقد ہیں کہ آپ تخلیق آدم سے بھی پہلے سے عالم الغیب اور حاضر وناظر ہیں، پھر بریلوی لوگ اس بات کے معتقد وقائل نہ ہوں تو کیوں؟ جب کہ ان کا دعویٰ ہے کہ ہر نبی ورسول اور ان کی امت کے جملہ احوال وکوائف کا مشاہدہ بچشم خود آپ کرتے رہے ہیں، ظاہر ہے کہ ہر نبی ورسول اور ان کی امت کے جملہ احوال وکوائف کا بچشم خود مشاہدہ کرتے رہنا صرف اسی صورت میں ممکن ہوسکتا ہے کہ یہ مانا جائے کہ آپ تخلیق آدم سے پہلے عالم الغیب وحاضر وناظر بن گئے تھے اور بریلویوں کا دعویٰ بہر حال اسی طرح کا ہے، پھر اس دعویٰ کے خلاف سلفی دلائل قاہرہ ومعارضات شدیدہ کا غلبہ دیکھ کر مخبوط الحواس ہو کر بریلوی لوگ یہ بھی کہہ پڑے کہ نہیں صاحب ہم اس کے دعویدار نہیں کہ تخلیق آدم سے بھی پہلے آپ ﷺ عالم الغیب وحاضر وناظر بن گئے تھے، ظاہر ہے کہ خبط الحواسی میں بے

قابو ہو کر اپنے پہلے دعویٰ کے معارض یہ دوسرا دعویٰ کر بیٹھنا بریلویوں کا تضاد و تعارض تو ہے، مگر انہوں نے صاف طور پر بریلوی مصالح و عادات کے مطابق اپنے دعویٰ اول سے رجوع کا اعلان نہ کر کے بلکہ اسے بار بار دہرا کر برقرار رکھا، پھر اس کے معارض دوسرے دعویٰ کو بھی برقرار رکھا۔ اس طرح انہوں نے جمع اضداد کر لیا، مگر انہیں اپنے اس جمع اضداد والے متعارض دعاوی کے تضاد کا احساس ہے نہ ادراک و شعور، کیونکہ حواس ہی اس قدر جواب دے گئے ہیں کہ انہیں اس کا احساس و شعور و ادراک ہو سکے۔

ناظرین کرام بریلوی بحر العلوم کی مندرجہ ذیل عبارت بغور ملاحظہ فرمائیں:

''امام بغوی آیت مبارکہ ﴿وَمَآ اَدْرِیْ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِکُمْ﴾ کی شان نزول میں فرماتے ہیں کہ امام سدی فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے اوپر میری امت کے سب لوگ پیش کیے گئے، جس طرح آدم پر ان کی اولاد پیش ہوئی تھی، تو میں نے ان سب کو پہچان لیا، جو محمد پر ایمان لائے گا اور اس کو بھی جو کفر کرے گا۔''

(الشاہد جدید ایڈیشن، ص: ۱۵۰، ۱۵۱، بحوالہ الدولۃ المکیۃ از اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی، ص: ۱۵۲)

اپنے امام فرقہ بریلویہ اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں کے حوالے سے بریلوی بحر العلوم کی بطور حجت و دلیل نقل کردہ اس عبارت میں امام سدی کی جو روایت بریلوی اماموں اور قائدین نے آپ ﷺ کو عالم الغیب و حاضر و ناظر ثابت کرنے کی غرض سے نقل کی ہے، اس میں صراحت ہے کہ بقول نبوی آپ ﷺ پر آپ ﷺ کی امت اس طرح پیش کی گئی جس طرح روز ازل میں یعنی ابتدائے آفرینش میں حضرت آدم پر اولاد آدم پیش کی گئی تھی، اسی قسم کی روایات سے بریلوی لوگ استدلال کر کے کہتے ہیں کہ آپ ﷺ تمام ما کان و ما یکون اور تمام احوال امت و کوائف کائنات سے واقف و باخبر ہی نہیں بلکہ تمام امور کا بچشم خود مشاہدہ بالبصر و بالبصارہ کرنے والے ہیں، بانئ فرقہ بریلویہ سمیت تمام بریلویوں کی دلیل بنائی ہوئی اس روایتِ سدی میں آپ ﷺ پر آپ کی امت کی یہ پیشی کس زمانہ میں مانتا ہے؟

اس کی صراحت اگرچہ اس جگہ پر بریلویت کے بانی نے کی ہے نہ بریلوی بحر العلوم نے، مگر چونکہ ان لوگوں کا دعویٰ ہے کہ تخلیق آدم سے پہلے خاتم النبیین محمد ﷺ منصب نبوت پر فائز کر دیے گئے تھے، اس لیے اپنے خانہ ساز فضائل محمدیہ پر ایمان رکھنے کا دعوی کرنے والے بریلویوں خصوصاً بریلوی بحر العلوم پر لازم ہے کہ وہ یہ ایمان و اعتقاد رکھیں کہ تخلیق آدم سے بھی پہلے جب آپ ﷺ منصب نبوت پر فائز کیے گئے اور

ادراک و احساس کے اس مقام و مرتبہ پر پہنچائے گئے جس کا دسواں حصہ بھی دوسروں کو دنیا میں آنے پر حاصل نہیں ہوا، اسی وقت آپ ﷺ پر آپ ﷺ کی امت کی پیشی ہوئی، جس کی بدولت آپ اسی وقت سے اپنی پوری امت کے احوال وکوائف اور ظاہری و باطنی امور پر عالم الغیب و حاضر و ناظر ہو گئے۔

ثالثاً: بریلوی بحرالعلوم نے اپنی خانہ ساز باتوں کی حمایت میں مزید سرگرمی دکھلاتے ہوئے فرمایا:

''ان حدیثوں سے یہ امر بخوبی روشن ہو گیا کہ آپ کا بارگاہ الٰہی میں وہ مقام بلند ہے جس کے اوج عزت تک صنف انسانی کا کوئی فرد نہ پہنچ سکا۔ وہ اسی بلند مقام پر اس وقت بھی نظر آتے ہیں جب آپ آدم علیہ السلام کا خمیر تیار ہو رہا تھا اور وہ منصب نبوت پر اس وقت بھی نظر آتے ہیں جب ساری انسانیت حیات و وجود کی انگڑائی لینے کے لیے آمادہ ہو رہی تھی۔'' الخ

(الشاہد جدید ایڈیشن، ص:۳۴)

بریلوی بحرالعلوم اور ان کے ہم خیال لوگوں کی ان تحریروں کا لازمی مطلب ہے کہ یہ لوگ یہ عقیدہ و نظریہ رکھتے ہیں کہ آپ ﷺ اپنی ولادت سے ہزاروں سال قبل تخلیق آدم سے بھی پہلے منصب نبوت پر فائز تھے اور ادراک و احساس کی اس بلندی پر فائز تھے جس کا دسواں حصہ بھی دوسروں کو دنیا میں آنے کے بعد نہ ملا۔ جب آپ بریلوی عقیدہ کے مطابق تخلیق آدم سے پہلے ادراک و احساس کی اس بلندی پر فائز تھے، جس کا دسواں حصہ بھی دوسروں (واضح رہے کہ دوسروں کے عموم میں انبیاء و مرسلین و ملائکہ علیہم السلام سبھی شامل ہیں) اور اسی وقت آپ منصب نبوت سے بھی سرفراز تھے اور نبی کا معنی و مطلب بریلوی لوگوں نے غیب کی خبر دینے والا بتلایا ہے اور کہا ہے کہ عالم الغیب ہوئے بغیر نبی دوسروں کو غیب کی خبر نہیں دے سکتا، اس لیے نبی کا لفظ ہی اس بات پر دلالت کر رہا ہے کہ نبی عالم الغیب ہوتا ہے، تو اس کا لازمی مطلب یہ ہوا کہ بریلوی بحرالعلوم سمیت تمام بریلوی لوگ تخلیق آدم سے پہلے آپ کو عالم الغیب قرار دیتے ہیں، یہی بات ہم نے (یعنی محمد رئیس ندوی مصنف تصحیح العقائد نے) بریلوی تحریروں سے مستفاد ہونے کے سبب لکھا تھا کہ بریلوی لوگ تخلیق آدمی سے بھی پہلے آپ کو عالم الغیب اور حاضر و ناظر مانتے ہیں۔ (تصحیح العقائد، ص: ٦٥، ٦٦)

ہماری اس بات پر بریلوی بحرالعلوم چراغ پا ہو کر فرماتے ہیں:

اگر غور سے دیکھا جائے تو کتاب ابطال (تصحیح العقائد) کا بیشتر حصہ رئیس کی اس بدخوابی کی صدائے بازگشت ہے کہ بریلوی آپ کو پیدائش آدم سے پہلے ہی حاضر و ناظر مانتے ہیں اور جہاں کہیں کچھ اور

بدخیالیاں بھی شامل ہوگئیں ہیں، منظر اور ہیبت ناک ہوگیا ہے، اس قسم کا ایک مقام ابطال (تصحیح العقائد: ۲۵) پر بھی ہے، چنانچہ رئیس صاحب نے حدیث زیب عنوان کے سلسلے میں ہمارے اوپر مندرجہ ذیل الزام قائم کیے ہیں:

1. بریلویوں نے اس حدیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ آپ پیدائش آدم سے پہلے ہی حاضر و ناظر ہیں، ہمارا یعنی بریلویوں کا جواب یہ ہے کہ یہ آپ کا خواب و خیال ہے کہ ہم آپ کو پیدائش آدم سے ہی قبل حاضر و ناظر مانتے ہیں۔ ہم بار بار اس خیال سے براءت ظاہر کر آئے ہیں، نہ ہمارا یہ دعویٰ ہے نہ ہمارے کسی عالم کا قول ہے، اس لیے آپ اپنے اس خواب پریشاں سے جتنی جلد ممکن ہونجات حاصل کرنے کی کوشش کریں اور یہ بھی آپ کی خام خیالی ہے کہ ہم نے اس حدیث کو حاضر و ناظر ہونے کی دلیل کے طور پر پیش کیا ہے۔ الی ان قال: تو دراصل حدیث "کنت نبیا" مولوی عبدالرؤف کے ایک شبہ کا جواب تھی نہ کہ مسئلہ حاضر و ناظر کے اثبات کی دلیل۔

2. دوسرا الزام یہ ہے کہ حدیث "کنت نبیا" کے معنی تو یہ ہیں کہ میں علم الٰہی میں نبی تھا، یعنی کہ خدا کو تخلیق آدم کے وقت بھی معلوم تھا کہ دنیا میں چالیس سال کے ہونے پر مجھے نبوت ملے گی، لیکن بریلویوں نے حدیث میں تحریف کر لی کہ اسی وقت سے درجہ نبوت پر فائز تھے، دوسرے الزام کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث کا دوسرا مطلب جس کو آپ بقلم خود تحریف کر رہے ہیں یہ بریلویوں کا بیان کردہ نہیں، بریلوی و وہابی اختلاف سے کئی صدی پہلے تمام مسلمانوں کا ایک مسلم امام سبکی نے تحریر کیا ہے، یہ آپ کا کابوس ہے کہ ہر مخالف آپ کو بریلوی دکھتا ہے اور اپنے خلاف ہر بات آپ کو تحریف نظر آتی ہے، اللہ اس بیماری سے بھی آپ کو نجات دے۔" الخ (الشاہد جدید ایڈیشن، ص: ۳۰۱ تا ۳۰۳)

ناظرین کرام بریلوی تحریر کو پڑھ کر بتلائیں کہ جب بریلوی دعویٰ یہ ہے کہ آپ ﷺ تخلیق آدم سے پہلے منصب نبوت پر فائز اور ادراک و احساس کے اس بلند مقام پر فائز تھے جس کا دسواں حصہ بھی دنیا میں آمنے کے بعد بھی دوسروں کو حاصل نہیں ہوتا ہے اور بریلوی نبی کا معنی عالم الغیب بتلاتے ہیں تو یہ لازم آیا نہیں کہ بریلوی لوگ آپ کو تخلیق آدم سے پہلے عالم الغیب مانتے ہیں؟ اب بریلوی بحرالعلوم اپنی ہی تحریروں سے لازم آنے والی باتوں سے براءت ظاہر کرتے ہوئے مصنف تصحیح العقائد کو اپنی بریلوی جارحیت کا نشانہ بنا کر اپنی معروف بیہودہ گوئی سے کام لیں تو آخر کوئی کیا کر سکے گا؟

مگر حقیقت میں لوگ ضرور سمجھ جائیں گے کہ بریلوی بحرالعلوم خود ساختہ اکاذیب کو بطور حجت لکھ کر خود ان کی تکذیب اپنے دوسرے بیانات سے کرنے کے عادی ہیں، تضاد بیانی اور تضاد بیانی کے ذریعہ اپنی ایک بات کی دوسری بات سے تکذیب بریلوی لوگوں کی خاص عادت ہے، اس موضوع پر ہم اس سے زیادہ کیا کہہ سکتے ہیں؟

ایک طرف بریلوی بحرالعلوم کی باتوں کا حاصل یہ ہے کہ تخلیق آدم سے پہلے بھی آپ ﷺ عالم الغیب تھے، دوسری طرف موصوف کی باتوں کا حاصل ہے کہ اپنے پیدا ہونے کے بعد چالیسویں سال منصب نبوت پر فائز ہو کر آپ عالم الغیب ہوئے، مگر اس وقت آپ ﷺ جزوی طور پر عالم الغیب تھے، پھر تدریجاً جیوں جیوں نزول قرآن ہوتا گیا، آپ زیادہ سے زیادہ عالم الغیب ہوتے گئے، حتی کہ تکمیل نزول قرآن کے بعد پوری طرح عالم الغیب اس طرح ہو گئے کہ علوم خمسہ و مفاتیح غیب و خزائن غیب سب سے آپ واقف ہو گئے اور اس وقت بھی آپ ﷺ کا یہی حال ہے اور آئندہ رہے گا۔

بریلوی بحرالعلوم کے اکاذیب کے رد پر تسلسل برقرار رکھنے کی غرض سے ہم موصوف کی مذکورہ بالا خامہ فرسائی کا مفصل رد اسی مقام پر پہنچ کر کریں گے جہاں پہنچ کر موصوف نے یہ بات مفصل کہی ہے، تسلسل برقرار رکھنے کی غرض سے ہم موصوف کی باتوں کا سلسلہ وار رد لکھ رہے ہیں۔

آپ ﷺ کا وجود گرامی دنیا میں:

مذکورہ بالا عنوان کے تحت بریلوی بحرالعلوم نے ایک حدیث نقل کی، جس کا حاصل یہ ہے کہ آپ ﷺ کا پسینہ ہر قسم کی دنیاوی خوشبو سے زیادہ خوشبودار تھا۔ (الشاہد جدید، ص: ۲۸ و الشاہد قدیم، ص: ۲۱)

اس پر ہم نے تصحیح العقائد (ص: ۱۰۷) میں لکھا تھا کہ اس سے آپ کے عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہونے کے مسئلہ سے کوئی تعلق نہیں ہے، بریلوی بحرالعلوم نے الشاہد جدید کے آخری صفحہ (ص: ۳۲۸) پر لکھا کہ ''ان امور کو اس مسئلہ کے ثبوت میں پیش بھی نہیں کیا تھا، ان کا حوالہ صرف اس لیے دیا گیا تھا کہ آپ صاحبان ہر معاملہ میں رسول اللہ ﷺ کو عام انسانوں پر قیاس کرنا چھوڑ دیں، ان کی بارگاہ بہت عالی اور ذات نہایت بلند ہے۔''

ہم کہتے ہیں کہ اس طرح کی باتوں کو بریلوی بحرالعلوم اور ان کے فرقہ بریلویہ کے لوگ آپ ﷺ کے عالم الغیب و حاضر و ناظر ہونے کی تمہید و بنیاد کے طور پر پیش کرتے ہیں اور اسی پر آپ ﷺ کے عالم الغیب

و حاضر و ناظر ہونے کے خانہ ساز مسئلہ وعقیدہ کی تفریع کرتے ہیں، جس کی تغلیط و تردید میں مخالفین فرقہ بریلویت کے لیے کچھ لکھنا پڑتا ہے، یہاں معاملہ یہ ہے کہ جس اللہ خالق کائنات نے آپ کا پسینہ تمام دنیاوی خوشبو جات سے زیادہ معطر بنایا اسی رب العالمین نے نہایت صراحت و وضاحت کے ساتھ بہت سارے نصوص کے ذریعہ واضح کر دیا کہ آپ ﷺ عالم الغیب نہیں ہیں، پھر اس قسم کی باتوں کو اس خانہ ساز عقیدہ و نظریہ کے لیے بنیاد وتمہید بنا لینا اور یہ کہنا کہ آپ ﷺ کو عام انسانوں پر قیاس نہیں کرنا چاہیے، کون سا طریقہ ہے؟ یہ کون کہتا ہے کہ آپ ﷺ کو عام انسانوں پر قیاس کرنا چاہیے؟

پردہ فرمانے کے بعد:

بریلوی بحرالعلوم نے مذکورہ بالا عنوان کے تحت پہلے دو احادیث نقل کیں، جن کا حاصل یہ ہے کہ وفات کے بعد انبیاء کرام علیہم السلام کے جسم گلتے سڑتے نہیں ہیں۔ (الشاہد جدید: ۲۸، ۲۹)

اس کے بعد موصوف بحرالعلوم نے ایک تیسری حدیث نقل کی جس کا حاصل یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھا کرتے ہیں۔ (الشاہد جدید: ۲۹ بحوالہ بزار و ابن عدی و بیہقی)

ہم کو ان احادیث سے مستفاد ہونے والی بات پر پورا اعتقاد ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے جسم گلتے سڑتے نہیں، بلکہ محفوظ رہا کرتے ہیں اور یہ کہ وہ اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں، کیونکہ تیسری والی حدیث بھی پہلے والی دونوں حدیثوں کی طرح صحیح سند سے ثابت ہے۔[1]

اس کے بعد بریلوی بحرالعلوم نے بطور حجت چوتھی حدیث یہ نقل کی کہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں چالیس دنوں کے بعد نہیں چھوڑے جاتے، مگر یہ تا قیامت اپنے رب کے سامنے نماز پڑھتے رہیں گے۔

(الشاہد جدید، ص: ۲۹، ۳۰)

صاف ظاہر ہے کہ یہ حدیث اپنے پہلے والی حدیث کے معارض ہے، مگر ان دونوں متعارض روایات کو عام بریلویوں کی طرح بریلوی بحرالعلوم نے حجت و دلیل بنا کر اپنی متضاد پالیسی برقرار رکھی ہے، خطیب الاسلام مولانا جھنڈانگری نے وضاحت کی تھی کہ دونوں روایتوں کو حجت بنانا متضاد پالیسی ہے، مگر بریلوی بحرالعلوم ایک طرف چوتھی حدیث کو ضعیف بھی مانتے ہیں اور دوسری طرف اپنی متضاد پالیسی پر عمل کرتے ہوئے اسے حجت و دلیل بھی مانتے ہیں، تیسری طرف دونوں کے درمیان لایعنی قسم کی تطبیق دینے کی کوشش

---

[1] ملاحظہ ہو: الأحاديث الصحيحة للألباني (۲/ ۱۸۷-۱۹۱) حدیث نمبر (۶۲۱)

میں اپنے تضاد کو اور بھی بھیانک بناتے ہیں، حالانکہ یہ چوتھی حدیث معنوی طور پر حدیث نہیں، بلکہ خانہ ساز مکذوب بات ہے، جو آپ ﷺ کی طرف منسوب کر دی گئی ہے۔[1]

بریلوی بحرالعلوم معترف ہیں کہ مولانا جھنڈا نگری اور عام اہل حدیث کا عقیدہ ہے کہ آپ روضۂ اطہر میں پوری راحت، ابدی مسرت، بے انتہا سرور کے ساتھ سب سے بڑے درجہ پر سب سے زیادہ قرب خدا میں آرام فرما ہیں اور آپ ﷺ کا اپنی قبر میں رونق افروز ہونا ہی عقلاً ونقلاً درست ہے۔

(الشاہد جدید: ۳۱ والشاہد قدیم: ۲۴)

ہم نے تصحیح العقائد (ص: ۹۶) میں بالصراحت لکھا تھا کہ ہم بالضرور تمام انبیاء کرام بلکہ مومن وشہدا کی حیات برزخی کے قائل ہیں اور پورا عقیدہ رکھتے ہیں کہ مرنے والا اپنے مرتبہ اور اعمال کے اعتبار سے عالم برزخ میں زندگی گزار رہا ہے اور یہ کہ انبیاء اور شہداء کی لاش کو مٹی نہیں کھا سکتی، ہم متواتر المعنی حدیث نبوی کی بنیاد پر عقیدہ رکھتے ہیں کہ شب معراج میں آپ نے انبیاء سابقین کو اپنی امامت میں نماز پڑھائی تھی، جو اس بات کی دلیل ہے کہ ہم حیات برزخی کے قائل ہیں، بلکہ ہر مومن و کافر اور متقی و فاجر کی حیات برزخی کے قائل ہیں، ہماری ان تصریحات کے باوجود دربار ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بہت بڑے کذاب ومفتری کا خطاب پانے والے بریلوی بحرالعلوم اور ان کے جملہ ہم مزاج بریلوی لوگوں نے حسب عادت محض ظلما و جوراً وکذبا وزوراً ہم پر یہ اتہام و بہتان تراش لیا ہے کہ ہم آپ ﷺ کی اور دوسروں کی حیات برزخی یعنی قبر میں زندہ رہنے کے معتقد اور قائل نہیں۔ (الشاہد قدیم: ۲۲ و ۲۷ و خیر الأنبیاء)

فرقہ بریلویہ خصوصاً بریلوی بحرالعلوم کی اس کذب بیانی و افترا پردازی پر ہم نے تصحیح العقائد میں جو نقد و نظر کی تو اپنی عادت بریلویہ پر بہر حال قائم رہتے ہوئے اور اکاذیب میں اضافہ کرتے ہوئے اتنا اعتراف کیا اور یہ اعتراف بڑے بریلویانہ اینچ پینچ کے ساتھ کیا:

> ”ہم بحث کو مختصر کرنے کے لیے رئیس صاحب کی چالوں سے قطع نظر تسلیم کرتے ہیں کہ یہ حضرات (اہل حدیث) انبیاء کرام کی برزخی زندگی کے قائل ہیں، لیکن اس کو دنیاوی زندگی جیسا نہیں سمجھتے اور یہی علمائے اہل سنت یعنی اہل بدعت بریلوی جماعت اور وہابیہ یعنی اہل حدیث جماعت کا مابہ الاختلاف ہے۔“ (الشاہد جدید، ص: ۳۱۳)

اس کا مطلب یہ ہوا کہ بہت کچھ اینچ پینچ اور تلبیس کاری کے باوصف کسی نہ کسی طرح بریلوی بحرالعلوم

---

[1] سلسلة الأحاديث الضعيفة (۱/ ۲۳۵-۲۳۹) حديث نمبر (۲۰۱ و ۲۰۲)

نے اہل حدیثوں پر احسان و کرم فرمائی کرتے ہوئے اتنا اعتراف و اقرار کر لیا کہ اہل حدیث بشمول خاتم النبیین ﷺ تمام انبیاء بلکہ سارے انسانوں کی حیات برزخی کے معتقد ہیں، البتہ اپنے مذکورہ بالا بیان میں بریلوی بحرالعلوم نے کہا ہے کہ بریلوی لوگ حیات برزخی کو بالکل دنیاوی زندگی کی طرح سمجھتے ہیں، جب کہ اہل حدیث اس بریلوی عقیدہ کے خلاف حیات برزخی کو حیات دنیاوی سے مختلف سمجھتے ہیں۔

بریلوی بحرالعلوم کا عام بریلویوں کی طرح ایک طرف یہ دعویٰ ہے کہ عالم برزخ میں انبیاء کرام علیہم السلام ہمارے نبی سمیت دنیاوی زندگی ہی کی طرح زندہ ہیں، مگر اپنی عادت بریلویت کے مطابق اپنی متضاد پالیسی کو برقرار رکھتے ہوئے اپنے تحریر کردہ اس عقیدہ بریلویہ کے بالکل خلاف وقطعاً برعکس یہ دعویٰ بھی کیے ہوئے ہیں کہ وفات کے بعد عالم برزخ میں آپ ﷺ کا یہ حال ہے کہ پوری دنیا کو کف دست کی طرح دیکھتے، نزدیک وقریب کی آواز سنتے، آن واحد میں تمام عالم کی سیر کرتے اور صدہا کوس پر حاجت مندوں کی حاجت روائی کرتے اور دنیا میں تصرف فرماتے اور آتے جاتے ہیں اور ہر آدمی کی موت کے بعد اس کی قبر میں بھی رہا کرتے ہیں۔

سایہ نبوی:

خوشبو سے زیادہ معطر آپ ﷺ کے پسینہ کا ثبوت تو معنوی تواتر والی احادیث سے موجود ہے، مگر فرقہ بریلویہ کا یہ دعویٰ کہ آپ کا سایہ نہیں تھا، محض مکذوب و خانہ ساز روایت پر قائم ہے اور بریلوی بحرالعلوم نے زرقانی وسیرت حلبیہ والے کا یہ قول بطور حجت نقل کیا ہے کہ موضوع (مکذوب وخانہ ساز روایت) سے باب فضائل میں بھی استدلال جائز نہیں ہے۔ (الشاہد جدید، ص: ۱۳۵)

مگر اس کے باوجود قبوری شریعت کے جملہ عقائد ونظریات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ خاتم النبیین و رحمۃ للعالمین جناب محمد رسول ﷺ کا سایہ سورج کی دھوپ اور چاند کی چاندنی میں واقع نہیں ہوتا تھا، جس کا اصل سبب یہ ہے کہ آپ ﷺ خاکی بشر ہونے کے بجائے سراپا نور ہی نور تھے، یہ بات قبوری شریعت کے علماء مفتی کہلانے والے عام لوگوں میں سے قبوری شریعت کے ''بحرالعلوم مفتی عبدالمنان اعظمی'' نے بھی اپنی کتاب ''الشاھد'' کے ترمیم شدہ ایڈیشن میں زور وشور کے ساتھ کہی ہے۔

(ملاحظہ ہو: الشاہد کا ترمیم واضافہ شدہ ایڈیشن مطبوعہ حسن پریس دارالعلوم روڈ مئوناتھ بھنجن دسمبر ۱۹۸۷ء، ص: ۲۸)

مفتی موصوف کو ان کے حلقہ میں ''علامہ اور صاحب طرز ادیب'' بھی کہا جاتا ہے، ان بحرالعلوم علامہ و

مفتی و صاحب طرز ادیب کے طریق کار کی حقیقت سمجھنے کے لیے ان کا ذکر کردہ مذکورہ بالا نظریہ ہی ہماری پیش کردہ تفصیل کی روشنی میں کافی اور وافی ہوگا۔ ناظرین کرام غیر جانب داری کے ساتھ تعصب وحمیت جاہلیت سے اپنے کو الگ تھلگ کر کے بالکل تحقیق حق کے نقطۂ نظر سے اس بات کو ملاحظہ فرمائیں۔

سایہ نبوی کی نفی پر موضوع حدیث سے بریلوی استدلال:

دھوپ یا چاندنی میں سایہ نبوی کی نفی کے سلسلے میں قبوری شریعت کی حمایت کرتے ہوئے مصنف الشاہد یعنی بریلوی مذہب کے بحر العلوم علامہ مفتی عبدالمنان اعظمی فرماتے ہیں:

"أخرج حكيم الترمذي عن ذكوان أن رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يكن له ظل لا في الشمس ولا في القمر"

"حکیم ترمذی حضرت ذکوان سے روایت کرتے ہیں کہ سرکار مدینہ ﷺ کا سایہ نہ تو چاندنی میں نظر آتا تھا نہ دھوپ میں۔"

سید عبداللہ بن المبارک حافظ علامہ محدث ابن جوزی رحمہ اللہ تعالیٰ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

"حضور (رسول اللہ ﷺ) کا سایہ نہ تھا، ایسے ہی مدارک میں حضرت عثمان سے مروی ہے۔"

(الشاہد کا ترمیم شدہ واضافہ کردہ تازہ ایڈیشن: ۲۸ وقدیم مختصر ایڈیشن: ۲۱، ۲۲)

ہم کہتے ہیں کہ جس حکیم ترمذی کے حوالہ سے مصنف الشاہد اور ان کے ہم جنس لوگوں نے مذکورہ روایت کو نقل کر کے دلیل و حجت اور اپنی خود ساختہ قبوری شریعت کی بنیاد بنایا ہے، وہ بذات خود ایک عجوبہ روزگار آدمی تھے، تقریباً ۲۲۹ھ، ۲۳۰ھ میں پیدا ہوئے، ۳۱۹، ۳۲۰ھ میں فوت ہوئے۔ موصوف حکیم ترمذی کا نام محمد بن علی بن حسن بن بشیر ترمذی موذن ہے، حکیم ان کا لقب ہے اور کنیت ابوعبداللہ ہے، موصوف کی تصنیف کردہ متعدد بڑی بڑی ضخیم کتابیں ہیں، جن میں سے مشہور ترین کتابیں "نوادر الأصول في معرفة أخبار الرسول" اور "ختم الولاية وغلل الشريعة" ہیں، تاریخ حلب کے مصنف قاضی کمال الدین بن العدیم نے اپنی کتاب "الملحة في الرد على أبي طلحة" میں لکھا ہے کہ موصوف حکیم ترمذی اہل حدیث میں سے نہ تھے۔ یعنی فن حدیث سے واقف نہیں تھے، انہیں روایت حدیث کے فن سے کوئی واسطہ نہیں تھا اور انہیں علم و معرفت سے آشنائی نہیں تھی۔ موصوف حکیم ترمذی کو صرف صوفیا کے اشارات وغوامض وطریق کار اور دعویٰ کشف سے لگاؤ تھا، وہ فقہاء کرام کے طور وطریق سے خارج اور الگ تھلگ تھے اور اپنے طور و طریق کی بنا پر ائمہ کرام، فقہاء عظام و عام صوفیاء کے طعن و تجریح کے نشانہ بنے، ان سارے حضرات نے

موصوف حکیم ترمذی کو ناپسندیدہ قرار دے کر اہل علم کی صف سے خارج کر دیا، اہل علم کا کہنا ہے کہ موصوف حکیم ترمذی نے علم شریعت میں ایسی باتیں تحریری وتقریری طور پر داخل وشامل کر دی ہیں، جو جماعت اہل علم کے طریق کے برعکس ہیں، نیز اپنی اذیت ناک وخوفناک کتابوں کو موصوف حکیم ترمذی نے خانہ ساز وضعی روایات سے بھر رکھا ہے اور موصوف نے اپنی تصانیف کو ایسی مرویات سے پر کر رکھا ہے۔ جن کا معنی ومفہوم سمجھ میں نہیں آتا، موصوف کی تعلیل بہت زیادہ کمزور اور واہی وتباہی ہے۔ انتهى ما قال ابن العديم.

موصوف حکیم ترمذی پر ان کے اہل وطن نے فتوی کفر بھی عائد کیا تھا، کیونکہ بہت ساری باتوں کے ساتھ وہ نبوت پر ولایت کو فوقیت دیتے تھے۔ (نقله السبكى)

ناظرین کرام ملاحظہ فرمائیں کہ جس حکیم ترمذی کے حوالہ سے مصنف الشاہد اور ان کے ہم خیال لوگوں نے زیر نظر روایت کو اپنے نظریہ کی اساس بنا رکھا ہے، ان کا کیا حال ہے؟

حافظ ابن حجر عسقلانی نے اگرچہ ابن العدیم کے مذکورہ بالا بیان کو مبالغہ آمیز بتلایا ہے، مگر ابن العدیم نے مذکورہ بالا بات باعتراف حافظ ابن حجر اپنی طرف سے نہیں کہی ہے، بلکہ ائمہ فقہاء وصوفیاء کرام کے حوالہ سے کہی ہے، بایں ہمہ حافظ ابن حجر نے ائمہ فقہاء وصوفیا کرام کے حوالہ سے ابن العدیم کی کہی ہوئی اس بات کی تغلیط وتردید نہیں کی بلکہ موصوف حافظ ابن حجر معترف ہیں کہ اپنی جلالت کے باوجود (یعنی علامہ کی نظر میں جلیل القدر ہونے کے باوجود) موصوف حکیم ترمذی کا کوئی تشفی بخش ترجمہ وتعارف میں نہ پا سکا، البتہ حافظ ابن حجر نے امام ابونعیم اصفہانی سے صرف اتنی بات نقل کی ہے کہ حکیم ترمذی حدیث کے سلسلے میں کثیر تصانیف کیے ہوئے ہیں اور وہ تابع اثر یعنی حدیث کی پیروی کرنے والے اور طریق مستقیم پر چلنے والے اور اہل سنت کے مخالف مرجئہ وغیرہ جیسے فرق باطلہ پر رد کرنے والے تھے۔ [1]

ہم کہتے ہیں کہ حدیث یا کسی اور موضوع پر کثیر التصانیف ہونے اور مسلکاً اثری (سلفی) ہونے اور فرق باطلہ کے خلاف رد وقدح کرنے اور طریق مستقیم پر چلنے سے حکیم ترمذی کے خلاف ابن العدیم کی لکھی ہوئی باتوں کی تغلیط نہیں ہوسکتی، واقدی وغیرہ جیسے اشخاص کا حدیث وغیرہ میں کثیر التصنیف اور فرق باطلہ کا مخالف ہونا معلوم ومعروف بات ہے، مگر اس کے باوصف ان کا پایۂ ثقاہت ومقام اعتبار ظاہر وباہر ہے۔ پھر جو شخص نبوت پر ولایت کو فائق وراجح بتلائے اس کا اثری المذہب ہونا ناقابل تسلیم ہے، پھر جو شخص رائے

[1] لسان الميزان (٥/ ٣٠٩) وطبقات كبرى الشافعيه للسبكى، ترجمه حكيم ترمذى و حلية الأولياء وغيره.

پرست ہونے کے سبب بلخ کے اہل امراء کے یہاں لائق تکریم ہو جیسا کہ خود حافظ ابن حجر نے سلمی سے نقل کیا ہے، اسے تابع اثر (اثری المذہب) کہنا عجوبہ ہے۔ ان باتوں کے باوصف کسی ماہر فن معاصر امام جرح و تعدیل سے حکیم ترمذی کی توثیق ثابت نہیں ہے، اور ثبوت توثیق کے بعد ہی موصوف پر وارد شدہ تجریح کے مدفوع ہونے پر غور کیا جا سکتا ہے۔ علاوہ ازیں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور ان کے صاحبزادے شاہ عبدالعزیز دہلوی نے بالصراحت ترمذی کی کتاب نوادر الاصول (جس کے حوالہ سے زیر نظر روایت نقل کی جاتی ہے) کے بارے میں فرمایا ہے کہ اس میں منقول شدہ اکثر روایات غیر معتبر و موضوع و مکذوب ہیں۔
(بستان المحدثین فارسی مطبوعہ لاہور: ۶۳ و اردو ایڈیشن: ۱۰۳)

طبقات شعرانی میں صراحت ہے کہ حکیم ترمذی نے خود کہا کہ میں نے اپنی کتابیں تامل و تدبر اور غور و فکر کے بغیر اس خیال سے لکھی ہیں کہ انہیں کوئی میری طرف منسوب نہیں کرے گا، میں نے بحالت کبیدگی یہ کتابیں اپنی تسلی و تسکین اور تفریح طبع کے لیے لکھی ہیں، لہٰذا یہ کتابیں مسودہ کی انواع میں داخل ہیں، جن پر نظر ثانی، تہذیب و تنقیح کی ضرورت ہوا کرتی ہے اور ان میں حذف و اسقاط اور اصلاح کی بھی حاجت ہے۔ انتھی کلامہ

اس کا حاصل یہ ہے کہ حکیم ترمذی کی کتاب نوادر الاصول کی کسی روایت کو تنقیح و تمحیص کے ذریعہ جانچ پرکھے بغیر حجت بنانا درست نہیں ہے، مگر قبوری شریعت عرف رضا خانی مذہب کے اہل قلم نے اسے بلا تامل و بلا تکلف حجت بنا لیا ہے۔

اس تفصیل سے ظاہر ہے کہ حکیم ترمذی کی کتاب نوادر الاصول بذات خود معتبر نہیں، بایں ہمہ نوادر الاصول میں زیر نظر روایت کی مذکور شدہ سند اس طرح لکھی ہوئی ہے۔

"عبدالرحمن بن قيس الزعفراني عن عبدالملك بن عبدالله بن الوليد عن ذكوان." الخ (خصائص الكبرى: ۱/ ۶۸)

عبدالرحمٰن بن قیس زعفرانی کذاب کا تعارف و ترجمہ:

عبدالرحمٰن بن قیس زعفرانی ابو معاویہ واسطی کذاب، وضاع، متروک، ذاهب الحدیث، لیس بشیٔ اور ساقط الاعتبار راوی ہے۔[1]

[1] المجروحين لابن حبان (۲/ ۵۹) ميزان الاعتدال، ج: ۲، الضعفاء الكبير للعقيلي (۲/ ۳۴۲) تهذيب التهذيب (۶/ ۲۳۲) مناهل الصفا في تخريج أحاديث الشفا للسيوطي (ص: ۷) قانون الموضوعات والضعفاء للعلامة طاهر الفتني (ص: ۲۶۹) وغیرہ۔

اس کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ زعفرانی مذکور کی جس روایت کو قبوری شریعت کے اہل قلم بشمول مصنف الشاہد نے دلیل و حجت بنا رکھا ہے، وہ مکذوبہ، خانہ ساز اور سرتاسر جھوٹ و دروغ ہے، اور یہ معلوم ہے کہ جو مکذوبہ و خانہ ساز وضعی روایت نبی معصوم خاتم النبیین محمد ﷺ کی طرف کسی کذاب و وضاع نے منسوب کر رکھی ہو، اسے حجت و دلیل بنا لینے والے بذات خود کذاب و دروغ باف ہیں، جس کا لازمی مطلب یہ ہے کہ زعمائے قبوری شریعت حقیقی اسلامی شریعت کی نظر و نگاہ میں جھوٹے ہیں اور جھوٹ کو دین وایمان وعقیدہ قرار دینے پھر لوگوں میں اس جھوٹ کی نشر واشاعت کرنے کے مجرم اور امت کو دھوکہ وفریب میں مبتلا کرنے کے مرتکب ہیں۔ اس سے قبوری شریعت کے قائدین کی حقیقت ظاہر اور واضح ہو جاتی ہے، مگر بصیرت و بصارت اور عقل و دانش سے محروم لوگوں کو اس کا شعور و احساس و ادراک نہیں ہو پا رہا ہے۔ اس زعفرانی کذاب نے اپنی جعلی و بناوٹی اور اختراعی سنت کے ذریعہ ذات نبوی کی طرف ایسی بات منسوب کر رکھی ہے، جو امر واقع اور ثابت شدہ حقائق کے بالکل برعکس و برخلاف بھی ہے، جیسا کہ آنے والی تفصیل سے معلوم ہو جائے گا۔
اس زعفرانی کذاب کی ذات نبوی کی طرف منسوب کردہ یہ بات ظاہر کرتی ہے کہ لوگوں کو گمراہ کرنے اور غلط عقیدہ میں ڈالنے اور حقیقی اسلام کو مسخ کرنے اور اسلامی تعلیمات کو مکدر و گندلا بنانے کے ناپاک عزائم کے تحت ایجاد و اختراع ہے، جس کا مقصد یہ ہے کہ نصوص صریحہ سے ثابت شدہ اس حدیث سے لوگوں کو دور کر کے غیر اسلامی عقیدہ و نظریہ سے وابستہ کر دیا جائے اور قبوری شریعت کے اس پروپیگنڈہ کو بھی کامیاب بنا دیا جائے کہ خاتم النبیین محمد ﷺ خاکی بشر اور انسانی مخلوق ہونے کے بجائے سراپا نور ہی نور تھے، اسی طرح کے اکاذیب پر قبوری شریعت عرف رضا خانی شریعت عرف بریلوی شریعت قائم ہے، ان اکاذیب کے ساتھ بعض مبنی بر صداقت باتوں اور نصوص کتاب وسنت کو بھی اس شریعت میں کسی خاص مصلحت و داعیہ کے تحت داخل و شامل کر لیا گیا ہے، جیسا کہ عام باطل پرستوں کا شیوہ وشعار ہے۔

جس حنفی مذہب کا پیروکار بریلوی لوگ اپنے کو کہتے ہیں اس کے سرکردہ امام ملا علی قاری شارح مشکوۃ فرماتے ہیں کہ زعفرانی کذاب نے اس خانہ ساز روایت کی ترویج واشاعت اور تحدیث کے لیے اس روایت کو بیان کرنے میں جس شخص کو اپنا استاذ و شیخ بتلایا ہے، یعنی عبدالملک بن عبداللہ بن ولید وہ مجہول راوی ہے۔
(شرح شفاء از ملا علی قاری: ۲/۷۵۳)

ہمارے نزدیک عبدالملک بن عبداللہ بن ولید کا کوئی وجود ہی نہیں تھا، بلکہ ایک فرضی آدمی کے نام سے

زعفرانی کذاب نے اپنی اختراعی بات لوگوں میں رائج کر دی، یعنی یہ ایک اختراع کردہ فرضی نام ہے، جس کے نام سے یہ بیہودہ بات ذات نبوی کی طرف منسوب کر دی گئی ہے۔

مرسل حدیث حجت نہیں:

زعفرانی کذاب نے اپنی اختراعات سے اس اختراع کو بواسطہ عبدالملک، ذکوان تابعی کی طرف مرسلاً منسوب کیا ہے، غالباً یہ زعفرانی کذاب اس بات سے ناواقف تھا کہ اسلام میں از روئے تحقیق مرسل روایت حجت و معتبر نہیں ہوتی، ورنہ یہ ناخدا ترس کذاب آدمی اسے ضرور ہی متصلا بیان کرنے کی جرأت و جسارت کر ڈالتا۔ یہ معلوم ہے کہ تابعی اسے کہتے ہیں جسے حالت ایمان میں ہمارے رسول ﷺ کو دیکھنے، آپ ﷺ سے ملنے اور آپ ﷺ سے سماع حدیث کا موقع نہ مل سکا ہو، مگر کسی صحابی کو وہ دیکھ سکا ہو، خواہ وہ عہد نبوی میں بالغ یا نابالغ رہا ہو یا وفات نبوی کے بعد پیدا ہوا ہو، تابعی کی مفصل تعریف ہماری کتاب "اللمحات إلى ما في أنوار الباري من الظلمات" (۲/ ۲۴۳ تا ۲۶۲) میں ملے گی۔

ظاہر ہے کہ جس شخص نے ہمارے رسول اللہ ﷺ کو نہ دیکھا ہو، اسے از خود یہ نہیں معلوم ہوسکتا کہ آپ ﷺ کا سایہ دھوپ یا چاندنی میں واقع ہوا کرتا تھا یا نہیں۔ یہ بات اسے کسی دوسرے ذریعہ ہی سے معلوم ہوسکتی ہے اور اس پر از روئے اصول روایت یہ بتلانا ضروری تھا کہ جس واسطہ و ذریعہ سے اس کو ذات نبوی کی بابت یہ بات معلوم ہوئی، اس کا وہ ذکر کرے، وہ واسطہ اگر معتبر ہے تو اس کی بیان کردہ روایت قابل قبول ہے ورنہ نہیں، اگر اس نے واسطہ کا ذکر نہیں کیا تو اس کی بیان کردہ روایت کی سند مجہول ہے، اس لیے وہ مجہول السند روایت ساقط الاعتبار ہے۔ تابعی کی بیان کرہ مرسل روایت اگرچہ اس مذہب میں مقبول ہے جس کی طرف بریلوی لوگ اپنے آپ کو منسوب کرتے ہیں، یعنی حنفی مذہب میں تابعی کی مرسل روایت مقبول و معتبر ہے، جبکہ وہ نص قرآنی اور متصل السند صحیح الاسناد روایت کے خلاف نہ ہو، مگر از روئے تحقیق اسلام میں تابعی کی مرسل روایت مطلقاً غیر مقبول ہے، البتہ اگر اس مرسل روایت کے اندر کچھ ایسے شرائط پائے جا رہے ہوں جو کتب اہل علم میں مذکور ہیں، تو انہیں مقبول مانا جا سکتا ہے، بشرطیکہ وہ کسی ثابت شدہ نص کے خلاف نہ ہو، اس کی تفصیلی تحقیق ہماری کتاب "اللمحات" جلد اول میں ہے، مگر اس بات پر تمام اہل اسلام متفق ہیں کہ کسی کذاب و وضاع و متروک و ساقط الاعتبار راوی کی بیان کردہ مرسل روایت مقبول نہیں، بلکہ مردود و ناقابل قبول ہے، اس سے لازم آتا ہے کہ زعفرانی کذاب کی بیان کردہ اس مرسل روایت کو دلیل و حجت بنا کر فرقہ

بریلویہ وگروہ رضا خانیہ اور وابستگانِ قبوری شریعت نے اہل اسلام کے اجماعی موقف کی خلاف ورزی کی ہے اور یہ لوگ خرقِ اجماع کے مرتکب ہوئے ہیں، بایں ہمہ اپنے حق پرست وحق پسند ہونے کا پروپیگنڈہ کرتے ہیں۔ سیعلمون الذين ظلموا أي منقلب ينقلبون.

اس روایت کی سند کے اندر پائی جانے والی مذکورہ بالا علتوں کے ساتھ مزید ایک علت یہ بھی ہے کہ حکیم ترمذی اور عبدالرحمٰن بن قیس زعفرانی کذاب کے درمیان والے رواۃ معلوم نہیں اور اس روایت کے ساقط و معلول ہونے کی یہ بھی ایک بھاری علت ہے، اتنی ساری علل قادحہ کی حامل سند والی روایت کو فرقہ بریلویہ کا دلیل قرار دے لینا اس کی امانت و دیانت کی حقیقت ظاہر کر دیتا ہے۔

مصنف ''الشاہد'' نے نہ جانے کیوں اپنی اس مستدل روایت کا وہ لفظ نہیں نقل کیا جو قاضی عیاض کی کتاب ''الشفا'' میں مذکور ہے، یعنی ''لا ظل لشخصه في شمس ولا قمر لأنه كان نوراً'' جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ''دھوپ اور چاندنی میں ذات نبوی کا سایہ اس لیے نہیں واقع ہوتا تھا کہ آپ سراپا نور تھے۔''
(شفا مع شرح ملا علی قاری، ص: ۷۵۳)

حالانکہ ان الفاظ کے ساتھ اس روایت کو نقل کرنا بریلوی پالیسی سے زیادہ موافقت رکھتا ہے، بریلوی پالیسی میں یہ بات بھی داخل ہے کہ ذات نبوی کو خاکی بشر وانسانی مخلوق تسلیم کرنے کے بجائے سراپا نور قرار دیا جائے، اس لیے شفا والے الفاظ مذکورہ بریلوی پالیسی کے زیادہ موافق تھے، مگر پتہ نہیں کہ الفاظ شفا نقل کرنے کو مصنف ''الشاہد'' نے اس جگہ کیوں نظر انداز کر دیا؟

شفا والی روایت میں ذات نبوی کا سایہ نہ ہونے کی تعلیل وتوجیہہ یہ بتلائی گئی ہے کہ آپ ﷺ سراپا نور تھے، مگر جس مدارک کے حوالہ سے مصنف الشاہد نے یہ روایت نقل کی ہے، اس کے الفاظ یہ ہیں:

> ''قال عثمان رضي الله عنه: إن الله ما أو قع ظلك على الأرض لئلا يضع إنسان قدمه على ذلك الظل''
>
> یعنی اللہ تعالیٰ ہمارے رسول ﷺ کا سایہ زمین پر اس لیے نہیں پڑنے دیتا کہ کہیں کوئی آدمی آپ ﷺ کے سایہ مبارک پر اپنا پاؤں نہ رکھ دے، جس سے اس کی توہین ہو جائے۔ (تفسیر مدارک)

سایہ رسول ﷺ کی نفی کرنے والی حدیث کے مضمون میں تعارض:

اس روایت کے دونوں قسم کے الفاظ معنوی طور پر مختلف مفہوم کے حامل ہیں، ایک میں سایہ نبوی زمین

پر نہ واقع ہونے کا سبب یہ بتلایا گیا ہے کہ آپ ﷺ سراپا نور تھے، اس لیے آپ ﷺ کا سایہ قدرتی طور پر تھا ہی نہیں، اور دوسری کا مفاد یہ ہے کہ آپ کا سایہ زمین پر اللہ تعالیٰ اس لیے نہیں واقع ہونے دیتا تھا کہ کہیں کسی آدمی کا پاؤں آپ ﷺ کے سایۂ مبارک پر پڑ کر موجب توہین نہ ہو۔ مصنف الشاہد اور بریلوی فرقہ کی مستدل ان دونوں روایات کے مضمون میں واضح طور پر معنوی و حقیقی تضاد و تعارض ہے، شاید اسی وجہ سے مصنف الشاہد نے دونوں کے پورے الفاظ نقل نہیں کیے یا وہ خود اس کی وجہ جانتے ہوں گے، مگر فرقہ بریلویہ منجملہ مصنف الشاہد بہر حال ان دونوں متضاد المعانی روایتوں کو دلیل و حجت بناتے ہیں، حالانکہ دونوں کی دونوں مکذوب و موضوع، خانہ ساز اور من گھڑت ہیں اور ثابت شدہ حقائق کے خلاف و مضاد بھی۔

خصائص کبریٰ (۱/ ۶۸) میں بحوالہ حکیم ترمذی اس روایت کے یہ الفاظ درج ہیں:

"إن رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يكن يرى له ظل في شمس، ولا في قمر، ولا أثر لقضاء حاجته."

''یعنی سایۂ نبویہ نہ دھوپ میں دکھائی پڑتا تھا، نہ چاندنی میں اور نہ آپ ﷺ کے قضائے حاجت کا کوئی نشان واثر ہی نظر آتا تھا۔''

یہ نہیں معلوم ہوسکا کہ بریلوی فرقہ کے اتنے اہم بحر العلوم علامہ مفتی مصنف الشاہد عبدالمنان اعظمی نے اس روایت کے الفاظِ مذکورہ اپنی کتاب الشاہد میں کیوں نقل نہیں کیے، جبکہ پورے الفاظ نقل کیے بغیر موصوف نے اپنے ہم مذہب اہل قلم کی طرح اس روایت کو دلیل و حجت اور دین وایمان قرار دے رکھا ہے، البتہ ہم کو یہ معلوم ہے کہ یہ روایت اپنے جملہ الفاظ سمیت مکذوب و خانہ ساز و موضوع واختراعی ہے اور حنفی مذہب کے امام علامہ ملا علی قاری نے اپنی کتاب موضوعاتِ کبیر میں صراحت کر رکھی ہے کہ:

"اتفق علماء الحديث على أنه لا يحل رواية الموضوع في أي معني كان إلا مقرونا ببيان وضعه بخلاف الضعيف فإنه يجوز روايته في غير الأحكام والعقائد."[1]

یعنی علمائے محدثین کا اس بات پر اجماع و اتفاق ہے کہ حدیث موضوع کا بیان کرنا حلال نہیں بلکہ حرام ہے، مگر صرف اس صورت میں کہ اس کا موضوع و مکذوب ہونا ظاہر کر دیا جائے اس کے برعکس ضعیف حدیث کو احکام وعقائد کے علاوہ دوسرے ابواب میں روایت کر سکتے ہیں۔

[1] موضوعات الكبير للملا علي قاري (ص: ٩)

ہم دیکھتے ہیں کہ بریلوی فرقہ کے اساطین وزعماء اس مکذوب روایت کو اپنے نظریات کی دلیل و حجت کے طور پر فخر کے ساتھ نقل کرتے ہیں اور اس بات کی طرف بھول کر بھی اشارہ نہیں کرتے کہ یہ روایت خانہ ساز اور جھوٹ کا پوٹ ہے، جس کا دوسرا مطلب یہ ہوا کہ بقول ملا علی قاری حنفی بریلوی لوگوں نے اجماع امت کے خلاف دوسرا اختراعی طریقہ اختیار کر رکھا ہے۔

بریلویوں کی دلیل و حجت بنائی ہوئی یہ متضاد معانی کی حامل وضعی و اختراعی روایت بہر طور ثابت شدہ حقائق اور نصوص شرعیہ کے خلاف ہونے کے سبب قطعی طور پر اس لائق ہے کہ ہر مسلمان اسے مکذوب قرار دے کر رد کر دے۔

بریلویوں کی مستدل روایت حقائق ثابتہ کے خلاف ہے:

یہ حقیقت مشاہدہ کے طور پر تمام لوگوں کے سامنے موجود ہے کہ زمین و آسمان میں پائی جانے والی تمام مخلوق کا سایہ ہوا کرتا ہے، حتی کہ یہ معلوم ہے کہ فرشتے نورانی مخلوق ہیں اور وہ نور سے پیدا کیے گئے ہیں، جیسا کہ فرمان نبوی ہے:

"خلقت الملائکة من نور، وخلق الجان من مارج من نار، وخلق آدم مما وصف لکم." [1]

"فرشتے نور سے پیدا کیے گئے اور جنات آگ سے اور انسان مٹی سے پیدا کیے گئے۔"

نوری مخلوق فرشتوں کا بھی سایہ ہوتا ہے:

مذکورہ بالا حدیث نبوی متواتر المعنی اور اس بات کی نص قاطع ہے کہ ملائکہ یعنی فرشتے نوری مخلوق ہیں، مگر سراپا نوری مخلوق ہونے کے باوجود نص قطعی سے ثابت ہے کہ فرشتوں کا سایہ ہوا کرتا ہے، چنانچہ امام بخاری نے اپنی صحیح میں ایک باب یہ قائم کیا ہے "باب ظل الملائکة علی الشھید" یعنی اس باب میں اس بات کا ذکر ہے کہ شہید پر ملائکہ یعنی فرشتے سایہ فگن ہوتے ہیں۔ پھر اس باب کے تحت حضرت جابر بن عبداللہ انصاری سے مروی شدہ ایک حدیث منقول ہے، جس کا ایک ٹکڑا یہ ہے کہ ہمارے رسول ﷺ فرماتے ہیں:

"ما زالت الملائکة تظله بأجنحتها." [2]

---

[1] صحیح مسلم و البدایہ والنھایہ (۱/ ۵۷، ۵۸)

[2] صحیح البخاري مع فتح الباري (۷/ ۳۲ و ۷/ ۳۷٤ و ۳/ ۱۱٤) و صحیح مسلم و عام کتب حدیث.

''تمہارے باپ عبداللہ انصاری پر (جو غزوہ احد میں شہید ہوگئے) فرشتے اپنے پروں اور بازوؤں کا سایہ کیے ہوئے تھے۔''

یہ حدیث نبوی بھی متواتر المعنی ہے اور اس امر کی دلیل قاطع ہے کہ نوری مخلوق فرشتوں کے بھی سایہ ہوا کرتے ہیں۔ دریں صورت اگر یہ بریلوی پروپیگنڈہ صحیح تسلیم کر لیا جائے کہ ہمارے رسول ﷺ نوری مخلوق ہیں تو اس مفروضہ سے بھی لازم نہیں آتا کہ آپ کا سایہ دھوپ اور چاندنی میں واقع نہیں ہوتا تھا۔ اس حقیقت ثابتہ سے بریلوی شریعت کی اس خود ساختہ بات کی بھرپور تکذیب ہوتی ہے کہ ذات نبوی کا سایہ اس لیے دھوپ یا چاندنی میں واقع نہیں ہوتا تھا کہ آپ ﷺ نوری مخلوق اور سراپا نور ہی نور تھے، اتنی واضح بات اور نصوص قاطعہ و دلائل ساطعہ کے خلاف خانہ ساز اکاذیب کی بنیاد پر بریلوی فرقے کا اس عقیدہ باطلہ کو دین و ایمان قرار دے دینا کیا معنی رکھتا ہے کہ آپ ﷺ کا سایہ نہیں تھا؟ پھر کبھی یہ کہنا کہ آپ ﷺ چونکہ نور تھے، اس لیے آپ کا سایہ نہیں تھا اور کبھی یہ کذب بیانی کرنا کہ چونکہ اس بات کا خطرہ تھا کہ اگر آپ ﷺ کا سایہ زمین پر واقع ہو تو کسی آدمی کا پاؤں آپ کے مبارک سایہ پر پڑ جائے اس لیے آپ کا سایہ زمین پر اللہ تعالیٰ واقع نہیں ہونے دیتا تھا، دو متضاد باتیں ہیں، مگر اپنے عقیدہ و نظریہ کا یہ تضاد و تعارض اس فرقہ کو نظر نہیں آتا، یہ معلوم ہے کہ سورج و چاند نور بخشنے والی مخلوق ہے، ان کا سایہ (عکس) بھی پانی میں واقع ہوتا ہے اور یہ معلوم ہے کہ زمین کا اکثر و بیشتر حصہ پانی سے بھرا ہوا ہے کہ بڑے بڑے سمندر، دریا، چشمے، آبشار، تالاب، جھیلیں روئے زمین پر موجود ہیں۔

بریلوی شریعت اور ہندوؤں کا نظریہ اوتار:

سینکڑوں قرآنی آیات و احادیث نبویہ میں ہمارے رسول ﷺ سمیت تمام انبیاء کرام کو خاکی بشر نہایت صراحت اور وضاحت کے ساتھ کہا گیا ہے اور سب کو مٹی سے بنے ہوئے آدم علیہ السلام کی اولاد کہا گیا ہے، مگر اسلام کے خلاف ایجاد شدہ قبوری شریعت کا عقیدہ و بیان یہ ہے کہ ہمارے رسول ﷺ کو خاکی بشر کہنا بے دین لوگوں کا کام ہے، ایسے لوگ وہابی بمعنی کافر و بے دین ہیں۔ (عام کتب بریلویہ)

قبوری شریعت، اسلامی شریعت کے برخلاف ہمارے رسول ﷺ کو بشر کے بجائے نور محض کہتی ہے، اپنے اس موقف کے ثبوت میں بطور دلیل کذابین اور وضاعین کے گھڑے ہوئے اکاذیب کو نبی معصوم ﷺ کی طرف زبردستی منسوب کر کے وابستگان قبوری شریعت نے کہہ دیا ہے کہ یہ ساری باتیں احادیث نبویہ و

نصوص شرعیہ ہیں۔ (عام کتب بریلویہ)

نبی معصوم ﷺ کو خاکی بشر کے بجائے نوری مخلوق کہنے ہی پر پیروان قبوری شریعت نے اکتفا نہیں کیا، بلکہ یہ بھی کہا کہ آپ ﷺ اللہ کی نوری ذات کے ایک جزو ہیں۔ (عام کتب بریلویہ)

اس طرح قبوری شریعت والوں نے عام مشرکین کے نظریہ اوتار کو اپنا دین و ایمان قرار دے لیا، جس کا معنی و مفہوم مشرکین یہ بتلاتے ہیں کہ اوتار لینے والے انسان نما دیوتا اللہ رب العالمین کے ایک جزو ہوا کرتے ہیں۔ (عام کتب ہنود)

حالانکہ اس بریلوی نظریہ وعقیدہ کو قرآن مجید نے سراسر کفر قرار دیتے ہوئے صاف صاف کہا:

﴿وَجَعَلُوْا لَهٗ مِنْ عِبَادِهٖ جُزْءًا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ مُّبِيْنٌ﴾ [الزخرف: ١٥]

یعنی منحرف و کافر لوگوں نے اللہ کے بندوں ہی میں سے کچھ بندوں کو اللہ تعالیٰ کا جزو قرار دے لیا، یقیناً اس طرح کے انسان بلا شبہ کھلے ہوئے بہت زیادہ کافر ہیں۔

کیا محمد ﷺ نور الٰہی تھے؟:

قبوری شریعت میں اس مکذوب بات کو فرمان نبوی و حدیث مصطفوی قرار دے لیا گیا ہے:

"أنا من نور الله" یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کے نور کا ایک جزو ہوں۔
(عام کتب بریلویہ و کتب احادیث موضوعہ)

حنفی مذہب کے معروف امام ملا علی قاری اور شیخ عبدالحی وغیرہ نے اس طرح کی وضعی روایات کو موضوع و مکذوب و اختراعی قرار دیا ہے۔ [1]

سایہ نبوی کا انکار قرآنی نصوص کی خلاف ورزی ہے:

قرآن مجید میں صراحت ہے:

﴿اَوَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ يَّتَفَيَّؤُا ظِلٰلُهٗ عَنِ الْيَمِيْنِ وَ الشَّمَآئِلِ سُجَّدًا لِّلّٰهِ وَ هُمْ دٰخِرُوْنَ﴾ [النحل: ٤٨]

یعنی کہ لوگ اس بات کا مشاہدہ کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ ہر مخلوق کا سایہ دائیں جانب اور

[1] ملاحظہ ہو: الآثار المرفوعة في الأخبار الموضوعة للشيخ عبدالحي فرنگی محلی (ص: ٢٧٠) و موضوعات کبیر للملا علي قاری (ص: ٢٤)

بائیں جانب سے پوری خاکساری کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے لیے سجدہ ریز ہوا کرتا ہے۔

قرآن مجید کی یہ آیت مبارکہ اس امر پر نص قاطع ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ہر مخلوق کا سایہ موجود ہوتا ہے اور یہ معلوم و معروف حقیقت ہے کہ ہمارے رسول ﷺ بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سے ایک مخلوق ہیں، اگرچہ اللہ تعالیٰ کے بعد عظمت و بلندی سب سے زیادہ آپ ہی کے لیے خاص ہے۔ ع

بعد از خدائے بزرگ توئی قصہ مختصر

اس نص قاطع کا لازمی مطلب ہے کہ ہمارے رسول ﷺ کا سایہ تھا۔ قرآن مجید کے اس حکم عام سے کسی مخلوق کا مستثنیٰ ہونا کسی بھی شرعی دلیل سے ثابت نہیں اور بلا دلیل استثناء نص عام و مطلق کو علی العموم وعلی الاطلاق حجت ماننا اور اسی کو دین و ایمان قرار دینا ہر شخص پر فرض و لازم ہے، اس سے انحراف اللہ و رسول ﷺ کی اطاعت نہیں بلکہ بغاوت و شرارت ہے۔

قرآن مجید کی ایک دوسری آیت کریمہ میں اس طرح صراحت ہے:

﴿وَ لِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْأَرْضِ طَوْعًا وَّ كَرْهًا وَّ ظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَ الْأٰصَالِ﴾ [الرعد: ۱۵]

یعنی آسمانوں و زمین میں پائی جانے والی تمام مخلوقات طوعاً و کرہاً اللہ تعالیٰ کے سامنے سپر انداز و سجدہ ریز ہیں اور ان ساری مخلوقات کے سائے بھی صبح و شام ہمہ وقت سجدہ ریز رہا کرتے ہیں۔

یہ معلوم ہے کہ ہمارے رسول ﷺ بھی زمین میں پائے جانے والی اللہ تعالیٰ کی ایک مخلوق تھے اور معراج کے موقع پر آپ ﷺ آسمان پر بھی بلکہ اس سے اوپر گئے تھے، جس کا لازمی مطلب یہ ہوا کہ آپ ﷺ کا بھی سایہ تھا، جو اللہ تعالیٰ کے لیے سجدہ ریز رہا کرتا تھا۔

قرآن مجید کے اس حکم عام و ارشاد مطلق سے کسی بھی مخلوق کا مستثنیٰ ہونا کسی بھی شرعی دلیل سے ثابت نہیں، اس لیے محض کذب و افترا و جھوٹ کی بنیاد پر اس عموم قرآنی اور اطلاق فرقانی کے خلاف قبوری شریعت میں اگر یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ رسول معصوم علیہ السلام کا سایہ نہیں تھا تو اسلام سے منحرف تمام خانہ ساز مذاہب و ادیان کا شیوہ و شعار ہی یہ رہا ہے کہ نصوص قرآن و سنت اور اسلامی تعلیمات و تصریحات کے خلاف خانہ ساز اختراعی نظریات و عقائد کو اپنا دین و ایمان قرار دیں۔

سایہ نبوی پر دلالت کرنے والی حدیث صحیح:

امام عبداللہ بن احمد بن حنبل (امام احمد کے صاحبزادے) نے زوائد مسند احمد میں کہا ہے:

"حدثني أبي ثنا عفان قال ثابت عن شميسة عن عائشة قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم في سفر، فاعتل بعير لصفية، وكان مع زينب فضل، فقال لها رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن بعير صفية قد اعتل فلو أعطيتها بعيراً لك، قالت: أنا أعطي هذه اليهودية؟ فغضب رسول الله صلى الله عليه وسلم، وهجرها بقية ذي الحجة ومحرم وصفر وأياما من شهر ربيع الأول حتى رفعت متاعها وسريرها فظنت لا حاجة له فيها، فبينما هي ذات يوم قاعدة بنصف النهار إذا رأت ظله قد أقبل فأعادت سريرها ومتاعها."[1]

مذکورہ بالا حدیث کے پورے الفاظ ہم نے نقل کر دیے ہیں، مگر بنظر اختصار عرض ہے کہ اس حدیث کا لفظ "إذ رأت ظله قد أقبل" پوری صراحت سے دلالت کر رہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا سایہ لوگوں کے مشاہدہ میں آیا کرتا تھا۔ اس حدیث کی سند معتبر ہے اور اس کی تائید اللہ تعالیٰ کے اصول عامہ اور شریعت اسلامیہ کے نصوص قرآنیہ نیز قانون فطرت سے ہوتی ہے، اس لیے یہ حدیث بھی قبوری شریعت کے نظریہ نفی سایہ نبوی کے بالکل مخالف ہے۔

قبوری شریعت کی زیر نظر اس مکذوب وموضوع روایت کے یہ الفاظ "ولا أثر لقضاء حاجته" بھی اس بات کی غمازی کرتے ہیں کہ روایت مذکورہ مکذوب و خانہ ساز ہے، جسے اہل اسلام میں ضلالت و گمراہی پھیلانے کے لیے دشمنان اسلامی نے گھڑ لیا ہے، کیونکہ متواتر المعنی احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ آپ پیشاب و پاخانہ کے بعد استنجاء کرتے تھے، اگر آپ ﷺ کی قضاء حاجت کا کوئی نام ونشان اور اتہ پتہ نہیں رہتا تھا تو آپ ﷺ کو استنجاء کی کیا حاجت تھی؟

وطی و جماع کو بھی قضاء حاجت کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے، اگر اس کا کوئی اثر ونشان آپ ﷺ پر نہیں رہتا تھا تو متواتر المعنی احادیث نبویہ میں یہ صراحت کیوں ہے کہ آپ اپنے کپڑے سے مادہ منویہ کا ازالہ کرتے اور غسل جنابت بھی کرتے تھے؟ جس حنفی مذہب کی پیروی کا دم فرقہ بریلویہ بھرتا ہے اس نے ان

[1] مسند أحمد (٦/ ١٣٢) و معجم الأوسط للطبراني، مجمع الزوائد (٤/ ٣٢٣)

احادیث سے منی کے نجس ہونے پر استدلال کر رکھا ہے، جن میں ذکر ہے کہ دھو کر اور کھرچ کر کے نبی ﷺ اپنے ملبوسات سے منی کو زائل کرتے تھے، متواتر المعنی احادیث میں یہ بھی مذکور ہے کہ بسا اوقات آپ ﷺ رات میں کسی برتن میں پیشاب کر کے پڑا رہنے دیتے اور دن میں اسے کہیں پھینک دینے کا حکم دیتے تھے، اگر آپ کی قضائے حاجت کا اثر نہیں رہا کرتا تھا تو قرآن مجید نے آپ کو یہ حکم کیوں دیا:

﴿ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ﴾ [المدثر: ۴، ۳]

''آپ اپنے کپڑے پاک رکھیے اور نجس چیزیں ترک کیجیے۔''

یہ سارے ثابت شدہ قرآنی نصوص اور فرامین نبویہ مصنف الشاہد سمیت جملہ اساطین بریلویہ کے اس دعویٰ کی تکذیب کرتے ہیں کہ سایہ نبوی نہیں تھا، اس لیے کہ آپ ﷺ نوری مخلوق یا نور الٰہی کے جزو تھے۔

''الشاہد'' کے پہلے ایڈیشن (جس میں تاریخ طباعت ۱۹۶۰ء درج ہے، مگر ہم کو مصنف الشاہد سے یہ کتاب تقاضا ہائے بسیار کے بعد ۱۹۶۳ء میں ملی) کے رد میں اپنی لکھی ہوئی کتاب "تصحيح العقائد بإبطال شواهد الشاهد" (ص: ۱۰۷) میں ہم نے صراحت کے ساتھ فرقہ بریلویہ کے بحر العلوم علامہ مفتی عبدالمنان مصنف الشاہد سمیت تمام زعمائے بریلویت سے کہا تھا:

''سایہ نبوی نہ ہونے کی دلیل میں بریلویوں کے پاس موضوع و خانہ ساز روایت کے علاوہ کچھ اور نہیں۔'' (تصحيح العقائد، ص: ۱۰۷)

اس کے باوجود اپنے خانہ ساز مذہب کے اصول وضوابط پر عمل کرتے ہوئے فرقہ بریلویہ کے بحر العلوم علامہ مفتی عبدالمنان نے الشاہد کے دوسرے ایڈیشن میں اس موضوع و خانہ ساز روایت کو دلیل و حجت بنا لیا۔ (الشاہد کا نیا ضخیم ایڈیشن، ص: ۲۸)

جس سے پتہ چلتا ہے کہ اکاذیب ہی کو دین و ایمان قرار دے لینا بریلوی شریعت عرف قبوری شریعت کا شیوہ و شعار ہے، بریلویہ کے ان بحر العلوم علامہ مفتی نے تصحیح العقائد میں ہماری تصریح مذکورہ ملاحظہ بھی فرمائی، پھر اس کے جواب میں موصوف نے بعنوان ''پسینہ اور سایہ رسول'' کہا:

''اس سلسلہ میں مولوی رئیس کا خاص اعتراض یہ ہے کہ ان امور کو مسئلہ حاضر و ناظر سے کوئی تعلق نہیں، گزارش ہے کہ ان امور کو اس مسئلہ کے ثبوت میں پیش بھی نہیں کیا گیا ہے، ان کا حوالہ تو صرف اس لیے دیا گیا تھا کہ آپ صاحبان ہر معاملہ میں رسول اللہ ﷺ کو عام انسانوں

پر قیاس کرنا چھوڑ دیں، ان کی بارگاہ بہت عالی اور ذات نہایت بلند ہے۔"
(الشاہد کے نئے ایڈیشن کے آخری صفحہ: ۳۲۸ کا آخری پیراگراف)

سوال یہ ہے کہ اس خانہ ساز جھوٹ کو اس مقصد کے تحت بطور دلیل و حجت پیش کرنا قبوری شریعت میں جب خدمت دین و علم اور حمایت حق و صواب ہے تو خانہ ساز اکاذیب کی مذمت قبوری شریعت کے پیروکار لوگ کیوں کرتے ہیں؟ بریلویت کے بحرالعلوم نے بقول خویش اس جھوٹ کو اس لیے دلیل و حجت بنایا کہ "اہل حدیث علماء وعوام ہر معاملہ میں نبی ﷺ کو عام انسانوں پر قیاس کرنا چھوڑ دیں۔" حالانکہ بریلوی بحرالعلوم کی یہ بات بھی ان کی افترا پردازیوں اور بہتان تراشیوں اور لغوطرازیوں میں سے ہے، کیونکہ یہ بہت واضح بات ہے کہ اہل حدیث ہر معاملہ میں رسول اللہ ﷺ کو اپنے اوپر اور عام انسانوں پر قیاس کے قائل نہیں، عام انسانوں کو اہل حدیث نبی و رسول و امی نہیں مانتے، اسی طرح بہت سارے اوصاف میں آپ ﷺ کو اہل حدیث عام انسانوں سے مختلف ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں، مگر جس مذہب کی بنیاد ہی دروغ بے فروغ اور کذب بیانی پر ہو وہ جو بھی چاہے بک اور لکھ سکتا ہے، اپنے متدل اس جھوٹ کو مصنف الشاہد اور ان کے ہم عقیدہ لوگوں نے مسئلہ حاضر و ناظر کی تمہید و بنیاد ضروری بنائی ہے، جس پر عقیدہ مذکورہ کی عمارت کھڑی کرنے کے لیے راستہ ہموار کیا ہے، اس جھوٹ کے علاوہ متعدد دوسرے جھوٹ بھی اس مقصد کے تحت اس فرقہ نے استعمال کیے ہیں۔ كما لا يخفىٰ على أهل النظر.

جھوٹ کی قباحت کا بریلوی اعتراف:

ایسی بات بھی نہیں کہ بریلویہ کے بحرالعلوم صاحب جھوٹ و موضوع روایت کی قباحت و شناعت سے ناواقف ہوں، موصوف الشاہد کے تازہ ایڈیشن میں لکھے ہوئے ہیں:

"مولانا رئیس صاحب نے یہ حدیث تو سنی ہوگی کہ "كفى بالمرء كذبا أن يحدث بكل ما سمع" آدمی کے جھوٹے ہونے کے لیے یہ کافی ہے کہ ہر سنی سنائی بات کو بیان کر دے، جب سنی سنائی کا یہ حکم ہے تو آپ کی تراشیدہ صاف نمودہ درافواہ رسیدہ کا کیا حکم ہوگا۔"
(الشاہد کا تازہ ایڈیشن، ص: ۳۱۴)

بریلویہ کے بحرالعلوم سے لوگ پوچھیں کہ آپ کی زیرنظر متدل روایت مکذوبہ اس قبیل ونوع سے ہے یا نہیں؟ جس کی تحدیث کرنے والا فرمان نبوی کے مطابق کذاب ہے؟ آپ جیسے بحرالعلوم نے اس مکذوبہ

روایت کی تحدیث ہی پر اکتفا نہیں کیا ہے بلکہ اسے دلیل و حجت بھی بنایا ہے، کسی کذاب کی تراشیدہ و ایجاد کردہ اختراعی جھوٹی بات کو دین و ایمان قرار دے لینے والے لوگوں پر شریعت محمدی کا کیا حکم ہے؟ اس سوال کا جواب ذرا توجہ کے ساتھ بحر العلوم مفتی عبدالمنان صاحب ارشاد فرمائیں!

بریلویہ کے مفتی صاحب اس بات سے بھی واقف ہیں کہ متصل و معتبر سند والی روایت و حدیث کو دلیل و حجت بنانا جائز و درست ہے، چنانچہ موصوف بحر العلوم مولانا عبدالمنان لکھتے ہیں:

''امام اعظم (امام ابوحنیفہ) کا نام تو آپ نے (یعنی رئیس ندوی نے) لے لیا اور مدارک شریعت کا حوالہ آپ نے دے دیا، لیکن امام نسفی اور امام اعظم میں کتنے زمانہ کا فاصلہ ہے؟ دونوں بزرگوں کے درمیان کتنے واسطے ہیں؟ کیا آپ اس قول کو امام اعظم تک بسند متصل پہنچا سکتے ہیں؟ کیا اب تفسیری روایتوں اور تاریخی کہانیوں پر ہی آپ کے مذہب کا دارومدار رہ گیا ہے؟ مولانا اپنے غیر مقلد اور عامل بالحدیث ہونے کا کچھ تو خیال فرمائیے اور اس قسم کے بے سند اقوال پیش کرنے سے شرمایئے۔'' الخ (الشاہد کا جدید ایڈیشن، ص:۱۷۱)

بریلوی و سلفی مذہب میں شرعی دلائل کون کون سے ہیں؟

اس بیان کا حاصل یہ ہے کہ بریلویہ کے بحر العلوم مفتی صاحب کسی روایت کو اسی صورت میں دلیل و حجت بنانے کے روادار ہیں کہ وہ متصل السند ہونے کے ساتھ معتبر ہو اور علت قادحہ سے محفوظ ہو۔

اب ناظرین کرام خصوصاً بریلوی مذہب والے حضرات بریلویہ کے ان بحر العلوم سے پوچھیں کہ حکیم ترمذی کے حوالے سے ذکوان کی طرف منسوب جس زیر بحث روایت کو آپ نے بطور دلیل و حجت نہایت طنطنے کے ساتھ پیش کر رکھا ہے اس روایت کا متصل السند و معتبر و علت قادحہ سے محفوظ ہونا آپ کے یہاں کس قاعدہ و ضابطہ کے تحت ثابت ہے؟ آپ کی اس کتاب الشاہد کے نئے ایڈیشن کی طباعت سے دس سال پہلے ۲۳ تا ۲۶ اکتوبر ۱۹۷۹ء میں رضا خانیوں اور سلفیوں کے درمیان سر زمین بنارس میں وسیلہ مروجہ کے موضوع پر جو مناظرہ ہوا تھا اور اس مناظرہ میں آپ بھی موجود و شریک تھے، اس میں متفقہ طور پر طے شدہ شرائط مناظرہ میں صراحت کے ساتھ تحریری طور پر بریلوی زعماء نے تسلیم کیا تھا:

''دلیل صرف قرآن و حدیث صحیح و حسان مرفوعہ ثابتہ اور اجماع امت اور ایسے قیاس شرعی سے دینی ہوگی جو قیاس اوپر کی تینوں چیزوں یعنی قرآن و حدیث صحیح و حسان مرفوعہ ثابتہ و اجماع

امت سے ٹکراتا نہ ہو، احادیث میں مرفوع حکمی جو اقوال صحابہ غیر اجتہاد یہ ہوتی ہیں، حجت ہوں گی، ضعیف اور غیر مقبول روایات پیش کرنے کا کسی کو حق نہ ہوگا۔ ہر حدیث کے ساتھ اس کی سند بھی پیش کرنی ہوگی، یا طلب کرنے پر اصل کتاب میں سند فوراً دکھانی ہوگی، اسی طرح دیگر حوالے بھی دکھانے ہوں گے، احادیث کے صحت وحسن وضعف جانچنے کے لیے اصول حدیث کی کتابیں مثلاً نزہۃ النظر اور اس کی شرح ملا علی قاری کی، مقدمہ ابن الصلاح، فتح المغیث سخاوی اور دوسری کتابیں جس پر فریقین متفق ہوں، معتبر ہوں گی، احادیث میں ثبوت تعارض و دفع تعارض کے سلسلے میں اہل حدیث کے خلاف اصول حدیث سے حجت قائم ہوگی اور احناف کے خلاف اصول بزدوی اور محدثین میں امام طحاوی و علامہ عینی و علامہ ابن الترکمانی اور علامہ عبدالحق محدث دہلوی کے وہ اقوال پیش ہوں گے، جو انہوں نے اپنی کتابوں میں بطور مذہب بیان کیا ہو نہ کہ الزام خصم کے لیے، اہل سنت و جماعت (بریلوی) پر معتبر کتب احناف، مثلاً: ہدایہ، شرح وقایہ، بحر الرائق، کنز الدقائق، درمختار، ردمختار، فتاویٰ عالم گیری، فتاویٰ بزازیہ، فتاوی تاتارخانیہ وغیرہ متداول کتابوں کے اقوالِ راجحہ مفتی بہ حجت ہوں گے، اہل حدیث کے خلاف حجت صرف قرآن مجید، احادیث صحیحہ حسنہ مرفوعہ ثابتہ اور اجماع امت اور قیاس حسب تشریحات بالا سے قائم کی جاسکتی ہے، کسی بھی اہلحدیث عالم کا قول اہلحدیثوں کے خلاف بطور حجت پیش نہیں کیا جا سکتا اور نہ اس قول کی بنا پر جماعت اہل حدیث پر کوئی حکم شرعی لگایا جا سکتا ہے۔''

(روداد مناظرہ بجر ڈیہہ بنارس ۲۰ تا ۲۳ ذی قعدہ ۱۳۹۸ھ ۲۳ تا ۲۶ اکتوبر ۱۹۷۸ء مطبوعہ فوٹو آفسٹ کلکتہ ناشر اسلامک پبلیکیشنز جموں کشمیر)

بریلویہ کے مفتی بحر العلوم علامہ مفتی عبدالمنان صاحب بتلائیں کہ اپنے تسلیم کردہ مذکورہ بالا اصول و ضوابط سے منحرف ہو کر موصوف نے قرآنی آیت، حدیث صحیح وحسن مرفوع حقیقی ومعنوی واجماعِ امت کے بجائے ایسی ضعیف وغیر مقبول وغیر ثابت روایت بطور دلیل و حجت کیوں پیش کی جو وضعی و خانہ ساز ہے؟ جس کے وضعی و مکذوبہ ہونے کی صراحت علمائے احناف میں سے بھی جلیل القدر اہل علم نے کی ہے۔ نیز بریلویہ کے بحر العلوم موصوف اپنی پوری پارٹی سمیت بتلائیں کہ بریلوی شریعت میں جن امور کو امام ابوحنیفہ کے اقوال وفتاویٰ کہہ کر عمل کیا جاتا یا نظریہ وعقیدہ کے طور پر مانا جاتا ہے، ان کی سند موجدین بریلوی شریعت سے لے کر امام ابوحنیفہ تک متصل ہے یا نہیں؟ ہم نے اپنی کتاب ''اللمحات إلى ما في أنوار الباري

من الظلمات" میں تفصیل کے ساتھ بتلایا ہے کہ عام احناف بشمول بریلویہ جن امور کو حنفی مذہب کے امور کہتے ہیں، وہ بتصریح امام ابوحنیفہ مجموعہ اغلاط و خطا ہیں۔

امام نسفی حنفی کی تفسیر مدارک میں امام ابوحنیفہ کی طرف منسوب کردہ بات کا ذکر ہم نے اس لیے کیا تھا کہ امام نسفی حنفی المذہب ہیں اور بریلویہ بھی اپنے کو امام نسفی کا ہم مذہب یعنی حنفی المذہب کہتے ہیں، اس طرح کے حنفی المذہب مفسر، فقیہ و محدث جو تفسیر مدارک التنزیل کے علاوہ فقہ کی مشہور درسی کتاب کنز الدقائق کے بھی مصنف ہیں، علاوہ ازیں ہدایہ و شروح ہدایہ کی ہم رتبہ کتاب شرح کافی بھی موصوف کی تصنیف کردہ فقہی کتاب ہے، اصول فقہ میں بھی موصوف کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔[1]

جس امام نسفی کا حنفی مذہب میں یہ مقام و مرتبہ ہو ان کا قول مناظرہ بجرڈیہہ بنارس کی طے شدہ قرارداد کے مطابق بطور الزام بریلویوں کے خلاف حجت قائم کرنے کے لیے کیوں نہیں نقل کیا جا سکتا، جب کہ انھی نسفی کا ذکر کردہ یہ قول بریلویہ کے بحر العلوم مفتیوں اور اہل قلم کے لیے بطور حجت و دلیل نقل کرنا جائز ہے کہ رسول ﷺ کا سایہ نہیں تھا۔ (الشاہد جدید، ص: ۲۸)

ناظرین کرام! بریلویہ کے ان بحر العلوم سے پوچھیں کہ نبی معصوم علیہ السلام کی طرف مدارک کی منسوب کردہ روایت قبوری شریعت میں بطور حجت و دلیل نقل کرنا تو جائز ہو اور آپ کے خلاف اسی مدارک کی وہ بات نقل کرنی بطور الزام ناجائز کیوں ہو جو امام ابوحنیفہ کی طرف منسوب ہے؟ نسفی کی امام ابوحنیفہ کی طرف منسوب کردہ جو بات ہم نے بریلویہ کے خلاف حجت پیش کی ہے، اس کو معنوی طور پر عام احناف نے بھی کہا ہے اور قبوری شریعت سے وابستہ لوگوں کے علاوہ تمام حنفیہ یک زبان ہو کر یہی بات کرتے ہیں کہ آپ ﷺ عالم الغیب نہیں ہیں۔ یہاں بریلوی بحر العلوم صاحب سے ایک سوال اور ہے کہ آپ کا اپنا ذکر کردہ مذکورہ بالا اصول صرف اسی ایک جگہ لاگو کیے جانے کے لائق ہے یا کہ تین سو اٹھائیس صفحات پر مشتمل کتاب میں بہت سارے اہل قلم کی تصانیف سے اسی نوع کی جو بہت ساری روایت و اقوال بطور حجت آپ نقل کیے ہوئے ہیں، ان پر بھی آپ کا ذکر کردہ یہ اصول لاگو ہوگا؟ اگر نہیں تو تفریق کی وجہ بتلایئے، اگر ہاں تو آپ نے اپنے اس اصول کی سیکڑوں جگہ خلاف ورزی کیوں کی ہے؟

---

[1] اللمحات (۳/ ۳۱۷ تا ۳۲۵) و اللمحات (۱/ ۴۹۴ تا ۴۹۷) و اللمحات (۲/ ۴۹۹)

[2] الجواهر المضيئة في طبقات الحنفية و حدائق الحنفية، ترجمه نسفی وغیره۔

تفسیری و تاریخی روایات سے بریلوی بے اطمینانی:

بریلوی بحرالعلوم صاحب ایک طرف اہل حدیث پر تشنیع کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''کیا اب تفسیری روایتوں اور تاریخی کہانیوں پر ہی مذہب اہل حدیث کا دارو مدار رہ گیا ہے؟ اپنے غیر مقلد اور عامل بالحدیث ہونے کا کچھ تو خیال فرمایئے اور اس قسم کے بے سند اقوال پیش کرنے سے شرمایئے الخ۔'' (الشاہد جدید ایڈیشن، ص:۱۷۱)

دوسری طرف موصوف بحرالعلوم صاحب مکذوبہ تفسیری روایتوں اور خانہ ساز تاریخی کہانیوں ہی کو اپنے مذہب کی اصل بنیاد اپنے ہم مذہب لوگوں کی طرح بنائے ہوئے ہیں، جبکہ ہم اہل حدیث بحمداللہ مستند و معتبر نصوص، قرآنی آیات و احادیث نبویہ ہی کو اپنا دین و ایمان سمجھتے ہیں اور صرف انھی تفسیری روایتوں اور تاریخی کہانیوں کو قبول کرتے ہیں جو شرعاً قابل قبول ہوں، غیر نصوص کو ہم محض تائید میں پیش کرتے ہیں اور صحابہ کرام کے جو آثار معنوی طور پر حکماً مرفوع احادیث کا درجہ رکھتے ہوں، انہیں ہی حجت مانتے ہیں، غیر ثابت شدہ روایت کو ہم ہرگز اپنا معمول بہ نہیں بناتے، آخر ہم کس جگہ اور کہاں اور کب نصوص ثابتہ کے بجائے اصلاً بنیاد کے طور پر ایسی تفسیری روایتوں اور تاریخی حکایتوں کو دلیل و حجت اور مدار دین بنائے ہوئے ہیں، جو مستند و معتبر و قابل قبول نہ ہوں؟ ضمناً تائید میں یا الزام خصم کے طور پر بر سبیل تذکرہ ان کا ذکر کر دینا دوسری بات ہے اور انہیں اصلاً دین کی بنیاد بنانا ہمارا نہیں رضا خانی لوگوں کا شیوہ و شعار ہے، جیسا کہ زیر نظر معاملہ یعنی ظل نبوی کے سلسلے میں ہمارے اور رضا خانیوں کے متضاد موقف سے اور اس طرح کے تمام مواقف سے ظاہر ہے کہ جو ہمارے اور قبوری شریعت والوں کے درمیان نزاعی و اختلافی ہیں۔

ہم پر حسب عادت محض جھوٹ کی بنیاد پر تفسیری روایتوں اور تاریخی حکایتوں کو مدار دین بنانے کا اتہام بے جا لگا کر مطعون کرنے والے مصنف الشاہد یعنی رضا خانی بحرالعلوم مفتی سے ناظرین کرام خصوصاً بریلوی حضرات پوچھیں کہ سایہ نبوی کے معاملہ میں ذکوان کی طرف مکذوبہ طور پر حکیم ترمذی کی کتاب نوادر الاصول میں منسوب شدہ جھوٹی و وضعی روایت کو دلیل و حجت بنانے کے ساتھ ایک ہی سانس میں بحوالہ ابن المبارک ابن الجوزی حضرت ابن عباس کی طرف منسوب کردہ روایت اور بحوالہ مدارک عثمان کی طرف منسوب کردہ روایت کو موصوف بریلوی بحرالعلوم نے تفسیری روایتوں اور تاریخی حکایتوں کے بجائے معتبر کتب حدیث میں سے کن کتابوں سے نقل کیا ہے اور ان کے معتبر و صحیح الاسناد ہونے پر آپ کے پاس کون سی دلیل ہے؟

ہٹ دھرمی کی مذمت بزبان بریلوی بحرالعلوم:

بریلوی بحرالعلوم مفتی نے اپنی اس کتاب میں ایک جگہ لکھا ہے:

''برا ہو ہٹ دھرمی کا جس نے فاضل رحمانی (حضرت العلام مولانا عبدالرؤف جھنڈانگری ﷾) کو تلبیس کاری و مکاری کا فن کار بنا دیا، سب سے پہلے تلبیس تو فاضل رحمانی نے یہ کی ہے کہ حوالہ میں اتنا اجمال (پہلے ایڈیشن میں اجمال کی جگہ اہمال کا لفظ تھا) رکھا ہے کہ حتی الامکان مخالف صحیح عبارت کا مقابلہ اصل کتاب سے نہ کر سکے تا کہ یہ فریب مستمر جاری رہے۔ الخ

(الشاہد کا نیا ایڈیشن: ۴۹ وقدیم ایڈیشن، ص: ۴۲)

ناظرین کرام بریلوی بحرالعلوم مفتی صاحب سے دریافت کریں کہ بقلم خود بار بار اس طرح کی بد زبانی و اتہام تراشی کرنے کے باوجود آپ نے اپنی بات کا پاس و لحاظ رکھتے ہوئے اپنی عام متدل روایات و اقوال کی طرح زیرنظر متدل روایت کے حوالہ کو مہمل یا مجمل چھوڑ کر کیوں رہنے دیا، اور یہ نہیں بتلایا کہ آپ نے اپنی ان متدل روایت کو کن مستند و معتبر کتب حدیث کے کن صفحات و جلدوں اور معتبر سندوں سے نقل کیا ہے؟ حتی کہ تفسیر مدارک کے اس صفحہ و جلد و پارہ و سورہ و آیت کا بھی حوالہ نہیں دیا جس کے تحت یہ مکذوبہ روایت مذکورہ ہے!

بریلوی لوگ دورخی پالیسی رکھتے ہیں:

کوئی شک نہیں کہ پوری قبوری شریعت دورخی پالیسی پر قائم ہے اور اس کی اصل بنیاد اختراعی اکاذیب ہے، بایں ہمہ محض دھاندلی و منہ زوری و بد زبانی و یاوہ گوئی سے کام لیتے ہوئے فاضل رحمانی اور دوسرے علمائے اہلحدیث کی تحریروں کے خلاف حسب عادت وحسب مزاج سب وشتم کی تحریک بریلوی اہل قلم بشمول مصنف الشاہد چلائے ہوئے ہیں، حالانکہ نہایت اخلاص کے ساتھ اس دوغلی اور جارحانہ پالیسی کے عواقب سے ڈرا کر بریلوی علماء کو غلط بیان بازی سے باز رہنے کی ہمدردانہ بات کہی گئی تھی، مگر جن لوگوں پر نصوص کتاب وسنت کے تذکیری وتہدیدی بیانات اثر انداز نہ ہوں، وہ بھلا کوئی اور بات کیا سنیں اور مانیں گے؟

اس میں کوئی شک نہیں کہ امام عبداللہ بن مبارک اور حافظ ابن الجوزی نے بہت ساری کتابیں لکھی ہیں، مگر بریلوی بحرالعلوم صاحب نے اپنی رضا خانی دیانت داری سے کام لیتے ہوئے دونوں اماموں کی ان

کتابوں کا ذکر بحوالہ صفحہ و بیان سند نہیں کیا، جن میں روایت مذکورہ منقول ہے۔ دونوں حضرات وفات نبوی کے بہت زمانہ بعد پیدا ہوئے اور دونوں کے لیے ذات نبوی سے منسوب کسی بھی روایت کے واسطہ کئی واسطوں والی سند کی حاجت ہے اور یہ معلوم ہے کہ دونوں حضرات صحیح وسقیم ہر طرح کی سندوں سے روایت کو اپنی کتابوں میں نقل کرنے کی عادت رکھتے تھے، پھر بھی رضا خانی بحر العلوم کا ایک طرف دوسروں کے مجمل و مہمل حوالوں کی شکایت و تقبیح کرنا اور دوسری طرف نصوص کتاب وسنت وقوانین فطرت کے خلاف مضمون کی حامل روایت کو ابن المبارک و ابن الجوزی کے حوالہ سے ان کی کتابوں اور صفحات وجلد کی تعیین کے بغیر بطور دلیل و حجت نقل کرنا کھلی ہوئی دوغلی اور دومتضاد قسم کی پالیسی ہے، خاص طور سے ابن الجوزی پر صاحب اوہام کثیرہ ہونے کا الزام ہے، لیکن ابن الجوزی نے اپنی کتاب المنتظم میں امام ابن معین سے نقل کیا کہ امام ابوحنیفہ اس حد تک غیر ثقہ وغیر معتبر ہیں کہ ان کی روایت کردہ حدیث نقل بھی نہیں کرنی چاہیے۔

(مقدمه أنوار الباري: ٢/ ١١٣)

اس کے بارے میں بریلوی بحر العلوم کیا فرماتے ہیں؟ فرقہ بریلویہ اپنے کو جس حنفی مذہب کی طرف منسوب کرتا ہے، اس کا معروف ومشہور اصول ہے کہ قرآن مجید کے کسی حکم عام ومطلق کو کسی قرآنی آیت یا حدیث متواتر اور مشہور ہی سے خاص ومقید ومستثنیٰ کیا جا سکتا ہے، اخبار آحاد خواہ سنداً صحیح ہی ہوں، وہ عموم قرآنی واطلاق فرقانی کی تخصیص وتقیید واستثناء کی صلاحیت نہیں رکھتیں، اپنے اس اصول سے یکسر انحراف و بغاوت کرتے ہوئے خانہ ساز وضعی روایات کا تفصیلی حوالہ دیے بغیر بطور حجت نقل کر دینا اور قابل مراجعت مراجع کا ذکر نہ کرنا بریلویت عرف رضا خانیت کا خاص شیوہ وشعار ہے اور ان سب کے باوجود منہ زوری کرتے ہوئے بار بار اہلحدیثوں کے خلاف لغو طرازی و بہتان تراشی مزید در مزید قباحت کی عادت فرقہ بریلویہ نے اختیار کر رکھی ہے۔

کوئی شک نہیں کہ سایہ نبوی کی نفی میں فرقہ بریلویہ کی دلیل بنائی ہوئی روایات وضعی و بے سند ہونے کے ساتھ نصوص کتاب وسنت کے خلاف ہیں اور یہی وجہ ہے کہ بریلویہ کا یہ عقیدہ ونظریہ اسلامی نقطۂ نظر سے ایک اختراعی وخانہ ساز چیز ہے، جسے اسلامی تعلیمات کے بجائے غیر اسلامی نظریات کے پرچار کے لیے ایجاد کیا گیا ہے اور اس طرح کی بات قبوری شریعت میں بکثرت اختیار کی گئی ہے۔

قبوری شریعت کی نصوص قاطعہ کے خلاف بغاوت:

قبوری شریعت کے بحرالعلوم مفتی عبدالمنان عام قبوری اہل قلم کی طرح نبی معصوم جناب محمد ﷺ کو خاکی بشر ماننے کے بجائے نورالٰہی ہونے کا پرچار کرتے ہیں، جس کا ایک سبب یہ ہے کہ ظل نبوی کی نفی میں اختراع کردہ روایت میں سے بعض میں کہا گیا ہے کہ " لا ظل شخص في شمس ولا قمر لأنه كان نوراً"، نصوص کتاب وسنت وتصریحات اسلامی شریعت کے خلاف قبوری اہل قلم نے اس بات کو اپنا دین و ایمان بنالیا اور حسب عادت قبوری بحرالعلوم نے پھر کہا:

"پھر جب وہ نورالٰہی لباس بشریت اوڑھ کر اس خاکدان عالم میں تشریف لایا تو اس خیال سے کہ کہیں کوتاہ اندیش ما هذا إلا بشر مثلنا، ما لهذا الرسول يأكل الطعام ويمشي في الأسواق کہہ کر اس کو اپنا بھائی بنا کر اس کے دامن عزت میں بٹہ لگانے کی کوشش نہ کریں قدرت نے کچھ ایسی خصوصیات بھی مرحمت فرمائیں کہ معمولی انسان بھی اس کے علو مرتبت کا فیصلہ کر سکے۔" (الشاہد کا نیا ایڈیشن:۳۴)

قبوری بحرالعلوم کی اس عبارت میں نصوص کتاب وسنت وتعلیمات واسلامی شریعت کے خلاف، نیز متبعین نصوص کتاب وسنت کے خلاف جو ہرزہ سرائی کی گئی ہے، وہ اہل نظر پر مخفی نہیں، سلفی علماء نے قبوری اہل قلم کی ان دسیسہ کاریوں کا اچھی طرح ایضاح وتجزیہ کر دیا، مگر افسوس کہ قبوری شریعت کے عشق میں گرفتار لوگوں کی آنکھوں کا کھلنا بظاہر بہت مشکل نظر آتا ہے، ویسے اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ مستقبل میں کیا ہونے والا ہے؟

ہم اشارہ کر آئے ہیں کہ نبی معصوم علیہ السلام کو نورالٰہی یا نوری مخلوق کہنا:

اولاً: نصوص کتاب وسنت واجماع امت سے انحراف و بغاوت ہے، یہ نظریہ اور عقیدہ فرعونی ونمرودی اور ہندوستان کی ہندو ومشرک قوم کا مذہبی عقیدہ ونظریہ ہے کہ وہ بعض انسانوں کو اللہ تعالیٰ کا اوتار یعنی جزو الٰہی مانتے ہیں، جو بشری لباس میں دنیا میں ظہور پذیر ہوتا ہے۔

ثانیاً: آپ کے نورالٰہی اور نوری مخلوق ہونے کے نظریہ کی تائید میں ایجاد کردہ مکذوبہ روایات دومتضاد المعانی مفہوم کی حامل ہیں۔ ایک کا حاصل یہ ہے کہ آپ ﷺ جزو نورالٰہی تھے، دوسرے کا حاصل یہ ہے کہ آپ نوری مخلوق تھے، قبوری شریعت کے زعماء واہل قلم دونوں قسم کی ان متضاد المعانی روایت کو دلیل و حجت بنائے ہوئے ہیں اور دونوں ہی متضاد و معارض باتوں کو اپنا نظریہ وعقیدہ قرار دیے ہوئے ہیں

اور اس تضاد و تعارض کا کوئی احساس و ادراک نہیں رکھتے، قبوری شریعت کے عشق نے ان کے دماغ و مزاج کو ایسا بنا دیا کہ نہ تضاد و تعارض کی ان میں تمیز رہی نہ اس کی لغویت و بیہودگی کی معرفت۔

اس قسم کی ساری روایات دراصل ان عاشقان فرعونی ونمرودی و برہمن تہذیب نے ایجاد کر کے احادیث نبویہ وفرامین صحابہ وتابعین کہہ کر لوگوں میں پھیلانے کی منصوبہ بند سازش کے تحت کوشش کی جو اسلام اور اہل اسلام کا براہ راست مقابلہ کرنے سے عاجز ہونے کے سبب از راہ نفاق بظاہر اسلام میں داخل ہوگئے تھے، مقصد یہ تھا کہ ان روایات کے ذریعہ حقیقی اسلام کو مسخ ومحرف کر دیا جائے اور اہل اسلام کو اصل اسلام سے ہٹا کر دوسرے قسم کے جعلی اسلام سے وابستہ کر دیا جائے، ان کی یہ سازش صدیوں کی کوشش سے بار آور ہو کر قبوری شریعت عرف رضا خانی مذہب عرف بریلوی طریقت کی شکل میں منظم و مرتب طور پر ظہور پذیر ہوئی، جس کے جال اور دام تزویر میں بہت سارے سادہ لوح لوگ پھنسے ہوئے ہیں اور اسی کو حقیقی اسلام سمجھتے اور مانتے اور کہتے ہیں۔

قرآن مجید کی بہت ساری آیات سے ثابت ہے کہ عام انبیاء کرام علیہم السلام کی طرح آخری نبی محمد ﷺ بھی خاکی بشر تھے، مگر بریلوی بحرالعلوم تمام بریلوی اہل قلم کی طرح فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ اصلاً نور الٰہی تھے، مگر ظاہراً بشری لباس اوڑھے ہوئے تھے، یہی بات ہندو ومشرکین اور فراعنہ ونمارده اپنے اوتاروں کے بارے میں بھی کہتے تھے اور اسی بنا پر وہ اپنے اوتاروں کو پوجتے بھی تھے۔ مرض الموت میں آپ نے فرمایا تھا:

"لعن الله اليهود والنصارى اتخذوا قبور أنبياءهم مساجد." (عام کتب حدیث)

"اللہ تعالیٰ یہود ونصاریٰ پر لعنت کرے، انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مسجد بنا لیا۔"

آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ میری امت کے لوگ بھی یہود و نصاریٰ و مجوس ومشرکین کی تمام باتوں کی تقلید کریں گے، اس نبوی پیش گوئی کے مطابق اسلام میں از راہ نفاق داخل ہونے والے فرعونی ونمرودی و یہودی ونصرانی و مجوسی مزاج کے حاملین نے منصوبہ بند سازش کے ذریعہ بہت ساری روایات گھڑ کر پھیلائیں، جس سے قبوری شریعت کو منظم و مرتب شکل میں پیش کیے جانے کا راستہ ہموار ہوا اور اس کے لیے فضا سازگار بنانے کے لیے ان بدقماش لوگوں نے بہت ساری تدابیر کیں، پھر ایک دن آیا کہ رضا خانی شریعت مدون و مرتب ہوگئی، اس نوایجاد شریعت کے حاملین نے موقع پا کر یہ بھی اعلان کرنا شروع کر دیا کہ ؎

وہی جو مستوی عرش تھا خدا ہو کر　　اتر پڑا ہے مدینے میں مصطفیٰ ہو کر

قبوری شریعت کے اس عقیدہ اور موجودہ ہندو مشرکین کے نظریہ اوتار میں کوئی بھی معنوی و حقیقی فرق نہیں ہے، اس معنی و مفہوم کی بہت ساری باتیں بریلوی پلیٹ فارم سے کہی جا چکی ہیں اور کہی جاتی ہیں اور قرینہ بتلاتا ہے کہ کہی جاتی رہیں گی، مگر ہم اس کی تفصیل میں فی الوقت جانا نہیں چاہتے۔ بریلویوں کے یہاں رسول و غیر رسول سے جن مروجہ وسیلہ کے شرک ہونے کے مسئلہ پر بریلویوں اور اہل الحدیث کے مابین مناظرہ بجرڈیہہ ہوا تھا، اس کا شرک نہ ہونا بریلوی لوگ ثابت نہیں کر سکے، جب کہ اہل حدیث نے اس کا شرک ہونا ثابت کر دیا، بریلوی لوگوں کا انکار رہا ہے کہ وہ غیر اللہ کو (خواہ کوئی نبی ہو یا ولی) پوجتے ہیں، مگر ۱۹۷۸ء میں بریلوی و اہل حدیث کے مابین ہونے والے مناظرہ بجرڈیہہ بنارس سے واضح ہو گیا کہ وسیلہ مروجہ کے بہانے قبوری شریعت والے درحقیقت شرک کے مرتکب ہیں۔

۳۲۸ صفحات پر مشتمل یہ روداد مناظرہ ہمارے دعویٰ مذکورہ کی واضح دلیل ہے، اس مناظرہ میں بریلوی شریعت کے بحر العلوم علامہ مفتی عبدالمنان بھی موجود تھے اور اپنے مناظر کی بہر قیمت اپنی استطاعت بھر مدد بھی کرتے تھے، افسوس کہ اس ایمان افروز مناظرہ کا بھی کوئی اثر زعمائے بریلویت پر نہ ہوا، اگرچہ ان کے عوام میں سے بہت سارے لوگ حقیقت کو منکشف دیکھ کر بریلویت سے چھٹکارا حاصل کر کے اہل حدیث مسلک سے وابستہ ہو گئے۔

قائدین بریلویت کی شریعت سازی:

ایک طرف نبی معصوم علیہ الصلاۃ والسلام کو نور الٰہی کہنے والے بریلویوں کے بحر العلوم علامہ مفتی عبدالمنان کا دعویٰ ہے کہ آپ ﷺ صرف ظاہری طور پر انسانی شکل میں متشکل تھے، ورنہ حقیقت میں نور الٰہی تھے، دوسری طرف بریلوی شریعت کی بتلائی ہوئی مصلحت بینی کے مطابق نہایت چالاکی کے ساتھ یہ تسلیم کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کو نصوص کتاب و سنت میں بشر کہا گیا ہے، مگر موصوف اس سلسلے میں بریلوی طرز تحریر اختیار کرتے ہوئے کہتے ہیں:

> ''اتنا تو سب جانتے ہیں کہ وعظ و نصیحت کے وقت کوئی بات کسی صحابی کی سمجھ میں نہیں آتی تو عرض کرتا کہ ''راعنا یا رسول اللہ'' اے اللہ کے رسول ﷺ ہماری رعایت کیجیے، یہودیوں نے یہی کلمہ سرکار کی توہین کی نیت سے کہنا شروع کیا تو حکم قرآنی ہوا کہ: ﴿لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَ قُوْلُوا انْظُرْنَا﴾ الآیۃ . ''اے مسلمانو! تم ''راعنا'' مت کہو ''انظرنا'' کہو۔'' مقام غور ہے کہ راعنا کا لفظ فی الحقیقت درست ہی تھا، لیکن ایک ملعون قوم نے اس لفظ سے توہین مراد لی تو آپ

کے لیے اس لفظ کو بولنے کی ممانعت آسمان سے اتری، اسی طرح بشر کا لفظ فی الحقیقت گو لاکھ توہین کا کلمہ نہ ہو، لیکن ایک شقی ازل نے جب اس کو بول کر پیغمبر کی تحقیر کی، تو اس لفظ کا استعمال پیغمبروں کے لیے اگر بریلوی منع کرتے ہیں تو کیا برا کرتے ہیں؟ یہ تو سنت الٰہیہ ہے کہ صحیح لفظ بھی اگر توہین کا ایہام کرے تو اس لفظ کا استعمال مطلقاً منع ہو جاتا ہے۔" (الشاہد نیا ایڈیشن، ص: ۲۹۴)

بریلوی شریعت کی تدوین و ترتیب چونکہ اسلام دشمن عناصر کے اختراع کردہ اکاذیب کے مواد و مسالہ سے ہوئی ہے، اس لیے مذکورہ بالا بریلوی عبارت میں منصوبہ بند سازش کارفرما ہے، یہود نے جب بغرض توہین نبوی "راعنا" کا لفظ آپ ﷺ سے مخاطب ہو کر کہنا شروع کیا تو قرآن مجید نے اہل ایمان کو اس لفظ کے استعمال پر روک لگا دی اور واضح طور پر اس لفظ کا استعمال دربار نبوی ﷺ میں استعمال کرنے سے منع کر دیا اور تاکید سے حکم دے دیا کہ ہمارے جاری کردہ اس فرمان کو سنو، یعنی مانو اور اس پر عمل کرو، لیکن ابلیس لعین نے جب سب سے پہلے ہونے والے نبی و رسول آدم علیہ السلام کو یہ کہہ کر سجدہ کرنے سے انکار کر دیا کہ ﴿اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ﴾ یعنی میں آدم سے اس لیے بہتر ہوں کہ تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور آدم کو مٹی سے پیدا کیا، نیز اس نے کہا: ﴿لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ﴾ یعنی میرے شایان نہیں کہ میں مٹی سے پیدا کردہ بشر کو سجدہ کروں۔ تو اس کے بعد قرآن مجید نے کبھی بھی حضرت آدم علیہ السلام اور بشمول خاتم النبیین جملہ انبیاء کرام کو بشر کہنے سے کسی قسم کی ممانعت نہیں کی، بلکہ ابلیس کے اس رویہ کو شیطنت و شرارت قرار دینے اور اس ابلیسی پالیسی کی تغلیط اور اس غلط ابلیسی پالیسی پر بے انتہا زجر و توبیخ و لعنت و ملامت کے باوجود جب ہزاروں سال بعد نزول قرآن ہونا شروع ہوا تو اللہ تعالیٰ نے پوری صراحت کے ساتھ تمام انبیاء کرام کو ہمارے خاتم النبیین سمیت بشر کہا اور اشارتاً بھی مومنوں پر نبیوں و رسولوں کے لیے اس لفظ کا استعمال ممنوع قرار نہیں دیا، بلکہ اس نے بتلایا کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام اپنے کو بشر کہا کرتے تھے۔ نیز ہمارے رسول ﷺ سے کہا ﴿قُلْ اِنَّمَاۤ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ﴾ اور آپ ﷺ کے زمانے میں آپ ﷺ کی وفات کے بعد صحابہ کرام و تابعین عظام آپ ﷺ کے لیے بشر کے لفظ کا استعمال کرتے رہے، جو پورے تواتر کے ساتھ کتب حدیث میں منقول ہے، کیا قبوری شریعت میں قرآن مجید کے اس طرز عمل، نصوص و آیات اور عہد نبوی و وفات نبوی کے بعد صحابہ و عام اہل ایمان کے طریق عمل سے کسی قسم کا سبق نہیں ملتا کہ وہ یہودی و مجوسی اور ان جیسی ملتوں کی سازش و منصوبہ بند

دسیسہ کاری کی حمایت وموافقت کر رہی ہے؟

پھر سوال یہ ہے کہ جب بریلوی بحرالعلوم مفتی عبدالمنان کا کہنا ہے کہ آپ ﷺ نور الٰہی تھے اور بشری لباس میں ظاہر ہوئے، یعنی کہ حقیقتاً آپ ﷺ بشر نہیں بلکہ نور الٰہی تھے، تو یہاں موصوف کا آپ ﷺ کو کسی نہ کسی طرح بشر تسلیم کرنا، مگر مصلحت مزعومہ کے تحت کسی نبی کو بشر کہنے کی اجازت نہ دینا کیا معنی و مطلب رکھتا ہے؟ کیا یہ متضاد پالیسی اور دوغلی روش نہیں ہے؟ قرآن مجید کی تصریحات تو یہ ہیں کہ ابلیس نے محض اس لیے آدم علیہ السلام کے واسطے سجدہ ریز ہونے سے انکار کر دیا کہ وہ خود کو اس بنا پر آدم سے اچھا کہتا تھا کہ آدم مٹی سے پیدا کیے گئے ہیں اور وہ آگ سے، مگر قبوری شریعت عرف رضا خانی شریعت کا کہنا ہے کہ قرآنی تصریحات کے مطابق نہیں بلکہ ابلیس نے سجدۂ آدم سے محض اس لیے انکار کیا تھا کہ آدم علیہ السلام غیر اللہ تھے اور غیر اللہ کے لیے سجدہ جائز نہیں۔

ابلیس کی غلط ترجمانی از فرقہ بریلویہ:

یہ بات عام رضا خانی ملاؤں کی طرح مصنف ''الشاہد'' کے ولی نعمت و سرپرست مولانا عتیق الرحمٰن اکر ہروی نے بھی اپنی کتاب ''خیر الأنبیاء'' (ص:٦) میں کہی تھی، جس کا معارض تصریحات قرآنی ہونا ہم نے ''تصحیح العقائد'' (ص: ١٤) پر واضح کر دیا تھا، مگر جس طرح اسلام کے خلاف سازش کرنے والے یہود و نصاریٰ و مجوس و صابئین و براہمن اپنی غلط پالیسی ترک کرنے کے روادار نہیں ہوئے، اسی طرح انھی کے فراہم کردہ مواد اور تیار کردہ میٹریل و مسالہ سے مدون شدہ قبوری شریعت کے علماء بشمول مصنف الشاہد بھی اپنی روش چھوڑنے کے روادار نہیں ہوئے اور موصوف نے نہایت ڈھٹائی سے کہا:

> ''یہ بریلوی پالیسی نہ غلط ہے نہ قرآنی تصریح کے خلاف ہے، غلط تو اس لیے نہیں ہے کہ یہی توجیہہ شیطان کی طرف حضرت جنید بغدادی نے بھی منسوب کی۔ ''تذکرۃ الأولیاء للعطار'' میں ہے کہ جنید بغدادی کی ملاقات ابلیس سے ہوگئی، تو انہوں نے پوچھا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کرنے کی کیا وجہ تھی؟ اس نے جواب دیا ''غیر اللہ کو سجدہ کرنا کب روا ہے''؟ اس جواب سے آپ حیرت زدہ ہوگئے، غیبی آواز آئی، اس سے کہہ دو تو کاذب ہے، کیونکہ بندے کو مالک کے حکم سے انحراف کی اجازت نہیں، (تذکرہ الأولیاء، ص: ١٩٥) ہماری گزارش یہ ہے کہ آج سے ہزاروں سال پہلے پورے عالم اسلام کے مسلمہ بزرگ نے یہی توجیہہ فرمائی اور آج

مولانا عتیق الرحمٰن نے یہی کہہ دیا تو کیا غلط کیا؟ ہاں بعید نہیں کہ رئیس صاحب کہہ دیں کہ حضرت جنید بھی بریلوی تھے۔'' الخ (حاصل از الشاہد جدید ایڈیشن، ص: ۲۹۲، ۲۹۳)

ناظرین کرام دیکھ رہے ہیں کہ بریلوی پالیسی کے غلط نہ ہونے کی وجہ بریلوی شریعت کی طرف سے یہ بتلائی جارہی ہے کہ یہی توجیہہ شیطان کی طرف جنید بغدادی نے بھی منسوب کی ہے، حالانکہ اپنے دعویٰ کی تائید میں تذکرۃ الأولیاء کی جو عبارت بریلوی بحرالعلوم نے پیش کی ہے، اس میں اشارتاً بھی اس بات کا ذکر نہیں کہ جنید بغدادی نے بھی یہ بات شیطان کی طرف منسوب کی ہے، بلکہ اس میں صراحت ہے کہ سجدۂ آدم نہ کرنے کی وجہ دریافت کرنے پر جنید سے اس کذاب اعظم نے کہا کہ غیر اللہ کو سجدہ کرنا کب روا ہے؟ ظاہر ہے کہ یہ بات جنید نے شیطان کی طرف منسوب نہیں کی، بلکہ شیطان نے بذات خود اپنی طرف منسوب کر کے یہ بات جنید سے کہی، جسے جنید نے لوگوں کے سامنے نقل کر دیا، چونکہ جنید سے شیطانی کی کہی ہوئی یہ بات قرآن مجید کے ان بیانات کے خلاف تھی، جن کا ذکر ابلیس نے اس موقع پر اللہ تعالیٰ کے بالمقابل جرأت و جسارت کے ساتھ کیا تھا، اس لیے اس کذاب ابلیس کی بات پر جنید کو حیرت بھی ہوئی کہ ابلیس لعین کی جو بات قران مجید نے نقل کی ہے، اس وقت یہ ملعون اس کے خلاف دوسری بات کہہ رہا ہے اور آج مجھ سے یہ کہہ رہا ہے کہ غیر اللہ کو سجدہ روا نہیں، اس لیے میں نے آدم کو سجدہ نہیں کیا، حالانکہ یہ کوئی حیرت کی بات نہیں تھی، ابلیس جیسا کذاب ہر معاملہ میں متنوع قسم کے متعدد جھوٹ بولنے کا عادی ہے، جیسا کہ اس کے عام چیلوں کا حال ہے، جو ابلیس ہمیشہ ہر معاملہ میں جھوٹ بولتا ہے، وہ اگر قرآن مجید کے ذکر کردہ شیطانی قول کے خلاف جنید کے سامنے کوئی دوسرا جھوٹا بولتا ہے، تو یہ اس کی عادت ہی ہے، اس میں حیران ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ اسی لیے جنید کی یہ بات سچ ہے کہ آدم غیر اللہ تھے، اس لیے اس نے آدم کو سجدہ نہیں کیا، تو اس کے لیے یہ کب جائز تھا کہ فرمان الٰہی سے سرتابی و بغاوت و انحراف کرتا؟ شیطان ابلیس کی جھوٹی بات کو بریلوی بحرالعلوم نے حسب عادت جنید رحمہ اللہ کی بات قرار دیا، آخر بریلوی شریعت اپنے مواد فراہم کرنے والے محسنوں کے طور وطریق سے کیوں کر الگ تھلگ رہ سکتی ہے؟

پھر جنید رحمہ اللہ کی طرف منسوب یہ ابلیسی واقعہ بریلوی پالیسی کے جواز کی دلیل کس شرعی اصول سے بن گیا؟ کیا قرآن مجید کا بیان اس جنیدی واقعہ کے ذریعہ بدلنا صحیح ہے؟ جبکہ صحیح سندوں سے مروی احادیث آحاد سے بریلوی مذہب میں قرآن پر زیادتی جائز نہیں، یہ بہرحال طے ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے قانون و دستور

کے مطابق بطور عبادت غیر اللہ کو سجدہ کرنے کا حکم دے ہی نہیں سکتا تھا۔

بریلوی بحر العلوم کا مذکورہ بریلوی پالیسی کا خلاف قرآن ہونے سے انکار کرنا ہمارے لیے کوئی انوکھی اور حیرت کی بات نہیں ہے، کیونکہ جس مواد و مسالہ کی بدولت بریلوی پالیسی وجود پذیر ہوئی ہے، اس کا خاصہ وہی ہے جو بریلوی بحر العلوم کے اندر موجود ہے، نصوص قرآنیہ میں تحریف کیے بغیر بریلوی شریعت کا اپنی جگہ برقرار رہنا ناممکن ہے اور اسے برقرار رکھنے کا بریلوی ملاؤں نے ٹھیکہ لے رکھا ہے، اس ٹھیکہ کا مقصد بریلوی اہل قلم خدمت دین ظاہر کرتے ہیں۔ واللہ أعلم بحقیقۃ الحال.

قبوری شریعت کے بحر العلوم مصنف الشاہد نے کہا ہے کہ قرآنی آیات ﴿لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ﴾ نے آدم کے لیے ابلیس کے انکار سجدہ کو دو وصفوں میں محمول کیا ہے، پس بطور مفہوم مخالف اس کا یہ مطلب ضرور ہوگا کہ میں بشر کو نہیں خدا کو سجدہ کروں گا اور یہ وہی شیطانی توحید ہے، جس کا ذکر حضرت جنید نے کیا۔" (الشاہد نیا ایڈیشن، ص: ۲۹۳)

بریلوی بحر العلوم کا اس آیت کا مذکورہ بالا مفہوم نکالنا جبکہ قرآن مجید نے پوری صراحت سے متعدد جگہ بتلایا ہے کہ حضرت آدم کے بالمقابل اپنے کو برتر قرار دینے کی بنیاد پر ابلیس نے سجدۂ آدم سے انکار کیا تھا، بریلوی شریعت سے وابستگی کا خاصہ ہے، اگر ابلیس کی بات کا مطلب و مفہوم وہی ہوتا کہ "میں غیر اللہ کو نہیں بلکہ اللہ کو سجدہ کروں گا، کیونکہ غیر اللہ کے لیے سجدہ کرنا جائز نہیں۔" تو اس شیطانی بیان کو قرآن مجید نے نقل کرنے کے بجائے دوسرے معنی و مفہوم والا بیان کیوں نقل کیا؟ کیا نص کے خلاف بریلوی شریعت میں مفہوم مخالف کو حجت بنانا صحیح ہے؟ یہ اتنی واضح بات ہے کہ اسے سمجھنے کے لیے کسی خاص علم وفن کی ضرورت نہیں، مگر قبوری شریعت کی بالا دستی برقرار رکھنے کی ذمہ داری اور اس کی حفاظت کی ٹھیکہ داری نصوص شرعیہ میں تحریف پر بریلوی لوگوں کو مجبور کیے ہوئے ہے۔

ایک بات غور طلب ہے کہ غیر اللہ کو سجد کرنے سے انکار اگر شیطانی توحید ہے، جو بریلوی و قبوری و رضا خانی توحید سے مختلف ہے تو کیا بریلوی شریعت میں غیر اللہ کو سجد کرنا جائز ہے؟ اگر ہاں تو بریلوی مفتی و ملا لوگ صاف صاف اس کا فتویٰ دیں اور بتلائیں کہ ہماری بریلوی شریعت کی توحید میں یہ بات داخل نہیں کہ غیر اللہ کو سجدہ نہیں کیا جائے، کیونکہ غیر اللہ کو سجدہ نہ کرنا شیطانی توحید ہے، یہی وجہ ہے کہ قبوری شریعت سے وابستگی رکھنے والے عملاً تعزیہ، مزار و قبر کو سجدہ کرتے ہیں اور اسی میں اپنی فوز و فلاح سمجھتے ہیں۔

رضا خانی بحرالعلوم علامہ مفتی عبدالمنان اپنے اور اپنے ہم مذہب لوگوں پر اہل حدیثوں کو بھی "المرء یقیس علیٰ نفسه" کے محاورہ کے مطابق سمجھتے ہیں کہ وہ بھی بریلویوں کی طرح لوگوں پر بہتان تراشی واتہام بازی کرتے ہوئے معقول سبب کے بغیر جنید رحمہ اللہ کو یا کسی بھی غیر بریلوی شخص کو بریلوی کہہ ڈالیں گے، اس قسم کا کاروبار صرف بریلوی لوگ ہی اختیار کیے ہوئے ہیں، بحمد اللہ اہل حدیث ایسا مشغلہ پسند نہیں کرتے۔

بریلوی بحرالعلوم کی حساب دانی:

رضا خانی بحرالعلوم علامہ مفتی عبدالمنان کی حساب دانی بھی بریلوی مزاج کی طرح عجوبہ روزگار قسم کی ہے، موصوف فرماتے ہیں:

> ''آج سے ہزاروں برس پہلے پورے عالم اسلام کے ایک مسلمہ بزرگ جنید بغدادی نے یہی توجیہہ ابلیس کے انکار سجدۂ آدم کے لیے کی جسے آج مولانا عتیق الرحمٰن بریلوی نے کہہ دیا تو یہ بات غلط کس طرح ہوئی؟۔'' (الشاہد جدید ایڈیشن، ص:۲۹۳)

اہل علم پر مخفی نہیں کہ جنید بغدادی ۲۹۸ھ میں فوت ہوئے تھے، موصوف کو فوت ہوئے گیارہ سو پندرہ سال ہوئے، موصوف جنید ۲۲۰ھ کے بعد پیدا ہوئے تھے۔[1]

بایں ہمہ بریلوی بحرالعلوم کا یہ کہنا کہ جنید بغدادی آج سے ہزاروں سال پہلے کے مسلمہ بزرگ تھے، صرف قبوری شریعت ہی میں درست ہوسکتا ہے، کیونکہ گیارہ بارہ سو پر ''ہزاروں'' کے لفظ کا اطلاق بریلوی لوگوں کے علاوہ اوروں کے یہاں نہیں ہوا کرتا۔ بریلوی بحرالعلوم نے بقلم خود یہ کتاب ۱۹۸۱ء یعنی ۱۴۰۷ھ میں لکھ کر شائع کی، اس وقت جنید بغدادی کو فوت ہوئے دس سو سال سے کچھ اوپر ہوئے تھے، اس مدت کو ہزاروں سال کے لفظ سے تعبیر کرنا کیا معنی رکھتا ہے؟

امام جنید بغدادی کا ذکر خیر:

جنید بغدادی جیسے متبع سنت کو علماء اہل حدیث بریلوی کیوں کہیں گے، جبکہ موصوف بریلوی طور وطریق سے شدید تنفر اور وحشت رکھتے تھے، موصوف جنید کہا کرتے تھے:

> "مذهبنا هذا مقيد بالكتاب والسنة." الخ[2]

---

[1] ملاحظہ ہو: سير أعلام النبلاء للذهبي (١٤/ ٦٧) و عام كتب تراجم.

[2] البداية والنهاية (١١/ ١٣٢٩) و عام كتاب رجال.

یعنی ہمارا مذہب کتاب و سنت سے مقید ہے۔ جو شخص کتاب و سنت کا عالم باعمل نہیں اس کے طور و طریق سے ہم کو کوئی واسطہ نہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ اہل حدیث مذہب بھی مذہب جنید کے مطابق ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ مذہب اہل حدیث یعنی مذہب جنید، بریلوی شریعت عرف رضا خانی مذہب عرف قبوری شریعت سے بالکل مختلف و مغائر مذہب ہے۔

یہ معلوم ہے کہ دشمنان اسلام کی منصوبہ بند سازش کے ذریعہ مسلمانوں میں بہت مخالف اسلام مواد اسلام کی طرف منسوب کر کے پھیلا دیے گئے، یہ دشمنان اسلام حقیقی اسلام سے بندگانِ خدا کو ہٹانے کے لیے اپنے اختراعی اکاذیب کو فرامین نبویہ اور احادیث مصطفویہ و آثار صحابہ و تابعین اور قرآنی تفسیر و توجیہہ کے نام سے موسوم کر کے بڑے پیمانے پر لوگوں میں پھیلاتے تھے اور اپنے دام تزویر میں لوگوں کو لانے کے لیے ظاہری طور پر بڑے تقویٰ شعار دیندار بنے رہتے تھے، جنید بغدادی کے سال وفات میں اسی طرح کا ایک تلبیس کار ابن الراوندی ابوالحسین احمد بن یحییٰ بن اسحاق فوت ہوا، جس کی دروغ بافی و شیطنت کا ذکر کرتے ہوئے حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں:

”وهذا كثير موجود فيمن يدعي الإسلام وهو منافق الخ“ (البداية والنهاية: ۱۱/ ۱۲۷)

یعنی ابن الراوندی کا طور و طریق ہر اس شخص میں بکثرت موجود ہے، جو بناوٹی و جعلی مسلمان ہے کہ ظاہر میں دعویٰ اسلام رکھتا ہے مگر وہ حقیقتاً دشمن اسلام ہے۔

نیز حافظ ابن کثیر نے فرمایا:

”كان أبوه يهودياً، فأظهر الإسلام، ويقال: إنه حرف التوراة كما عادى ابنه القرآن، وألحد فيه.“ (البداية والنهاية: ۱۱/ ۱۲۷)

یعنی اس ابن الراوندی کا باپ یحییٰ بن اسحاق یہودی تھا، بظاہر اسلام میں داخل ہوگیا، کہا جاتا ہے کہ یہ تورات کی تحریف کرتا تھا، جیسا کہ اس کا لڑکا قرآن مجید ہی کو قرآن مجید کے خلاف استعمال کرتا اور الحادی کارروائی کرتا تھا۔

اہل علم کو معلوم ہے کہ قبوری شریعت کے علماء و اہل قلم قرآن مجید و احادیث نبویہ و اقوال سلف کو اپنی خانہ ساز توجیہات کو قبوری شریعت میں شامل کر کے کہنے کے عادی ہیں کہ یہ باتیں نصوص کتاب و سنت و

اقوال سلف سے مستفاد و ماخوذ ہیں، حالانکہ ان کی یہ خانہ ساز توجیہات نصوص کتاب وسنت و اقوال سلف کے بالکل خلاف ہوا کرتی ہیں۔

یہ عجیب معاملہ ہے کہ اتباع نصوص کتاب وسنت کا نعرہ لگانے والے بریلوی بحر العلوم علامہ عبد المنان فرماتے ہیں:

پھر جب وہ نور الٰہی (یعنی خاتم النبیین محمد ﷺ) لباس بشریت اوڑھ کر اس خاکدان عالم میں تشریف لایا تو اس خیال سے کہ کہیں کوتہ اندیش ما هذا إلا بشر مثلنا، ما لهذا الرسول يأكل الطعام ويمشي في الأسواق. کہہ کر اس کو اپنا بھائی بنا کر اس کے دامن عزت میں بٹہ لگانے کی مکروہ کوشش نہ کرے، قدرت نے کچھ ایسی خصوصیات بھی مرحمت فرمائی کہ معمولی انسان بھی اس کے علوے مرتبت کا فیصلہ کر سکے۔"
(الشاہد جدید ایڈیشن، ص:۳۴)

حالانکہ قرآن مجید نے اور اس کے پہلے نازل ہونے والے صحف سماویہ نے یہ کبھی نہیں کہا کہ ہمارے نبی محمد ﷺ اور دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام کی شان میں کوتہ اندیش کفار و مشرکین کی کہی ہوئی یہ بات کفر و الحاد شان انبیاء میں گستاخی و بے ادبی اور انبیاء کرام علیہم السلام کی توہین و تحقیر ہے، بلکہ صحف سماویہ سابقہ کی طرح قرآن مجید نے بار بار کی تکرار کے ساتھ کہا کہ اس میں شک و شبہ نہیں کہ خاتم النبیین محمد ﷺ سمیت تمام انبیاء کرام علیہم السلام بشر ہی ہیں اور خود انبیاء کرام علیہم السلام نے بھی حکم ربانی کے مطابق کفار و مشرکن و ملحدین سے علی الاعلان کہا کہ بلا شک ہم بشر ہی ہیں، مگر اللہ تعالیٰ نے ہم کو منصب نبوت و مرتبہ رسالت سے بہرہ ور کیا اور ہم کو نبوت و رسالت کا مقام و مرتبہ دے کر اس نے ہمیں عزت بخشی، اس لیے محض اپنے جیسا بشر ہونے کی بنا پر ہماری نبوت و رسالت سے تمہارا انکار کرنا اور ہم پر نازل شدہ وحی ربانی کی مخالفت کرنا بھاری جرم و معصیت اور کفر و الحاد اور شرارت و شیطنت ہے۔

ناظرین کرام غور فرمائیں کہ قرآن مجید اور صحف سابقہ کی تصریحات کے بالمقابل قبوری شریعت کے پاسبانوں اور محافظوں اور خدمت گاروں اور حامیوں نے کون سا طریق کار اختیار کر کے اپنے کو اہل سنت و جماعت کے نام سے موسوم کر لیا ہے؟ قرآن مجید اور سابقہ صحف سماویہ کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کے خلاف مذکورہ بالا قسم کی باتیں کہہ کر ان کی نبوت و رسالت پر ایمان لانے سے انکار کرنے والوں کا مذکورہ باتیں کہہ کر راہ کفر اختیار کرنا اور کفر پر قائم رہنا غلط طریق کار بتایا ہے، قرآن مجید اور دوسرے صحف سماویہ نے

یہ کہیں اور کبھی نہیں کہا کہ کفار و مشرکین و ملحدین کا انبیا کرام کو بشر کہنا غلط ہے، بلکہ اللہ اور اللہ کے نبی و رسول اور وحی الٰہی کا بار بار تکرار کے ساتھ بالصراحت اعلان ہے کہ نبی و رسول بشر ہی ہیں۔ ان کے غیر بشر ہونے کا عقیدہ ونظریہ نہ قائم کر لینا، بریلوی شریعت کے محافظ و حامی لوگ بتلائیں کہ کس آیت اور حدیث نبوی میں کہا گیا ہے کہ نبی و رسول کو بشر نہ کہو، نہ ان کے بشر ہونے کا عقیدہ رکھو، بلکہ بشر کے بجائے انہیں نور الٰہی کہو؟

نبی و رسول کی بشریت:

قرآن مجید نے کہا:

﴿ مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَ الْحُكْمَ وَ النُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ لٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَ بِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ۝ وَ لَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَ النَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ﴾ [آل عمران: ۷۹، ۸۰]

یعنی جس بشر کو اللہ تعالیٰ کتاب و حکمت و نبوت سے سرفراز کرے اس کے لیے لوگوں سے یہ کہنا جائز نہیں کہ اللہ کے علاوہ تم ہمارے بھی عبادت گزار بن جاؤ، بلکہ اللہ کی کتاب و حکمت و نبوت سے بہرہ ور ہونے والا بشر لوگوں سے یہ کہتا ہے کہ تم ربانی بن کر رہو، تم ایسا اس بنا پر کرو کہ تم کتاب الٰہی کی تعلیم دیتے اور علوم دینیہ کا درس دیتے ہو، اللہ تعالیٰ کی کتاب و حکمت و نبوت سے شرف یاب آدمی تم کو یہ حکم نہیں دیتا کہ فرشتوں کو فرشتوں کے مقام و مرتبہ پر رکھنے کے بجائے اور نبیوں کو نبیوں کے مقام و مرتبہ پر رکھنے کے بجائے انہیں ارباب بنالو، کیا نبوت کے منصوب پر فائز ہونے والا بشر تمہیں کفر کرنے کا حکم دے سکتا ہے، جب کہ تم کو مسلمان توحید پرست بن کر رہنا چاہیے؟

ان آیات میں واضح طور پر بتلایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ بشر کو اپنی نبوت و حکمت و کتابِ شریعت عطا کرتا ہے، جس کا مفہوم مخالف یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قانون میں بشر ہی اس لائق و قابل ہے کہ نبوت و کتابِ شریعت سے سرفراز کیا جائے۔ نیز ان آیات میں یہ صراحت بھی ہے کہ نبوت و کتاب سے من جانب اللہ سرفراز کیا جانے والا بشر تمام ہی لوگوں کو غیر اللہ خصوصاً نبوت سے سرفراز کیے جانے والے بشر کی عبادت نہ کریں، نہ انہیں اور فرشتوں کو رب قرار دیں، بلکہ نبوت سے بہرہ ور بشر اور ملائکہ کو ان کے اصل مقام بشریت و ملکیت پر رہنے دیں، بشر و ملائکہ خواہ کسی بھی جلیل القدر منصب پر فائز ہوں، اس لائق نہیں کہ انہیں

ان کے مقام بشریت وملکیت سے ہٹا کر ان کی عبادت کی جانے لگے۔

قرآن مجید کی ان تصریحات کو بنظر عبرت ونصیحت دیکھنے کی ضرورت ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میری مخلوقات میں سے صرف بشر ہی اس لائق ہے جو میری کتاب شریعت ونبوت کے منصب سے شرفیاب ہو، مگر ان قرآنی تصریحات کے بالکل خلاف قبوری شریعت کے پیروکار علماء واہل قلم کہتے ہیں کہ نبی اور رسول کو بشر کہنا نبی اور رسول کی اس لیے توہین ہے کہ ابلیس لعین نے سب سے پہلے مبعوث کیے جانے والے نبی ورسول حضرت آدم علیہ السلام کی توہین وتحقیر اسی لفظ کے ساتھ کی تھی، یعنی بریلوی شریعت کا معیار توہین وتوقیر وہی ہے جو ابلیس لعین کا ہے، قبوری شریعت کی یہ کتنی بڑی جسارت ہے کہ جس بشر کو اللہ تعالیٰ نے نبوت جیسے منصب جلیل پر فائز کرنے کے باوجود بھی بشر ہی کہا غیر بشر نہیں کہا نہ اسے غیر بشر کہنے کی اجازت لوگوں کو دی، اسے یہ قبوری شریعت بشر کے بجائے غیر بشر اور نور الٰہی کہتی پھرتی ہے۔

شیطانی تعلیم پر عمل کرتے ہوئے کفر وشرک کی راہ پر چلنے والے کافر انسانوں نے یہ کہہ کر ضرور انبیاء کرام علیہم السلام کی نبوت کو ماننے سے انکار کیا کہ ﴿اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا﴾ مگر قرآن مجید کا کہنا ہے:

﴿ قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ﴾ [إبراهيم: ١١]

''ان کافر انسانوں کی طرف مبعوث کیے گئے رسولوں نے کہا کہ ہم اگرچہ تمہارے ہی جیسے بشر ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اسے اپنے احسان سے نواز کر نبی و رسول بنا دیتا ہے۔''

اس قرآنی فرمان میں کسی بھی رسول و نبی کو مستثنیٰ کیے بغیر علی الاطلاق کہا گیا ہے کہ تمام ہی رسولوں نے اپنی کافر اقوام سے صاف صاف کہہ دیا کہ ہم تو بہر حال تمہارے جیسے بشر ہیں، مگر اللہ کی کرم فرمائی سے منصب رسالت سے نوازے گئے ہیں، قبوری شریعت کے مطابق نعوذ باللہ خاک بدہن گستاخ تمام کے تمام رسولوں نے اپنے آپ کو بشر کہہ کر رسولوں کی تحقیر وتوہین کی، حالانکہ قبوری لوگ اپنے کو جس حنفی مذہب کی طرف منسوب کرتے ہیں، اس کے عقائد میں یہ بات داخل ہے کہ نبی ورسول انسان وآدمی و بشر ہوتے ہیں، چنانچہ کتاب المسایرہ میں تصریح ہے:

"ذكر المحققون أن النبي إنسان، بعثه الله لتبليغ ما أوحي إليه، وكذا

الرسول فلا فرق." (المسامرة مع المسایره، ص: ۲۳۱)

یعنی محققین نے ذکر کیا ہے کہ نبی انسان ہوا کرتا ہے، جسے اللہ تعالیٰ اپنی وحی کردہ باتوں کی تبلیغ کے لیے مبعوث فرماتا ہے، اسی طرح رسول کا بھی حال ہے کہ وہ بھی انسان ہوتا ہے، رسول و نبی میں اس اعتبار سے کوئی بھی فرق نہیں ہے۔

یہ معلوم ہے کہ انسان آدمی اور بشر کا مترادف لفظ ہے، جس کا حاصل یہ ہوا کہ حنفی مذہب کا یہ عقیدہ و نظریہ ہے کہ ہمارے رسول محمد ﷺ سمیت سارے نبی و رسول بشر ہیں اور مرتبہ نبوت و رسالت پر سرفراز ہونے والے ان انسانوں کو وہی شخص انسان و بشر ماننے سے انکار کرے گا جو حنفی مذہب اور نصوص شرعیہ سے منحرف ہوگا۔

قرآن مجید نے عام انبیاء کرام علیہم السلام کو ان کی امتوں کا ''اخ'' کہا ہے، یہ محض اس لیے کہ اپنی قوم کا ایک فرد ہونے کی وجہ سے ہر نبی اپنی قوم کا بھائی تھا، متواتر المعنی حدیث نبوی میں ہے کہ ہمارے رسول ﷺ کے جدامجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ان کی اہلیہ سارہ نے اپنا بھائی کہا تھا، یہ محض خاندانی اور اسلامی رشتہ والی اخوت کی بنا پر کہا گیا تھا، قرآن مجید نے فرمایا ہے: ﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ﴾ [الحجرات: ۱۰]

کیا قبوری شریعت ہمارے نبی معصوم علیہ الصلاۃ والسلام کو مومنوں میں نعوذ باللہ بدہن گستاخ شمار کرنے کی روادار نہیں؟ اگر نہیں تو فرمان قرآنی کا انکار لازم آتا ہے، اگر ہاں تو آپ ﷺ کا تمام مومنوں کا بھائی ہونا لازم آتا ہے، مگر تمام مومنوں کا بھائی ہونے سے مقام و مرتبہ و درجہ میں برابری نہیں لازم آتی، آپ کا منصب رسالت و نبوت آپ ﷺ کو تمام مومنوں پر اتنا بلند بنائے ہوئے ہے جس کا تصور قبوری شریعت والے لوگ نہیں کر سکتے۔

صحیح بخاری میں وارد ہے کہ آپ ﷺ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: "إنما أنا أخوك" میں آپ کا بھائی ہوں۔ (البداية والنهاية: ۳/ ۱۶۱)

متعدد روایات صحیحہ میں وارد ہے کہ آپ ﷺ نے اہل اسلام کو اپنا بھائی کہا (وللتفصیل موضع آخر)

کہاں یوسف بن یعقوب علیہما السلام اور کہاں ان کے بھائی جو موصوف یوسف علیہ الصلاۃ والسلام کے سامنے سجدہ ریز ہوئے۔

بہت سے صحابہ کرام سے مختلف طرق و اسانید کے ساتھ مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے صحابہ کے بعد مجھ پر ایمان لانے والے لوگ میرے بھائی ہیں۔

"قوم يجيئون بعدي يؤمنون أولئك إخواني." (تفسیر در منثور: ١/ ٦٥ تا ٦٧)

ان احادیث نبویہ میں کہا گیا ہے کہ خاتم النبیین محمد ﷺ نے اپنی زبان مبارک سے عام اہل اسلام کو اپنا بھائی کہا ہے، مگر بریلوی فرقہ کو اس کا ذرہ برابر بھی احساس نہیں کہ وہ اپنی لغوطرازی کے ذریعہ اس نبی کے فرمودات کی تکذیب کر رہا ہے جس کی محبت وعقیدت کے دعویٰ کی بنیاد پر وہ اختراع اکاذیب میں ہمہ وقت سرگرم عمل رہا کرتا ہے۔

محققین اسلام کا فیصلہ ہے کہ منصب نبوت پر فائز خاکی بشر نوری مخلوق فرشتوں اور ناری مخلوق جنوں سے افضل و برتر اور بہتر ہے تو منصب نبوت سے بہرہ ور خاکی بشر خصوصاً ہمارے رسول ﷺ خاتم النبیین کو قبوری شریعت والے کون سی مخلوق ماننے منوانے پر کمر بستہ ہیں؟ فرشتوں کی طرح نوری مخلوقات یا جنات کی طرح ناری مخلوق؟ یا یہ کہ آپ ﷺ کو یہ بدعت پرست لوگ مخلوق مانتے ہیں یا نہیں؟ اگر یہ لوگ آپ ﷺ کو مخلوق نہیں مانتے تو بریلوی بحر العلوم کی زیر نظر کتاب میں متعدد جگہ آپ ﷺ کو بریلوی بحر العلوم نے مخلوق لکھا ہے، مگر متعدد جگہ آپ ﷺ کو بریلوی بحر العلوم کا مخلوق لکھنا اس بات کو مستلزم نہیں کہ یہ لوگ حسب عادت اپنی متضاد پالیسی پر عمل کرتے ہوئے آپ کو غیر مخلوق بھی نہ سمجھتے ہوں، کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ ایک طرف بریلوی بحر العلوم آپ کو خاکی بشر ماننے پر آمادہ نظر آتے ہیں، مگر آپ کو اس لیے بشر کہنا پسند نہیں کرتے کہ بشر کہہ کر کفار و مشرکین آپ ﷺ اور دوسرے نبیوں اور رسولوں کی توہین کرتے تھے۔ پھر دوسری طرف بریلوی بحر العلوم اپنے طائفہ سمیت ان مکذوبہ وموضوعات روایات کے مطابق آپ ﷺ کو نور کہتے ہیں، جن میں کہا گیا ہے کہ "أول ما خلق الله نوري"۔ تیسری طرف فرقہ بریلویہ کے بانی حضرت احمد رضا خان بریلوی بعض قرآنی آیات ہی سے آپ کا سراپا نور ہونا ثابت کرنے کی کوشش میں سرگرم عمل نظر آتے ہیں، جیسا کہ موصوف کے ترجمہ قرآن کنز الایمان کی فہرست مضامین میں ایک عنوان یہ بھی قائم کیا گیا ہے: "حضور انور نور ہیں۔"

بریلویوں کا یہ جھوٹا دعویٰ کہ وفات کے بعد آپ ﷺ ہر جگہ حاضر وموجود ہیں:

ظاہر ہے کہ ہمارے نبی اور آپ ﷺ کے علاوہ سارے انبیاء دنیاوی زندگی میں بہر حال اس وصف سے متصف نہیں تھے، جس سے بریلوی بحر العلوم نے وفات کے بعد برزخی زندگی میں آپ کو متصف بتلایا ہے، پھر بریلوی بحر العلوم کی ان دونوں باتوں میں کھلا ہوا تضاد وتعارض وتناقض واضطراب ہے۔ یہ معلوم ہے

کہ وفات سے پہلے عہد نبوی و حیات نبوی میں مجالس میلاد منعقد کی جانے والی پُر ضلالت بدعت کا کوئی وجود روئے زمین پر نہیں تھا، اس لیے وفات سے پہلے مجالس میلاد میں آپ ﷺ کے حاضر و موجود رہنے کا کوئی سوال ہی نہیں، لیکن دوسری قسم کی بہت ساری اچھی بری مجالس پوری دنیا میں بیک وقت منعقد ہوا کرتی تھی، مگر کسی بھی شرعی دلیل سے ثابت نہیں ہے کہ آپ ﷺ دنیا میں منعقد ہونے والی ہزاروں مجالس میں بیک وقت موجود و حاضر ہوا کرتے تھے، جب کہ ایک مجلس روئے زمین کے اقصائے مغرب میں دوسری اقصائے مشرق اور تیسری اقصائے جنوب اور چوتھی اقصائے شمال میں منعقد ہو، وقس علی هذا۔

نہ اس کا ثبوت ہے کہ آپ ﷺ دنیا میں مرنے والے ہر آدمی کی تکفین و تجہیز و تدفین کا مشاہدہ کرتے تھے اور ہر آدمی کی قبر میں جا کر حاضری دیا کرتے تھے اور بہت سارے مردے تو جلائے یا سپرد دریا کیے جاتے ہیں، ان کے رسوم و رواج کا مشاہدہ کرنے کے لیے بھی ہر مردے کے پاس آپ ﷺ کے جانے کا دنیاوی زندگی میں کوئی شرعی ثبوت نہیں اور نہ کوئی ذی شعور آدمی اس کا توہم و تصور ہی کر سکتا ہے کہ وفات سے پہلے آپ ایسا کرتے تھے، مگر وفات کے بعد برزخی زندگی میں آپ کے لیے ان ساری باتوں کا دعوی بریلوی بحرالعلوم اور ان کے فرقہ بریلویہ نے کر رکھا ہے، بلکہ ان باتوں سے بھی کہیں زیادہ بڑی قسم کی باتوں کا دعویٰ کر رکھا ہے، پھر بریلوی لوگوں کا ہر نبی و رسول کے بارے میں اس قسم کا دعویٰ رکھنا اپنے بریلوی اصول کے مطابق لازم ہے، اس طرح کا دعویٰ ان لوگوں نے ہر نبی و رسول بلکہ اولیاء کے بارے میں بھی ذکر کیا ہے، وفات سے پہلے والی دنیاوی زندگی اور وفات کے بعد برزخی زندگی کے درمیان بریلوی پالیسی کا تضاد و تناقض بہت ظاہر ہے اور اس پارٹی کا اس قسم کا تضاد بھی اس کی تکذیب کے لیے کافی اور وافی ہے۔

ہم عرض کر آئے ہیں کہ بریلوی پارٹی نے تصریح کر رکھی ہے کہ تکمیل نزول قرآن ہونے کے بعد ہی آپ ﷺ حاضر و ناظر و عالم الغیب ہوئے ہیں، جس کا مطلب یہ ہوا کہ اس بریلوی دعویٰ کے مطابق تکمیل نزول قرآن سے پہلے آپ ﷺ ان اوصاف والے حاضر و ناظر نہیں تھے جن کا ذکر ہم اوپر بریلوی بیانات کے حوالے سے کر آئے ہیں۔

بریلوی بحرالعلوم سے ہم نے اور عام اہل علم نے مطالبہ کیا تھا کہ اپنے اس خانہ ساز بریلوی عقیدہ پر شرعی دلیل پیش کریں، مگر وہ عاجز رہے، صرف اہل حدیث کو گالیاں دینے میں مزید در مزید اضافہ ہو گیا، اس سے بریلوی بحرالعلوم سمیت فرقہ بریلویہ کا کذاب ہونا ثابت ہو گیا اور کیوں نہ ہو کہ ان لوگوں کو صدہا سال

پہلے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بہت بڑا افترا پرداز وکذاب کہہ چکی ہیں اور ان کی بات پر اجماع امت ہو چکا ہے اور یہ اجماع وقول عائشہ رضی اللہ عنہا نصوص شرعیہ سے ماخوذ ومستفاد ہے۔

اس بریلوی مکذوبہ دعویٰ پر فاضل رحمانی کا مواخذہ اور جواب میں فاضلِ رحمانی پر بریلویہ کا طعن وتشنیع:

بریلویہ کے ان مکذوبہ متعارض ومتضاد دعاوی پر خطیب الاسلام حضرت العلام مولانا جھنڈانگری نے فرمایا:

''آپ ﷺ نے کسی حدیث میں صراحت نہ فرمائی کہ جب کوئی بشر فوت ہو کر مدفون ہوتا ہے تو میں اس کی قبر میں تشریف لے جاتا ہوں، نہ ہی یہ قول صحابہ وتابعین میں سے کسی کا ہے، اس عقیدہ کی بنیاد پر آپ ﷺ کسی وقت بھی اپنی قبر میں رہنے نہ پائیں گے، کیونکہ پوری دنیا میں ہر وقت ہزاروں میل کی مسافت پر ہزاروں آدمی دفن ہو رہے ہیں، تو بیک وقت ہزاروں جگہ آپ کا پہنچنا سخت باعث تکلیف ہوگا، آپ کے زمانے میں بھی بہت سارے لوگ فوت ہوئے آپ نے کئی ایک کی نماز جنازہ پڑھی اور تدفین میں موجود رہے، اگر یہ تسلیم کرلیا جائے کہ آپ اپنی زندگی میں ہر قبر میں جاتے تھے، تو لازم آتا ہے کہ آپ نعوذ باللہ زندہ درگور ہوگئے، پھر زیادہ سے زیادہ قبروں میں حاضری کا ثبوت ملتا ہے، اس سے ہر جگہ آپ ﷺ کا حاضر وناظر ہونا کہاں ثابت ہوا؟'' (ماحصل از تردید حاضر وناظر، ص:۵۳ تا ۶۱)

مولانا جھنڈانگری کی مذکورہ بالا بات سے عبرت پذیر ہونے کے بجائے بریلوی بحرالعلوم اپنی شان بریلویت کے ساتھ فرماتے ہیں:

''فاضل رحمانی کی اس سادہ لوحی پر یہ خیال ہوتا ہے کہ آپ فاضل ہیں تو ضرور لیکن فضیلت سے نہیں فضلہ سے، ورنہ اتنی سی بات ہر شخص کی سمجھ میں آسکتی ہے کہ یہ بات کسی ڈپٹی کلکٹر کی نہیں، بلکہ اس ذات کی ہے جو سرتاپا معجزہ ہے، ورنہ اس نامعقول دلیل اور ناجائز خیر خواہی سے آپ کی ہر فضیلت کا انکار کیا جاسکتا ہے۔'' (ماحصل از الشاہد جدید، ص:۳۶، ۳۷)

یہاں یہ سوال تھا کہ جس رسول کے بارے میں بریلوی جماعت یہ اختراعی مکذوبہ وحیرت انگیز دعاوی کر رہی ہے، ان پر اس رسول کے پیش کردہ نصوص شرعیہ میں سے کون سی دلیل شرعی ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں کذاب ومفتری قرار پائی ہوئی بریلوی پارٹی کے پاس ہے؟ اپنے ان مکذوبہ و اختراعی دعاوی پر کوئی شرعی دلیل دیے بغیر ایسا دعویٰ جو اثبات مدعا پر دلالت بھی نہیں کرتا، بھلا کیونکر مسموع

ہوسکتا ہے؟ کیا ان مکذوبہ اختراعی دعاوی کو آپ ﷺ کے فضائل کہہ دینا اثبات مدعا کے لیے کافی ہے کہ کذب بیانی اور گالی گلوچ وعہد شکنی والے اوصاف منافقانہ جمع کرتے ہوئے بریلوی بحرالعلوم لایعنی بکواس کر رہے ہیں؟ موصوف بریلوی بحرالعلوم کی عہد شکنی سے صاف ظاہر ہے کہ ہم ان دعاوی پر شرعی دلائل پیش کریں گے لیکن شرعی دلائل پیش کرنے کے بجائے مزید در مزید اکاذیب کے ساتھ بلا وجہ اہل حدیثوں کو گالیاں دے رہے ہیں۔

اپنے مکذوبہ بریلوی دلائل کے بارے میں بریلوی بحرالعلوم فرماتے ہیں:

''یہ اصول طے ہوجانے کے بعد کہ فضائل نبویہ میں بجائے عقلی دخل دینے کے یہ دیکھا جائے گا کہ شرعی اصول بھی اسے جائز رکھتا ہے یا نہیں، یہ ضروری ہوگیا کہ دیکھا جائے کہ مسئلہ حاضر و ناظر کا بھی شرعی امکان ہے یا نہیں تو نہ صرف امکان ہے بلکہ وقوع کا پتہ چلتا ہے۔'' الخ

(الشاہد قدیم: ۳۷، ۳۸)

ہم کہتے ہیں کہ اس بریلوی دعویٰ کا شرعی امکان تو قرآن مجید نے بہت ساری آیات میں یہ کہہ کر ختم کر دیا کہ آپ ﷺ عالم الغیب و حاضر و ناظر نہیں، نہ وفات سے پہلے دنیاوی زندگی میں نہ وفات کے بعد برزخی زندگی میں۔

قرآنی آیت اور حدیث نبوی سے بریلوی دعویٰ کی تکذیب:

حضرت ابن عباس سے یہ حدیث نبوی مروی ہے:

"سيجاء برجال من أمتي، فيؤخذ بهم ذات الشمال، فأقول: يا رب! أصحابي؟ فيقول: لا تدري ما أحدثوا بعدك، فأقول كما قال العبد الصالح: وكنت عليهم شهيداً ما دمت فيهم" [1]

یعنی بروز قیامت میری امت کے کچھ لوگ لائے جائیں گے، جنہیں فرشتے جہنم کی طرف لے جائیں گے، میں کہوں گا کہ اے میرے رب یہ میرے اصحاب ہیں، اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ آپ نہیں جانتے کہ آپ کے بعد انہوں نے کیا کیا بدعات ایجاد کر ڈالی تھیں، اس وقت میں اسی طرح کی بات کہوں گا جو حضرت عیسیٰ بن مریم بندہ صالح کہیں گے کہ جب تک میں ان میں موجود تھا، تب تک تو ان کے حالات سے باخبر تھا، لیکن

---

[1] صحیح البخاری مع فتح الباری تفسیر سورۃ المائدہ (۸/ ۲۸۶) کتاب الرقاق، باب الحشر (۱۱/ ۳۷۷) و عام کتب حدیث و تفسیر۔

جب تو نے مجھے وفات دیدی تو میں ان کے حالات سے باخبر نہیں رہ گیا تو ہی ان کا نگران رہ گیا۔

اس متواتر المعنی فرمان نبوی سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے اپنی وفات کے بعد اپنی امت کے حالات سے باخبر رہنے کی کلی طور پر نفی کی ہے اور اس نفی کے لیے آپ ﷺ نے وہ قرآنی آیت تلاوت کی جس کی تلاوت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کریں گے، جس سے اس سلسلے کے تمام بریلوی اکاذیب کی تکذیب ہو جاتی ہے، وفات نبوی کے بعد بریلوی دعاوی کا امکان تو اس نص قاطع سے بالکل ختم ہو گیا، اس نص قاطع کے ہوتے ہوئے اس سلسلے کے بریلوی دعاوی اکاذیب کے علاوہ اور کیا ہو سکتے ہیں؟

ہم نے اس حقیقت ثابتہ کا ذکر اچھی طرح تصحیح العقائد (ص: ۸۳،۸۴) میں کر دیا تھا، مگر جو قوم ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی زبانی بہت بڑی افترا پرداز و کذاب قرار پا چکی ہو وہ بھلا اپنی عادتِ کذب بیانی کیوں چھوڑے؟

اپنے مکذوبہ دعاوی پر بزعم خویش بریلوی بحر العلوم نے یہ دلیل دی ہے کہ ملک الموت بیک وقت بہت سارے مرنے والوں کی جان نکالنے کے لیے حاضر ہوتے ہیں، پھر ہمارے رسول ﷺ کیوں ہر جگہ حاضر و ناظر نہ ہوں؟ اسی طرح منکر، نکیر ہر مردے کے پاس قبر میں سوال و جواب کے لیے آتے ہیں تو ہمارے رسول کا ہر قبر میں حاضر و ناظر نہ ہونا کیوں نہیں مانا جاتا؟ (الشاہد جدید، ص: ۳۸ تا ۴۰)

یہاں سوال یہ ہے کہ ان فرشتوں کے بارے میں نصوص صریحہ موجود ہیں کہ یہ ہر مردے کے پاس آتے ہیں، پھر ایک مخصوص بات جو فرشتوں سے متعلق ہے اسے غیر فرشتوں پر، یعنی کسی انسان و بشر کو جو منصب نبوت پر فائز ہے مگر انسان و بشر کے وصف سے خارج نہیں کیونکر قیاس کیا جا سکتا ہے؟ پھر نص کے مقابلہ میں مکذوبہ واختراعی قیاس کی کیا حیثیت ہے؟ نص قاطع یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہمارے رسول کا ارشاد ہے کہ وفات کے بعد میں اپنی امت کے حالات سے واقف و باخبر نہیں رہ گیا، اللہ و رسول کی ان تصریحات کے بالمقابل بریلوی اکاذیب کو اکاذیب کے علاوہ اور کیا کہا جا سکتا ہے؟ اس کے باوجود نہایت جسارت و جرأت و بے باکی سے بہت سارے اکاذیب و خلاف نصوص ہرزہ سرائیاں کرنے والے بریلوی بحر العلوم نے ''ایک غلط فہمی کا ازالہ'' کے عنوان سے اپنی بریلوی ذہنیت کا ثبوت دیتے ہوئے مزید در مزید بریلوی فطرت کا مظاہرہ کیا ہے۔ موصوف بریلوی بحر العلوم کے ان سارے اکاذیب کو نقل کرنا اور ہر ایک کا تحقیقی تجزیہ کرنا اس لیے ضروری نہیں کہ نصوص کتاب و سنت سے ان اکاذیب کا اکاذیب ہونا ثابت ہے، جس

کی طرف ہم اشارہ کر چکے ہیں، البتہ موصوف بریلوی بحرالعلوم کے ان اکاذیب کا تھوڑا بہت تذکرہ آگے آئے گا جہاں موصوف نے دوسرے انداز میں ان اکاذیب کو دہرایا ہے، بریلوی بحرالعلوم اور ان کے ہم مزاج وہم مسلک لوگوں کا کہنا ہے کہ اگر بیک وقت ملک الموت اور ان کے اعوان و انصار اور منکر نکیر اور ابلیس لعین اور اس کے ساتھی ایک سے زیادہ جگہوں میں، جبکہ ان جگہوں کے درمیان طویل وعریض فاصلے ہوں، حاضر و موجود ہوا کرتے ہیں تو ہمارے رسول ﷺ اور دوسرے انبیاء مرسلین و اولیاء کا مقام و مرتبہ ان سے کہیں بلند و بالا ہے، اس لیے ان کا بیک وقت ایک سے زیادہ جگہوں میں حاضر و ناظر و موجود رہنا بالکل صحیح ہے۔
(الشاہد جدید، ص: ۳۶ تا ۴۳)

لیکن سوال یہ ہے نصوص شرعیہ میں ہمارے رسول سمیت تمام انبیاء کرام و اولیاء عظام کا بشر اور انسان ہونا ثابت ہے اور خاکی بشر و انسان کو نوری فرشتوں اور مادی شیاطین و جنات پر قیاس کرنا اصول قیاس کی خلاف ورزی ہے، پھر قیاس کا دلیل شرعی ہونا بھی ایک الگ قابل بحث ونظر مسئلہ ہے، خالص شرعی امور فرشتوں اور جنات پر انسانوں کو قیاس کرنا بدیہی طور پر قیاس مع الفارق ہے، پھر بریلوی بحرالعلوم سمیت سارے بدعت پرست قبوری لوگ اس بات کے معترف ہیں کہ اس دعویٰ بریلویہ پر شرعی ثبوت درکار ہے، پھر جب قبوری لوگوں کو اس کا اعتراف ہے تو وہ کوئی ایسی شرعی دلیل اپنے اس دعویٰ پر کیوں نہیں پیش کرتے، جس کو فی الواقع دلیل شرعی کہا جاتا ہو؟

ہم تصحیح العقائد میں واضح کر چکے ہیں کہ قبر میں میت سے یہ پوچھا جاتا ہے:

"وما تقول في هذا الرجل الذي بعث فيكم" جو شخص تمہاری ہدایت کے لیے نبی و رسول بنا کر مبعوث کیا گیا تھا اس کے بارے میں تم کیا کہتے ہو؟ اور یہ معلوم ہے کہ "ہذا" کا اشارہ بعید سے بعید تر کے لیے بھی آتا ہے، جیسا کہ قیصر روم نے سیکڑوں میل کی دوری پر ابوسفیان وغیرہ سے آپ ﷺ کی بابت یہی لفظ "هذا" کا استعمال کیا تھا۔" (تصحیح العقائد، ص: ۹۹ تا ۱۰۱)

مگر جو فرقہ ایجاد بدعت کو اپنا شیوہ وشعار بنائے ہو اس پر احادیث نبویہ کا کیا اثر ہوگا؟

حاضر و ناظر اور علمائے سلف:

غیر اللہ کے عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہونے والے اپنے جس عقیدہ ونظریہ کی تشریح وتوضیح بریلوی بحرالعلوم نے کی ہے، جو سراسر ضلالت و جہالت اور نصوص شرعیہ کی خلاف بغاوت و جارحیت ہے، اس خانہ

ساز بریلوی عقیدہ ونظریہ کا معتقد بریلوی بحر العلوم اور دیگر بریلوی قائدین نے تمام اہل اسلام کو عہد نبوی سے لے کر قیامت تک کے اہل اسلام کو بتلایا ہے، اپنے اس دعویٰ کے ثبوت میں پندرہویں صدی کے بحر العلوم نے اپنے بریلوی قائدین کی تحریروں کی مدد سے مذکورہ بالا عنوان کے تحت ایک لمبا چوڑا دعویٰ کر دیا ہے:

''یہ کوئی نیا خیال نہیں بلکہ صدیوں پہلے علمائے اسلام نے اس کی تشریح و توضیح کر دی ہے، جیسا کہ مولانا عتیق الرحمٰن نے اپنے رسالہ ''خیر الانبیاء'' میں شیخ محدث دہلوی اور علامہ سیوطی اور دیگر علماء کے اقوال سے ثابت کیا ہے کہ کسی حیثیت سے بھی وہ حضرات اس کو بیان کرتے اور اس پر کوئی رد نہیں کرتے بلکہ سیوطی نے خاص اس بحث پر ایک کتاب تنویر الملک تصنیف فرمائی اور تصریح کی۔'' الخ (الشاہد جدید، ص: ۴۵)

یہ معلوم ہے کہ اسلام انسان کے مورث اعلیٰ حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ روئے زمین پر آیا، تب سے لے کر ہزاروں سال پوری نسل انسانی بلا اختلاف صرف مذہب اسلام پر کاربند رہی، جیسا کہ نص شرعی سے ثابت ہے۔ پھر بعثت نوح علیہ الصلاۃ والسلام سے کچھ پہلے مذہب توحید اسلام کے خلاف ابلیس لعین کی سازش سے شرک وکفر رواج پذیر ہونے لگا، جس کی اصلاح کے لیے حضرت نوح علیہ الصلاۃ والسلام مبعوث کیے گئے، اسی زمانے سے اللہ کے بھیجے ہوئے رسول و نبی اور ان کے متبعین توحید کی حمایت و تبلیغ اور اس کے منافی عقائد ونظریات و خیالات کی تکذیب و تردید و تغلیط کر کے نسل انسانی کو غلط نظریات و خیالات میں ملوث ہونے سے بچانے کی کوشش کرتے رہے، مگر ابلیس کی منصوبہ بند سازش سے اسلام کے خلاف شیطانی عقائد ونظریات و خیالات و احساسات و جذبات فروغ و ترقی پاتے رہے، حتی کہ آج سے چودہ صدیوں پہلے بعثت نبوی ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعہ از سرنو اسلام کی صحیح تعلیمات سے لوگوں کو آشنا کرانا شروع کیا، مگر آپ ﷺ کے ذریعہ اشاعت پذیر ہونے والی اسلامی تعلیمات کے خلاف شیطان اور اس کے چیلوں کی منصوبہ بند سازش بھی زور وشور سے جاری رہی اور بنیادی و غیر بنیادی قسم کی جملہ تعلیمات اسلامی کے اثرات زائل کرنے کی کارروائی شیطانی گروہ کی طرف سے ہوتی رہی، جس اسلام کو مکمل اور کامل صورت میں دے کر گئے ہوئے ہمارے نبی ﷺ کو چودہ صدیاں گزر گئیں، اس کی طرف چودھویں صدی میں ایجاد کردہ قبوری شریعت والی باتوں کو منسوب کر کے کہنا کہ یہ باتیں ایام قدیمہ سے اہل اسلام میں رائج تھیں، اس امر کا مقتضی ہے کہ آپ کی پیش کردہ کتاب الٰہی وسنت نبویہ کے نصوص سے ان باتوں کا ثبوت موحدین بریلویت کی طرف سے پیش کیا جاتا

ہے، مگر اپنے مذکورہ بالا عنوان کے تحت بریلوی بحرالعلوم نے اپنے زیرِ نظر عقیدہ و خیال کا کوئی ثبوت کتاب و سنت سے پیش کرنے کے بجائے یہ دعویٰ کر رکھا ہے کہ چودھویں صدی ہجری کے ایک علمبردار بریلویت مولوی عتیق الرحمٰن نے گیارہویں صدی ہجری کے شیخ عبدالحق دہلوی اور دسویں صدی ہجری کے جلال الدی سیوطی کی عبارتوں کو اس بریلوی دعوے پر بطور ثبوت پیش کیا ہے، آخر کیا بات ہے کہ اپنے اس دعوی کے ثبوت میں بریلوی بحرالعلوم نے نصوص کتاب و سنت و اقوال صحابہ و تابعین اور ان کے بعد والی صدیوں کے بیانات نقل کرنے کے بجائے بطور دلیل و حجت دسویں و گیارہویں صدی کے سیوطی و شیخ عبدالحق کے نام پیش کیے ہیں کہ یہ دونوں حضرات بھی اس زیرِ نظر بریلوی مسئلہ میں وہی بات کہتے ہیں جو قبوری شریعت کہتی اور رکھتی ہے، دسویں صدی والے سیوطی ایک ایسے قلم کار مصنف و مؤلف گزرے ہیں جو اپنے غلط طور و طریق کے باعث اپنے معاصر اور بعد میں آنے والے غیر معاصر علمائے محققین کے جرح و طعن کے نشانہ بنے ہوئے ہیں۔[1]

بریلوی بحرالعلوم نے اپنے موقف مذکور کے قائل اسلاف میں سے صراحتاً جن دو حضرات کے نام لیے اور اشارتاً دیگر علماء کا ذکر کیا، ان میں سے نہ جانے کن مصالح کے پیش نظر شیخ عبدالحق دہلوی کا نام سیوطی سے پہلے لیا، جبکہ شیخ عبدالحق، سیوطی سے ایک سو سال سے بھی زیادہ بعد میں پیدا ہوئے؟

شیخ عبدالحق کی کتاب أقرب السبل، و شرح فتوح الغیب (ص: ۲۳) کے حوالے سے بریلوی بحرالعلوم کے سرپرست مولوی عتیق الرحمٰن نے لکھا ہے:

''با چندیں اختلاف و کثرت مذاہب کہ علمائے امت است یک کس را دریں مسئلہ خلافے نیست کہ آنحضرت ﷺ بحقیقت حیات بے شائبہ مجاز و توہم تاویل دائم و باقی اند''

جس کا ماحصل یہ ہے کہ اس معاملہ میں اہل علم کے مابین کوئی اختلاف نہیں کہ آپ ﷺ کسی شائبہ مجاز و توہم تاویل کے بغیر حقیقی زندگی کے ساتھ عالم برزخ میں باقی و برقرار ہیں۔ (الشاہد جدید: ۳۴)

اس میں شک نہیں کہ شیخ عبدالحق کی یہ بات صحیح ہے اور امت کے اس اجماعی موقف سے علمائے اہل حدیث بھی متفق ہیں کہ آپ عام فوت ہونے والوں کی طرح برزخی زندگی عالم برزخ میں گزار رہے ہیں، البتہ آپ ﷺ اپنے مرتبہ و منصب کے اعتبار سے دوسروں پر جس طرح دنیا میں فائق رہے، اسی طرح عالم برزخ میں مگر برزخی زندگی بہرحال دنیاوی زندگی سے مختلف ہے۔

---

[1] ملاحظہ ہو: اللمحات إلی ما في أنوار الباري من الظلمات (۲/ ۱۱٤ تا ۱۱۷)

ہم کو تلاش بسیار کے باوجود بریلوی بحرالعلوم کی محولہ کتاب أقرب السبل للشیخ عبدالحق دہلوی نہیں مل سکی اور بریلوی بحرالعلوم نے موصوف شیخ عبدالحق کی جس ''شرح فتوح الغیب'' (ص:۳۳) کے حوالے سے مذکورہ بالا عبارت لکھی ہے، اس میں ہم کو یہ عبارت نہ مل سکی، مگر اہل سنت کے دونوں گروپ اہل الحدیث و اہل الرائے اس بات پر متفق ہیں کہ شہداء وانبیاء عالم برزخ میں زندہ ہیں اور یہ حضرات برزخ میں عبادت، تسبیح خوانی اور تہلیل کرتے رہتے ہیں، اپنے احوال و حاجات کے مطابق وہ کھاتے پیتے بھی ہیں، قرآن مجید میں شہداء کے زندہ رہنے اور حدیث نبوی میں انبیاء کے زندہ رہنے اور ان کے مشغولِ عبادت رہنے کا ذکر بھی ملتا ہے، اسی طرح کفار ومشرکین کا عالم برزخ میں زندہ رہنا اور مومنین وغیرہ کا زندہ رہنا اور اپنے ایمان وعمل کے مطابق عذاب وانعام سے بہرہ ور ہونے کا بھی ثبوت موجود ہے، دونوں کے دونوں گروپ وفات کے بعد برزخی زندگی کے معتقد ہیں اور انبیاء کی برزخی زندگی شہداء کی برزخی زندگی سے کہیں زیادہ بلند و بالا ہے، نیز انبیاء وشہداء کے جسموں کا گلنے سڑنے سے محفوظ رہنا بھی متفق علیہ ہے۔(حركة الانطلاق الفكري، ص: ۳۸۵، ۳۸۶)

اس اعتبار سے ہم امت کے اس اجماعی موقف سے متفق ہیں کہ تمام ہی لوگ وفات کے بعد اپنے مرتبہ وعمل وعقیدہ وایمان کے مطابق حقیقی برزخی زندگی کے ساتھ زندہ ہیں، مگر ہم اس بات کے قائل بھی نصوص شرعیہ کی بنیاد پر ہیں کہ حقیقی برزخی زندگی، حقیقی وحسی دنیاوی زندگی سے بالکل مختلف چیز ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ شیخ عبدالحق دہلوی نے اپنی عبارت مذکورہ میں جس حقیقی برزخی زندگی پر اہل اسلام کے اجماع کا ذکر کیا ہے تو اس اجماع سے مراد یہی ہے کہ وفات کے بعد سارے لوگ اپنے رتبے کے اعتبار سے حقیقی برزخی حیات کے ساتھ باحیات ہیں جو وفات سے پہلے والی حقیقی وحسی زندگی سے مختلف ہے۔

لیکن اگر شیخ عبدالحق نے اس اجماعی حقیقی برزخی زندگی سے وفات سے پہلے والی حقیقی وحسی زندگی مراد لی ہو تو اس میں کوئی شک نہیں کہ موصوف شیخ عبدلحق نے امت کے اس اجماعی موقف کا معنی غلط سمجھا، کیونکہ دونوں حقیقی زندگیوں یعنی دنیاوی اور برزخی زندگیوں کے درمیان پایا جانے والا فرق اتنا واضح اور نمایاں ہے کہ دونوں کے درمیان فرق نہ ماننے والا اور دونوں کو بالکل یکساں سمجھنے والا اور ماننے والا گویا آسمان وزمین، آگ وپانی اور روشنی وتاریکی کے درمیان پائے جانے والے فرق عظیم کی تمیز نہیں رکھتا، اگر شیخ عبدالحق دہلوی دونوں حقیقی زندگیوں کو دو مختلف حقیقتیں مانتے ہوں اور اپنی اس بات کو بھی موصوف امت کا اجماعی موقف قرار دیتے ہوں تو کوئی شک نہیں کہ موصوف کا موقف نصوص شرعیہ سے ثابت ہونے والا امت کا اجماعی موقف

نہیں ہے بلکہ دشمنان اسلام یہود و نصاریٰ و مجوس و براہمن و فراعنہ یونانیوں و رومیوں کی منصوبہ بند سازش سے تمام مسلمانوں کی طرف منسوب کردہ جعلی موقف ہے، جسے اگر کچھ مسلمانوں نے اپنے بھولے پن اور سادگی کی بنیاد پر اہل اسلام کا حقیقی اجماعی موقف سمجھ لیا ہے تو اس کا سبب محض یہ ہے کہ وہ اسلام دشمن منصوبہ بند سازش کے شکار ہو گئے اور اسلام دشمن منصوبہ بند سازش کا شکار ہو کر کچھ سادہ لوح مولویوں اور لوگوں کا اس طرح کی بات کو اہل اسلام کا حقیقی اجماعی موقف سمجھنا مستبعد نہیں ہے۔ اگر فرقہ بریلویہ اسلام دشمن منصوبہ بند سازش کا شکار ہو کر دونوں حقیقی زندگیوں کے درمیان کوئی فرق نہ ہونے کو مسلمانوں کا اجماعی موقف سمجھ بیٹھا ہے اور اس کے ظہور پذیر ہونے سے پہلے شیخ عبدالحق جیسے بارہویں صدی کے آدمی بھی اس طرح کی منصوبہ بند سازش کے شکار ہو کر اس طرح کا موقف اختیار کر بیٹھے ہیں تو ہم اس کی صراحت کر چکے ہیں کہ قبوری شریعت کا مواد و مسالہ صدیوں پہلے اسلام دشمن عناصر کی اس منصوبہ بند سازش کی طرف سے اس حکمت عملی و سازش کے تحت تیار کیا جاتا رہا ہے کہ عام لوگوں کو ان اسلام دشمن عناصر کی اس منصوبہ بند سازش کا احساس ہوئے بغیر یہ سازشی تحریک چلتی رہے، پھر موقع کی مناسبت سے اسے مستقل شریعت کے طور پر مدون و مرتب کر لیا جائے، ہم نے یہ کبھی نہیں کہا کہ جس مواد و مسالہ سے بریلوی شریعت کی تخلیق و تولید اور تدوین و ترتیب ہوئی ہے اس کا سرے سے ہی تاریخ اسلام میں وجود نہیں تھا بلکہ ہم نے یہ کہا ہے کہ باقاعدہ ایک مستقل شریعت کی شکل میں قبوری شریعت کی تدوین چودھویں صدی میں ہوئی ہے اور ہماری یہ بات اس کے منافی نہیں ہے کہ اس قبوری شریعت کے زیر بحث مسئلہ کے لیے، نیز اس طرح کے دیگر مسائل کے لیے اسلام دشمن عناصر کے فراہم کیے جانے والے مواد و مسالہ کا کوئی وجود ہی نہیں تھا، اس لیے جس حقیقی برزخی زندگی پر شیخ عبدالحق نے امت کے اجماع والی بات کہی ہے اسے ہم اسی معنی والی مانتے ہیں جس کا ذکر ہم نے کیا۔ اگر شیخ عبدالحق کی اس سے مراد کچھ اور ہو تو بہرحال ان کی اس مراد سے پوری امت کا متفق ہونا تو دور کی بات ہے، پوری امت نے اس طرح کے جعلی اجماع کو جعلی ہونے کے باعث مردود و باطل قرار دیا ہے۔

اس سے اختلاف کر کے اسے جعلی صرف وہی بعض لوگ نہ مانتے ہوں گے جو اسلام دشمن عناصر کی سازش کے شکار ہو کر تمام اہل اسلام کی طرف منسوب کیے جانے والے جعلی اجماع کو حقیقی اجماع سمجھ بیٹھے ہیں، اس طرح کے جعلی اجماع کو حقیقی و اصلی اجماع قرار دینے والے بریلوی بحر العلوم کا یہ کہنا کہ مولانا جھنڈانگری اور دوسرے اہل حدیث علماء نے شیخ عبدالحق کے نقل کردہ اجماع کی مخالفت کر رکھی ہے۔ (الشاہد جدید کا حاشیہ، ص: ۳۳، ۳۴)

سراسر بہتان وافترا و اتہام محض ہے، بلکہ حقیقت امر یہ ہے کہ جعلی اجماع کو حقیقی اجماع قرار دینے میں لفظ ''اجماع'' کا استغلال واستحصال اور بیجا استعمال کیا گیا ہے، اسی بریلوی استغلال واستحصال و بیجا استعمال کی تقبیح و تشنیع کرتے ہوئے مولانا جھنڈانگری نے اپنی کتاب تردید حاضر و ناظر (ص:۴۷، ۷۵) میں وعدہ کیا تھا کہ آگے چل کر اس کی حقیقت واضح کی جائے گی، نیز مولانا جھنڈانگری نے کہا تھا کہ شیخ عبدالحق والی عبارت میں ایک لفظ بھی ایسا نہیں جو اس بریلوی دعویٰ کا اثبات کرتا ہو کہ عالم برزخ میں آپ عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہیں۔ پھر حسب وعدہ آگے چل کر (ص: ۷۵ تا ۸۹ و ص: ۹۹ تا ۱۰۳) مولانا جھنڈانگری نے اس بریلوی دعویٰ کی بھرپور تردید و تکذیب کرتے ہوئے اینٹ کا جواب پتھر کے محاورہ کے مطابق اتنا زور دار دیا ہے کہ بریلوی بحرالعلوم سمیت تمام علمبرداردین بریلویت کے ہوش اڑ گئے اور عالم حواس باختگی میں بریلوی بحرالعلوم نے بالکل خلاف امر واقع یہ بات لکھ ڈالی:

''مولانا جھنڈانگری نے اس دعویٰ کا جواب دینے کا وعدہ کیا تھا لیکن موصوف کا یہ وعدہ وعدۂ فردا بن کر رہ گیا۔'' (الشاہد جدید کا حاشیہ، ص:۳۴)

حالانکہ عالم بدحواسی میں نکلی ہوئی یہ بریلوی تحریر بریلوی اکاذیب میں سے ایک خود ساختہ جھوٹ ہے، تصحیح العقائد بابطال شواہد الشاہد (ص: ۹۶ تا ۹۹) سے بھی اس بریلوی جھوٹ کی حقیقت معلوم ہو جاتی ہے، مگر افسوس کہ عمداً و قصداً اس قسم کے حقائق کے اعتراف کے بجائے انکار بریلویوں کا شیوہ و شعار بنا ہوا ہے اور اپنے اسی شیوہ و شعار کے مطابق بریلوی بحرالعلوم نے یہ لغوطرازی کر رکھی ہے، حالانکہ یہ بریلوی لغوطرازی لوگوں میں بری طرح رسوا ہو کر رہ گئی ہے۔

مولانا جھنڈانگری نے لکھا تھا:

''میں نے برزخی حیاتِ نبوی کے سلسلے میں چند دلائل کا ذکر کر کے کہا تھا کہ وفات کے بعد آپ ﷺ حقیقی حسی دنیاوی زندگی سے متصف نہیں رہ گئے، ان دلائل پر بریلوی مولوی عتیق الرحمٰن نے کوئی دھیان نہ دے کر ایک معارضہ اور بعض اقوال سیوطی و قرطبی لکھ دیے، جن کے جواب میں اقوال ہی پیش کرنا کافی تھا، اگرچہ اصل دلیل صرف قول الٰہی و قول نبوی ہے اور اقوال علماء اگر قول الٰہی و قول نبوی کے موافق ہیں تو ٹھیک ورنہ وہ ان کے ذاتی قیاس و اجتہاد ہونے کی بنا پر اس لیے قابلِ رد ہیں کہ کتاب و سنت کے خلاف ہیں۔'' (ماحصل از تردید حاضر و ناظر، ص:۹۹، ۱۰۰)

سیوطی جیسے حاطب اللیل اور اس قسم کے بعض لوگوں کی جن بعض عبارتوں کو بریلوی موقف کے لیے بطور حجت بریلوی مولوی عتیق الرحمٰن نے نقل کیا تھا، ان کی تردید کرنے والی حنفی مذہب کی کتاب ''تحفۃ القضاۃ'' سے مولانا جھنڈانگری نے یہ نقل کیا:

”یزعمون أن روحه یجيء وحاضر فزعمهم باطل، بل هذا الاعتقاد شرك، قد منع الأئمة الأربعة مثل هذا.“

یعنی بعض اہل بدعت اس زعم باطل میں گرفتار ہیں کہ عالم برزخ سے روح نبوی دنیا میں آتی جاتی اور حاضر ہوتی رہتی ہے تو یہ زعم محض زعم باطل ہے، بلکہ یہ زعم باطل شرک ہے، جس سے ائمہ اربعہ (امام مالک و ابوحنیفہ وشافعی واحمد) نے منع کیا ہے۔

یہ ہماری بات نہیں بلکہ فقہ حنفی کی بات ہے جس کی روشنی میں بریلویت کی تائید میں بطور حجت سیوطی وغیرہ کے حوالہ سے نقل کردہ مولوی عتیق الرحمٰن والی عبارت مردود قرار پاتی ہے۔ (تردید حاضر وناظر، ص:۱۰۱)

فقہ حنفی کی مشہور کتاب فتاویٰ بزازیہ میں یہ لکھا ہے:

”من قال: أرواح المشائخ حاضرة تعلم یکفر“

''جو شخص یہ کہے کہ مشائخ کی روحیں حاضر وناظر ہیں اور علم غیب رکھتی ہیں وہ کافر ہے۔''

اور ملا علی قاری مفتاح القلوب میں فرماتے ہیں کہ حاضر وناظر سمجھ کر ''یارسول اللہ'' اور ''عبدالقادر غوث اعظم'' کہنا کفر ہے۔

نیز ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر میں کہا ہے:

''تمام احناف غیر اللہ کے عالم الغیب وحاضر وناظر والے عقیدہ کو کفر کہتے ہیں۔''

قاضی حمید اللہ ناگوری استاذ خواجہ بختیار کاکی توشیح میں فرماتے ہیں:

''انبیاء واولیاء کو حاضر وناظر سمجھنا اور انہیں واقف اسرار ماننا اور مصائب میں مدد کے لیے پکارنا کفر وشرک ہے۔''

قاضی شہاب الدین فیروز آبادی مجموعۃ الفتاوی (۱/ ۲۷) میں لکھتے ہیں:

''ہر سال میلاد کرنا اور میلاد میں قیام کرنا اور روح نبی کو حاضر وناظر سمجھنا زعم باطل وکفر وشرک ہے۔''

مجدد الف ثانی کا کہنا ہے کہ کسی مسئلہ کے اثبات کے لیے حدیث نبوی وکلام الٰہی کی ضرورت ہے، نہ کہ

ابن عربی وقونوی وکاشی وغیرہ کی بات کی ضرورت ہے۔ ابن عمر صحابی فرما گئے ہیں کہ حدیث نبوی کے مقابلہ میں میرے باپ خلیفہ راشد عمر بن خطاب کی بات نہیں مانی جاسکتی۔ (جامع ترمذی وزاد المعاد)

ابن عباس سے بھی اسی طرح کی بات منقول ہے۔(زاد المعاد: ۱/ ۲۲۱)

تردید حاضر و ناظر صفحہ (۸۶) تک مولانا جھنڈانگری کی اس بریلویت شکن و بدعت سوز وضلالت توڑ تحریر سے قائدین بریلویت کا حواس باختہ ہوکر عالم بدحواسی میں بے قابو ہوجانا بالکل فطری تھا۔

مولانا جھنڈانگری کی اس بدعت شکن کتاب کا جو جواب بریلوی مشن نے بارہ تیرہ سال کی طویل مدت میں بریلوی بحرالعلوم کے ذریعہ تیار کر دیا، اس بدحواسی میں بریلوی بحرالعلوم نے مولانا جھنڈانگری کی مذکورہ بالا تحقیقات سے عبرت پذیر ہونے کے بجائے حسب عادت ڈھٹائی سے مولانا جھنڈانگری کے پیش کردہ حقائق سے انکار کی ناکام کوشش کی۔ (الشاہد قدیم، ص: ۴۰ تا ۴۴) جس پر مصنف تصحیح العقائد نے مواخذہ و محاسبہ کیا۔ (تصحیح العقائد، ص: ۲۳ تا ۳۸)

تو پھر بھی موصوف بحرالعلوم ہوش میں نہیں آئے اور بائیس تیئس سال کی مدت میں بزعم خویش تردید حاضر و ناظر و تصحیح العقائد کا جواب لکھ ڈالا، مگر اس طویل مدت میں تیار کردہ جواب میں پرانی باتیں دہرا دیں اور مزید اکاذیب کا اضافہ کر دیا۔ بریلوی بحرالعلوم نے بحوالہ سیوطی لکھا:

"ان منقولات و احادیث سے ثابت ہوا کہ آپ جسم و روح کے ساتھ زندہ ہیں اور آسمان و زمین میں جہاں چاہیں تصرف کرتے ہیں، آپ جس حال میں وفات سے پہلے تھے اسی حال میں وفات کے بعد بھی ہیں، اس میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی نہیں ہوئی، البتہ آپ صرف لوگوں کی نگاہوں سے اس طرح پوشیدہ ہیں اور نظر نہیں آتے جس طرح فرشتے ہیں، پھر بھی اللہ تعالیٰ جسے اپنی رؤیت سے مشرف کرنا چاہتا ہے اس سے حجاب اٹھا دیتا ہے، اس سلسلے کی خبریں متواتر ہیں۔"

(ملخص از الشاہد، ص: ۴۵، ۴۶)

ہم کہتے ہیں کہ سیوطی کی جس کتاب "تنویر الملک" سے بریلوی بحرالعلوم نے یہ بات نقل کی ہے وہ ہم کو حاصل نہیں ہوسکی، مگر سیوطی کی طرف بریلوی بحرالعلوم کی منسوب کردہ اس بات سے تو ہمارے اہل حدیث لوگ متفق ہیں کہ آپ ﷺ اپنے جسم و روح کے ساتھ عالم برزخ میں زندہ ہیں، مگر سیوطی کی طرف بریلوی

بحر العلوم کی منسوب کردہ یہ بات کہ ''وفات سے پہلے جس حالت میں تھے اسی حالت میں وفات کے بعد بھی ہیں، اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی ہے، آپ آسمان و زمین میں جہاں چاہیں تصرف کرتے ہیں، صرف عام انسانی نگاہوں سے پوشیدہ ہیں، مگر بعض اوقات کچھ لوگوں کو آپ ﷺ کی زیارت بھی حاصل ہو جاتی ہے۔'' وہ قطعاً و یقیناً مکذوب، معارض نصوص شرعیہ و مخالف عقل و نقل ہے، خانہ ساز بات کو متواتر احادیث سے ثابت قرار دینا کھلا ہوا سفید جھوٹ تو خیر ہے ہی اسے کسی نشہ میں بدمست آدمی کی خرمستی و بدمستی والی، نیز کسی دیوانہ کی دیوانگی والی بات سے زیادہ کوئی حیثیت حاصل نہیں ہے، پھر وفات سے پہلے آپ ﷺ میں تو یہ وصف پایا نہیں جاتا تھا کہ پوری روئے زمین و آسمان میں آپ تصرف کرتے رہتے تھے، جب کہ اس عبارت بریلویہ میں دعویٰ یہ کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ وفات سے پہلے والی زندگی ہی کی طرح وفات کے بعد بھی ہیں تو پھر اسی عبارت میں دعویٰ مذکورہ کیا معنی رکھتا تھا؟ اگر بریلوی مشن اس دعویٰ میں سچا ہے تو اس کے ثبوت میں کوئی نص شرعی پیش کرے، سیوطی کا مجروح ہونا ہم بیان کر آئے ہیں، بریلوی شریعت کے لیے اسی قسم کے تیار کیے گئے مواد و مسالہ کی بابت ہم کہہ آئے ہیں کہ وہ اسلام دشمن عناصر کی منصوبہ بند سازش سے تیار ہونے والے مواد و مسالہ ہیں، جن کو چودہویں صدی میں استعمال کر کے قبوری شریعت مدون و مرتب کی گئی ہے۔

سیوطی کی طرف بریلوی بحر العلوم کی منسوب کردہ اس بات کا کیا معنی و مطلب ہے کہ وفات نبوی کے بعد بھی کچھ لوگوں کو آپ ﷺ کا دیدار حاصل ہو جایا کرتا ہے؟ اس کا مطلب واضح کر کے اس پر دلیل شرعی پیش کی جائے!

نصوص شرعیہ کے خلاف سیوطی کی طرف منسوب کردہ باتوں کو بطور حجت اپنی پیش کردہ بات کے بعد بریلوی بحر العلوم نے شیخ امام علامہ نور الدین حلبی کی کتاب ''تعریف أهل الإسلام بأن محمداً لا يخلو منه زمان ومكان'' کے حوالہ سے لکھا ہے:

> ''میرا ذاتی خیال ہے کہ آپ ﷺ کے جسد اطہر سے کوئی زمان و مکان و محل و مقام و عرش و لوح و کرسی و قلم و بر و بحر و نرم و سخت و زمین و برزخ و قبر خالی نہیں ہے اور جس طرح آپ ﷺ سے کائنات اعلیٰ بھری ہوئی ہے، اسی طرح کائنات اسفل بھی بھری ہے اور جس طرح آپ اپنے جسم کے ساتھ اپنی قبر میں مقیم ہیں، اسی طرح بیت اللہ کا طواف کر رہے ہیں اور اپنے رب کے

سامنے خدمت گزاری بھی کررہے ہیں۔'' (ماحصل از الشاہد جدید، ص:۴۶، ۴۷)

جس ''شیخ امام علامہ نور الدین حلبی'' کی کتاب مذکور کے حوالہ سے بریلوی بحرالعلوم نے مندرجہ بالا بات لکھی ہے، اولاً ہم ان حضرت سے واقف نہیں کہ قبوری شریعت کی تدوین سے پہلے ظہور پذیر ہوئے تھے یا قبوری شریعت کے زمانہ تدوین میں یا زمانہ تدوین کے بعد یا یہ صاحب حقیقت میں روئے زمین میں ظہور پذیر ہوئے ہی نہیں بلکہ اس طرح کے نامولود فرضی آدمی کو مذکورہ القاب و آداب سے آراستہ کر کے بریلوی لوگوں نے ان کے نام پر کوئی کتاب لکھ کر بریلویت کے فروغ ونشر و اشاعت و ترقی کے لیے ایجاد و اختراع کر لیا، اگر جسم نبوی سے نہ کوئی زمان و مکان ومحل و مقام خالی ہے، نہ عرش و کرسی وقلم وغیرہ اور آپ اپنی قبر میں مقیم رہ کر ہمہ وقت طواف کعبہ میں مصروف رہتے ہوئے خدمت الٰہی میں رب العالمین کے سامنے موجود رہا کرتے ہیں تو بریلوی بحرالعلوم یہ بتلائیں کہ جنون و دیوانگی والی بے سرو پیر باتوں میں اور علامہ حلبی کی تحریر کردہ ان باتوں میں کتنا فرق ہے؟ یہ فرق نصوص کتاب وسنت سے مدلل طور پر بیان ہونا چاہیے، بیک وقت ایک انسانی جسم کا عرش الٰہی، کرسی ربانی، ساتوں آسمانوں میں ہر آسمان کے ہر ہر چپہ و گوشہ میں اور ساتوں زمینوں میں سے ہر زمین کی ہر جگہ میں اور دنیا میں پائی جانے والی ہر قبر میں خواہ فرعون ونمرود و ہامان و قارون کی قبر ہو یا آدم وحوا و ابراہیم و موسیٰ وغیرہم علیہم السلام کی قبر ہو یا برہمنوں کی سادھی ہو یا بت خانے اور قحبہ خانے و شراب خانے، سینما ہال وغیرہ ہو آپ کا موجود و حاضر و ناظر رہنا اور ہمہ وقت طواف خانہ کعبہ کرتے رہنا اور اللہ کے سامنے نمازیں پڑھتے رہنا جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے عرش پر بھی موجود ہوں اور کرسی پر بھی، کن نصوص شرعیہ سے ثابت ہے؟

آخر علامہ نور الدین حلبی نے یا ان کے نام سے کتاب مذکور لکھنے والے نے کس قسم کا نشہ آور مادہ کھا کر جنون و دیوانگی والی بدمستی کا شکار ہو کر یہ ساری باتیں لکھی ہیں؟ اس کی وضاحت بریلوی بحرالعلوم ضرور فرمائیں؟

ہمارے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے بریلوی بحرالعلوم شیخ عبدالقادر جیلانی کے اس ارشاد کو ملحوظ رکھیں کہ لوگو! اتباع نصوص کرو اور ایجاد بدعت نہ کرو اور اطاعت شریعت کرو اور شریعت سے آزاد ہو کر نہ رہو اور توحید اختیار کرو شرک نہیں۔ الخ (فتوح الغیب مع شرح شیخ عبدالحق دهلوی، ص:۱۰)

سیوطی وحلبی کی طرف منسوب کردہ مذکورہ باتوں کی نقل کے بعد بریلوی بحرالعلوم شان بریلویت کے

ساتھ فرماتے ہیں:

''ان باتوں کی نقل سے مولوی عتیق الرحمٰن کا مطلب یہ ثابت کرنا تھا کہ علمائے اسلام بریلویوں کی ولادت سے پہلے دو باتیں کہہ چکے ہیں، جن کو غیر مقلدین بریلویوں کا نیا عقیدہ قرار دیتے ہیں، تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ غیر مقلدین صرف بریلویوں ہی کو نہیں تمام علمائے اسلام ہی کو کافر و مشرک بناتے ہیں، قابل غور بات یہ ہے کہ قاضی عیاض، شیخ عبدالحق دہلوی، سیوطی اور ان جیسے سیکڑوں بزرگ فاضل رحمانی کے بڑے نہیں صرف بریلویوں کے بڑے ہیں۔''

(ماحصل از الشاہد جدید: ۴۷، ۴۸)

ہم کہتے ہیں کہ دو آدمیوں کی باتوں کو نقل کر کے بریلوی بحرالعلوم کا یہ کہنا کہ بریلویوں کی ولادت سے پہلے علماء اسلام اس طرح کی بات کہہ چکے ہیں جب کہ دونوں میں سے اول الذکر مجروح و غیر معتبر ہیں اور دوسرے صاحب حقیقی وجود والے نہیں بلکہ افسانوی آدمی یا ہمہ وقت کسی قوی نشہ میں بدمست رہنے والے شخص ہیں، کیا معنی رکھتا ہے؟ صدیوں سے بریلویت کے لیے اسلام دشمن جن عناصر کی منصوبہ بند سازش سے مواد و مسالہ تیار کیا جاتا رہا، ان عناصر کی سازش کا شکار ہو کر نصوصِ کتاب وسنت کے خلاف موقف اختیار کرنے والوں کا موقف یقیناً اسلامی موقف نہیں ہے، خواہ وہ کوئی ہوں، شیطانی سازش کا شکار بعض اوقات بعض انبیاء و اولیاء اور عظیم المرتبت اہل علم ہو گئے ہیں، مثلاً حضرت آدم علیہ السلام اور حوا علیہا السلام نے اللہ تعالیٰ کے ممنوع قرار دیے ہوئے شجر کا پھل کھا لیا تو کیا آدم و حوا کا یہ موقف اسلامی موقف تھا؟

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حج تمتع پر پابندی لگائی اور تیمم کر کے کسی بھی حال میں نماز پڑھنے کو ناجائز قرار دیا اور اسی طرح کے بہت سارے کام اکابر امت سے سرزد ہوئے تو کیا یہ سارے کام اسلامی کام ہو گئے؟ ان سارے لوگوں کے اس طرح والے تمام کاموں کو مدون کر کے ایک شریعت ایجاد کر لینا کون سا کارنامہ کہلائے گا؟ مثلاً: امیر معاویہ، ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ، طلحہ و زبیر وغیرہم نے خلیفہ راشد حضرت علی کے خلاف خروج کا راستہ اختیار کیا اور اس طرح کے بہت سارے امور لوگوں سے صادر ہوئے، کیا ان ساری باتوں کو کسی شریعت کی شکل میں مدون کر لینا اور اسی کو اسلامی شریعت کے نام سے موسوم کر لینا

درست ہے؟ بینوا توجروا۔

اس طرح کی بہت ساری مثالیں ہماری کتاب تنویر الآفاق میں پیش کی گئی ہیں کہ نصوص شرعیہ کے خلاف

خلفائے راشدین اور صحابہ کبار نے دوسرے موقف اختیار کیے، اس سلسلے میں تفصیل آگے پیش کی گئی ہے۔

نبی و رسول اور غیب کے لغوی و شرعی معنیٰ:

بریلوی لوگ نبی و رسول کے عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہونے پر اپنے جن مزعومات کو دلائل شرعیہ قرار دینے کے عادی ہیں، ان مزعومات میں سے ایک چیز یہ ہے کہ لفظ نبی کے معنیٰ ''مطلع علی الغیب'' غیب والی باتوں سے مطلع و باخبر رہنے والا، نیز غیب کی خبر دینے والا ہے، لہٰذا اس لفظ کا لغوی معنیٰ بذات خود اس بات کی دلیل ہے کہ نبی و رسول عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہوتے ہیں۔ (الشاہد جدید، ص:۹۱)

مگر یہاں معاملہ یہ ہے کہ نبی و رسول کو منصب نبوت و رسالت پر فائز کرنے والا اللہ تعالیٰ نبی و رسول کو مخاطب کر کے یہ اعلان کرنے کا حکم پوری تاکید کے ساتھ دیے ہوئے ہے کہ آپ کہہ دیجیے کہ میں علم غیب نہیں جانتا۔ دریں صورت سوال یہ ہے کہ اگر لفظ نبی کا اطلاق اس صاحب نبوت آدمی پر ہوتا ہے جو عالم الغیب ہو تو اللہ تعالیٰ نے نبی کو کیوں یہ اعلان کرنے کا حکم دیا کہ میں عالم الغیب نہیں ہوں؟

نیز عقائد کی مشہور کتاب مسایرہ اور اس کی شرح مسامرہ میں مرقوم ہے:

''فالنبي على هذا إنسان أوحي إليه بشرع سواء أمر بتبليغه والدعوة إليه أم لا، فإن أمر بذلك فهو نبي و رسول وإلا فهو نبي غير رسول... وأما ما ذكره المحققون في معنى النبي والرسول من أن النبي إنسان بعثه الله لتبليغ ما أوحى إليه وكذا الرسول فلا فرق بينهما، بل هما بمعنى، إلى أن قال: هذا كلام في معنى النبي شرعاً، وأما لغة فلفظه بالهمز من النبأ، وهو الخبر فعيل بمعنى اسم الفاعل أي منبئ عن الله أو بمعنى اسم المفعول أى منبأ لأن الملك ينبئه عن الله بالوحي وأما من النبوة أو النباوة أي الارتفاع فهو أيضا فعيل بمعنى اسم الفاعل أو بمعنى اسم المفعول لأن النبي مرتفع الرتبة على غيره أو مرفوعها.''

یعنی تعریف مذکور کے مطابق نبی ایسے انسان کو کہتے ہیں جس کی طرف شریعت کی وحی کی گئی ہو، خواہ اسے وحی کردہ شریعت کی تبلیغ و دعوت کا حکم دیا گیا ہو یا نہ، اگر اسے شریعت کی تبلیغ و دعوت کا حکم دیا گیا ہے تو وہ نبی و رسول ہے، ورنہ رسول نہیں صرف نبی ہے اور محققین کی تعریف کے مطابق نبی و رسول کا معنیٰ یہ ہے کہ ایسا انسان نبی و رسول ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی وحی کردہ باتوں کی تبلیغ کے لیے مبعوث کیا ہو، دونوں معنیٰ نبی

ورسول کے درمیان کوئی معنوی فرق نہیں ہے، یہ دونوں کے شرعی معنی ہوئے اور لغوی اعتبار سے یہ لفظ ''النبأ'' بمعنی خبر سے ماخوذ ہے، جو فعیل کے وزن پر فاعل اور مفعول دونوں ہوسکتا ہے، اسم فاعل کے اعتبار سے اس کے معنی اللہ کی طرف سے حاصل شدہ باتوں کی خبر دینے والا اور اسم مفعول کے اعتبار سے اللہ کی طرف سے خبر یافتہ ہوتے ہیں، یعنی کہ فرشتے کے ذریعہ اسے وحی سے باخبر کیا گیا ہے اور اگر اسے نبوت یا نباوہ بمعنی ارتفاع (بلندی) سے ماخوذ مانا جائے تو بھی یہ فعیل کے وزن پر اسم فاعل ہے، یا اسم مفعول ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ دوسروں پر اس کا مرتبہ بلند و بالا ہے۔ (ملخص از مسایرہ مع مسامرہ، ص: ۲۳۲، ۲۳۳)

یہی بات معنوی طور پر مسایرہ کی دوسری شروح میں بھی کہی گئی ہے، جس کا ماحصل یہ ہے کہ نبی و رسول ایک قول کے مطابق مترادف الفاظ ہیں جن کے درمیان کوئی معنوی فرق نہیں اور شرعی اعتبار سے دونوں الفاظ کے معنی یہ ہیں کہ نبوت و رسالت کے منصب پر فائز ہونے والا وہ انسان جو اللہ تعالیٰ کی وحی کردہ شریعت کی تبلیغ کرنے والا ہو اور لغوی معنی یہ ہیں کہ وہ انسان جس کا مرتبہ دوسروں پر بلند ہو یا یہ کہ وہ اللہ کی وحی کردہ باتوں کی خبر دوسروں کو دیا کرتا ہو۔ اس لغوی اور شرعی تعریف کے مطابق نبی و رسول عالم الغیب و حاضر و ناظر نہیں قرار پاتے اور جو تعریف بعض دوسروں نے کی ہے کہ نبی مطلع علی الغیب یا غیب کی خبر دینے والے کو کہتے ہیں تو اس تعریف میں غیب سے مراد اللہ کی وحی کردہ شریعت ہے، جس پر لفظ غیب کا اطلاق اس لیے ہوتا ہے کہ وحی الٰہی کے بغیر اس پر مطلع اور واقف ہونا ناممکن ہے اور جس چیز کا یہ حال ہو وہ غیب ہے۔

اس صورت میں بھی رسول و نبی عالم الغیب اور حاضر و ناظر نہیں قرار پاتے، اور جو چیز نبی و رسول کو اللہ تعالیٰ کی وحی جلی یا وحی خفی کے ذریعہ معلوم ہو اسے معنوی و حقیقی طور پر غیب کہا ہی نہیں جا سکتا، جس کی بہت بڑی دلیل یہ حقیقت ثابتہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بہت ساری وحی کردہ باتوں سے باخبر و واقف ہونے کے باوجود بھی کسی رسول و نبی کو اللہ تعالیٰ نے نہ خود کبھی عالم الغیب و حاضر و ناظر کہا نہ رسول و نبی اور رسول و نبی کی امت کے کسی فرد کو اجازت دی کہ وہ نبی و رسول کو عالم الغیب اور حاضر و ناظر کہے، بلکہ اللہ تعالیٰ نے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے نبی و رسول نے نبی و رسول کو عالم الغیب اور حاضر و ناظر کہنے سے تاکید بلیغ کے ساتھ روک دیا۔

یہ بالکل واضح بات ہے کہ اگر اللہ کی وحی کردہ باتیں حقیقی و معنوی طور پر غیب ہوتیں تو وحی الٰہی کی بدولت ان باتوں سے واقف و باخبر ہونے کے باعث نبی و رسول ضرور بالضرور عالم الغیب اور حاضر و ناظر کہلانے کے مستحق ہوجاتے، مگر ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے منصب نبوت و رسالت پر فائز کر کے بہت

سارے امور کی وحی سے بہرہ ور کر چکنے کے زمانہ بعد بھی رسول و نبی کو حکم دیا کہ آپ اعلان کیجیے کہ میں غیب نہیں رکھتا اور یہ معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی خلاف امر واقع مکذوب بات کے اعلان کا حکم اپنے رسول و نبی کو نہیں دے سکتا، جس سے لازمی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ اطلاع الٰہی اور وحی الٰہی کے بعد غیب والی باتیں حقیقتاً غیب نہیں رہ جاتیں۔ ان پر اگر وحی و اطلاع الٰہی کے بعد بھی لفظ غیب کا اطلاق ہوا ہے تو محض مجازی معنی میں کہ وہ باتیں وحی و اطلاع الٰہی سے پہلے والے زمانہ میں نبی و رسول کے اعتبار سے غیب تھیں۔

یہ اتنی واضح حقیقت ہے جس کے مزید ایضاح کی ضرورت نہیں، ورنہ دوسری کوئی وجہ نہیں کہ انبیاء سابقین جو بعثت محمدی سے صدہا سال پہلے وحی الٰہی کے ذریعہ بہت سی وحی کردہ باتوں سے واقف تھے، انہیں قرآن مجید نے کبھی عالم الغیب اور حاضر و ناظر نہیں کہا اور ہمارے نبی کو بہت سی وحی کردہ باتوں سے واقف ہو چکنے کے بعد بھی عالم الغیب اور حاضر و ناظر نہ ہونے کا اعلان کرنے کا حکم دیا، جس سے صاف ظاہر ہے کہ وحی کے ذریعہ بتلا دینے کے بعد غیب حقیقتاً غیب نہیں رہتا، اگر اسے بذریعہ وحی بتلانے کے بعد بھی غیب کہا گیا تو محض مجازاً کہا گیا، حقیقتاً نہیں اور حقیقت و مجاز میں جو فرق ہے وہ اہل نظر پر مخفی نہیں۔

مذکورہ بالا امور خصوصاً بشریتِ خاتم النبیین ﷺ سے متعلق مصنف الشاہد اور ان کے ہم مذہب لوگوں کے دعاوی و ہفوات پر اتنی تفصیلی بحث ہم نے اس مقصد سے بھی پیش کی ہے کہ لوگوں پر یہ بات واضح ہو جائے کہ قبوری شریعت صرف اپنی تدوین سے پہلے اپنی تدوین کا مال مسالہ فراہم کرنے والوں کے اختراعی اکاذیب ہی کا مجموعہ نہیں ہے بلکہ اس مجموعہ اکاذیب میں دوسرے کذابین کے تیار کردہ مواد بھی شامل ہیں۔

بریلوی لوگوں کا موضوع روایت سے استدلال:

بریلوی بحر العلوم علامہ مفتی عبدالمنان ایک طرف اہل حدیث علماء کو محض ظلماً و جوراً و زوراً یہ کہہ کر مطعون کرتے ہیں کہ تفسیری روایتوں اور تاریخی کہانیوں ہی پر مذہب اہلحدیث کا دارومدار رہ گیا ہے۔

(الشاہد جدید ایڈیشن، ص: ۱۷۱)

دوسری طرف یہی بریلوی بحر العلوم موقف اہل حدیث کی تردید میں اپنے اختراع کردہ اور اپنے سے پہلے کذابین کے اختراع کردہ اکاذیب کو اصل ذریعہ بنا کر ایک جگہ فرماتے ہیں:

''اور حضرت ابن عباس سے آیت ﴿قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا﴾ کی تفسیر میں روایت ہے کہ: "قال ابن عباس: حدثني أبي بن كعب وكان رجل يعلم الغيب"

''حضرت ابن عباس بحوالہ ابی بن کعب فرماتے ہیں کہ حضرت خضر ایک ایسے آدمی تھے جو غیب جانتے تھے۔'' (طبری: ۱۵/ ۱٦۷)

''کہیے حضرت ابن عباس نے خضر کے لیے دعویٰ علم غیب کر کے خود اپنے اوپر کفر کا فتویٰ دیا یا نہیں؟ رئیس التحریر صاحب دیکھا آپ نے اپنے موضوع سخن کا حشر؟ جس امر کے لیے آپ کا دعویٰ تھا کہ آج کے سارے صحیح العقیدہ مسلمان سے لے کر رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک تک سارے صحابہ اس سے متفق تھے، کسی کو اختلاف نہیں، مگر اس دعویٰ کی کیچلی نکالی گئی تو آج کی بات دور رہی خود عہد صحابہ میں اصحاب نبی ﷺ کو اس سے شدید اختلاف تھا۔'' الخ (الشاہد جدید ایڈیشن، ص: ۱۱۸، ۱۱۹)

حالانکہ ہم کہہ چکے ہیں کہ بریلوی شریعت عرف قبوری شریعت کا دارومدار اصلاً ایسے اکاذیب پر ہے جو اختراع کر کے اللہ وانبیاء وصحابہ وتابعین واسلاف کی طرف منسوب کر دیے گئے ہیں، چنانچہ بریلوی بحر العلوم کی مذکورہ بالا مستدل روایت:

اولاً: تفسیری روایت ہے، جسے ذکر کرنے پر موصوف اہل حدیث کو مطعون کرتے ہیں۔

ثانیاً: تفسیر طبری کے جس مقام سے بریلوی بحر العلوم نے روایت مذکورہ کو بطور حجت نقل کیا ہے اس کی سند مقام مذکور ہی میں اس طرح درج ہے:

"حدثنا ابن حميد قال: حدثنا سلمة قال: حدثنا ابن إسحاق عن الحسن بن عمارة عن الحكم بن عتبة عن سعيد بن جبير قال: جلست فأسند ابن عباس... الخ."

جس تفسیر طبری سے بریلوی بحر العلوم نے یہ روایت نقل کی ہے اس کے مصنف نے روایت مذکورہ اپنے جس استاذ وشیخ سے نقل کی ہے وہ محمد بن حمید رازی متوفی (۲۴۸ھ) وضاع وکذاب وسارق الحدیث تھا، عام علماء جرح وتعدیل نے اسے کذاب ووضاع کہا ہے۔[1]

اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس کذاب شخص نے مکذوبہ طور پر اپنی خانہ ساز بات اپنی جعلی واختراعی سند کے ساتھ ابن عباس عن ابی بن کعب کی طرف منسوب کر دی ہے اور ہم یہی کہتے بھی ہیں کہ قبوری شریعت اپنے مدون ہونے سے پہلے والے کذابین کے تیار کردہ مال مسالہ سے مدون کی گئی ہے۔

[1] ملاحظہ ہو: میزان الإعتدال، ترجمہ محمد بن حمید رازی (۳/ ۵۳۰، ۵۳۱) و تهذیب التهذیب (۹/ ۱۱۳)

اس کذاب محمد بن حمید رازی نے اپنی جعلی سند میں جس سلمہ بن فضل ابرش (متوفی ۱۹۱ھ) کو اس حدیث کا پڑھانے والا استاذ ظاہر کیا ہے، اسے بھی امام ابو زرعہ نے کذاب کہا ہے اور جن علمائے جرح و تعدیل نے اسے کذاب نہیں بھی کہا ہے ان میں سے اکثر نے بھی اسے مطلقاً ساقط الاعتبار و غیر معتبر کہا ہے اور بعض نے اس درجہ کا معتبر کہا کہ جس کی روایت بلا متابع ساقط الاعتبار ہوتی ہے۔ [1]

روایت مذکورہ اولاً اس سلمہ بن فضل ابرش کی طرف ایک کذاب نے منسوب کی، دوسرے یہ کہ جب اسے بعض علماء رجال نے کذاب کہا اور اکثر نے ساقط الاعتبار کہا اور بعض نے اسے بلا متابع غیر معتبر کہا اور اس کا کوئی متابع اس روایت میں ہے نہیں تو اس مکذوبہ روایت کو بریلوی بحر العلوم کا دلیل و حجت بنا لینا اور دوسروں کو اس طرح کی روایت نقل کرنے پر مطعون کرنا کیا معنی رکھتا ہے؟

سلمہ موصوف کی طرف مکذوب طور پر منسوب اس مکذوبہ روایت کی سند میں سلمہ کا استاذ ابن اسحاق کو ظاہر کیا گیا ہے، جو اہل علم کے یہاں معتبر و غیر معتبر ہونے کے معاملہ میں مختلف فیہ ہونے کے باوصف بقول راجح معتبر ہیں مگر ان کا مدلس ہونا محقق ہے اور یہ معلوم ہے کہ بلا تصریح تحدیث مدلس کی روایت متفقہ طور پر ساقط الاعتبار ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ روایت مذکورہ مکذوبہ طور پر ابن اسحاق کی طرف منسوب کی گئی ہے۔ ابن اسحاق کا استاد اس روایت کی نقل میں مکذوبہ طور پر حسن بن عمارہ کو ظاہر کیا گیا ہے اور حسن بن عمارہ کذاب و وضاع ہے۔ (عام کتب رجال، ترجمہ حسن بن عمارۃ)

مکذوب طور پر حسن بن عمارہ کذاب کی طرف منسوب ہو جانے والی روایت میں حسن کا استاد حکم بن عتیبہ کو ظاہر کیا گیا ہے اور کئی علمائے رجال نے تصریح کی ہے کہ حکم بن عتیبہ سے حسن بن عمارہ کذاب کی نقل کردہ روایات بے اصل ہیں، پھر اس روایت کی نقل میں حسن بن عمارہ کا استاد حکم بن عتیبہ کندی کو ظاہر کیا گیا ہے جن کو امام ابن حبان نے مدلس کہا ہے۔ (تہذیب التہذیب، ترجمہ حکم بن عتیبہ)

اور حکم نے روایت مذکورہ سعید بن جبیر سے بلا تصریح تحدیث معنعن نقل کی ہے اور مدلس کی معنعن روایت متفقہ طور پر ساقط الاعتبار ہے۔ ایسی مکذوبہ سند سے مروی اس مکذوبہ تفسیری روایت کو مصنف الشاہد کا دلیل بنا لینا کیا معنی رکھتا ہے؟

پھر اس مکذوبہ روایت کے مضمون سے صاف طور پر ظاہر ہے کہ خضر کو عالم الغیب حضرت ابن عباس نے

---

[1] تہذیب التہذیب ترجمہ سلمہ (٤/ ١٣٥، ١٣٦) و عام کتب رجال.

نہیں بلکہ خود خاتم النبیین ﷺ نے کہا تھا اور اسے آپ ﷺ سے حضرت ابن عباس نے بحوالہ ابی بن کعب نقل کیا ہے، اس کا دوسرا مطلب یہ ہوا کہ اس قدر مکذوبہ سند کے ساتھ ایسی مکذوبہ بات کو مصنف الشاہد کے پیشرو وضاع و کذاب لوگوں نے نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب کر دیا ہے، معلوم نہیں کس مصلحت سے بریلوی بحرالعلوم صاحب نے اپنے پیش رو کذابین کے جھوٹ پر اکتفا کرنے کے بجائے اپنی طرف سے ایک جھوٹ ایجاد کر کے اس مکذوبہ روایت کے مضمون کو حضرت ابن عباس کی طرف منسوب کر دیا ہے، سوچا ہوگا بحرالعلوم صاحب نے کہ ایجاد اکاذیب میں ہم اپنے کذاب اسلاف کے طریق سے منحرف ہو کر کیوں ایجاد اکاذیب سے اپنا دامن بچائے رکھیں۔ اس کا ایک مطلب یہ بھی ہوا کہ بریلوی بحرالعلوم صاحب نے اپنی مستدل اس مکذوبہ تفسیری روایت میں معنوی تحریف بھی کی ہے اور جو تلبیس وعیاری اس طرز عمل میں پوشیدہ ہے اس کی قباحت وشناعت کی زیادہ توضیح بنظر اختصار قلم انداز کرتے ہیں۔

اپنی مستدل روایت میں بریلوی بحرالعلوم کی کاٹ چھانٹ:

بریلوی بحرالعلوم صاحب نے اپنی مستدل مکذوبہ روایت کو دلیل بنانے میں صرف مذکورہ بالا تلبیسات پر ہی اکتفا نہیں کیا ہے، بلکہ ایک اور تحریف یا بریلوی کارروائی یہ کی ہے کہ اپنی مستدل روایت کے یہ آخری الفاظ حذف کر دیے ہیں: "قد علم ذلك" یعنی موصوف خضر غیب کی وہی باتیں جانتے تھے جن کی انہیں منجانب الٰہی تعلیم دی گئی تھی، اپنی مستدل مکذوبہ روایت کے اہم جزو کے حذف واسقاط میں بریلوی بحرالعلوم نے جو مصلحت ملحوظ رکھی ہے اسے وہی جانتے ہوں گے یا پھر ان کے ہم مزاجوں کو بھی تھوڑا بہت علم ہوگا مگر ہم یہ جانتے ہیں کہ یہ بہت زیادہ مجرمانہ تلبیس وعیاری وخیانت و بددیانتی وشیطنت وشرارت ہے جو بریلویت کے خواص واوصاف وفضائل ہیں۔

الشاہد کے قدیم ایڈیشن کے جواب میں لوگوں کو عموماً اور بریلوی بحرالعلوم کو خصوصاً حضرت خضر و موسیٰ علیہ السلام سے متعلق ایک متواتر المعنی حدیث کا ذکر کرتے ہوئے ہم نے حضرت خضر کا یہ قول نقل کیا تھا:

"إني على علم لا تعلمه وأنت على علم لا أعلمه."

یعنی جو علم مجھے معلوم ہے اسے آپ موسیٰ علیہ السلام نہیں جانتے اور جو علم آپ (موسیٰ علیہ السلام) جانتے ہیں وہ مجھے نہیں معلوم۔" (تصحیح العقائد، ص: ۹۴، ۹۵)

اس سے قطعی طور پر بریلوی شریعت کے اس بنیادی عقیدہ کی تکذیب وتغلیط ہوتی ہے اور ہم نے اسی

بات کی طرف اس حدیث کے ذریعہ بریلویوں کو توجہ دلائی تھی، مگر نصوص کتاب و سنت کی طرف بریلوی حضرات دھیان ہی دیتے تو موقف مذکور اختیار ہی کیوں کرتے؟ وہ نصوص کتاب و سنت کے خلاف کذابین کے مہیا کردہ مواد ہی کو اپنا دین و ایمان بنانا فرض سمجھتے ہیں۔

اپنی مستدل مکذوبہ روایت کے جس اہم جزو کو بریلوی بحرالعلوم نے حذف و ساقط کر کے اپنی معروف خیانت کا مظاہرہ کیا ہے، اس سے درحقیقت بریلوی شریعت کے عقیدہ مذکورہ کی جڑ کٹ جاتی ہے، اگرچہ قبوری شریعت کو تحفظ دلانے اور اس کے تشخص کو برقرار رکھنے کی ذمہ داری سنبھالنے والے بریلوی زعماء و اہل قلم اپنی معروف دھاندلی بازی و تحریف کاری و سخن سازی و افترا پردازی کے بل پر اپنے ہم مذہب لوگوں کو کچھ دوسرا تاثر دیتے اور اپنے دام تزویر و جال دجل و تلبیس میں لوگوں کو پھنسانے کے لیے اپنی پالیسی کے مطابق مختلف قسم کی گھناؤنی تدابیر کرتے ہیں۔

روایت زیرنظر کا حاصل معنی یہ ہے کہ حضرت خضر وہی علم غیب جانتے تھے جس کی انہیں منجانب اللہ تعلیم دی گئی تھی اور متواتر المعنی حدیث کو نقل کر کے ہم واضح کر چکے ہیں کہ حضرت خضر نے صراحت کر رکھی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جو علوم شریعت اور اس کے متعلقہ علوم دیے گئے تھے ان علوم سے موصوف خضر بتصریح خویش ناواقف و ناآشنا تھے، جس کا لازمی مطلب یہ ہے کہ علوم مذکورہ کی تعلیم سے موصوف خضر منجانب اللہ بہرہ ور نہیں تھے، ظاہر ہے کہ یہ حقیقت ثابتہ بریلوی شریعت عرف رضا خانی مذہب کے اس عقیدہ کی تکذیب کے لیے کافی ہے کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام مطلقاً علم غیب بذریعہ تعلیم الٰہی رکھتے تھے، بریلوی لوگوں کا علی الاطلاق یہ کہنا کہ تمام انبیائے کرام علیہم السلام تعلیم الٰہی کی بدولت علم غیب جانتے تھے وہ خانہ ساز جھوٹ ہے جس کی تکذیب مذکورہ متواتر المعنی خبر تو کرتی ہی ہے بہت سارے دوسرے نصوص قرآن و سنت بھی کرتے ہیں۔

جب نصوص یہ صراحت کرتے ہیں کہ فلاں فلاں قسم کے علوم غیب کی کنجیاں تک کسی نبی و رسول بشمول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دی گئیں جو معرفت علوم غیب کا ذریعہ ہیں تو ان علوم غیب کے بارے میں بریلوی علماء کا علی الاطلاق یہ دعوی کیا معنی رکھتا ہے کہ ان علوم غیب کی تعلیم بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیوں و رسولوں کو دیدی تھی؟ اور رسولوں و نبیوں ہی کو ان علوم غیب کی تعلیم دینے پر ہی اللہ تعالیٰ نے اکتفا نہیں کیا بلکہ غیر نبی و غیر رسول انسانوں کو بھی اس طرح کی تعلیم دے کر علوم غیب سے بہرہ ور کر دیا تھا۔

نصوص شریعت کی بنیاد پر ہمارا عقیدہ ہے کہ جن علوم غیب کی بابت ارشاد الٰہی ہے کہ ان کی کنجیاں تک

کسی نبی و رسول کو بشمول ہمارے نبی و رسول محمد ﷺ نہیں دی گئیں، ان علوم غیب میں سے بھی بعض کی تعلیم اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض بندوں کو دیدی ہے، اللہ کے ان بعض بندوں میں نبی و رسول اور غیر رسول و نبی سبھی شامل ہیں، ان امور غیب میں سے عام امور کو اللہ کے رسولوں، نبیوں اور مقربین بندوں نے عام مومنوں کو بھی بتلا دیا ہے، حتیٰ کہ ہم جیسے کم بے مایہ لوگ بھی رسولوں، نبیوں اور مقربین بارگاہِ رب العالمین کے واسطہ سے ان امور غیبیہ سے واقف و آشنا ہیں، مثلاً ہر صاحب ایمان انسان کو معلوم ہے اور اپنی معلومات کی بنا پر اس کا عقیدہ بھی ہے کہ مرنے کے بعد قبر میں مدفون ہوجانے پر سوال و جواب کے لیے اس کی قبر میں اس کے پاس منکر نکیر آئیں گے، اسے قبر میں زندہ کر کے بٹھایا جائے گا اور اس سے تین اہم و بنیادی سوال کیے جائیں گے، ان سوالات کے صحیح جوابات دینے والے کو آرام و راحت سے بہرہ ور کیا جائے گا، اسے جنت والا اس کا ٹھکانہ دکھلایا جائے گا، برزخی زندگی پوری کر لینے کے بعد بروز قیامت اسے میدان حشر میں حاضر و ناظر ہونا پڑے گا۔ اسے یہ بھی معلوم ہے کہ ایک نہ ایک دن قیامت آنے والی ہے اور قیامت سے متعلق بہت ساری معلومات بھی اسے حاصل ہیں۔ ہر مومن کو یہ معلوم ہے کہ محشر میں اس کے اعمال اور دوسرے انسانوں اور جنات کے اعمال کا وزن ہوگا، سب کے اعمال کا حساب و کتاب ہوگا اور بریلویت کا بھی پورا پورا پوسٹ مارٹم ہوگا، بریلویت کے مواد و میٹر و مسالہ کے تیار کنندہ کذابین کا بھی حساب و کتاب ہوگا اور ان کے اختراع کردہ اکاذیب کی بابت ان سے سوال ہوگا کہ تم نے کیونکر لبادۂ تقویٰ و تدوین اوڑھ کر اور بندگان خدا کو فریب و دھوکہ دے کر سارے اکاذیب ایجاد کیے اور اپنے ان خود ساختہ اکاذیب کو تم نے کیونکر اللہ و رسول اور صحابہ و تابعین و اسلاف کی طرف منسوب کر دیے؟

ہر مومن کو یہ معلوم ہے کہ بریلویت کے نئے کذابین کے تیار کردہ مواد و میٹر و مسالہ سے بریلوی شریعت کو مدون و مرتب کرنے والے قائدین بریلویت سے بھی باز پرس ہوگی کہ تم نے ہمارے رسول ﷺ کی پیش کردہ ملت بیضاء وحنیفہ سمحاء کے مخالف اکاذیب کی اختراع کرنے والے کذابین کے فراہم کردہ مواد و مسالہ سے قبوری شریعت کو ایجاد اور مدون و مرتب کر کے بندگان خدا کو دین حنیف سے ہٹا کر اپنی تلبیس کاری و مکاری و فنکاری و فریب کاری کے ذریعہ اپنی ایجاد کردہ بریلوی شریعت کا کیوں پیرو و پابند بنا کر اپنے دام تزویر و مکر میں کیوں پھنسا لیا؟

اس طرح کے بہت سارے علوم غیبیہ سے عام مسلمان اس زمانہ میں بھی واقف ہیں، قیامت سے

پہلے واقع ہونے والے بہت سارے امورِغیب کا عام مسلمانوں کو علم ہے، مثلاً: خروج دجال وظہور مہدی و نزول عیسیٰ علیہ السلام و فتنہ یاجوج و ماجوج۔ مگر ان امورغیب کا علم رکھنے کے باوجود ہم عالم الغیب و حاضر و ناظر ہونے کا دعویٰ کرنے کے مجاز نہیں اور اس طرح کے علوم غیب رکھنے کے سبب کسی بھی غیراللہ شخص کے لیے عالم الغیب و حاضر و ناظر ہونے کا دعویٰ کرنا جائز بھی نہیں، خواہ وہ نبی و رسول ہو یا ولی و شہید ہو، عالم و فاضل ہو یا کچھ ہو۔

قرآن مجید نے صراحت کی ہے کہ ہمارے رسول ﷺ متبع وحی الٰہی تھے:

﴿ قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَ لَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ وَ لَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّیْ مَلَكٌ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰۤى اِلَیَّ﴾ [الأنعام: ٥٠]

یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی محمد ﷺ سے فرمایا کہ آپ لوگوں سے یہ کہیے کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں جو کچھ کہتا اور کرتا ہوں وہ اتباع وحی الٰہی میں کرتا ہوں۔

قرآن مجید نے اس نص صریح میں نہایت وضاحت کے ساتھ ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے رسول خاتم النبیین محمد ﷺ کو حکم دیا کہ اپنی عظمت ختم نبوت اور اوصاف جلیلہ و مقامات محمودہ کے باوصف آپ لوگوں سے یہ کہنے کے مجاز و مختار نہیں کہ میں غیب کا علم رکھتا ہوں اور اللہ رب العالمین کا یہ حکم اپنے اس رسول و نبی کو ہے جس کی شان میں اس نے خاتم النبیین، رحمۃ للعالمین، النبی اولی بالمؤمنین من انفسھم وغیرہ جیسے اوصاف کا ذکر کیا ہے، اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاتم النبیین ﷺ کو "إني لا أعلم الغیب" کا اعلان کرنے کا حکم اس لیے دیا کہ آپ ﷺ عالم الغیب اور حاضر و ناظر نہیں تھے، یہ ممکن نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو کسی ایسی بات کے اعلان کرنے کا حکم دے جو خلاف امر واقع ہو، اس صریح نص قرآنی سے قبوری شریعت کے اس دعویٰ کی بھرپور تکذیب ہوتی ہے:

"رسول اللہ ﷺ عالم الغیب اور حاضر و ناظر تھے۔" (عام کتب بریلویہ)

نصوص شرعیہ سے بریلوی موقف کی تکذیب:

یہ بہت ظاہر بات ہے کہ وحی الٰہی اور حکم ربانی کے مطابق جب ہمارے رسول ﷺ نے اعلان فرما دیا کہ میں عالم الغیب نہیں ہوں تو آپ ﷺ کو کسی کا عالم الغیب کہنا کذب و دروغ اور جھوٹ کے علاوہ کچھ

اور نہیں ہوسکتا، کیونکہ یہ طے شدہ بات ہے کہ ہمارے رسول ﷺ سے صدور کذب و دروغ اور ظہور جھوٹ ممکن نہیں، بلکہ محال در محال ہے، اس لیے اگر کوئی شخص آپ ﷺ کو عالم الغیب کہتا ہے، تو نص قرآنی کے مطابق کذاب، جھوٹا اور دروغ گو ہے، نص قرآنی کے اس معنی و مفہوم کی تعبیر ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے متواتر المعنی کے مطابق ان الفاظ میں کر دی ہے:

"من حدثك أنه يعلم ما في غد فقد كذب"

یعنی تم میں سے جو شخص یہ کہے کہ رسول اللہ ﷺ غیب داں تھے وہ یقیناً جھوٹا ہے۔

یہ بالکل واضح بات ہے کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ واضح بیان قرآنی تصریحات کی تعبیر و ترجمانی ونقل ہے اور یہ معلوم ہے کہ قرآن مجید کے مخاطبین اولین حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم براہ راست صحبت نبوی سے فیض یاب تھے اور ان سے ہرگز ہرگز توقع نہیں کی جا سکتی کہ وہ سب یا ان میں سے کوئی ایک ان تصریحات قرآنی کے خلاف لب کشائی کرے گا اور ان فرمودات الٰہی سے مختلف کوئی دوسری بات اپنی زبان سے نکالے گا۔ ہاں! ممکن ہے کہ کسی قرآنی بیان اور نبوی فرمان کا علم نہ ہونے کی صورت میں غیر ارادی وغیر شعوری طور پر نص شرعی کے خلاف کسی صحابی سے کوئی بات سرزد ہوگئی ہو مگر کسی بھی صحابی کی طرف نص شرعی کی مخالفت غیر ارادی طور پر ہی سہی معتمد و مستند ثبوت کے بغیر منسوب کرنا مزید در مزید جھوٹ وافترا و بہتان واتہام والزام بیجا ہے اور ایسا بھاری جرم ہے جس کی سخت سزا ہوگی الا یہ کہ مجرم خالص توبہ کر کے توبہ پر فوت ہوا ہو۔

قبوری شریعت کے موقف مذکور سے بلا شک شریعت محمدیہ کی نصوص صریحہ کی تکذیب لازم آتی ہے اور یہ ناممکن ہے کہ شریعت محمدیہ ﷺ کے نصوص مکذوبہ ہوں، اس لیے لامحالہ ماننا ہوگا کہ بریلوی شریعت کا یہ موقف اس کے بہت سارے مواقف کی طرح مکذوب ہے۔

ہم نے قبوری شریعت کے بحر العلوم علامہ مفتی عبدالمنان کی کتاب (الشاہد) کے پہلے ایڈیشن پر خطیب الاسلام حضرت العلام ناظم جامعہ سراج العلوم جھنڈانگر کے حکم کے مطابق جب نہایت جاں سوزی و ہمدردی و غم گساری کے ساتھ تبصرہ بنام "تصحيح العقائد بإبطال شواهد الشاهد" لکھا تو اس کی غرض و غایت صرف یہ تھی کہ قبوری شریعت کے دام تزویر میں پھنس کر اسلام مخالف عقائد رکھنے والے اس تبصرہ "تصحیح العقائد" میں جمع شدہ نصوص شرعیہ کو دیکھ کر عبرت پذیر اور موعظت گیر ہوں اور اپنے ان اسلام مخالف عقائد سے تائب و دست کش ہو جائیں، جن میں وہ زعمائے بریلویہ کے بہکاوے میں آ کر گرفتار ہیں، مگر افسوس کہ

مصنف الشاہد نے الشاہد کے جدید ایڈیشن کے نام سے ضخیم کتاب لکھ کر ظاہر کر دیا کہ وہ نصوص شریعت محمدیہ سے متأثر ہونے والے نہیں ہیں، قرآن مجید کا بار بار کی تکرار سے یہ کہنا بھی ہے کہ ﴿اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُوا الْأَلْبَابِ﴾ یعنی جن لوگوں کی کھوپڑی میں مغز اور گودا و بھیجا ہے، صرف وہی نصوص قرآنیہ اور تصریحات نبویہ یعنی ارشادات محمدیہ سے متاثر ہو کر نصیحت پذیر ہوتے ہیں، بہر حال ہم اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہیں ہیں، اسی بنا پر الشاہد کے اس جدید ایڈیشن کا بھی پوسٹ مارٹم کر دے رہے ہیں تاکہ عقل وبصیرت رکھنے والے فائدہ اٹھا سکیں، کیونکہ قرآن مجید اور حدیث نبوی سے عقل و بصیرت والے ہی مستفید ہو پاتے ہیں، جن کی بابت قرآن مجید کی یہ صراحت ہے کہ ﴿أُولَئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ﴾ یہ لوگ چوپایہ جانوروں سے بھی گئے گزرے ہیں، وہ بہر حال نصوص شرعیہ سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکیں گے۔

نصوص قرآنیہ کی اپنے الفاظ میں ترجمانی وتعبیر کرتے ہوئے جس طرح حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے مذکورہ بالا بات کہی تھی، اسی طرح ترجمان القرآن حبر الامت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا تھا:

"من ادعىٰ أنه يعلم من هذه الأشياء فقد كفر بالقرآن العظيم لأنه مخالفه."

"جو شخص آپ ﷺ کے عالم الغیب ہونے کا دعویٰ کرے وہ کافر ہے کیونکہ یہ مخالفتِ قرآن ہے۔" (تصحیح العقائد، ص: ٦)

اس میں شک نہیں کہ ان دونوں صحابہ کی یہ بات نصوص شرعیہ کے عین مطابق ہونے کے سبب حکماً معنوی طور پر نص شرعی کے درجہ میں ہے، جس مناظرہ بجرڈیہہ بنارس میں بریلوی بحر العلوم یعنی مصنف الشاہد بھی موجود تھے، اس کے شرائط میں پورے فرقہ بریلویہ کی طرف سے یہ تسلیم کیا گیا تھا:

"دلیل صرف قرآن واحادیث صحیحہ وحسان مرفوعہ ثابتہ اور اجماع امت اور ایسے قیاس شرعی سے دینی ہوگی جو قیاس اوپر کی تینوں چیزوں سے ٹکراتا نہ ہو، احادیث میں مرفوع حکمی جو اقوال صحابہ غیر اجتہادیہ ہوتی ہیں حجت ہوں گی۔" (روداد مناظرہ بجرڈیہہ بنارس، ص:١٢)

بریلوی موقف اجماع امت کے خلاف ہے:

اس لیے حضرت ام المؤمنین وترجمان القرآن ابن عباس رضی اللہ عنہم کے مذکورہ بیانات واقوال حکماً ومعناً نص شرعی کے درجہ میں ہیں اور نص شرعی کا درجہ رکھنے والے ان اقوال سے کسی صحابی کا کوئی اختلاف ثابت نہیں، اس لیے یہ صحابہ کرام کا اجماعی موقف ہے اور غیر صحابہ کے اجماع امت ہونے میں اگرچہ اہل علم کا اختلاف

ہے، مگر اجماع صحابہ کے حجت ہونے سے اہل اسلام میں سے کسی کا اختلاف نہیں، ہوسکتا ہے کہ معنوی طور پر اسلام میں شامل نہ کیے جانے والے بعض غالی، رافضی و خارجی کو اجماع صحابہ کی حجیت سے اختلاف ہو، مگر اس طرح کے غالی رافضی و خارجی کے اختلافات کا کوئی وزن و اعتبار اہل اسلام کے یہاں نہیں، ہم نے تصحیح العقائد میں یہ صراحت کر دی تھی:

''ان دونوں صحابیوں کے بیان سے کسی بھی صحابی بلکہ صحیح العقیدہ مسلمان کا اختلاف نہیں، صرف ایک نوخیز جماعت بریلویہ عرف جماعت رضا خانیہ ہی کو اس سے اختلاف ہے، لیکن بتصریح عائشہ رضی اللہ عنہا و ابن عباس رضی اللہ عنہما روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ فرقۂ رضا خانیہ ازروئے شریعت دروغ گو اور جھوٹا ہے۔'' الخ (تصحیح العقائد: ٦)

نہایت دل سوزی و ہمدردی و خیر خواہی کے ساتھ اتنے واضح طور پر کہی ہوئی ہماری اس صحیح بات پر سلیم الطبع و متوازن مزاج کی طرف دھیان دینے کے بجائے بریلوی شریعت کے بحر العلوم علامہ مفتی عبدالمنان اپنی بریلوی عرف رضا خانوی زبان میں فرماتے ہیں:

''اگر فاضل رحمانی نے یہی لکھا ہوتا تو ہم ان سے عرض کرتے صاحب یہ اگلا ہوا لقمہ پھر چبا رہے ہیں؟ لیکن ان بالک صاحب (یعنی محمد رئیس ندوی جو الشاہد کے اس ایڈیشن کی طباعت کے وقت ١٩٨٧ء میں انتالیس سال کی عمر رکھنے والا ہے وہ بریلوی بحر العلوم کے نزدیک بالک یعنی نابالغ لڑکا ہے، یہ ہے بریلوی لب و لہجہ) سے ہم کیا عرض کریں کہ عزیزم آپ نے یہ بسم اللہ ہی غلط کر دی، آپ کے بزرگ محترم خود فرما گئے ہیں: ''ہم پر آپ کا قول حجت ہے نہ آپ کے بڑوں کا، دلیل قرآن و حدیث سے چاہیے'' اور آپ نے چھوٹتے ہی دو صحابی کے قول کو موضوع سخن بنایا، کیا یہ اقوال قرآن و حدیث ہیں؟ پس جو چیز آپ کے نزدیک بے بھروسہ ہے اس پر دوسروں کو بھروسہ دلانے کا آپ کو کیا حق ہے؟ اس پر اگر آپ کو کوئی دھوکہ باز کہے تو آپ کوسنے لگتے ہیں آخر آپ دوسروں کی آنکھ میں دھول جھونکتے ہی کیوں ہیں؟''

(الشاہد جدید ایڈیشن، ص: ١١٥، ١١٦)

حالانکہ ہم عرض کر چکے ہیں کہ الشاہد کے اس جدید ایڈیشن کو طباعت کے لیے اپنے سے دس سال پہلے مناظرہ بجر ڈیہہ بنارس کے موقع پر بشمول بریلوی بحر العلوم مفتی عبدالمنان تمام علمائے قبوری شریعت نے یہ تسلیم کر لیا تھا:

''صحابہ کے جو اقوال حکماً مرفوع حدیث کے معنی میں ہوں گے وہ حجت ہوں گے، نیز قرآن و احادیث صحیحہ و حسنہ مرفوع ثابتہ کے ساتھ اجماع امت بھی حجت ہوگا اور وہ قیاس شرعی بھی حجت ہوگا جو اوپر کی تینوں چیزوں یعنی قرآن و حدیث نبوی و اجماع امت سے ٹکراتا نہ ہو۔''

ہم عرض کر چکے ہیں کہ قرآن و حدیث کی تصریحات اصل وہی ہے جو ان دونوں صحابیوں نے اس سلسلے میں کہہ رکھا ہے، اس لیے لا محالہ ان صحابیوں کا قول حکماً و معناً نص شرعی ہے، نیز حکماً و معناً کا درجہ رکھنے والے اس قول سے کسی صحابی کا اختلاف منقول نہیں۔ لہٰذا یہ معاملہ اجماعی بھی ہے اور قیاس شرعی بھی اسی بات کا مقتضی ہے، لہٰذا یہ چاروں ادلہ شرعیہ اس معاملہ میں موقف اہل حدیث کے موافق اور موقف بریلویت کے مخالف ہیں، پھر بریلوی بحرالعلوم علامہ مفتی عبدالمنان صاحب عاقل و بالغ و معمر و جہاں دیدہ و صاحب تجربات ہوتے ہوئے ان صحابہ کے قول مذکور کے خلاف یہ کہنے کا حق شرعی و اخلاقی و علمی طور پر کیوں کر رکھتے ہیں کہ عزیزم آپ نے یہ بسم اللہ ہی غلط کر دی؟ آپ کے بزرگ محترم (حضرت العلام خطیب الاسلام عبدالرؤف رحمانی جھنڈانگری) خود فرما گئے ہیں کہ ہم پر آپ کا قول حجت ہے نہ آپ کے بڑوں کا، دلیل قرآن و حدیث سے چاہیے؟

ہمارے بزرگ محترم کی اس بات کا معنی و مطلب بھی سمجھنے کی صلاحیت بریلوی بحرالعلوم صاحب میں نہیں ہے، آپ اور آپ کے بڑوں سے مراد مولوی عتیق الرحمٰن اکرہروی بریلوی رضا خانی قبوری بدعتی اور ان کے ہم مذہب مشائخ و علماء ہیں، صحابہ کرام، تابعین عظام اور ان کے بعد والے اسلاف امت کے طور وطریق و مذہب و عقیدہ سے چونکہ بریلوی لوگوں کا طور، طریق اور مذہب و عقیدہ مختلف ہے، جس کا مواد بریلوی شریعت کی تدوین سے پہلے مختلف قسم کے کذابین و وضاعین نے منصوبہ بند سازش سے تیار کیا ہے، اس لیے بریلویوں کے بڑوں میں صحابہ و تابعین اور بعد والے تمام اسلام کرام کا شمار نہیں کیا جا سکتا ہے۔

ہماری تصریح مذکورہ بالا کے ثبوت میں جہاں بہت سارے دلائل ہیں، وہاں ایک دلیل یہ ہے کہ بریلوی عرف رضا خانی و قبوری بدعتی لوگ اپنے خصوصی و امتیازی عقائد و نظریات کے ثبوت میں انھی کذابین و وضاعین کی ایجاد کردہ مکذوبہ روایات کو اصل بنیاد بناتے ہیں، جو منصوبہ بند سازش کے ذریعہ اسلامی تعلیمات کو مسخ و محرف کرنے کے لیے اپنے اختراعی اکاذیب کو بطور دلیل و حجت پیش کرنے کے عادی ہیں اور اختراعی عقائد و نظریات کے خلاف پائے جانے والی نصوص شرعیہ کی واضح تصریحات کے بالمقابل اپنی یا اپنے سے

پہلے والے اپنے اسلاف کی توجیہات وتعلیمات وتاویلات وخود ایجاد نکات و لطائف کو حجت و دلیل بناتے ہیں۔ آخر ناظرین کرام دیکھ رہے ہیں کہ نصوص شرعیہ کے عین مطابق مسئلہ زیر نظر میں ام المؤمنین عائشہ صدیقہ وحبر الامت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے اقوال کے معاملہ میں بریلوی بحر العلوم علامہ مفتی عبدالمنان اور ان کے ہم مزاج اہل قلم نے کیا لکھ رکھا ہے؟

کیا اس سے یہ نہیں لازم آتا کہ اپنے خانہ ساز عقائد ونظریات کے خلاف نصوص شرعیہ اور نصوص شرعیہ کے مطابق صحابہ وتابعین کی تصریحات بریلویوں کی نظر و نگاہ میں ناقابل قبول ہیں؟ پھر یہ صحابہ وتابعین و دیگر اسلاف ان بریلویوں کے بڑے کیسے قرار پائے؟ جہاں تک ہم اہل حدیث مسلک والوں کا معاملہ ہے، ان کا اصول یہ ہے کہ نصوص کتاب وسنت کے مطابق صحابہ وتابعین سمیت تمام اسلاف کے اقوال وافعال معنوی طور پر نصوص کا درجہ رکھنے کے سبب حجت ہیں اور نصوص شرعیہ کے خلاف کسی بھی وجہ سے صادر ہوجانے والے کسی صحابی وتابعی، نیز دیگر اسلاف کے قول وفعل کو اسی لیے نظر انداز کر دینا لازم ہے کہ نصوص شرعیہ اور صحابہ وتابعین سمیت تمام اسلاف کا یہی کہنا ہے کہ نصوص شرعیہ کے خلاف کسی بھی شخص کا قول وعمل غیر مقبول ہے اور یہ صرف اہل حدیث کا موقف نہیں بلکہ تمام اہل اسلام اس پر متفق ہیں۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو ہماری کتاب "تنویر الآفاق في مسئلة الطلاق، ص: ١٦٠ تا ١٦٢ مطبوعہ نشاط آفسیٹ پریس ٹانڈا فیض آباد ۱۹۸۷ء ۱۴۰۷ھ) نیز اس سلسلے میں بہت عمدہ بحث ہم نے اپنی کتاب "الجمعة في القریٰ" میں کر رکھی ہے، جو ابھی طبع نہیں ہوسکی ہے، اللہ تعالیٰ اس کی طباعت کا انتظام کرے۔ آمین۔ اس سلسلے میں بعض اہم مباحث ہماری کتاب "اللمحات إلی ما في أنوار الباري من الظلمات" میں متفرق طور پر موجود ہیں۔

کذب ودجل پر قائم قبوری شریعت کے محافظین کی یہ جرأت وجسارت کس قدر خطرناک نتائج کی حامل ہے کہ ام المؤمنین عائشہ وابن عباس کے قول کو ان کا ذاتی قول وقیاس ورائے واجتہاد کہہ کر رد کر دیتے ہیں اور اپنے اختراعی اکاذیب کو دین وایمان بناتے ہیں، جبکہ ان کا قول حکماً ومعناً نص شرعی کا درجہ رکھتا ہے۔

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو خود رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم الغیب کہنے سے منع کیا:

امام ابن ماجہ نے بسند صحیح ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا سے یہ حدیث روایت کی:

"دخل علي رسول الله صلى الله عليه وسلم صبيحة عرسي، و عندي

جاريتان تغنيان وتقولان "وفينا نبي يعلم ما في غد" فقال: أما هذا فلا تقولاه، لا يعلم ما في غد إلا الله."

یعنی مشہور و معروف صحابیہ حضرت ربیع بنت معوذ نے کہا کہ میری شادی کے دن صبح کے وقت رسول اللہ ﷺ میرے گھر آئے، اس وقت میرے پاس دولڑکیاں (یا لونڈیاں) گانا گا رہی تھیں، گانے کے دوران دونوں نے یہ مصرعہ بھی پڑھا کہ "وفينا نبي يعلم ما في غد" یعنی ہمارے درمیان نبی ﷺ موجود ہیں جو غیب کا علم رکھتے ہیں۔ اس پر رسول ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ یہ بات مت کہو کیونکہ غیب کا علم اللہ کے سوا کوئی نہیں رکھتا۔ (سنن ابن ماجه بسند صحيح) یہ صحیح حدیث حضرت العلام خطیب الاسلام جھنڈانگری نے بھی قبوری زعماء کے رد میں پیش کی تھی۔ (تردید حاضر و ناظر، ص:۱۵۳،۱۵۴)

اور ناظرین کرام ملاحظہ فرما رہے ہیں کہ ہمارے رسول ﷺ نے اپنی امت کو مطلقاً منع کیا اور روکا ہے کہ آپ ﷺ کو عالم الغیب کہا جائے، اس میں ذاتی و عطائی علم غیب کی کوئی تفریق و تخصیص آپ ﷺ نے نہیں فرمائی ہے، ہر صاحب ایمان سوچ سکتا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ہم کو مطلقاً منع کیا ہے کہ ہم آپ ﷺ کو ذاتی و عطائی طور پر عالم الغیب ہونے کے درمیان کسی تفریق کے بغیر آپ ﷺ کو عالم الغیب نہ کہیں اور اس ممانعت نبویہ کے باوجود بریلوی شریعت عرف قبوری شریعت کے پیروکار و محافظین کہتے پھریں کہ قرآن و حدیث نبوی میں آپ ﷺ کو عالم الغیب کہنے کی لاکھ ممانعت کی گئی ہو، مگر ہم قبوری لوگ بہر حال یہ عقیدہ و نظریہ رکھتے ہیں کہ آپ ﷺ عالم الغیب تھے، کیونکہ ہمارا یہی دین و ایمان ہے تو آخر کوئی بھی صاحب عقل کیا فیصلہ کرے گا؟

فرمان نبوی سے انحراف کے لیے بریلوی حیلہ جوئی کی تفصیل:

ہم نے اپنی کتاب "اللمحات إلى ما في أنوار الباري من الظلمات" جلد اول کے اوائل میں بعض ایسے وضاعین و کذابین کا ذکر کیا ہے جو اپنے زورِ عیاری سے احادیث وضعیہ کو اپنے خانہ ساز نظریہ کے موافق بتلا دیا کرتے تھے، بس اسی قسم کی بات بریلوی بحر العلوم میں بھی موجود ہے۔

موصوف صحابہ کرام کو قول عائشہ رضی اللہ عنہا کا مخالف بتلاتے ہوئے کہتے ہیں:

"اور تمام مسلمانوں کو کیا خود صحابہ کرام کو بھی قول عائشہ سے اختلاف ہے۔ چنانچہ عمر فاروق فرماتے رضی اللہ عنہ ہیں:

"أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يرينا مصارع أهل بدر بالأمس" (الحديث)

''حضور نے کل ہونے والی بات ایک دن پہلے ہم کو دکھا دیا تھا کہ یہاں اہل بدر قتل کر کے ڈال دیے جائیں گے۔'' (مشكوة شريف، ص: ٥٤٢)

''حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سرکار ﷺ کی خدمت میں عرض کرتے ہیں:

"ما أن رأيت وما سمعت إلى أن قال: ومتى تشاء يخبرك عما في غد"

''میں نے رسول ﷺ جیسا آدمی سارے جہاں میں نہ دیکھا نہ سنا تم جب چاہو وہ آنے والے کل کی خبر دیں گے۔'' (سيرت ابن هشام، ص: ۲، اصابه: ٤/ ٣٥٢)

''حضرت حسان بن ثابت بزم نبوی میں عرض کرتے ہیں:

"نبي يرىٰ ما لا يرىٰ. الخ"

آپ اپنے پاس وہ دیکھتے ہیں جو لوگوں کو نظر نہیں آتا، آج اگر کسی پوشیدہ بات کی وہ خبر دیں تو وہ دوپہر ہوتے ہوتے یا کل آئندہ تک اس کی تصدیق آ جاتی ہے۔ (زرقانی:۶/ ۲۲۹)

''حضرت فدفد بن خناقہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"فأخبرني بالغيب عما رأيته"

''حضور ﷺ نے اس غیب کی خبر دیدی جس کو میں نے دیکھا اور پوشیدہ طور پر میں نے قوم کے ساتھ اس کی سرگوشی کی تھی۔'' (اصابه: ٣/ ٢٠٠)

''بلکہ خود حضور سید عالم ﷺ نے بھی اس قول عائشہ سے اختلاف فرمایا ہے، امام بخاری نے سلمہ وسہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کی:

"لأعطين هذه الراية غدا رجلا يفتح الله على يده." (بخاري: ٢/ ٦٠٥)

''میں یہ جھنڈا کل ایسے آدمی کے ہاتھ میں دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ خیبر فتح کرے گا۔''

''اور اگر آپ (مصنف تصحیح العقائد و عام سلفی علماء) کی آنکھ حیرت سے پھٹی نہ رہ جائے تو صحیح کان کھول کر سنیے کہ اس قول عائشہ کے خلاف خود ام المؤمنین عائشہ و ابن عباس سے روایت ہے حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میرے والد حضرت ابوبکر صدیق نے مرضِ وصال میں مجھے مخاطب کر کے اپنے وارثوں کی فہرست بتائی "إنما هو أخوك" الخ میرے وارثوں میں ایک تمہارا بھائی اور تمہاری دو بہنیں ہیں، ام المؤمنین نے کہا کہ ابا جان ایک بہن تو میری سمجھ میں آتی ہے کہ وہ اسماء ہیں، یہ دوسری کون ہے؟ آپ نے فرمایا کہ میری بیوی بنت خارجہ کے شکم میں جو بچہ ہے میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ لڑکی ہے، سو لڑکی پیدا ہوئی۔

(موطأ امام محمد، ص: ۲۶۷) کہیے ام المؤمنین نے اپنے والد کے بارے میں کل آئندہ کی خبر دینے کا دعویٰ کیا یا نہیں؟ اور حضرت ابن عباس ابی بن کعب کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ حضرت خضر ایک ایسے آدمی تھے، جو غیب جانتے تھے۔ (طبری: ۱۵/ ۱۶۷) کہیے حضرت ابن عباس نے خضر کے لیے دعویٰ علم غیب کر کے خود اپنے اوپر کفر کا فتویٰ دیا یا نہیں؟ (الشاہد جدید ایڈیشن، ص: ۱۱۶ تا ۱۱۹)

ہم کہتے ہیں کہ بریلوی بحر العلوم سمیت عام قبوری مولوی معترف ہیں کہ وہابیہ (اہلحدیث) بعض آیات و احادیث کی بنا پر اس بات کے قائل ہیں کہ غیب کی بعض باتوں سے اللہ کے رسول اعلام الٰہی کے مطابق واقف تھے۔ (الشاہد جدید ایڈیشن، ص: ۸۸، ۸۹)

دریں صورت ثابت شدہ جن نصوص سے جن بعض غیبی باتوں کا علم باعلام الٰہی رسول اللہ ﷺ کو حاصل ہونے کا عقیدہ ہم اہل حدیث سلفی المذہب لوگ رکھتے ہیں، ان غیبی باتوں سے آپ ﷺ کا واقف و باخبر ہونا یقیناً صحیح و درست اور معجزۂ ربانی ہے، مگر آپ ﷺ کو اللہ کے بتلانے سے غیب کی بعض باتوں کا علم ہونے کے ثبوت کے باوجود شریعت کی نظر میں غیب کی بعض باتوں کا آپ ﷺ کو علم ہونا آپ ﷺ کے مطلقاً عالم الغیب ہونے کو مستلزم نہیں، اس لیے شریعت ہی نے پوری صراحت و وضاحت کے ساتھ آپ کے عالم الغیب ہونے کی مطلقاً نفی کرتے ہوئے حکم صادر کیا ہے کہ نہ آپ ﷺ اپنے آپ کو عالم الغیب وغیب داں کہیں نہ اپنی امت میں سے کسی کو عالم الغیب وغیب داں کہنے کی اجازت دیں، کیونکہ شریعت میں اصل ضابطہ و قانون یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی بھی عالم الغیب نہیں، لہٰذا اس ضابطہ و قانون سے اگر بعض استثنائی صورتوں میں بعض امور غیب کی آپ ﷺ کو منجانب اللہ خبر دیدی گئی تو بعض استثنائی معاملہ سے شریعت کا اصل قانون و ضابطہ توڑ کر آپ ﷺ کو عالم الغیب کہنا احکام شریعت کی مخالفت ہے اور شرارت و شیطنت بھی، کیونکہ اللہ و رسول کے حکم صریح کو نہ مان کر خود ساختہ بات کو دین و ایمان، عقیدہ و نظریہ قرار دے لینا شیطان اور اس کے فرمانبردار چیلوں ہی کا شیوہ و شعار ہے، ہم ان نصوص شرعیہ میں سے بعض کا ذکر کر آئے ہیں، جو اس بات کی دلیل قاطع و برہان ساطع ہیں کہ اللہ کے علاوہ خاتم النبیین محمد ﷺ سمیت تمام رسولوں و نبیوں میں سے کسی کو عالم الغیب کہنا ممنوع و حرام و ناجائز ہے، بلکہ چونکہ یہ وصف اللہ تعالیٰ کے اوصاف خاصہ میں سے ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ کے اس وصف خاص میں کسی مخلوق کے شریک ہونے کا عقیدہ و نظریہ رکھنا شرک و کفر ہے، نصوص شرعیہ صریحہ سے یہی بات ثابت ہے۔

اللہ کی جانب سے حاصل شدہ اپنی جملہ معلومات کو آپ ﷺ نے اپنی امت کو بتلا دیا ہے:

فرقہ بریلویہ کے دل اور اصل عقیدہ کا حال تو اللہ بہتر جانتا ہے، کیونکہ اس کے بانی و مؤسس مولوی رضا خاں کو کچھ لوگ شیعہ کہتے ہیں، جن کا شیوہ وشعار تقیہ بازی ہے۔ (البریلویہ از علامہ احسان الٰہی ظہیر، ص: ۴۵ تا ۵۵)

مگر زبان وقلم سے اس فرقہ کے علماء و قائدین یہی کہتے ہیں کہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ ہمارے رسول سمیت جملہ رسولوں ونبیوں اور صحابہ وتابعین و دیگر اولیاء وصلحاء کو جو علم غیب حاصل ہے اس کی تعداد خواہ کتنی ہی زیادہ ہو وہ سب اعلام الٰہی و وحی ربانی اور اللہ تعالیٰ کی تعلیم اور بتلانے پر ہیں جو رسول و نبی کو الہام وغیرہ سے حاصل ہوا ہے اور یہ معلوم ہے کہ ہمارے رسول کو علوم غیب یا غیر علوم غیب میں سے اللہ تعالیٰ نے جو کچھ سکھایا یا بتلایا اسے آپ ﷺ نے بلاکم وکاست پورے کا پورا اپنی امت کو بتلا اور سکھا دیا ہے، کیونکہ آپ ﷺ کو مِن جانب اللہ یہ حکم دیا گیا تھا کہ بذریعہ وحی آپ ﷺ کو جو کچھ بتلایا گیا ہے، اسے آپ پورے کا پورا اپنی امت کو سکھا اور پہنچا دیں، ارشاد ربانی ہے:

﴿ يَاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَ اِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ﴾ [المائدة: ٦٧]

"اے رسول تمہاری طرف تمہارے رب کی جانب سے جو کچھ نازل کیا گیا ہے، اسے اپنی امت کے تمام لوگوں تک پہنچا دو اگر تم نے ایسا نہیں کیا تو تم اللہ کی رسالت لوگوں تک نہ پہنچانے کے مجرم ہو گے۔"

اس معنی ومفہوم کی متعدد آیات قرآن مجید میں موجود ہیں، جن کا ماحاصل یہ ہے کہ منجانب اللہ آپ ﷺ کو بذریعہ وحی جو چیز بھی بتلائی گئی، اسے آپ ﷺ نے اپنی امت کو بھی بتلا دیا اور یہ معلوم ہے کہ آپ ﷺ کے سارے علوم ومعلومات کا دارو مدار تعلیم الٰہی و وحی ربانی پر ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿ وَ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَ كَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا﴾ [النساء: ١١٣]

"اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے اوپر کتاب وحکمت نازل کی اور جو باتیں آپ ﷺ کو معلوم نہیں تھیں، انہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو سکھایا بتایا، آپ پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل ہوا۔"

قرآن مجید کی مختلف آیات کا معنی ومطلب یہ ہے کہ وحی الٰہی میں سے رسول اللہ ﷺ نے ہر بات اپنی امت کو بتلا دی ہے، یہی وجہ ہے کہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

”من حدثك أن محمداً صلى الله عليه وسلم كتم شيئاً مما أنزل إليه فقد كذب.“ [1]

”جو شخص یہ کہے کہ محمد ﷺ نے وحی الٰہی کی کوئی بات مخفی رکھی اور اپنی امت کو نہیں بتلائی وہ کذاب ہے۔“

اور عام لوگوں کی بابت ارشاد ربانی ہے:

﴿يُعَلِّمُكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ﴾ [البقرہ:١٥١]

”تمہیں اللہ ان امور کی تعلیم دیتا ہے، جنہیں تم نہیں جانتے تھے۔“

ہر شخص سوچ سکتا ہے کہ بریلوی عرف قبوری شریعت کے مطابق وحی الٰہی و تعلیم الٰہی کی بدولت رسول اللہ ﷺ اور سارے کے سارے رسول و نبی عالم الغیب و حاضر و ناظر ہوگئے تھے، تو مذکورہ بالا تفصیل کے مطابق آپ کی امت کے کسی آدمی کو مستثنیٰ کیے بغیر عالم الغیب ہوگئی تھی، اگر قبوری عشاق یہ بات نہ مانیں تو ان سے اس کی معقول وجہ بتلانے کا مطالبہ کیا جائے۔

تعلیم الٰہی کے ذریعہ ہمارے رسول ﷺ سمیت تمام انبیاء کرام و مرسلین عظام علیہم السلام کا علم خواہ کتنا ہی وسیع وغزیر ہو، مگر علم الٰہی کے بالمقابل لاشیء اور کالعدم کا درجہ رکھتا ہے، خضر و موسیٰ علیہما السلام سے متعلق وارد شدہ احادیث نبویہ میں یہ صراحت ہے کہ دریا سے ایک گوریا پرندہ کو ایک دو چونچ مار کر پانی پیتے ہوئے دیکھ کر حضرت خضر نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا:

”ما نقص علمي وعلمك من علم الله إلا كنقرة هذا العصفور في البحر“ [2]

یعنی ہم دونوں کا مجموعی علم اللہ کے علم کے سامنے کچھ نہیں ہے۔

اس میں شک نہیں کہ جس طرح حضرت موسیٰ و خضر علیہما السلام کا من جانب اللہ رب العالمین کا عطا کردہ علم علم الٰہی کے بالمقابل کالعدم ہے، اسی بنا پر انہیں عالم الغیب کہنا جائز و درست نہیں، کیونکہ عالم الغیب ہونا اللہ کی خاص صفت ہے، اسی طرح ہمارے نبی ﷺ سمیت جمیع انبیاء کے مجموعی علم کا حال ہے اور گزشتہ صفحات میں مذکور شدہ نصوص کے مطابق ہمارے رسول ﷺ کو عالم الغیب کہنا شرعاً جائز و درست نہیں بلکہ ایسا کہنا اور اس کا عقیدہ رکھنا حرام و جرم وظلم ہے حتی کہ شرک و کفر ہے، اس لیے بعض صحابہ کرام نے جو یہ بات صراحت سے کہی ہے کہ آپ کو عالم الغیب کہنے والا کافر ہے تو صحابہ کی یہ صراحت نصوص شرعیہ سے ماخوذ و مستفاد ہے۔

---

[1] صحيح البخاري: كتاب التفسير، سورة المائدة (٨/ ٢٧٥) و عام كتب تفسير.

[2] صحيح البخاري: مع فتح الباري، كتاب العلم (١/ ٢١٨) و عام كتب حديث.

ہماری پیش کردہ اس تفصیل سے واضح ہوگیا کہ بریلوی شریعت ہمارے نبی سمیت تمام انبیاء کرام ؊ کے بارے میں عالم الغیب و حاضر و ناظر ہونے کا جو عقیدہ رکھتی ہے اس کی حقیقت کیا ہے، یعنی کہ یہ شریعت محمدی سے بغاوت و انحراف ہے۔

قول عائشہ ؓ کے بالمقابل بریلوی بحر العلوم کی ذکر کردہ روایات پر نظر:

حکماً و معنیً نص شرعی کا درجہ رکھنے والے قول عائشہ ؓ کو رائے و قیاس و اجتہاد قرار دیکر رد کرنے والے بریلوی بحر العلوم نے اپنے ذکر کردہ اس بیان میں سات روایات نقل کی ہیں، جن میں سے بعض مرفوع اور بعض موقوف ہیں، مگر ان سات روایات میں سے زیادہ تر غیر ثابت یا صریح طور پر مکذوب ہیں، مثلاً موصوف کی پیش کردہ آخری اور ساتویں روایت جو کذباً و افتراً حضرت ابن عباس کی طرف منسوب کر دی گئی ہے، جبکہ صحیح سند سے ثابت ہے کہ نصوص شرعیہ کے مطابق تمام صحابہ کرام کی طرح ابن عباس آپ ﷺ کے عالم الغیب ہونے کے منکر تھے، حدیث خضر و موسیٰ ؊ جو معنوی طور پر تواتر کے ساتھ مروی ہے اور جس کا مفاد ہے کہ خضر و موسیٰ ؊ کا مجموعی علم علم الٰہی کے بالمقابل کالعدم کی حیثیت رکھتا ہے، اس لیے یہ بھی مستفاد ہوتا ہے کہ ہمارے نبی ﷺ بھی علم غیب نہیں رکھتے تھے، اسی کے ساتھ بعض استثنائی چیزوں کو علم غیب اعلام الٰہی کے مطابق ہونے سے آپ کو عالم الغیب کہنے کی اجازت شریعت نے کسی فرد کو نہیں دی ہے۔ اس سے مصنف الشاہد اور ان جیسے بریلویوں کی تلبیسات و اکاذیب کا پردہ فاش ہو جاتا ہے۔

حدیث خضر، جو مذکورہ بالا مضمون کی حامل ہے، حضرت ابن عباس سے بھی مروی ہے اور صحیح بخاری میں متعدد ابواب میں منقول ہے، بریلوی بحر العلوم نے چھٹے نمبر پر بحوالہ موطأ امام محمد حضرت عائشہ کی جو روایت نقل کر کے کہا کہ خود حضرت عائشہ سے ان کے بیان کے خلاف روایت موجود ہے، تو اولاً موصوف بحر العلوم نے یہ روایت جس امام محمد کی موطأ سے نقل کی ہے، وہ بریلویوں اور احناف کے یہاں خواہ کتنے زیادہ قابل اعتماد ہوں، مگر از روئے تحقیق موصوف امام محمد غیر ثقہ و غیر معتبر ہیں، اس کی تفصیل ہماری کتاب "اللمحات إلى ما في أنوار الباري من الظلمات" میں ملے گی، اور بریلوی بحر العلوم کو بھی امام محمد کے بارے میں اہل حدیث علمائے جرح و تعدیل کا موقف معلوم ہے، پھر اس متنازعہ معاملہ میں فریقین کے درمیان متنازعہ راوی کی کسی روایت کو بطور دلیل و حجت پیش کرنا کیوں کر درست ہے؟

ثانیاً: یہ معلوم ہے کہ وفات صدیقی کے وقت حضرت ابوبکر صدیق کے دو بیٹے عبدالرحمٰن اور محمد موجود تھے، پھر

موطأ محمد والی اس روایت میں جو یہ کہا گیا ہے کہ حضرت عائشہ کے ایک ہی بھائی تھے، وہ قطعاً اور یقیناً غلط در غلط ہے، مگر اپنی نقل کردہ مستدل مدوایت کے اس نقص وعیب کی طرف بریلوی بحرالعلوم نے کوئی بھی دھیان نہیں دیا، عام علمی امور میں اس قوم کا یہی حال ہے، شاید ہی اتفاق سے اس کی زبان وقلم سے کوئی درست بات نکل جائے۔

ثالثاً: یہ روایت امام مالک رحمہ اللہ کی موطأ میں بھی موجود ہے اور امام مالک کا ثقہ ومعتبر ہونا بریلوی احناف اور اہل حدیث کے درمیان متنازعہ فیہ معاملہ نہیں ہے، مگر معلوم نہیں کیوں بریلوی بحرالعلوم نے غیر متنازعہ فیہ معاملہ سے عدول وانحراف کر کے نزاعی راوی کو حجت بنانا ضروری سمجھا؟ موطأ مالک میں ''اِخواک'' کا لفظ موجود ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے اپنی بیٹی حضرت عائشہ سے کہا کہ تمہارے دو بھائی اور دو بہنیں ہیں اور یہی بات صحیح بھی ہے۔

رابعاً: اس روایت میں حضرت ابوبکر صدیق کا یہ قول منقول ہے: "أراها جارية" اور بریلوی بحرالعلوم کا محل استدلال یہی لفظ ہے، جس کا معنی ہے کہ میرا ظن وگمان وخیال یہ ہے کہ میری حاملہ بیوی بنت خارجہ کو بچی پیدا ہوگی یا پھر ''أری'' کا ایک معنی یہ ہوسکتا ہے کہ ابوبکر صدیق نے کہا کہ مجھے خواب میں دکھایا جاتا ہے کہ یہ بچی کا حمل ہے، اس لیے میرا گمان وخیال وظن یہ ہے کہ بچی پیدا ہوگی، یعنی کہ بریلوی بحرالعلوم کی مستدل روایت کے جس لفظ پر بریلوی استدلال کا دارومدار ہے، اس کا مفاد یہ ہے کہ وضع حمل سے پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا یہ خیال وظن وگمان قائم ہوگیا تھا یا کہ موصوف نے خواب دیکھا تھا کہ بچی پیدا ہوگی، مگر بریلوی بحرالعلوم کا دعویٰ یہ ہے کہ ہماری اس مستدل روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو غیب کا علم تھا اور تمام اہل علم حتی کہ علم سے بے بہرہ بریلوی مولویوں کو بھی معلوم ہے کہ ظن وخیال وگمان اور علم میں زمین وآسمان کا فرق ہے اور غیر نبی کا خواب صحیح اور غلط دونوں کا احتمال رکھتا ہے، یعنی کہ غیر نبی کا خواب بھی موجب علم نہیں ہے، بلکہ موجب ظن وگمان وخیال ہے، بریلوی لوگ اپنے کو جس حنفی مذہب کا پیرو کہتے ہیں، اس کا کہنا ہے کہ صحیح سند سے مروی شدہ حدیث نبوی جو اخبار آحاد ہوں، وہ مفید ظن وگمان ہوتی ہیں، بلفظ دیگر حنفی مذہب میں یہ احادیث نبویہ ظنی ہیں جو محض گمان وخیال کی حیثیت رکھتی ہیں، اس لیے قرآن مجید کی وہ آیات جو حکم عام یا مطلق کا افادہ کرتی ہوں ان کی تخصیص وتقیید ان احادیث نبویہ سے کرنی جائز نہیں، یعنی کہ وہ احادیث نبویہ حنفی مذہب میں ساقط الاعتبار ہیں، پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکر کے ایک ظن وخیال وگمان یا خواب کو قرآن مجید کے متعدد نصوص، صریح احادیث ومتواتر المعنی کو ساقط الاعتبار

قرار دینے کا ذریعہ بریلوی بحرالعلوم نے کیسے بنایا جن میں حکم ہے کہ اللہ کے علاوہ ہمارے نبی محمد ﷺ سمیت انبیاء کرام علیہم السلام میں سے کسی کو عالم الغیب نہ کہو نہ اس کا عقیدہ ونظریہ رکھو۔

خامساً: جس حنفی مذہب کی طرف بریلوی لوگ اپنے کو منسوب کرتے ہیں اس کے اصول میں سے ایک یہ بھی ہے کہ راوی کا عمل وقول اگر اپنی روایت کردہ حدیث نبوی کے خلاف ہو تو اس کا قول وعمل ہی دلیل و حجت ہوگا، حدیث نبوی نعوذ باللہ ساقط الاعتبار ہوگی، اس حنفی اصول کے مطابق حضرت عائشہ کی نقل کردہ بریلوی بحرالعلوم کی زیرنظر مستدل روایت ساقط الاعتبار ہے، کیونکہ یہ معلوم ہے کہ حضرت عائشہ فرمایا کرتی تھیں کہ جو آدمی رسول اللہ ﷺ کو یا کسی بھی شخص کو عالم الغیب کہے وہ کذاب و افترا پرداز اور بہت بھاری مجرم و جری ہے، جب حدیث کی روایت کرنے والے راوی کے قول وعمل کے خلاف حدیث نبوی ہونے کی بنا پر حنفی مذہب میں حدیث نبوی ساقط الاعتبار ہو جاتی ہے، تو قبوری شریعت کے بحرالعلوم نے غیر حدیث نبوی یعنی ظن صدیقی کی روایت کنندہ حضرت عائشہ کی اس روایت کو کیوں کر دلیل و حجت بنا لیا، جس کے خلاف ان کا قول وعمل وفتویٰ معروف ومشہور ہے؟ اور یہ بھی معلوم ہو چکا ہے کہ موصوفہ کا فتویٰ حکماً ومعنی مرفوع حدیث کا درجہ رکھتا ہے، بلکہ یہ قول عائشہ درحقیقت نصوص شرعیہ اور تصریحات اسلامیہ کی تعبیر وترجمان ہے۔

معلوم ہوا کہ بریلوی بحرالعلوم نے جس روایت عائشہ کو قبوری شریعت کے لیے بطور دلیل و حجت نقل کیا ہے، وہ قبوری شریعت کے اصول کے مطابق قابل استدلال نہیں، مگر بریلوی بحرالعلوم کے تبحر کا حال یہ ہے کہ موصوف کو ظن وگمان وخیال اور علم کے درمیان پائے جانے والے فرق عظیم کی کوئی تمیز نہیں اور اس بے تمیزی کے باوصف موصوف بریلوی شریعت کے ''بحرالعلوم علامہ ومفتی اعظم'' بنے گھومتے ہیں، اس طرح کے آثار صحابہ کو بریلوی موصوف کی تائید میں پیش کرنا بریلوی اہل قلم کی بے راہ روی کو بہت زیادہ نمایاں کرنے والا ہے، کیونکہ یہ معلوم ہے کہ بہت سے عامی لوگ اپنے تجربات اور بعض آثار کی بنا پر یہ گمان وخیال کر بیٹھتے ہیں کہ میری حاملہ بیوی کو لڑکا پیدا ہوگا یا لڑکی۔ اس قسم کا خیال وگمان اکثر بعض جاہل گنوار اور غیر مسلم کو ہو جایا کرتا ہے، تو کیا بریلوی شریعت میں وہ غیر مسلم جاہل گنوار بھی عالم الغیب اور حاضر وناظر ہوتا ہے، کیونکہ عام طور سے دیکھا جاتا ہے کہ ولادت اس کے گمان وخیال کے مطابق ہوتی ہے؟ اسی طرح بعض لوگ بعض آثار وعلامات سے یہ گمان قائم کر لیتے ہیں کہ بارش ہوگی یا قحط سالی یا سردی زیادہ ہوگی یا گرمی وغیرہ اور معاملہ ان کے ظن وگمان کے مطابق ظاہر ہوتا ہے تو کیا اس طرح کے بعض لوگ عالم الغیب اور حاضر وناظر ہیں، خصوصاً جبکہ وہ غیر مسلم ہوں؟ یعنی کہ صرف ایک خیال صدیقی کو اس چیز کی دلیل قرار دے لینا کہ موصوف صدیق اکبر

عالم الغیب اور حاضر و ناظر تھے، قطعاً غلط کاری ہے جبکہ اسے زیادہ سے زیادہ حضرت صدیق کا خواب و خیال کہا جا سکتا ہے۔ الغرض زیرِ نظر روایت کو بھی اپنے بریلوی موقف کی دلیل سمجھ لینا بریلوی بحرالعلوم کی وہ خوش خیالی ہے جو خلاف امر واقع قائم کر لی گئی ہے۔

پانچویں نمبر پر بریلوی بحرالعلوم نے بحوالہ صحیح بخاری جو حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آنے والے کل میں حضرت علی بن ابی طالب کے ہاتھوں فتح خیبر کی پیش گوئی اور بشارت دی، تو یہ حدیث معنوی طور پر متواتر ہے اور عام کتب حدیث میں مروی ہے اور یہ پیش خبری آپ کے معجزات میں سے ہے اور ان بعض علوم غیب میں سے ہے جو آپ ﷺ کو منجانب اللہ دیے گئے تھے، اسے آپ کے عالم الغیب ہونے کی دلیل قرار دینا صرف بریلوی عرف رضا خانیت کا خاصہ ہے اور بدعت پرستوں کا کام ہے۔

چوتھے نمبر پر حضرت فدفد سے بحوالہ اصابہ آپ کے عالم الغیب ہونے کے ثبوت میں بطور دلیل بریلوی بحرالعلوم کی نقل کردہ روایت بریلوی لوگوں کے علم کے دیوالیہ کا واضح ثبوت اور بریلویوں کے جہل مرکب کا شاہکار ہے، کیونکہ حافظ ابن حجر مصنف اصابہ نے اسے ابو عبیدہ معمر بن المثنی تیمی بصری خارجی (مولود ۱۰۵ھ یا ۱۰۴ھ، متوفی ۲۰۸ھ) کی ایسی کتاب سے بلا ذکر سند نقل کیا ہے جس کا نام بھی حافظ ابن حجر نے نہیں بتلایا اور سیاق کلام سے صاف ظاہر ہے کہ معمر خارجی نے اپنی کتاب میں روایت مذکورہ بلا سند نقل کی ہے اور بے سند روایت یا غیر صحیح یا غیر معتبر سند والی روایت کو حجت بنانے سے بریلوی بحرالعلوم کو سخت غیظ و غضب لاحق ہوتا ہے، پھر کسی خارجی المذہب بدعتی شخص کی ذکر کردہ بے سند روایت سے بریلوی بحرالعلوم کا استدلال کرنا کیا معنی رکھتا ہے؟ اس خارجی المذہب بدعتی مصنف کی عام کتابیں تاریخی روایات و قصص پر مشتمل ہیں جن کے مشتملات کو دلیل و حجت بنانے سے بھی بریلوی بحرالعلوم کو خفگی لاحق ہوتی ہے تو کیا جو بات دوسروں کے لیے جائز نہیں، وہ بریلوی شریعت میں جائز ہے؟، بشرط صحتِ روایات مذکورہ اس سے آپ کے عالم الغیب ہونے پر استدلال کا باطل ہونا واضح کیا جا چکا ہے۔

تیسرے نمبر پر بریلوی بحرالعلوم نے جس زرقانی کے حوالے سے نقل کردہ روایت کو اپنے بریلوی موقف کی دلیل بنایا ہے، انہوں نے اپنی کتاب سیرۃ النبی کو مکذوبہ و موضوعہ و ساقط الاعتبار روایات سے بھر دیا ہے، کیا ایسی کتاب کے حوالہ سے بطور دلیل نقل روایت بلا تحقیق و تمحیص قبوری شریعت میں جائز ہے؟ ویسے یہ روایت معنوی طور پر متعدد اسانید کے ساتھ دلائل النبوۃ للبیھقي و دلائل النبوۃ لأبي نعیم و طبقات ابن سعد میں مروی ہے، مگر جن الفاظ پر بریلوی بحرالعلوم کے استدلال کا دارومدار ہے، وہ معتبر

سند سے مروی نہیں۔ پھر اخبارِ آحاد صحیح الاسناد کو ظنی قرار دینے والے بریلوی بحرالعلوم نے ایسی روایت کو کیوں کر دلیل و حجت بنالیا ہے اور بشرط صحت روایت مذکورہ یہ عرض کیا جا چکا ہے کہ شریعت کا اگرچہ بنیادی فیصلہ یہ ہے اللہ کے علاوہ کوئی عالم الغیب نہیں، مگر بطور خرق عادت و معجزہ کوئی کوئی غیبی امر منجانب اللہ نبی اور رسول کو بتلا دیا جاتا ہے، اس سے نبی و رسول کا حاضر و ناظر و عالم الغیب ہونا لازم نہیں آتا۔

دوسرے نمبر پر بریلوی بحرالعلوم نے عوف بن مالک والی جو روایت بطور حجت بحوالہ سیرت ابن ہشام و اصابہ نقل کی ہے تو واضح رہے کہ سیرت ابن ہشام میں کہا گیا ہے کہ امام المغازی محمد بن اسحاق نے بلا ذکر سند اس روایت کو بیان کیا ہے اور یہ معلوم ہے کہ اسی سیرت ابن ہشام سے حافظ ابن حجر نے اس بے سند روایت کو اصابہ میں نقل کیا ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ ابن اسحاق کی نقل کردہ بے سند روایت حجت و دلیل نہیں ہوسکتی۔ معتبر و مستند سندوں والی روایات کا اپنے مخالفین سے مطالبہ کرنے والے بریلوی بحرالعلوم مفتی علامہ عبدالمنان بذات خود صحیح و معتبر سند کے بغیر کوئی روایت آخر کیوں پیش کرتے ہیں؟

پہلے نمبر پر بحوالۂ مشکوۃ عمر فاروق سے بریلوی بحرالعلوم کی نقل کردہ روایت اس لیے صحیح ہے کہ وہ صحیح مسلم میں بھی مروی ہے، مگر اس طرح کی حدیث کا جواب دیا جا چکا ہے کہ آپ کو اور دوسرے نبیوں کو منجانب اللہ بعض امور غیب کی خبر دینے کے باوجود اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ آپ کو اور کسی نبی کو عالم الغیب نہ کہو نہ مانو، جیسا کہ تفصیل گزر چکی ہے۔

حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے خلاف بریلوی بحرالعلوم کی بیہودہ گوئی:

بریلوی بحرالعلوم نے کہا:

''معلوم ہوتا ہے کہ اپنی مادر تعلیم (دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ) میں آپ (مصنف تصحیح العقائد بندہ محمد رئیس ندوی) نے کتابوں ہی سے رجوع کیا، اساتذہ سے نہیں ورنہ وہ بزرگوں کے اقوال سمجھنے کا طریقہ آپ کو ضرور بتلاتے، خیر ہم ہی آپ کو بتلاتے ہیں۔ امام عینی اپنی شرح میں ام المؤمنین کے قول ''من حدثك أنه يعلم ما في غد فقد كذب'' کی شرح فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

''قال الداودي ما أظنه محفوظا، وإنما المحفوظ من حدثك أن محمدا كتم شيئاً مما أنزل الله إليه فقد كذب، أما علم الغيب فما أحد يدعى لرسول الله صلى الله عليه وسلم إنه كان يعلم الغيب إلا ما أعلم.''

''داودی نے فرمایا کہ ام المؤمنین سے ''إنه يعلم ما في غد'' والا قول محفوظ طریقوں سے مروی نہیں ہے، صحیح یہ ہے کہ آپ نے یہ کہا کہ جو یہ کہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اتری ہوئی

باتوں میں سے کچھ چھپا دیا وہ جھوٹا ہے، باقی علم غیب کے بارے میں سب یہی کہتے ہیں کہ آپ نے وہی جانا جس کو خدا نے بتایا۔''

اس عبارت سے تین باتیں معلوم ہوئیں:

① داودی کے خیال میں ''من حدثك أنه يعلم ما في غد'' والا ٹکڑا اس روایت میں زائد ہے۔

② جو اللہ کی تعلیم کے بغیر رسول اللہ کے لیے علم غیب کا دعویٰ کرے وہ غلط کہتا ہے، لیکن جو اللہ کی تعلیم کے واسطے سے آپ کے لیے دعویٰ علم غیب کرے وہ نہ کفر ہے نہ جھوٹ بلکہ واقعہ اور ایمان ہے۔

③ ام المؤمنین کے قول سے اگر تکذیب ہو سکتی ہے تو فریق اول کی فریق ثانی کی نہیں۔'' الخ

(الشاہد جدید ایڈیشن، ص: ۱۲۰، ۱۲۱)

ہم کہتے ہیں کہ بریلوی بحر العلوم کی مذکورہ بالا عبارت میں جو تلبیسات مخفی ہیں وہ اہل نظر پر پوشیدہ نہیں اور گزشتہ صفحات میں وضاحت سے موصوف بریلوی بحر العلوم کی حقیقت بیانی ظاہر ہو چکی ہے، تلبیس کاری و ملمع سازی کے ذریعہ اخفائے حقیقت کا نام موصوف نے قول عائشہ کی شرح رکھ لیا ہے اور یہ سب محض اس لیے کہ بظاہر حب نبوی کے دعوی دار بریلوی بحر العلوم شریعت محمدیہ کی تصریحات کے خلاف مسلمانوں میں انحراف پیدا کرنے کی کوشش میں مصروف و مشغول ہیں اور اپنی اس مصروفیت و مشغولیت کو موصوف خدمت دین محمدی کے لفظ سے تعبیر کرتے ہیں، یعنی کہ بریلوی بحر العلوم نے خرد کا نام جنوں رکھ دیا اور جنوں کا خرد، مطلب یہ کہ جو چاہے آپ کا (یعنی بریلوی بحر العلوم اور ان کے ہم مزاج و ہم مذہب لوگوں کا) حسن کرشمہ ساز کرے، مگر حقیقت یہ ہے کہ در پردہ یہ لوگ حب نبوی کا مظاہرہ کرتے ہیں اور شریعت نبویہ کی تصریحات کے خلاف بغاوت پھیلاتے ہیں، ہم نے ''تصحیح العقائد بابطال شواہد الشاہد'' میں ایک لفظ کے تغیر کے ساتھ بریلوی بحر العلوم کا نقل کردہ ایک شعر پیش کیا تھا ؎

رضائی گرچہ اخفا می کند بغض نبی لیکن   نہاں کے ماند آں رازے کز و سازند محفل ہا

لیکن بریلوی بحر العلوم نے اس پر دھیان دیے بغیر الشاہد کے جدید ایڈیشن میں اپنی بریلوی عادت کے مطابق لکھ دیا ؎

وہابی گرچہ اخفا ی کند بغض نبی لیکن   نہاں کے ماند آں رازے کز و سازند محفل ہا

(الشاہد جدید ایڈیشن حاشیہ، ص: ۳۳)

مگر ہم تھوڑی سی ترمیم کے ساتھ مزید کہتے ہیں ؎

رضائی گرچہ ظاہر می کند حب نبی لیکن   نہاں کے ماند آں رازے کز و سازند محفل ہا

امام داودی کی عبارت میں بریلوی تحریف

شارح صحیح بخاری امام داودی ابوجعفر احمد بن سعید کے قول "ما أظنه محفوظا" کا ترجمہ تو بریلوی بحرالعلوم نے یہ کیا کہ ام المؤمنین سے "أنه يعلم ما في غد" والا قول محفوظ طریقوں سے مروی نہیں۔

پھر آگے چل کر کہتے ہیں کہ داودی کے خیال میں "من حدثكِ أنه يعلم ما في غد" والا ٹکڑا اس روایت میں زائد ہے، بریلوی بحرالعلوم کا غیر محفوظ کا مطلب زائد بتلانا بریلویت کے خواص و اوصاف میں سے ہے، جسے اہل علم و اصحاب نظر تحریف یا جہالت آفرینی کے نام سے موسوم کرتے ہیں، معلوم ہوتا ہے کہ بریلوی بحرالعلوم جو کچھ لکھتے ہیں اس کے معنی و مطلب سمجھنے سے خود ہی کورے ہیں، اس کے باوجود جھوٹا دعویٰ کرتے ہیں کہ اس قول عائشہ کا معنی و مطلب ہم مصنف تصحیح العقائد کو بتلا رہے ہیں، جہل مرکب کے شکار ان بحرالعلوم علامہ مفتی صاحب کی اس جہالت مآبی پر ہم مزید کچھ نہیں کہنا چاہتے، صرف ناظرین کرام یہ جانے رکھیں کہ غیر محفوظ میں اور زائد میں بہت فرق ہے، جس کی تفصیل میں یہاں ہم بنظر اختصار پڑنا نہیں چاہتے۔

البتہ ہم یہ بتلا دینا چاہتے ہیں کہ امام داودی نے "من حدثك أنه يعلم ما في غد فقد كذب" کو جو غیر محفوظ کہا ہے اسے بعد والے تمام شارحین صحیح بخاری و حاشیہ نگاروں، نیز اہل علم نے رد کر دیا ہے اور مدلل طور پر بتلایا ہے کہ داودی کا مذکورہ بیان اصول حدیث اور امر واقع کے بالکل خلاف ہے، داودی نے اپنی اس غلط بات پر جو دلیل دی ہے وہ اور بھی زیادہ غلط ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ کوئی شخص بھی رسول اللہ ﷺ کے عالم الغیب ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتا، پھر جب اس دعوے کا کوئی دعویدار ہی نہیں تو اس کی تکذیب کرنے کی ضرورت بھی ام المؤمنین عائشہ کو نہیں تھی، لہٰذا موصوفہ سے اس طرح کی بات مروی نہیں ہو سکتی، اس لیے موصوفہ کی طرف منسوب یہ بات غیر محفوظ ہے، البتہ بقول داودی آپ ﷺ صرف ان امور غیب کا علم رکھتے ہیں، جن سے من جانب اللہ آپ کو مطلع کر دیا گیا ہے، امام داودی کے اس بیان میں بریلوی بحرالعلوم کی تکذیب واضح طور پر موجود ہے کہ موصوف داودی کہتے ہیں کہ کوئی شخص بھی اس کا مدعی نہیں کہ آپ ﷺ عالم الغیب ہیں، مگر بریلوی بحرالعلوم کہتے ہیں کہ آپ ﷺ عالم الغیب ہیں اور داودی نے جو یہ کہا کہ بعض امور

غیب سے آپ کو من جانب اللہ باخبر کر دیا گیا تھا، تو یہ معلوم ہو چکا ہے کہ اس سے آپ ﷺ کا عالم الغیب ہونا لازم نہیں آتا، خصوصاً اس صورت میں کہ نصوص میں صراحت کر دی گئی ہے کہ آپ عالم الغیب نہیں، ہم عرض کر آئے ہیں کہ نبی ہونے کے تیرہ سالوں کے بعد بھی بتصریح ربیع بنت معوذ آپ نے اپنی امت کو پوری صراحت کے ساتھ یہ کہنے اور ماننے سے منع کر دیا تھا کہ آپ ﷺ عالم الغیب ہیں اور پوری جرأت سے اس ممانعت کی یہ تعلیل وتوجیہہ فرما دی تھی کہ اللہ کے علاوہ کوئی دوسرا اور نہ میں بذات خود عالم الغیب ہوں، جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ بعض علوم غیب (جو خواہ ہمارے نقطہ نظر سے کتنے بھی زیادہ وسیع وعریض ہوں) سے من جانب اللہ مطلع وواقف ہونے کے باوجود آپ کو عالم الغیب وغیب داں اور حاضر وناظر کہنے سے شریعت محمدی نے بالصراحت ممانعت کر دی ہے اور یہی وجہ ہے کہ امام داودی موصوف نے کہا کہ باوجود کہ آپ اعلام الٰہی اور وحی ربانی کی بدولت بعض علوم غیب سے واقف وباخبر تھے، مگر کوئی شخص بھی آپ ﷺ کے عالم الغیب ہونے کا دعویدار نہیں، یعنی کہ صحیح العقیدہ اور پختہ ایمان رکھنے والے مسلمانوں میں سے کوئی فرد بشر بھی امام داودی کے زمانہ میں اور اس سے پہلے آپ ﷺ کو عالم الغیب وغیب داں نہیں کہتا تھا، نہ اس کا عقیدہ ونظریہ بلکہ وہم وگمان اور ظن وخیال ہی نہیں رکھتا تھا کہ آپ عالم الغیب ہیں، امام داودی کی اس بات سے صرف غیر راسخ العقیدہ وکمزور قسم کا ایمان رکھنے والے صرف ایک آدھ مبتلائے وہم وگمان اور صید ظن وقیاس آدمی یہ خیال خام اور ظن باطل وزعم کاسد وفاسد قائم کر بیٹھے تھے کہ صحت نبوت کے لیے نبی کا غیب داں ہونا لازم ہے، حتیٰ کہ بعض کا گمان تھا کہ جمیع غیبی امور سے مطلع ہونا ضروری ہے۔

امام قسطلانی کا فرمان:

بریلوی بحرالعلوم علامہ مفتی عبدالمنان نے بحوالہ شرح بخاری قسطلانی جو یہ عبارت لکھی ہے:

"قول الداودي متعقب بأن من لم يرسخ في الإيمان كان يظن ذلك حتى كان يرى أن صحة النبوة تستلزم اطلاع النبي على جميع المغيبات وعلمه صلى الله عليه وسلم أنه لا يعلم، إلا ما علمه الله." (الشاہد جدید ایڈیشن، ص: ۱۲۰، ۱۲۱)

تو امام قسطلانی کے حوالہ سے بریلوی بحرالعلوم کی نقل کردہ عبارت معنوی طور پر داودی کے بعد والے عام شارحین کو صرف اس قدر اختلاف ہے کہ بعض وہم پرست اور ظنون وگمان کے شکار غیر راسخ العقیدہ و کمزور ایمان والے ایک آدھ آدمی اس وہم وظن میں مبتلا تھے کہ آپ ﷺ غیب داں ہیں، ورنہ عام اہل

اسلام کا عقیدہ یہ تھا کہ آپ غیب داں نہیں، صرف معجزہ کے طور پر منجانب اللہ آپ ﷺ کو حسب ضرورت بعض غیبی امور سے مطلع کر دیا گیا تھا، جس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ وحی الٰہی کی بدولت بعض امور غیب سے باخبر ہونے کی بنا پر آپ کو عالم الغیب کہا جائے، کیونکہ آپ ﷺ کو عالم الغیب کہنے کی ممانعت شریعت نے آپ ہی کی زبان فیض ترجمان کے ذریعہ کرادی تھی، اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اعلام الٰہی و وحی ربانی کے ذریعہ بعض امور غیب کے علم کو معنوی طور پر علم غیب شریعت کی نظر میں کہا ہی نہیں جاتا، یہی وجہ تھی کہ شریعت نے بعض امور غیب سے باخبر ہونے کے باوجود آپ ﷺ کو عالم الغیب کہنے سے اہل اسلام کو منع کر دیا تھا، ورنہ لازم آئے گا کہ ہر مسلمان خواہ کتنا بڑا جاہل ہو وہ بھی عالم الغیب مانا اور کہا جائے، کیونکہ اسے بھی وحی الٰہی و اعلام ربانی کے ذریعہ بہت سارے علوم غیب معلوم ہیں، جیسا کہ تفصیل گزری۔

آخر بریلوی بحر العلوم صاحب کیوں نہیں بتلاتے کہ جب ہمارے رسول ﷺ نے اپنے رب کی بتلائی ہوئی تمام باتیں اپنی امت کو بتلا دیں، جن میں وہ امور غیب بھی ہیں جن کا علم آپ کو منجانب اللہ بذریعہ وحی حاصل ہو چکا تھا، تو امت کے جملہ افراد تو عالم الغیب اور حاضر و ناظر نہ مانے جائیں، مگر امت کے رسول کے عالم الغیب اور حاضر و ناظر کا عقیدہ و نظریہ رکھا جائے، اس تفریق کی معقول وجہ قبوری شریعت نے اپنے نقطۂ نظر سے ضرور ہی کچھ بتلائی ہوگی، مگر ظاہر ہے کہ قبوری شریعت کی باتیں صحیح العقل و سلیم الطبع لوگوں کے ذہن و دماغ میں سمانے والی نہیں ہیں۔

اس تفصیل سے یہ بھی معلوم ہوا کہ امام داودی کے زمانہ تک بلکہ قسطلانی (شیخ شہاب الدین احمد بن محمد بن ابی بکر مصری شافعی، متوفی ۹۲۳ء) کے زمانہ تک یعنی دسویں صدی تک اہل اسلام بعض خبطی قسم کے ظنون و اوہام پر قائم اس مکذوبہ و گمراہ کن و بے ہودہ و لغو عقیدہ و نظریہ و موقف سے محفوظ و سلامت تھے، تیرہویں چودھویں صدی میں ایجاد ہونے والی قبوری شریعت ہی کا یہ طرہ امتیاز ہے کہ اس نے اپنے دام تزویر اور جال دجل و تلبیس میں لانے کے لیے اس قسم کے بیہودہ اوہام و ظنون کو دین و ایمان، عقیدہ و نظریہ قرار دے دیا، حالانکہ اسلامی شریعت نے اس قسم کے اوہام فاسدہ اور ظنون باطلہ و خیالات کاسدہ سے اہل اسلام کو دور بہت دور رہنے اور بھاگنے کا حکم دیا تھا۔

کس قدر افسوس کی بات ہے کہ یا تو اپنی جہالت کی وجہ سے اہل علم کی باتوں کا معنی و مطلب بریلوی بحر العلوم علامہ کچھ کا کچھ سمجھتے اور سمجھاتے ہیں، یا پھر قبوری شریعت کی زلف گرہ گیر کے عشق میں مبتلا ہونے کا

یہ خاصہ ہے کہ اس عشق میں گرفتار ہونے والا آدمی اس طرح کی بے معنی لغو طرازی کرتا ہے اور اسے علم اور دین وشریعت کا نام دے دیتا ہے۔

ہم نے مشاہدہ کیا ہے اور یقین ہے کہ بہت سارے لوگوں کا بھی مشاہدہ ہوگا کہ کتنے مادر زاد برہنہ دیوانے ومجنون وخبطی لوگ قبوری شریعت سے وابستگی رکھنے والوں کی نظر میں خدا رسیدہ اولیاء اللہ کہلاتے ہیں اور جب مرجاتے ہیں تو ان کی پختہ قبروں میں شاندار مزارات کی تعمیر کر کے ان کی پوجا پاٹ ہونے لگتی ہے، اس قسم کے دیوانے قبوری شریعت کے عقائد ونظریات وخیالات کو فروغ دینے میں بھاری کردار ادا کرتے ہیں اور قبر پرستوں کے ذریعہ پرورش پاتے اور بہت زیادہ عزت وتوقیر حاصل کر لیتے ہیں۔

اختلاف مذاہب کے باوجود تمام شارحین صحیح البخاری امام داودی کے اس قول سے متفق ہیں جس سے یہ بات قطعی طور پر لازم آتی ہے کہ نصوص شرعیہ سے جو یہ مستفاد ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے عالم الغیب ہونے کا عقیدہ رکھنا کفر وجرم ہے، اس قبوری شریعت کے مدون و مرتب ہونے سے پہلے تمام اہل اسلام اجتماعی طور پر متفق تھے، اس سے اختلاف صرف وہ بعض لوگ رکھتے تھے جو کسی بھی وجہ سے ظنون واوہام میں مبتلا ہوگئے تھے، حالانکہ اہل اسلام کو اس طرح کے ظنون واوہام میں مبتلا ہونے سے نصوص شرعیہ کے ذریعہ منع کیا گیا ہے اور ان نصوص شرعیہ پر عمل کرتے ہوئے احناف سمیت تمام ہوش وگوش والے صحیح العقیدہ وصحیح الایمان مسلمان بھی اس وہم وگمان کو کفر وجرم کہتے تھے، دریں صورت اگر ہم نے زیر نظر قول عائشہ وقول ابن عباس کا ذکر کرتے ہوئے اپنی کتاب ''تصحیح العقائد بابطال شواہد الشاہد'' میں یہ لکھ دیا تھا:

> ''ان دونوں صحابیوں کے بیان سے کسی بھی صحابی بلکہ صحیح العقیدہ مسلمانوں کا اختلاف نہیں، صرف ایک نوخیز جماعت، جماعت بریلویہ عرف فرقہ رضا خانیہ ہی کا یہ دعویٰ ہے کہ آپ ﷺ عالم الغیب و حاضر و ناظر ہیں۔ (ص: ٦) اور تمام احناف نے مطلقاً ان لوگوں کو بالتصریح کافر قرار دیا ہے جو آپ ﷺ کو عالم الغیب و حاضر و ناظر کہیں۔ الخ''

تو ہم نے حقیقت حال اور امر واقعی کا اظہار کیا تھا، مگر بریلوی بحر العلوم مفتی علامہ عبدالمنان حسب عادت اپنی بریلوی دسیسہ کاری وتلبیس کاری الشاہد کے اس ضخیم ایڈیشن میں جاری رکھتے ہوئے اپنی بریلویت کے مایہ جال سے نکلنا گوارا کرنے کے بجائے زیادہ مشتعل ہوگئے۔

بریلوی بحرالعلوم کی تحریف بازی:

چنانچہ بریلوی بحرالعلوم نے کہا:

"تشریح فقہ اکابر کا صفحہ (۲۵) آپ کو نظر آیا اور اس عبارت سے پہلے کی عبارت بھول گئے کہ "ثم اعلم أن الانبیاء لم یعلموا المغیبات من الأشیاء الا ما علمهم اللّٰه الخ" "جان لو کہ انبیاء علیہم السلام اشیاءِ غائب میں سے وہی جانتے ہیں جس کی اللہ نے انہیں تعلیم دی ہے۔"

الی ان قال: آپ ہی فیصلہ کیجیے کہ جب یہ تعلیم الٰہی انبیاء کے لیے ملا علی قاری خود ہی علم غیب ثابت کر رہے ہیں تو کیا اسی کی تکفیر نقل کریں گے؟ تکفیر تو بے تعلیم الٰہی بطور خود دعویٰ علم غیب پر ہے۔"

(الشاہد جدید ایڈیشن، ص: ۱۲۲، ۱۲۳)

ہم کہتے ہیں کہ نصوص شرعیہ میں یہ صراحت ہونے کے باوجود کہ بعض اشیاء غائبہ کا علم تعلیم الٰہی کی بدولت آپ کو حاصل تھا، یہ بھی صراحت کر دی گئی ہے کہ ان بعض امور غیب کا علم منجانب اللہ ہونے کے باوجود بھی آپ ﷺ کو کوئی آدمی عالم الغیب نہ کہے، جس کا مطلب صرف یہ ہے کہ منجانب اللہ بعض امور غیب کا علم ہونا اللہ و رسول اور شریعت کی نظر میں اس قدر کالعدم و بے وزن ہے کہ آپ ﷺ کو عالم الغیب کہنا جرم و کفر ہے، افسوس کہ قبوری شریعت والے اتنے واضح نصوص شرعیہ اور تصریحات ائمہ اور توضیحات علماء حنفیہ کے باوصف قبوری شریعت کے دام تزویر میں پھنس گئے ہیں۔

شب معراج اور دیدار الٰہی و مسئلہ رؤیت باری تعالیٰ

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی زیر نظر حدیث میں تین اہم باتوں کا ذکر ہے:

① وہ شخص افترا پرداز، کذاب اور جھوٹا ہے جو کہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وحی الٰہی میں سے کوئی چیز مخفی رکھی اور لوگوں کو نہیں بتلائی۔

② وہ شخص افترا پرداز، کذاب اور جھوٹا ہے جو کہے کہ آپ ﷺ نے اپنی دنیاوی زندگی میں اپنے رب اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے۔

③ وہ شخص افترا پرداز، کذاب اور جھوٹا ہے جو کہے کہ آپ ﷺ عالم الغیب تھے۔

ان تینوں باتوں میں سے اول الذکر بات پر عام اہل اسلام بشمول اہل حدیث متفق ہیں کہ وحی الٰہی میں سے رسول اللہ ﷺ نے کوئی بھی چیز مخفی و پوشیدہ نہیں رکھی، اس سے صرف کچھ روافض اور بریلویہ نے اختلاف کیا ہے، جن کا کوئی اعتبار نہیں اور یہ مسئلہ ہمارے موضوع سے خارج بھی ہے۔ باقی دو باتوں میں سے آخری بات بھی بریلویت کے ظہور سے پہلے اہل اسلام کے یہاں متفق علیہ رہی، یعنی آپ ﷺ عالم الغیب نہیں ہیں، مگر خانہ ساز اکاذیب اور اپنے وجود میں آنے سے پہلے اختراع کیے جانے والے بعض اکاذیب کی بنیاد پر کوئی ایک سال پہلے صفحہ ہستی پر نمودار ہونے والے بریلوی زعماء و قائدین نے اہل اسلام کے درمیان ایک نئے نزاع و اختلاف کو داخل کرتے ہوئے یہ کہنا شروع کر دیا کہ آپ ﷺ اور سارے انبیاء و مرسلین اور اولیاء بھی بشمول صحابہ کرام عالم الغیب و حاضر و ناظر ہیں اور ہم کہہ چکے ہیں کہ اس خیال خام کے موجدین کو ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے صاف طور پر کذاب و افترا پرداز کہا ہے اور موصوفہ ام المؤمنین کی اس بات سے صحابہ کرام سے لے کر وجود بریلویت تک کسی نے اختلاف نہیں کیا، بلکہ پوری موافقت کی اور نصوص شرعیہ اور تصریحات کتاب وسنت پوری طرح ام المؤمنین موصوفہ کے اس قول کی تصدیق کنندہ ہیں اور معنوی و حقیقی و حکمی طور پر یہ قول ام المؤمنین فرمان نبوی اور نص شرعی کے درجہ میں ہے، اس سلسلے میں کسی قدر تفصیل ہماری طرف سے گزشتہ صفحات میں پیش کی جا چکی ہے اور مزید تفصیل آئندہ صفحات میں بھی آئے گی۔

ام المؤمنین کی تیسری بات سے بظاہر بعض صحابہ اور بعد والوں کا اختلاف نظر آتا ہے اور بریلوی فرقہ اپنے بریلوی مصالح وضروریات کے پیش نظر اس معاملہ میں ام المؤمنین کے موقف سے مختلف موقف کا حامی ہے اور ہمارا موقف ام المؤمنین عائشہ کے موقف سے متفق ہے۔

اس معاملہ میں ہم نے موقف ام المؤمنین کو اس لیے اختیار کیا ہے کہ از روئے تحقیق ہمارے نزدیک دلائل شرعیہ ام المؤمنین کے موافق ہیں اور یہ کہنے میں بالکل حق بجانب ہیں کہ دنیا میں آپ کے لیے دیدارِ الٰہی کے دعویدار و قائلین بھاری غلطیاں کرنے والے اور جھوٹے ہیں۔

اس سلسلے میں میں نے تیس سال پہلے اپنی تصنیف "تصحیح العقائد بإبطال شواهد الشاهد" میں تحریر کیا تھا:

''واقعہ معراج سے متعلق بعض قرآنی آیات کریمہ کے ظاہری الفاظ سے آدمی کو وہم ہونے لگتا ہے کہ شاید رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا تھا، اس طرح کا وہم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بھی ہوا تھا، اس وہم کے صحیح یا غلط ہونے پر حضرت عائشہ نے آپ ﷺ سے دریافت کیا:

"يا رسول الله! هل رأيت ربك؟ فقال: إنما رأيت جبرئيل" یا رسول اللہ! کیا آپ نے معراج کی رات اللہ تعالیٰ کو دیکھا تھا تو آپ نے فرمایا کہ نہیں، میں نے صرف جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا تھا۔'' (ملاحظہ ہو: فتح الباری بحوالہ ابن مردویہ: ۲/ ۳۴۷)

اسی طرح صحیح مسلم میں بھی اس سے بھی زیادہ صاف اور واضح وصریح الفاظ میں حضرت عائشہ کا سوال اور رسول اللہ ﷺ کا حقیقت افروز اور توہم شکن جواب موجود ہے، سوال عائشہ یہ تھا کہ کیا آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں وہ جبرئیل تھے، جن کے دیکھنے کا ذکر قرآن نے کیا ہے۔

(صحيح مسلم: ۱/ ۹۸ و تحفة الأحوذي مع جامع ترمذی: ٤/ ١٠٤)

چونکہ حضرت عائشہ کا یہ سوال مدنی زندگی میں معراج کے کئی سال بعد ہوا، اس لیے کسی کے لیے اس حدیث کی تاویل کی کوئی گنجائش نہیں۔

ابوذر غفاری نے بھی آپ سے دریافت کیا تو فرمایا:

"نور أنى أراه" یعنی اللہ تعالیٰ سراسر نور ہے، اسے میں کیسے دیکھ سکتا ہوں؟

(أحمد، مسلم، تفسير ابن كثير: ۱/ ۹)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی ان آیات کا یہی مطلب بتلاتے تھے کہ آپ نے جبرئیل کو دیکھا، اللہ کو نہیں۔ (صحیح مسلم: ۱/ ۹۸)

اس تصریح نبوی کے مطابق گنجائش نہیں رہ جاتی کہ ان آیات سے اللہ کے دیکھنے کا احتمال نکالا جائے، اسی بنا پر حضرت عائشہ بڑے زور وشور سے ان احتمالات کے رد میں فرماتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو دیکھنا محال ہے۔

"لا تدركه الأبصار" اور "وما كان لبشر أن يكلمه الله إلا وحيا أو من وراء حجاب"
(ترمذی مع تحفة الأحوذی: ۱/ ۱۰٤، ۱۰۵)

اب کوئی شخص ان آیات اور فرامین رسول کے مقابلہ میں محض اپنی ذاتی رائے سے اگر دیدار الٰہی کا دعویٰ کرے تو اس کے غلط ہونے میں کیا شک ہے؟ خواہ یہ کہے کہ ظاہری آنکھ سے دیکھا یا یہ کہے کہ دل کی آنکھ سے دیکھا، جب کہ دیکھنے والے نے خود کہہ دیا ہے، چاہے دل سے دیکھا یا آنکھ سے بہر حال جبرئیل کو دیکھا، تو گنجائشِ تاویل نہیں رہ گئی۔

صحیح مسلم ذکر ابن صیاد میں فرمان رسول منقول ہے:

"لن يرى أحد منكم ربه حتى يموت" "یعنی موت سے پہلے اپنے رب کو کوئی نہیں دیکھ سکتا۔"

اس معنی کی روایت ابن ماجہ و بزار میں عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے بھی منقول کی ہے،

لہٰذا معلوم ہوا کہ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے پہلے اللہ تعالیٰ کو معراج وغیرہ میں نہیں دیکھا تھا۔ (تصحیح العقائد، ص: ۸۹)

ہماری مذکورہ بالا عبارت مختصر ہونے کے باوجود بہت زیادہ واضح المعنی اور صریح الدلالہ اور صاف ہے، اس میں ہم نے صحیح سندوں سے مروی شدہ یہ فرمان نبوی نقل کیا ہے کہ حیات نبوی میں جن آیات قرآنی سے استدلال کر کے کچھ لوگ اس توہم میں مبتلا تھے کہ ان آیات میں یہ مذکور ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کو دیکھا ہے، اس توہم کی شکار خود ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی ہوگئی تھیں، مگر رفع توہم اور حل مسئلہ اور تحقیق امر کی خاطر موصوفہ نے عام صحابہ کی طرح بذات خود اس سلسلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کیا، جن کے اوپر منجانب اللہ وہ قرآنی آیات نازل ہوئی تھیں، جن سے لوگوں میں یہ توہم و خیال پیدا ہو چلا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے، ظاہر ہے کہ رفع توہم و دفع نزاع اور تحقیق حال کی اس سے زیادہ بہتر صورت ہو ہی نہیں سکتی تھی، بلکہ صرف یہی ایک صورت مسئلہ کا اصل حل تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مراجعت پر موصوفہ کو صاحب قرآن جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت صاف وصریح اور واضح طور پر بتلایا کہ ان

آیات میں جسے دیکھنے کا ذکر ہے وہ اللہ تعالیٰ نہیں، بلکہ حضرت جبرئیل حامل وحی روح الامین ہیں، جو میرے اور تمام انبیاء ومرسلین علیہم السلام کے معلم و استاذ ہیں۔ یہ بہت واضح بات ہے کہ قرآن مجید کے معنی ومطلب کی توضیح وتعیین بھی ہمارے رسول کے فرائض میں سے ایک اہم فریضہ تھا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُوْا فِيْهِ وَ هُدًى وَّ رَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ﴾ [النحل: ٦٤]

یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے آپ کے اوپر قرآن مجید کو اس لیے نازل کیا ہے تاکہ آپ ﷺ اس کے ان معانی ومطالب ومفاہیم کو واضح طور سے لوگوں کے سامنے بیان کر دیں، جن کے سلسلے میں لوگوں کا باہم اختلاف ہے، نیز یہ قرآن مومنوں کے لیے ہدایت اور رحمت بھی ہے۔

قرآن مجید کی جس سورۃ النحل میں مذکورہ بالا آیت کریمہ موجود ہے، اسی میں یہ آیت کریمہ بھی ہے:

﴿ وَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ﴾ [النحل: ٤٤]

یعنی ہم نے یہ ذکر مراد قرآن مجید آپ ﷺ کی طرف اس لیے نازل کیا ہے تاکہ آپ ﷺ لوگوں کے لیے اس قرآن کے معانی ومطالب کی وضاحت کر دیں جو آپ ﷺ کے واسطہ سے ان کی طرف نازل کیا گیا ہے، نیز ہم نے اسے یعنی قرآن کو اس لیے بھی آپ ﷺ اور تمام لوگوں پر نازل کیا ہے کہ لوگ اس کے معانی ومطالب پر غور وفکر کریں۔

یہ معاملہ صرف ہمارے رسول ﷺ کے ساتھ خاص نہیں بلکہ قرآنی بیان کے مطابق ہر رسول کا یہی حال تھا، جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے:

﴿ وَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ﴾ [إبراهيم: ٤]

یعنی ہم نے جتنے رسول بھی بھیجے وہ اپنی قوم کی قومی زبان ولغت میں کلام کرنے والے ہوتے تھے، تاکہ وہ ہمارے نازل کردہ کلام کو اپنی اپنی قوم وامت کے لوگوں کے سامنے واضح طور پر بیان کر دیں۔

مذکورہ بالا قرآنی آیات کو ملحوظ رکھتے ہوئے جب ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہمارے رسول ﷺ سے پوچھا کہ کیا آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے؟ تو آپ ﷺ نے نہایت صراحت و وضاحت وصفائی کے ساتھ فرمایا کہ نہیں میں نے اللہ کو نہیں دیکھا، بلکہ جن قرآنی آیتوں سے شبہ ہوتا ہے کہ میں نے اللہ کو دیکھا ان قرآنی آیتوں کا مطلب صرف یہ ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے بجائے اپنے اور تمام نبیوں کے معلم،

حامل وحی، روح الامین حضرت جبرئیل کو دیکھا ہے۔

ہمارے رسول ﷺ کی اس وضاحت وصراحت کے بعد اس مسئلہ کو امت کے درمیان اختلافی ونزاعی مسئلہ نہیں رہ جانا چاہیے تھا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خود تصریح کر دی ہے کہ ہمارے رسول ﷺ کی بعثت ہی اس لیے ہوئی ہے کہ قرآن مجید کے جن الفاظ وعبارات وآیات کے معانی میں لوگوں کے درمیان کسی قسم کا اختلاف ہو، اسے آپ ﷺ اپنی تفسیر وتوضیح کے ذریعہ حل کر دیں، تاکہ بات نکھر کر اور واضح ہو کر لوگوں کے سامنے آجائے اور گنجائش اختلاف نہ رہ جائے، ہمارے رسول ﷺ نے اپنی ذمہ داری پوری کرتے ہوئے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے استفسار و سوال پر اس مسئلہ کی وضاحت وصراحت بھی کر دی کہ میں نے اللہ رب العالمین کو نہیں جبرئیل امین کو دیکھا ہے۔

فرمان نبوی کے خلاف بریلوی بحر العلوم کی یاوہ گوئی:

اتنی واضح اور صاف ستھری بات کے باوجود حسب عادت بریلوی بحر العلوم علامہ مفتی اعظم عبد المنان فرماتے ہیں:

''اس بات پر اختلاف ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عالم دنیا میں اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا ہے یا نہیں؟ اکثر اہل علم وقوع رؤیت یعنی دیکھنے کے قائل ہیں، لیکن ایک گروہ منکر بھی ہے، جس کی سرخیل ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں اور اپنی عادت کریمہ کے موافق انھوں نے اس امر کو بڑے زور دار الفاظ میں بیان بھی کیا ہے، جیسا کہ رئیس صاحب ابطال (تصحیح العقائد بابطال شواھد الشاھد) نے (ص: ۸۰) پر نقل فرمایا ہے، لیکن ہم کو رئیس صاحب کی اس خیانت علمی پر افسوس ہے کہ انھوں نے مسئلہ کے صرف ایک پہلو کے دلائل اس اطمینان سے نقل کیے، گویا اس مسئلہ میں کوئی اور رخ ہے ہی نہیں، حالانکہ جہاں انھوں نے ام المؤمنین کی حدیث ذکر کی وہیں ابن عباس، ابو ہریرہ، انس بن مالک اور امام حسن رضی اللہ عنہم کا یہ قول بھی مذکور تھا کہ ''رأي محمد صلى الله عليه وسلم ربه'' حضور ﷺ نے شب معراج میں اپنے رب کو دیکھا، جہاں انھوں نے ابو ذر غفاری کا یہ قول نقل کیا کہ 'نور أنی أراه'' وہیں انھیں آپ کا دوسرا قول بھی نقل کرنا چاہیے تھا کہ: ''رأیت نورا'' یہ روایت بھی مسلم میں پہلی روایت کے متصل ہی ہے، مولوی صاحب مذکور نہایت خموشی سے امام نووی کا یہ الحاصل بھی ہضم کر گئے، حالانکہ یہ بیان کے قابل تھا۔ امام نووی بحث کا خلاصہ ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اکثر علماء کے نزدیک

راجح قول یہی ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے رب کو سر کی آنکھوں سے دیکھا، کیونکہ ابن عباس وغیرہ اجلہ صحابہ اس بات کو آپ ﷺ سے سنے بغیر نہیں کہہ سکتے تھے۔ (مسلم: ۱/ ۹۷) اب اس امر کا فیصلہ ہم ناظرین کرام پر چھوڑتے ہیں کہ رئیس صاحب نے اکثر اہل علم کے قول پر پردہ ڈال کر کتنی حقیقتوں کا خون کیا ہے اور اس حقیقت کے سامنے آجانے کے بعد رئیس صاحب کے وہم اور بالفرض کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے''؟ (الشاہد جدید ایڈیشن: ۳۰۷، ۳۰۸)

بریلوی اکاذیب پر نظر:

ہم کہتے ہیں کہ ایک سو سال پہلے مدون و متولد ہونے والی بریلویت کی تدوین و تولید کا مواد و مسالہ جب کذابین و وضاعین کے خانہ ساز اکاذیب اور اختلاط کے شکار رواۃ کی روایات اور دیوانگی کی حد تک پہنچے ہوئے متصوفین کے بیان کردہ نکات و لطائف ہوں، تو اس کے دام تزویر میں پھنسے ہوئے لوگ حقائق کے خلاف جتنی بھی جارحیت اختیار کریں کم ہے، ہماری نہایت صاف اور واضح و مدلل عبارت کو خیانت علمی سے تعبیر کرنا بریلوی مزاج کی کارستانی ہے، ہم نے صاف طور پر کہا تھا کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ ؓ نے شب معراج یا پوری دنیاوی زندگی میں آپ ﷺ کے لیے دیدار الٰہی کی نفی اس لیے کی تھی کہ خود انھوں نے آپ ﷺ سے صراحت کے ساتھ پوچھا تھا کہ آپ ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا ہے، جس کا جواب آپ ﷺ نے دیا کہ نہیں میں نے اپنے رب کو نہیں دیکھا۔ حضرت ام المؤمنین نے آپ ﷺ کے سامنے ان آیات کا ذکر کیا جن سے خود انہیں اور دوسرے لوگوں کو محسوس ہوتا تھا کہ ان آیات میں آپ ﷺ کا اللہ کو دیکھنا مذکور ہے، مگر پھر بھی آپ ﷺ نے بالصراحت فرما دیا کہ میں نے اللہ کو نہیں دیکھا، بلکہ ان آیات میں جس کے دیکھنے کا ذکر ہے، وہ جبرئیل ہیں، بس میں نے جبرئیل کو دیکھا ہے۔

صاف ظاہر ہے کہ ام المؤمنین کا موقف مذکور فرمان نبوی کے عین مطابق اور فرمان نبوی کے اتباع میں صادر ہوا ہے، اس لیے ام المؤمنین کے موقف کو ان کی اپنی ذاتی رائے کہنا جبکہ حدیث مذکور پوری صراحت سے سامنے موجود ہو، بریلویت ہی کا مظہر ہوسکتا ہے، فرمان نبوی کے خلاف دوسرا موقف، خواہ اکثر لوگوں کا اختیار کردہ ہو یا اقل لوگوں کا، بہر حال غلط و غیر صواب و غیر صحیح ہے، بریلوی بحر العلوم نے اس معاملے میں امام نووی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ اکثر علماء کے نزدیک راجح یہی ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے رب کو سر کی آنکھوں سے دیکھا ہے، مگر ہم دیکھتے ہیں کہ امام نووی نے اپنے سے کہیں زیادہ مقدم اور علم و فضل میں افضل

امام واحدی سے نقل کرتے ہوئے کہا ہے:

"قال الواحدي: قال أكثر العلماء: المراد رآى جبرئيل في صورته التي خلقه الله تعالٰى عليها" (شرح مسلم للنووی: ١/ ٩٦)

یعنی امام واحدی نے فرمایا کہ اکثر علماء نے آیات مذکورہ میں بیان کی گئی رؤیت و دیدار سے مراد یہ لیا ہے کہ آپ ﷺ نے جبرئیل کو دیکھا۔"

امام نووی کے نقل کردہ قول واحدی کا معنی بہت واضح ہے کہ اکثر اہل علم اس بات کے قائل ہیں کہ معراج میں آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو نہیں بلکہ جبرئیل کو دیکھا۔ بریلوی بحرالعلوم سے ناظرین کرام دریافت کریں کہ قبوری شریعت کا پرستار حضرت بحرالعلوم صاحب آپ اپنے تبحر بریلویت کے زور پہ بتلائیں کہ نووی نے اپنے سے کہیں زیادہ علم وفضل و زمانہ میں مقدم امام واحدی کا جو قول نقل کیا ہے وہ آپ کی بے نوری آنکھوں کو کیوں نظر نہیں آیا؟ اس کے بالمقابل خود نووی کا وہ قول نقل کرنا کیا معنی رکھتا ہے جسے بریلوی بحرالعلوم نے اپنی بریلوی سمجھ کے مطابق یہ جان کر نقل کیا ہے کہ امام نووی کا یہ کہنا ہے کہ اکثر اہل علم اس بات کے قائل ہیں کہ آپ ﷺ نے اللہ کو دیکھا ہے؟

حالانکہ نووی نے علی الاطلاق یہ نہیں کہا ہے کہ اکثر اہل علم کا یہ کہنا ہے کہ آپ ﷺ نے اللہ کو دیکھا ہے، بلکہ نووی کی بات کا حاصل معنی دقیق نظر ڈالنے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ بقول واحدی اکثر اہل علم کے بالمقابل جو اقل اہل علم آپ ﷺ کے لیے دیدار الٰہی کے قائل ہیں، ان میں دو گروہ ہیں۔ ایک کا کہنا ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے سر میں موجود آنکھوں سے اللہ کو دیکھا۔ دوسرے گروہ کا یہ کہنا ہے کہ سر والی آنکھوں سے نہیں بلکہ دل والی آنکھوں سے آپ ﷺ نے اللہ کو دیکھا، ان دونوں گروہوں میں اکثر لوگ وہ ہیں جو اس بات کے قائل ہیں کہ آپ ﷺ نے اپنے سر والی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کو دیکھا جیسا کہ موصوف نووی کا قول "الراجح عند أكثر العلماء أنه رآى ربه بعيني رأسه ليلة الإسراء" سے صاف ظاہر ہے، یعنی اکثر علماء کے نزدیک راجح یہ ہے کہ آپ ﷺ نے اللہ کو شب معراج میں اپنے سر والی آنکھوں سے دیکھا۔ حاصل یہ کہ اکثر علماء کے قول کا تعلق اس عبارت میں "رآى ربه بعيني رأسه" سے ہے، یعنی آپ کے لیے رؤیت الٰہی کے قائلین میں سے اکثر لوگوں کا کہنا ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے سر والی آنکھوں سے اللہ کو دیکھا اور قائلین رؤیت میں سے اقل کا کہنا ہے کہ دل کی آنکھ سے دیکھا نہ کہ مطلقاً۔ اس مسئلہ میں اکثر علماء اس بات کے قائل ہیں کہ آپ

نے اپنے رب کو نہیں دیکھا۔ یہ ماننا اس لیے لازم ہے کہ نووی بذات خود اپنے سے کہیں مقدم امام واحدی کا یہ قول نقل کر چکے ہیں کہ اکثر اہل علم آپ ﷺ کے لیے اللہ کی رؤیت کے منکر اور اللہ کے بجائے جبرئیل کی رؤیت کے قائل ہیں، نووی اور نووی کے پیش رو واحدی کے اقوال مذکورہ میں تطبیق کی یہ صورت اچھی نظر آتی ہے، ورنہ یہ صورت تطبیق نہ ماننے پر قول نووی پر قول واحدی کا راجح و مقدم ہونا بہت واضح ہے۔

اس کا حاصل یہ نکلا کہ دنیا میں آپ ﷺ کے لیے رؤیت الٰہی کے قائلین کے بالمقابل منکرین کی تعداد زیادہ ہے اور قائلین رؤیت میں دو گروپ ہیں، ان میں سے اکثر اس کے قائل ہیں کہ آپ ﷺ نے سر والی آنکھوں سے اللہ کو دیکھا اور کمتر لوگ اس کے قائل ہیں کہ دل والی آنکھ سے دیکھا، لہٰذا بریلوی بحر العلوم کی یہ لغوطرازی از روئے تحقیق ناقابل اعتناء ہے کہ اکثر علماء آپ ﷺ کے لیے رؤیت الٰہی کے قائل ہیں۔

بریلوی بحر العلوم کا یہ کہنا کہ ''اکثر اہل علم وقوع رؤیت کے قائل ہیں لیکن ایک گروہ منکر بھی ہے جس کی سرخیل ام المؤمنین عائشہ ہیں، جنہوں نے اپنی عادت کریمہ کے مطابق اس امر کو بڑے زور وشور سے بیان کیا ہے۔'' بریلوی شرارت کا مظہر ہے جس سے مستفاد ہوتا ہے کہ ام المؤمنین موصوفہ کی عادت ہی یہ تھی کہ خلاف امر واقع و خلاف نصوص اپنی ذاتی رائے کو بڑے زوردار الفاظ میں بیان کرنے کی عادی تھیں، ظاہر ہے کہ یہ ام المؤمنین پر بریلوی افترا پردازی و رضا خانی جارحیت ہے جو تقیہ باز روافض سے میل کھاتی ہے، جنھوں نے ام المؤمنین کو بذریعہ افترا اپنی جارحیت و شیطنت کا نشانہ بنا رکھا ہے، ام المؤمنین موصوفہ تو وضاحت کر رہی ہیں کہ میں نے موقف مذکور فرمان نبوی و ارشاد مصطفوی و آیات قرآنیہ کے مطابق اختیار کیا ہے اور بریلوی بحر العلوم اس حقیقت ثابتہ کی طرف کسی قسم کا اشارہ کیے بغیر یہ ظاہر کر رہے ہیں کہ موقف ام المؤمنین موصوفہ کی ذاتی رائے ہے۔ تمام معاملات میں کذب و دروغ کو اوڑھنا بچھونا بنانے والے اگر ام المؤمنین موصوفہ کے خلاف خانہ ساز جھوٹ کی بنیاد پر جارحیت اختیار کریں تو کچھ بعید نہیں، دوسروں پر تہمت تراشی کی عادت رکھنے والے بریلوی بحر العلوم نے ظلماً و جوراً و کذباً و زوراً یہ تو کہہ دیا کہ ''رئیس کی خیانت علمی پر سخت افسوس ہے کہ اس نے مسئلہ کے صرف ایک پہلو کے دلائل نقل کیے، حالانکہ جہاں اس نے ام المؤمنین کی حدیث ذکر کی ہے، وہیں ابن عباس، ابو ہریرہ، انس بن مالک، حسن کا یہ اثر مذکور تھا کہ آپ ﷺ نے اللہ کو دیکھا'' مگر اس فہرست میں حضرت ابو ہریرہ کا ذکر بریلوی بحر العلوم نے محض کذب و افترا کے زور پر کر دیا ہے۔ حقیقت امر یہ ہے کہ جس صفحہ صحیح مسلم میں مذکورہ حدیث ام المؤمنین منقول ہے، اسی میں بروایت عطاء حضرت ابو ہریرہ کا یہ قول

بھی منقول ہے کہ "قال: رآی جبرئیل" یعنی کہ آپ ﷺ نے جبرئیل کو دیکھا تھا۔ (صحیح مسلم: ١/ ٩٨)

ہم نے تصحیح العقائد بابطال شواہد الشاہد (ص: ٨٩) میں حضرت ابو ہریرہ کی اس حدیث کا ذکر بحوالہ صحیح مسلم بقید صفحہ و جلد کر کے دیا تھا، مگر دروغ بافی کی عادت رکھنے والے لوگوں کی بصیرت و بصارت اپنی بدکرداری کے باعث زائل ہو جایا کرتی ہے۔

حضرت ابن مسعود کی مرفوع حدیث:

جس طرح حضرت ام المؤمنین نے موقف مذکور آپ ﷺ سے اس مسئلہ میں تبادلہ خیال کرنے کے بعد آپ ﷺ کے ارشاد کے مطابق اور آیات قرآنیہ کے موافق اختیار کیا تھا، اسی طرح حضرت عبداللہ بن مسعود نے بھی کیا تھا، چنانچہ مسند میں مروی ہے:

"قال شقیق بن سلمة: سمعت ابن مسعود قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: رأیت جبرئیل علی سدرة المنتهیٰ."[1]

یعنی ابن مسعود نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کو کہتے ہوئے میں نے سنا کہ میں نے سدرۃ المنتہیٰ پر جبرئیل کو دیکھا تھا۔

قرآن مجید کی جن آیات سے بعض لوگوں نے شب معراج میں آپ کے لیے رؤیت الٰہی کا استنباط کیا ہے، ان آیات میں سدرۃ المنتہیٰ ہی کے پاس دیکھنے کا ذکر ہے اور اس حدیث نبوی میں صراحت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے سدرۃ المنتہیٰ کے پاس جبرئیل کو دیکھا، جس کا لازمی مطلب یہ ہے کہ اس معاملہ میں ابن مسعود کا موقف بھی ام المؤمنین کی طرح حدیث نبوی و آیات قرآنیہ کے مطابق تھا کہ کم از کم دو جلیل القدر صحابہ کی نقل کردہ حدیث نبوی سے ماخوذ موقف کے بالمقابل رائے و قیاس پر قائم موقف کی حمایت میں بکثرت استعمال اکاذیب کیا معنی رکھتا ہے؟

یہ عجیب بات ہے کہ اتنی صراحت سے منقول شدہ حدیث نبوی کو نظر انداز کرتے ہوئے امام نووی نے اس کے خلاف رائے زنی کرنے والے بعض صحابہ کا ذکر کرتے ہوئے جو کہا:

"لحدیث ابن عباس وغیره مما تقدم، وإثبات هذا لا یأخذونه إلا بالسماع من النبي صلی اللّٰه علیه وسلم."

---

[1] تفسیر ابن کثیر (٦/ ٤٥) سورۃ النجم وإسناده جید حسن و تفسیر ابن جریر، مطبوعه بیروت ١٩٧٦ء (١١/ ٢٧)

یعنی ابن عباس وغیرہ صحابہ آپ سے سنے بغیر یہ نہیں کہہ سکتے تھے۔ تو اس قول کو حجت بناتے ہوئے بریلوی بحرالعلوم نے حسب عادت اس کے ایک لفظ ''وغیرہ'' کو حذف کر کے ''وغیرھما'' بنا لیا، پھر نووی سے نقل کردہ اس قاعدہ کو بریلوی بحرالعلوم نے حدیث عائشہ پر جاری کرتے ہوئے اسے حدیث مرفوع حکمی نہیں قرار دیا اور نہ تو امام نووی ہی نے ایسا کیا بلکہ اسے ام المؤمنین کا ایسا قول قرار دیا جو ان کی ذاتی رائے پر قائم ہے، حالانکہ یہ عرض کیا جا چکا ہے کہ قول عائشہ صریح طور پر مرفوع ہے اور اس کی ہم معنی حدیث مرفوع ابن مسعود سے بھی مروی ہے۔

بریلوی بحرالعلوم نے نووی والی یہ عبارت تو دیکھی، مگر ان کی علمی دیانت داری کا حال یہ ہے کہ اسی عبارت نووی پر یہ حاشیہ موجود ہے، جس نسخہ سے بریلوی بحرالعلوم نے ساری ہرزہ سرائی کر رکھی ہے:

''وهو عجيب فقد ثبت ذلك عنها في صحيح مسلم الذي شرحه الشيخ الخ''

یعنی امام نووی کی یہ بات عجیب ہے کیونکہ جس صحیح مسلم کی شرح میں موصوف نووی یہ عبارت آرائی کر رہے ہیں، اسی میں ام المؤمنین والی حدیث مرفوعاً منقول وثابت ہے۔

یہ ناممکن ہے کہ بریلوی بحرالعلوم نے حاشیہ والی یہ واضح عبارت نہ دیکھی ہو جسمیں نہایت صراحت سے مدلل طور دعویٰ نووی کی تغلیط وتردید کی گئی ہے، مگر بریلوی عرف قبوری رضا خانی شریعت اپنے دام تزویر میں پھنسے ہوئے حلوہ خور ملاؤں کو حق بینی وحق فہمی وحق پسندی وحق پرستی سے قریب اس لیے نہیں ہونے دیتی کہ تحریک حلوہ خوری کو اس سے خطرہ لاحق ہونے کا خدشہ رہا کرتا ہے۔

حاشیہ والی یہ بات شارح صحیح بخاری حافظ ابن حجر کی ہے۔ (فتح الباری، کتاب التفسیر: ۸/ ۶۰۷)

یہ بھی مستبعد ہے کہ بریلوی بحرالعلوم نے فتح الباری میں حافظ ابن حجر کی عبارت مذکور نہ دیکھی ہو، اس کے باوجود اتنی طویل وعریض لاف زنی بریلوی بحرالعلوم نے کر رکھی ہے کہ موصوف کے مریدین ومعتقدین سمجھتے ہوں گے کہ ہمارے بحرالعلوم فی الواقع سچ بولا اور لکھا کرتے ہیں۔

بریلوی بحرالعلوم کے مریدین ومعتقدین اپنے بحرالعلوم کے اس بیان کو ''جہاں رئیس نے حدیث ام المؤمنین ذکر کی ہے وہیں ابن عباس وابوہریرہ وانس بن مالک وامام حسن کا یہ اثر بھی مذکور ہے۔'' الخ بھی سچ سمجھ کر یہ رائے قائم کر بیٹھے ہوں گے کہ حضرت ابوہریرہ وحسن بصری سے بھی ام المؤمنین کے خلاف صحیح مسلم میں اقوال موجود ہیں، حالانکہ ہم عرض کر چکے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ پر بریلوی بحرالعلوم نے افترا پردازی کر رکھی ہے،

کیونکہ بریلوی بحر العلوم کے اس بیان کے خلاف صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ کی روایت موجود ہے۔ (کما مر)

اور امام حسن بصری سے اس طرح کی کوئی روایت صحیح مسلم میں منقول نہیں ہے، سیوطی کی تفسیر در منثور سورۃ النجم میں بحوالہ عبد بن حمید و ابن جریر منقول ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ حسن بصری آپ ﷺ کے لیے رؤیت جبرئیل کے قائل تھے نہ کہ رؤیت الٰہی کے۔ (در منثور: ۷/ ٦٤٤)

بریلوی بحر العلوم نے مجھے (رئیس ندوی کو) یہ سمجھا دیا ہے کہ جہاں تم نے حضرت ابوذر غفاری کا قول "نور أنی أراہ" نقل کیا ہے وہیں اس کا دوسرا قول "رأیت نورا" بھی نقل کرنا چاہیے۔

(الشاہد جدید ایڈیشن، ص: ۳۰۸)

مگر ابو ذر رضی اللہ عنہ کی یہ دونوں روایات معنوی و حقیقی طور پر مختلف ہوں تب تو رئیس ندوی بریلوی بحر العلوم کی بات قابل اعتناء سمجھے، لیکن یہاں معاملہ یہ ہے کہ موصوف ابو ذر کی دونوں روایات معنوی طور پر متحد المعنی ہیں، جن کا حاصل یہ ہے کہ ہمارے رسول ﷺ نے جس طرح حدیث عائشہ و حدیث ابن مسعود میں صراحت کر رکھی ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا، اسی طرح حدیث ابی ذر میں بھی یہی صراحت کر رکھی ہے اور سب سے زیادہ سمجھنے کی یہ بات ہے کہ کیا یہ ممکن ہے کہ ہمارے نبی ﷺ ایک ہی معاملہ میں بریلوی لوگوں کی طرح دو متضاد و مختلف و متعارض باتیں کہیں؟ ایسا ہرگز ممکن نہیں۔ اس لیے ابو ذر والی روایت کو بریلوی بحر العلوم کا رئیس کی نقل کردہ روایت سے مختلف بتلانا وہ جھوٹ اور دجل و تلبیس ہے جس کے بغیر بریلویت کا قائم و برقرار رہنا محال ہے۔

ہم نے بریلوی تلبیس کاری کی پیش بندی کے لیے بحوالہ صحیح مسلم و سنن ابن ماجہ و مسند بزار یہ فرمان نبوی نقل کر دیا تھا کہ موت سے پہلے کوئی آدمی اپنے رب کو نہیں دیکھ سکتا۔ (تصحیح العقائد، ص: ۹۰)

بریلوی بحر العلوم نے اس فرمان نبوی پر دھیان دیے بغیر اس کے خلاف والے بریلوی موقف کی بذریعہ اکاذیب خوب حمایت کی، بریلوی بحر العلوم اگر سچے ہیں تو صحیح مسلم میں یا کسی بھی کتاب حدیث میں بسند صحیح حضرت انس بن مالک سے رسول اللہ ﷺ کا اللہ کو دیکھنا ثابت کریں۔

حدیث ابی موسیٰ پر بحث:

حضرت موسیٰ اشعری سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک طویل حدیث بیان کی جس کے بعض فقرے یہ ہیں:

"لو كشفه لأحرقت سبحات وجهه ما انتهى إليه بصره من خلقه." [1]

یعنی اللہ اگر اپنے اوپر سے حجاب نور یا حجاب نار ہٹا دے تو جہاں تک اس کی نگاہ پہنچے گی (یعنی ساری کائنات) ان سب کو اللہ تعالیٰ کی تجلی جلا کر ختم کر دے گی۔

یہ معلوم ہے کہ کائنات میں ہمارے رسول ﷺ بھی داخل ہیں، جس سے لازم آتا ہے کہ آپ ﷺ یا آپ ﷺ کے علاوہ کسی بھی مخلوق کے لیے ممکن نہیں کہ دنیاوی زندگی میں اللہ کو دیکھ سکے۔

حافظ ابن کثیر نے کہا ہے:

"وفي الكتب المتقدمة إن الله تعالىٰ قال له: يا موسىٰ إنه لن يراني حي إلا مات الخ." [2]

یعنی کتب سابقہ میں منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ مجھے کوئی بھی زندہ انسان دنیاوی زندگی میں نہیں (ہرگز نہیں) دیکھ سکتا، اگر وہ دیکھے تو فوراً مر جائے گا۔

یہ معلوم ہے کہ سابقہ کتب سماویہ میں رد و بدل ہو چکا ہے، اس لیے علی الاطلاق اس کی کسی بات کی تصدیق و تکذیب نہیں کی جا سکتی، البتہ شریعت محمدیہ نے ان کی جس بات کی تصدیق یا تکذیب کر دی ہو اس کی تصدیق یا تکذیب ہم پر لازم ہے، کتب سابقہ کی جو بات بحوالہ حافظ ابن کثیر ہم نے نقل کی ہے اس کی معنوی تصدیق ہماری مذکورہ بالا تفصیل کے مطابق شریعت محمدیہ سے ہوتی ہے۔

بریلوی فرقہ کے معتمد علیہ حافظ سیوطی نے کہا:

"أخرج الحكيم الترمذي في نوادر الأصول و أبو نعيم في الحلية عن ابن عباس رضي الله عنه قال: تلا رسول الله صلى الله عليه وسلم هذه الآية: ﴿رَبِّ أَرِنِيٓ أَنظُرْ إِلَيْكَ﴾ قال: قال الله عزوجل: ياموسىٰ لم يراني حي إلا مات" [3]

یعنی ابن عباس نے کہا کہ آپ ﷺ نے قرآنی آیت ﴿رَبِّ أَرِنِيٓ أَنظُرْ إِلَيْكَ﴾ کی تلاوت کی اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ سے کہا کہ مجھے جو زندہ آدمی دنیاوی زندی میں دیکھے گا وہ فوراً مر جائے گا۔

یہی بات سیوطی نے حافظ ابن مردویہ کے حوالے سے ایک طویل حدیث مرفوع میں حضرت

[1] صحیح مسلم (۱/ ۹۹) و مسند أحمد (۴/ ۴۰۱) و مقدمه سنن ابن ماجه (۱/ ۱۹۵) و البداية والنهاية (۱/ ۳۳۰) بحواله صحیحین تفسیر ابن کثیر (۳/ ۷۴، سورۂ أنعام، آیت: ۱۰۳)

[2] البداية والنهاية (۱/ ۳۳۰) و تفسیر ابن کثیر (۳/ ۷۴، سورۃ الأنعام آیت نمبر: ۱۰۳)

[3] تفسیر در منثور (۳/ ۵۴۴، سورۃ الأعراف: ۱۴۳)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے، ان روایات کی سند پر ہم واقف نہیں ہو سکے، مگر انھیں سابقہ روایات و احادیث کی مؤید سمجھنا چاہیے، جن کا ماحاصل یہ ہے کہ دنیاوی زندگی میں کسی مخلوق کا اللہ تعالیٰ کو دیکھ سکنا ممکن نہیں۔ دریں صورت جب ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صراحت سے بتلا دیا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کو دنیاوی زندگی میں نہیں دیکھا اور آپ ہی کے اوپر وہ آیات بھی نازل کی گئی ہے جن کی بنیاد پر قائلینِ رؤیت دعویٰ رؤیت کرتے ہیں تو صراحت نبوی سے عدول کر کے کسی اور کی بات کو ماننا، جیسا کہ بریلوی بحر العلوم نے کیا ہے، کیا معنی رکھتا ہے؟ ایک صحیح الاسناد حدیث نبوی میں ہے کہ قبر میں میت سے پوچھا جاتا ہے کہ تم نے اللہ کو دیکھا ہے؟ تو وہ جواب میں کہتا ہے: "ما ينبغي لاحدٍ أن يرى الله"[1] یعنی کسی کے لائق ہی نہیں یہ بات کہ دنیا میں اللہ کو دیکھے۔

اس تفصیل سے ہر سلیم الطبع آدمی حتی کہ تھوڑی بہت سمجھ رکھنے والا عامی بریلوی بھی بریلوی بحر العلوم کی اس ہرزہ سرائی کی حقیقت سمجھ سکتا ہے:

> "فیصلہ ہم ناظرین پر چھوڑتے ہیں کہ رئیس صاحب نے اکثر اہل علم کے قول پر پردہ ڈال کر کتنی حقیقتوں کا خون کیا ہے؟" (الشاہد جدید ایڈیشن، ص: ۳۰۸)

قول ابن عباس رضی اللہ عنہ کا اضطراب و تضاد:

نصوص صریحہ کے خلاف نہ جانے کن وجوہ سے دوسرا موقف اس مسئلہ میں اختیار کرنے والے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے بیانات اس سلسلے میں مضطرب و متعارض ہیں، جس کی طرف بریلوی بحر العلوم اور ان کے ہم نواؤں نے دھیان نہیں دیا، ابن عباس کبھی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو دل کی آنکھ سے دیکھا اور کبھی کہتے ہیں کہ سر والی آنکھوں سے دیکھا، کبھی موصوف ابن عباس کہتے ہیں کہ آپ نے اپنے رب کو دو مرتبہ دیکھا، اور دونوں مرتبہ دل کی آنکھ سے دیکھا اور کبھی موصوف ابن عباس رضی اللہ عنہ یہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کو دل کی آنکھ سے دیکھا اور ایک مرتبہ سر والی آنکھوں سے دیکھا اور کبھی موصوف ابن عباس نے کہا کہ سر والی آنکھوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کو نہیں دیکھا بلکہ صرف دل والی بصارت سے دیکھا، ابن عباس سے ان مضطرب اقوال کے بالمقابل یہ بھی مروی ہے کہ وفات سے پہلے کسی کا اللہ کو دیکھ سکنا محال ہے۔ (كما سيأتي)

[1] (مشكوة مع مرقاة بحواله ابن ماجه و أحمد: ۱/ ۲۳۵)

تو موصوف کا یہی آخری قول موافق شریعت ہونے کی بنا پر مقبول، باقی مردود ہے اور یہ قول ابن عباس اس بات کی دلیل ہے کہ موصوف ابن عباس نے معراج کے موقعہ پر آپ کے دیدار ہی کے متعلق جو مضطرب ومتضاد باتیں کہہ رکھی ہیں، ان مضطرب ومتضاد باتوں سے رجوع کر کے حق وصواب بات کے قائل ہو کر کہنے لگے کہ موت سے پہلے کوئی بھی اللہ کو نہیں دیکھ سکتا۔

یہ سارے متعارض ومضطرب اقوال ابن عباس رضی اللہ عنہ سے معتبر سندوں کے ساتھ عام کتب حدیث وکتب تفسیر میں مروی ومنقول ہیں، موصوف ابن عباس کے ان اقوال میں تطبیق وتوفیق کا اشکال اپنی جگہ پر قائم ہی ہے، مگر سب سے بڑا معاملہ یہ ہے کہ موصوف کے یہ سارے اقوال مضطربہ ومتعارضہ ومختلفہ نصوص صریحہ کے خلاف ہونے کے سبب قابل نظر انداز ہیں۔

قرآنی آیت: ﴿مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَى﴾ [النجم: ١١] کا سیدھا سادہ مطلب یہ ہے کہ شب معراج میں ہمارے نبی ﷺ نے سر والی آنکھوں سے جن امور کا مشاہدہ ومعاینہ کیا، اس معاینہ ومشاہدہ کی تکذیب آپ کے دل نے نہیں کی بلکہ تصدیق کی، بریلوی بحر العلوم اور ان جیسے لوگوں کی طرح نہیں کہ سر والی آنکھوں سے یہ لوگ جو کچھ دیکھتے ہیں، ان کے دل عام طور سے اس کی تکذیب ہی کرتے ہیں، اس مسئلہ کا معاملہ دیکھیے کہ کتب حدیث میں منقول کتنی باتیں یہ لوگ اپنی آنکھوں سے دیکھنے کے باوجود ان کے خلاف جارحانہ تحریریں لکھتے ہیں، اس کا سبب ظاہر ہے کہ ان کی آنکھیں جو دیکھتی ہیں ان کے دل انھیں ماننے کے لیے تیار نہیں۔ اس میں شک نہیں کہ ادراک، رؤیت اور نظر واحاطہ کے معانی مختلف ہوتے ہیں، مگر اختلاف معانی کے باوصف موقفِ عائشہ رضی اللہ عنہا موافقِ نصوص شرعیہ ہونے کے سبب صحیح ہے اور اس کے خلاف والا موقف نصوص سے مختلف ہونے کے سبب غلط ہے۔

تنبیہ بلیغ:

بریلوی بحر العلوم نے حدیث عائشہ کے فقرہ میں "من حدثك أنه يعلم ما في غد الخ" کے بارے میں بطور دلیل امام داودی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ میرا ظن وخیال ہے کہ اس حدیث کا یہ حصہ محفوظ نہیں ہے، پھر جس قول داودی کو بریلوی بحر العلوم نے دلیل وحجت بنایا، اس میں موصوف نے یہ تحریر کی کہ قولِ داودی کا مطلب یہ ہے کہ اس حدیث میں فقرہ مذکورہ زائد ہے، لیکن بریلوی حضرات اپنے بریلوی بحر العلوم سے پوچھیں کہ آپ کی اپنی نظر میں فقرہ مذکورہ محفوظ ہے کہ نہیں؟ جو بات بھی بریلوی بحر العلوم اختیار کریں اس

کی پوری پوری علمی توجیہ بھی فرمائیں۔

ہم کہہ آئے ہیں کہ صحیحین میں حضرت ابو موسیٰ اشعری کی روایت کردہ ایک طویل حدیث نبوی میں صراحتِ نبویہ منقول ہے:

"حجابه النور، لو كشفه لأحرقت سبحات وجهه ما انتهى إليه بصره من خلقه"[1]

یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی کو اس کا پردۂ نور مستور و مخفی بنائے ہوئے اور حجاب میں چھپائے ہوئے ہے، اگر اللہ تعالیٰ اپنے اوپر سے اس پردۂ نور و حجاب کو ہٹا دے تو ذات الٰہی کی حرارت اس کی ساری مخلوقات و کائنات کو جلا کر خاکستر کر دے۔

اس فرمان نبوی سے بہت واضح طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ رب العالمین سراپا حجاب نور میں مستور و مخفی ہے، اگر اس کا یہ پردہ ہٹ جائے تو ساری کی ساری کائنات جل کر ختم ہو جائے۔

یہ معلوم ہے کہ ہمارے رسول ﷺ بھی کائناتِ الٰہی میں سے ایک مخلوق ہیں، اگرچہ آپ کا مقام و مرتبہ بہت زیادہ سے بھی زیادہ بلند و بالا ہے، لہٰذا اس فرمان نبوی کا واضح مطلب یہ ہوا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے رب کو اپنی وفات سے پہلے دنیاوی زندگی میں کبھی نہیں دیکھ سکے، کیونکہ یہ معلوم ہے کہ آپ ﷺ تریسٹھ سال کی عمر میں واقعہ معراج کے واقعے کے چودہ پندرہ سالوں کے بعد حرارتِ نورِ الٰہی سے جل کر نہیں بلکہ اپنی طبعی موت سے بظاہر بعارضۂ بخار فوت ہوئے یا یہ کہ خیبر والی جنگ کے موقع پر زہر دیے جانے کے اثر سے آپ ﷺ کا انتقال ہوا، جیسا کہ عام کتب سیر و احادیث میں مذکور ہے۔

آپ ﷺ کی وفات کا حادثہ فاجعہ اس امر کی دلیل قاطع ہے کہ آپ نے اپنے رب کو اپنی دنیاوی زندگی میں کبھی نہیں دیکھا، کیونکہ آپ نے صاف طور پر صراحت کر دی ہے کہ جس پردہ حجاب میں اللہ تعالیٰ مستور و مخفی ہے، وہ اگر ہٹ جائے اور اللہ تعالیٰ بے پردہ ظاہر ہو جائے اور نمودار ہو جائے تو ساری کی ساری کائنات جل کر ختم ہو جائے گی۔

یہی وجہ ہے کہ متواتر المعنی حدیث نبوی میں وارد ہے کہ آپ ﷺ سے جب پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ! کیا آپ ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ تو آپ ﷺ نے نہایت صراحت و وضاحت کے ساتھ کسی قسم کا

---

[1] نقله الحافظ ابن كثير عن الصحيحين في تفسير سورة الأنعام، (٣/ ٧٥) البدايه والنهايه (١/ ٣٣٠) صحيح مسلم (١/ ٢٩٣) و مسند أحمد (٤/ ٤٠١، ٤٠٢) مقدمه سنن ابن ماجه (١/ ١٩٥)

ابہام وخفا چھوڑے بغیر صاف صاف کہہ دیا کہ وہ اللہ سراپا نور ہے اور حجاب نور سے مخفی و مستور و پوشیدہ ہے، بھلا اس حجابِ نور سے مستور و مخفی اس سراپا نور کو میں کیوں کر اور کیسے دیکھ سکتا ہوں؟ ہاں میں نے اس سراپا نور اور حجاب نور میں مستور ذات گرامی کو اس کے پردہ نور میں مخفی ضرور دیکھا ہے۔

یہ حدیث نبوی آپ ﷺ کے مشہور و معروف صحابی حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ اور دوسرے صحابہ سے متعدد سندوں کے ساتھ عام کتب حدیث میں منقول و مروی ہے، جو اس بات کی دلیل صریح و برہانِ قاطع اور حجت ساطع ہے کہ آپ اپنے رب کو اپنی وفات سے پہلے اپنی دنیاوی زندگی میں نہیں دیکھ سکے، آپ ﷺ کی اس بات کو دوسرے الفاظ و انداز میں متعدد صحابہ نے معنوی طور پر نقل کر رکھا ہے، جن میں سے آپ کی محبوب ترین زوجہ مطہرہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بنتِ ابوبکر صدیق اور بہت عظیم المرتبت محبوب و مقرب صحابی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی شامل و داخل ہیں۔ ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ اس جگہ ان احادیث نبویہ میں سے بعض کا ذکر ایضاح مسئلہ کے لیے کریں تاکہ معاملہ فہمی میں ہمارے ناظرین کرام کے لیے سہولت و آسانی ہو۔ ہماری گزارش ہے کہ ناظرین کرام نہایت سنجیدگی و متانت سے غیر جانب دار ہو کر محض حق طلبی اور تحقیق امر کی خاطر ہماری پیش کردہ ان احادیث کا مطالعہ بغور اور بشوق کریں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو حق پسندی، حق طلبی، حق فہمی، حق پرستی کی توفیق دے اور ہر طرح کی غلط روی اور غلط فہمی سے بچائے۔ آمین

مذکورہ بالا کلام کا حاصل یہ ہوا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کو اس کے حجاب نور میں مستور نہ ہونے کی حالت میں یعنی بے پردہ نور و بلا حجاب نور کسی آدمی کا وفات سے پہلے دنیاوی زندگی میں دیکھ سکنا محال و ناممکن ہے، وفات سے پہلے دنیاوی زندگی میں اللہ کو بے حجاب نور و بلا پردہ نور دیکھ سکنے کو ہم نے اس لیے محال و ناممکن بتایا ہے کہ متواتر المعنی حدیث نبوی میں وارد ہے کہ جنت میں پہنچ کر اہل ایمان کو دیدار الٰہی پردہ نور و حجاب نور کے بغیر حاصل ہوگا اور جنت کی نعمتوں میں سے یہ نعمت سب سے بڑی اور عظمت والی ہوگی کہ جنتی لوگ اللہ تعالیٰ کا بلا حجابِ نور دیدار کر سکیں گے، لہٰذا مذکورہ بالا حکم کلی اور امر عام دنیاوی زندگی کے ساتھ خاص ہے۔

دنیا میں دیدار الٰہی کے مسئلے پر بحث:

یہی وجہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَ لَمَّا جَآءَ مُوْسٰی لِمِیْقَاتِنَا وَ كَلَّمَهٗ رَبُّهٗ قَالَ رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَیْكَ قَالَ لَنْ تَرٰىنِیْ وَ لٰكِنِ انْظُرْ اِلَی الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِیْ فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ

دَكًّا وَّ خَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا فَلَمَّآ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَيْكَ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ قَالَ يٰمُوْسٰٓى اِنِّي اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِيْ وَ بِكَلَامِيْ فَخُذْ مَآ اٰتَيْتُكَ وَ كُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ۝ وَ كَتَبْنَا لَهٗ فِي الْاَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْعِظَةً وَّ تَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ وَّاْمُرْ قَوْمَكَ يَاْخُذُوْا بِاَحْسَنِهَا سَاُورِيْكُمْ دَارَ الْفٰسِقِيْنَ ۝﴾

[الأعراف: ۱۴۳۔۱۴۵]

''جب حضرت موسیٰ ہمارے مقرر کردہ وقت پر آئے اور ان سے ان کے رب نے کلام کیا تو موسیٰ نے کہا: اے میرے رب! تو مجھے اپنے آپ کو دکھلا دے کہ میں تیری طرف تجھے دیکھوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ! تم مجھے ہرگز ہرگز نہیں دیکھ سکتے، لیکن تم پہاڑ کی طرف دیکھو، اگر یہ اپنی جگہ برقرار رہا تو تم مجھے عنقریب دیکھ سکو گے، پھر موسیٰ کے رب نے جب پہاڑ پر اپنی تجلی ظاہر کی تو اس تجلی نے اسے پیس کر رکھ دیا اور موسیٰ بے ہوش ہو کر گر پڑے، پھر جب موصوف موسیٰ ہوش میں آئے تو بولے کہ اللہ تو پاک ہے، میں تجھ سے توبہ کرتا ہوں اور میں سب سے پہلے ایمان لانے والا ہوں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ! میں نے تمھیں اپنی رسالتوں اور کلام کے ساتھ منتخب کر لیا، لہٰذا تم میرے دیے ہوئے کلام کو مضبوطی سے تھام لو اور شکر گزار لوگوں میں سے رہو، میں نے موسیٰ کے لیے تورات والی تختیوں میں ہر چیز کی موعظت اور تفصیل لکھ دی تھی اور موصوف موسیٰ سے کہہ دیا کہ ان تختیوں کو مضبوط پکڑ لو اور اپنی قوم کو حکم دو کہ ان بہترین باتوں پر عمل پیرا رہے، عنقریب میں تمھیں فاسقوں کا ٹھکانا دکھاؤں گا۔''

ان قرآنی آیات سے اس بات کی صراحت ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے صاف صاف فرما دیا تھا کہ تم مجھے اس دنیاوی زندگی میں کبھی بھی ہرگز ہرگز نہیں دیکھ سکو گے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے بسند صحیح مروی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام طور پر اللہ کے جلوہ کو دیکھ کر بے ہوش ہو گئے پھر موصوف نے ہوش میں آنے پر کہا:

''أنا أول من آمن أنه لا يراك أحدٌ من خلقك يعني في الدنيا''[1]

یعنی اے اللہ میں اس بات پر ایمان رکھتا ہوں کہ دنیا میں وفات پانے سے پہلے تیری مخلوق میں سے

[1] تفسیر ابن جریر طبری مع تعلیقات احمد شاکر پارہ :۹، سورۃ الأعراف: ۱۴۳ تا ۱۴۵ (۱۳/ ۱۰۳) وأخرجه ابن المنذر و ابن أبي حاتم وأبو الشيخ بمعناه كما في الدر المنثور (۳/ ۵۴۷)

کوئی بھی تجھے نہیں دیکھ سکتا۔

یہ روایت امام طبری نے دو معتبر وقوی سندوں کے ساتھ نقل کی ہے، پہلی سند میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اسے روایت کرنے والے ان کے مشہور و معروف ثقہ شاگرد عکرمہ ہیں، جن کی متابعت دوسری سندوں کے مطابق ابن عباس سے نقل کرنے میں علی بن ابی طلحہ نے کر رکھی ہے اور موصوف علی بن ابی طلحہ بھی ثقہ ہیں، عکرمہ سے اسے نقل کرنے والے ابوسعید "ویقال سعید أیضا" سعید بن مرزبان بقال اعور کوفی ہیں، جن پر کچھ لوگوں نے تجریح کی ہے، مگر موصوف کو کئی ائمہ جرح و تعدیل نے ثقہ کہا ہے اور ان کی معنوی متابعت موجود ہے، اس لیے ان کی یہ روایت کردہ حدیث معتبر ہے، ان کا ترجمہ تہذیب و میزان وغیرہ میں ہے۔ الغرض ابن عباس سے یہ روایت بسند معتبر مروی ہے اور حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں اور ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء میں اسے ابن عباس سے مرفوعاً بھی نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ سے کہا:

"لا یراني حي إلا مات، وإنما یراني أهل الجنة الخ" (تفسیر در منثور: ٣/ ٥٤٤)

حضرت ابن عباس کی یہ روایات اس بات کی دلیل ہیں کہ موصوف نے شب معراج میں آپ کے دیدار الٰہی کے اثبات میں جو مضطرب و متضاد بات کہی ہے اس سے موصوف ابن عباس رضی اللہ عنہ نے رجوع کر لیا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی یہ روایت ابن مردویہ نے معنوی طور پر مرفوعاً نقل کر رکھی ہے۔ (درمنثور:٣/٥٤٤)

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ حضرت ابن عباس کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ سے کہا کہ کوئی بھی آدمی وفات سے پہلے مجھے نہیں دیکھ سکتا اور حضرت موسیٰ بھی اس فرمان الٰہی پر ایمان رکھتے تھے، ظاہر ہے اللہ تعالیٰ اپنے کسی نبی و رسول سے خلاف واقع بات نہیں کہہ سکتا اور نہ کوئی رسول و نبی ہی کسی خلاف واقع بات پر ایمان و عقیدہ رکھ سکتا ہے، اس لیے لازم آیا کہ اللہ تعالیٰ کو دنیاوی زندگی میں کسی بھی انسان کا دیکھ سکنا محال و ناممکن ہے۔

الحاصل حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ، ابن عباس، ابوہریرہ اور بعض دیگر صحابہ نے یہ فرمان نبوی بالصراحت نقل کیا ہے کہ دنیا میں مرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کا دیکھنا محال ہے۔ البتہ اللہ تعالیٰ اپنے جس پردہ نور میں مستور ہے، اسے دیکھنے کی نفی نصوص میں نہیں ہے بلکہ اثبات ہے، چنانچہ اللہ رب العالمین کی جس تجلی کے ظاہر ہونے سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی موجودگی میں کوہ طور چور چور ہوگیا، اس تجلی سے مراد اللہ تعالیٰ کے حجاب نور والی تجلی ہے، کیونکہ حجاب نور سے غیر مستور تجلی الٰہی کی بابت یہ فرمان نبوی ہے کہ اگر ذات الٰہی سے اس کا پردہ نور ہٹ

جائے اور اللہ کی ذات گرامی منکشف ہو جائے تو ساری کائنات جل کر خاکستر اور ختم ہو جائے۔

اور یہ معلوم ہے کہ کوہِ طُور پر جو جلوہ الٰہی ظاہر ہوا تھا اس سے ساری کائنات تو درکنار کوہِ طُور بھی جل کر فنا نہیں ہوا تھا، بلکہ صرف ریزہ ریزہ ہوگیا تھا اور باقی کائنات اپنی جگہ پر برقرار اور قائم رہی، صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام پر بیہوشی و غشی طاری ہوگئی تھی، اس مفہوم کی بات مشہور و معروف تابعی حضرت عکرمہ سے اس طرح مروی ہے:

"سمعت ابن عباس يقول رآى محمد ربه تبارك وتعالىٰ. فقلت: أليس الله يقول: ﴿لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَ هُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ﴾ فقال: ويحك ذلك نوره الذي هو نوره إذا تجلّى بنوره لا يدركه شيء ولا يقوم له شيء"[1]

یعنی میں نے ابن عباس کو یہ کہتے سنا کہ محمد رسول اللہ ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا ہے تو میں نے ابن عباس سے کہا کہ آپ نے اپنے رب کو کیسے دیکھا جب کہ آپ کا رب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ﴿لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ﴾ اللہ تعالیٰ کا ادراک یعنی مشاہدہ و معاینہ نگاہیں اور آنکھیں نہیں کر سکتی ہیں، اس کا جواب ابن عباس نے یہ دیا کہ اس آیت سے مراد اللہ تعالیٰ کے اصل نور کا دیکھنا اور مشاہدہ و معاینہ کرنا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے اصل نور کے ساتھ بلا پردہ ظہور پذیر ہو تو اس کا ادراک و مشاہدہ کوئی بھی مخلوق و چیز نہیں کر سکتی۔

اس کے جلوہ فگن ہونے پر کوئی چیز باقی و برقرار اور قائم نہیں رہ سکتی ہے، بلکہ ساری کی ساری کائنات فنا اور ختم ہو جائے گی۔

مذکورہ بالا قولِ ابن عباس سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ اگر اپنے اصل نور کے ساتھ بلا حجاب و بغیر پردہ ظاہر ہو جائے تو دنیا کی کوئی چیز باقی و برقرار نہیں رہے گی بلکہ سب فنا ہو جائے گی، اس سے ہماری اوپر کہی ہوئی اس بات کی پوری تصدیق ہوتی ہے کہ کوہِ طُور پر حضرت موسیٰ کی موجودگی میں جو جلوہ الٰہی ظاہر ہوا تھا وہ اللہ کا اصل جلوہ نہیں تھا، بلکہ وہ اللہ کے اس پردۂ نور کا جلوہ تھا جس سے وہ مستور ہے، ورنہ کائنات کی کوئی بھی چیز باقی و برقرار نہیں رہتی۔

اس فرمان ابن عباس سے موصوف کے بیان کردہ مضطرب و متضاد اقوال کے درمیان تطبیق ممکن ہو جاتی ہے، جن میں موصوف نے معراج میں آپ کی دیدار الٰہی کے اثبات والی بات کہی ہے، اس سے بریلوی

---

[1] رواه الترمذي في الجامع وابن أبي عاصم في كتاب السنة وابن أبي حاتم في تفسيره وابن مردويه في تفسيره والحاكم في المستدرك وقال الترمذي: حديث حسن، وقال الحاكم: صحيح علىٰ شرط الشيخين، تفسير ابن كثير (٣/ ٧٥)

تحریف کاری کا بھی پوسٹ مارٹم ہوگیا، اس معنی ومفہوم کی باتیں مختلف اہل علم سے منقول ومروی ہیں، مگر بنظر اختصار ہم اسی پر اکتفا کر رہے ہیں۔

ایک دوسرے کی متابعت کرنے والی متعدد سندوں سے ایک مرفوع حدیث مروی ہے، جن کا مجموعہ مل کر درجۂ صحیح تک پہنچ جاتا ہے کہ ہمارے رسول ﷺ نے فرمایا انگشت خنصر (سب سے آخری والی چھوٹی انگلی) کے پور کی مقدار بھر اللہ تعالیٰ کے نور کا جلوہ کوہ طُور پر ظاہر ہوا تھا کہ اس کا حال خراب ہوگیا۔ ان روایات کو سیوطی نے درمنثور (۳/ ۵۴۵، ۵۴۶) میں جمع کر دیا ہے اور بعض کی سندوں کا صحیح ہونا امام ترمذی وحاکم وغیرہ سے نقل کیا ہے۔

یہ معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمارے رسول محمد ﷺ کو بشکل قرآن وبشکل حدیث وحی کردہ بہت سارا حصہ انبیائے سابقین پر نازل ہونے والے صحف آسمانی میں موجود ہے جیسا کہ آیت ذیل:

﴿ إِنَّ هَٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْأُولَىٰ ۝ صُحُفِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ ۝ ﴾ [الأعلیٰ: ۱۸، ۱۹]

سے صاف ظاہر ہے، اس لیے سابقہ کتبِ سماویہ میں آپ کی فرمائی یہ بات بھی موجود ہے:

"وقال اللّٰه تعالیٰ لموسیٰ: یا موسیٰ إنه لا یرانی حيٌّ إلا مات" [1]

یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ کوئی بھی آدمی اپنی دنیاوی زندگی میں مجھے نہیں دیکھ سکتا۔

ہم عرض کر چکے ہیں کہ یہ احادیث اس کے منافی نہیں کہ اللہ تعالیٰ کو اس کے پردہ نور میں مستور حالات میں کچھ لوگوں نے دیکھ لیا ہو، مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کے کچھ افراد نے اللہ کے پردۂ نور کی ذرا سی جھلک دیکھی تھی، جس میں اللہ تعالیٰ مستور تھا اور یہ ذرا سی جھلک انھوں نے اس وقت دیکھی تھی جب کوہِ طُور پر اس پردۂ نور کی ذرا سی جھلک ظاہر ہوئی تھی۔ بہت مشہور ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اس بات کے معتقد اور قائل تھے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے اللہ رب العالمین کو دیکھا ہے، مگر اوپر گزری ہوئی تفصیل سے یہ بات متحقق ہو چکی ہے کہ حضرت ابن عباس اس بات کے معتقد ہو چکے تھے کہ وفات سے پہلے کوئی شخص بھی اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھ سکتا، اس لیے ابن عباس کی جس بات میں آپ کا اللہ کو دیکھنا منقول ہے اس سے مراد اللہ تعالیٰ کے اس حجاب نور کا دیکھنا ہے جس میں وہ مستور ہے، ابن عباس کے ان دونوں ظاہر الاختلاف باتوں میں

---

[1] نقله ابن کثیر في تفسیره پاره: ۹، سورة الأعراف: ۱۴۳، (۳/ ۲۱۷) وفي تاریخه البدایة والنهایة به أیضاً (۳/ ۱۳۹) في قصة الإسراء وذکره أیضاً في قصة موسیٰ (۱/ ۳۳۰)

تطبیق کی صرف یہی ایک صورت ہے، جامع ترمذی وغیرہ میں منقول ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا:

"رآی محمد ربه، قال عكرمة: فقلت له: أليس الله يقول: ﴿لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَ هُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ﴾ قال: ويحك ذلك إذا تجلىٰ بنوره الذي هو نورهٗ، وقد رآى ربه مرتين." [1]

یعنی محمد ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا ہے، اس پر ان کے شاگرد عکرمہ نے کہا کہ آپ ﷺ نے اپنے رب کو دیکھ کیسے لیا جبکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ نگاہیں اللہ تعالیٰ کا ادراک نہیں کر سکتیں، وہ البتہ دوسروں کی نگاہوں کا ادراک کرتا ہے؟ عکرمہ کے اس اعتراض کے جواب میں ابن عباس نے کہا کہ ارے اللہ تعالیٰ کے عدم ادراک والی بات اس صورت میں ہے جبکہ وہ اپنے اس نور کے ساتھ جلوہ افروز ہو جو اس کا اپنا نور ہے، ورنہ آپ نے اللہ کو اس کے اپنے نور کے علاوہ دوسری صورت میں دو مرتبہ دیکھا ہے۔

یہ بیان کیا جا چکا ہے کہ ابن عباس اس کی وضاحت و صراحت فرما چکے ہیں کہ اللہ اور اللہ کے رسول حضرت موسیٰ علیہ السلام اور محمد ﷺ بالتصریح کہہ چکے ہیں کہ دنیاوی زندگی میں کوئی شخص بھی اللہ تعالیٰ کو دیکھ نہیں سکتا، پھر موصوف کی مذکورہ بالا بات اگر صحیح تسلیم کی جا سکتی ہے تو اس صورت میں کہ اس کا معنی و مطلب یہ مراد لیا جائے کہ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو اس کے اس پردۂ نور میں دیکھا جس میں وہ مستور و مخفی ہے، ورنہ ابن عباس کا یہ قول خود ان کے اپنے قول اور قول الٰہی و قول نبوی کے خلاف ہونے کے سبب ساقط الاعتبار ہے، موصوف ابن عباس نے جب یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رب کو دو مرتبہ دیکھا ہے تو ان کے شاگرد عکرمہ نے فوراً ان پر یہ اعتراض وارد کر دیا کہ آپ کی یہ بات قرآنی آیت کے معارض و خلاف ہے، اس کا جو جواب ابن عباس نے دیا اس کا حاصل بہر حال یہ ہے کہ انھوں نے تسلیم کیا کہ اس آیت قرآنی میں آپ کا یا کسی کا اللہ کو دیکھنا محال بتلایا گیا ہے، مگر یہ آیت اس کے منافی نہیں کہ آپ ﷺ نے اللہ کو اس کے پردۂ نور میں مستور ہونے کی حالت میں کبھی نہیں دیکھا، لیکن چونکہ ابن عباس کی یہ بات محض اسرائیلیات اور ذاتی استنباط، استخراج و اجتہاد پر قائم ہے اور اس کے خلاف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ام المؤمنین اور متعدد صحابہ نے یہ فرمان نبوی نقل کیا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے پوری صراحت سے بتلایا ہے کہ جن آیات کا معنی یہ مستنبط کیا جاتا ہے کہ آپ نے اللہ کو دیکھا ہے۔ ان آیات کا مطلب صرف یہ ہے کہ آپ نے اللہ کو نہیں بلکہ حضرت جبریل کو اصلی شکل میں دیکھا ہے، یہی وجہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ جب سورۂ انعام والی آیت مذکورہ کے ذریعہ ابن

---

[1] جامع ترمذی مع تحفة الأحوذي (٤/ ١٠٤) تفسير ابن كثير و فتح الباري وغيره.

عباس کے سامنے ابن عباس کے قول مذکور پر معارضہ قائم کیا گیا تو اس کے بالمقابل موصوف ابن عباس کوئی شرعی دلیل نہیں پیش کر سکے، بلکہ موصوف نے راہ تاویل اختیار کی۔ جبکہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے جب ان آیات کا تذکرہ کر کے کہا گیا کہ ان آیات سے یہ استنباط کیا جاتا ہے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا تو ام المؤمنین نے فوراً اس کی تردید وتغلیط کرتے ہوئے فرمایا کہ جن آیات سے یہ بات مستنبط کر کے کہی جاتی ہے، ان کا معنی پوچھنے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بالصراحت بتلا دیا کہ ان میں یہ مذکور نہیں کہ میں نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے، بلکہ ان آیات میں جس کو میرے دیکھنے کا ذکر ہے اس سے مراد حضرت جبرئیل ہیں۔

پھر ابن عباس سے ایک قول یہ مروی ہے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کو اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا بلکہ دل سے دیکھا ہے۔ (أخرجه ابن مردويه عن عطاء عن ابن عباس)

اپنے اس بیان میں بھی ابن عباس نے اس فرمان نبوی کی موافقت کی ہے کہ آپ نے آنکھوں سے اللہ کو نہیں دیکھا ہے، مگر موصوف ابن عباس نے جو یہ کہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کو "فواد" (قلب) سے دیکھا ہے، تو موصوف ابن عباس نے اپنی اس بات پر بھی کوئی شرعی دلیل نہیں پیش کی اور جب فرمان نبوی میں مطلقاً آپ کا اللہ کو نہ دیکھنا مذکور ہے، جسے خود ابن عباس بھی بیان کر چکے ہیں، تو پھر موصوف ابن عباس کا یہ قول فرمان نبوی کے خلاف ہونے کے سبب غیر صحیح ہے، حضرت ابن عباس کی اس بات سے مستفاد ہوتا ہے کہ موصوف قول الٰہی ﴿مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى﴾ میں "رأى" فعل کا فاعل "الفوائد" کو مانتے ہیں اور یہ معلوم ہے کہ فواد دیکھنے کا آلہ نہیں ہے، اس لیے اس دعویٰ پر جب تک ٹھوس نص شرعی موجود نہ ہو تب تک اسے خلاف نص شرعی ہونے کی بنا پر ساقط الاعتبار ہی ماننا لازم ہے، اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ قلب سے اللہ کو دیکھنے کا معنی ومطلب واضح نہیں ہے، نیز یہ بات نص شرعی کے خلاف بھی ہے۔

اس تفصیل کا حاصل یہ نکلا کہ حضرت ابن عباس اور ان کے موافقین نے اپنے ایک بیان میں حضرت عائشہ کے نقل کردہ اس فرمان نبوی کی موافقت کی ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا اور دوسرے بیان میں یہ کہہ کر مخالفت کی ہے کہ آپ نے آنکھ سے نہیں دل سے اللہ کو دیکھا ہے، دوسری کے خلاف ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا اپنے موقف پر استدلال بہت واضح ہے۔ ایک یہ کہ جن آیات کا معنی ومطلب لوگ یہ سمجھتے اور بتلاتے ہیں کہ آپ نے اللہ کو دیکھا ان آیات کا معنی ومطلب حضرت ام المؤمنین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے خود پوچھا تھا جس کا جواب آپ نے صراحت سے مطلقاً یہ دیا کہ میں نے اللہ کو نہیں دیکھا۔

دوسرا استدلال موصوفہ کا اس آیت سے یہ تھا کہ ﴿لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ﴾ تیسرا استدلال موصوفہ کا اس آیت سے یہ تھا کہ ﴿وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ﴾ ام المؤمنین کے ان استدلال کی تغلیط کی کسی نے جرأت نہیں کی۔ بعض لوگوں نے صرف تاویل سے کام بنانا چاہا اور ظاہر ہے کہ اس معاملہ میں تاویل سے کام بننے والا نہیں ہے۔ ہم حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی شدہ اس حدیث کے الفاظ نقل کر آئے ہیں، مگر یہاں یہ بتلا دینا مناسب سمجھتے ہیں کہ تصریحات قرآنیہ و فرامین نبویہ کے خلاف اگرچہ ابن عباس نے اپنے ذاتی اجتہاد و استنباط و استخراج سے کام لے کر کہہ دیا ہے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کو دو مرتبہ دل سے دیکھا ہے، آنکھوں سے نہیں دیکھا مگر انھوں نے کعب احبار کا یہ قول جو بطور حجت نقل کیا ہے:

"إلى سدرة المنتهىٰ ينتهي علم كل عالم ملك مقرب أو نبي مرسل، ما خلفها غيب لا يعلمها إلا الله، وفي رواية: قال كعب: إنها سدرة على رؤوس حملة العرش، وإليها ينتهي علم الخلائق، ثم ليس لأحدٍ وراءها علم، لذلك سميت سدرة المنتهىٰ لانتهاء العلم إليها." [1]

"(سدرۃ المنتہیٰ جو چھٹے ساتویں آسمان پر ہے) تک ہی ہر مقرب فرشتے اور نبی مرسل کا علم منتہی ہوتا ہے، اس کے آگے کی باتیں وہ غیبی امور ہیں جن کا علم اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو نہیں ہے، ایک دوسری روایت کے مطابق کعب نے ابن عباس سے پوچھنے پر بتلایا کہ سدرۃ المنتہیٰ حاملین عرش کے سروں پر ہے، جہاں ساری مخلوقات کا علم منتہی ہوتا ہے، اس کے آگے کا علم کسی کو نہیں ہے، اسی لیے اس کا نام ہی سدرۃ المنتہیٰ ہے کہ مخلوق کا علم یہیں پر ختم ہو جاتا ہے۔"

ابن عباس اور ان کے علاوہ متعدد صحابہ و تابعین نے بھی سدرۃ المنتہیٰ کے سلسلے میں اسی معنی و مفہوم کی بات کہی ہے، جسے عام کتب تفسیر کی طرف رجوع کر کے بآسانی دیکھا جا سکتا ہے۔ اور ان باتوں سے اس بریلوی دعویٰ کی بہر حال تکذیب ہوتی ہے کہ آپ عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہیں، ہم اس کتاب کے اوائل میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا والی حدیث کے الفاظ نقل کر آئے ہیں۔ تفسیر ابن جریر مع تعلیقات علامہ احمد شاکر (۱۱/ ۳۱، ۳۰) وصحیح مسلم مع شرح نووی کتاب الایمان (۱/ ۹۷) میں اس کے الفاظ خاص طور پر قابل ملاحظہ ہیں۔

---

[1] تفسير ابن جرير (١١/ ٣٠) سورة النجم و سنده قوي.

حدیث مذکور صحیح بخاری میں مختصراً ومفصلاً مختلف مقامات پر منقول ہے، ہمارے علم کے مطابق صحیح بخاری میں پہلی بار یہ حدیث کتاب بدء الخلق مع فتح الباری نمبر (۳۲۳۶) ج:۶،ص: ۳۱۳، دوسری بار نمبر (۳۲۳۵) ج:۶،ص: ۳۱۳، تیسری بار کتاب التفسیر سورۂ مائدہ نمبر (۴۶۱۲) ج:۸،ص: ۲۷۰، چوتھی بار تفسیر سورۃ النجم نمبر (۴۸۵۵)، ج: ۸،ص: ۶۰۶، پانچویں بار کتاب التوحید نمبر (۷۳۸۰) ج: ۱۳،ص: ۳۱۶، چھٹی بار نمبر (۷۵۳۱)، ج:۱۳،ص: ۵۰۳ میں، نیز دوسری بہت ساری کتب حدیث وتفسیر میں آئی ہوئی ہے، اس حدیث کے خلاف موقف رکھنے والوں میں چونکہ بعض صحابہ کے نام بھی آئے ہیں، اس لیے موقف مذکور کو ایک اجتہادی غلطی کہا جائے گا، ان پر کذاب ومفتری ہونے کا حکم ہم نہیں لگا سکتے، خود ہمارے نبی ﷺ اس قسم کی غلطی کرنے والوں پر اس طرح کا حکم نہیں لگاتے تھے مگر معاندین حقائق کا معاملہ دیگر ہے۔

حدیث ابی العالیہ:

ابو العالیہ رفیع بن مہران مشہور ومعروف تابعی سے مروی ہے:

”سئل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: هل رأیت ربك؟ قال رأیت نهراً، ورأیت وراء النهر حجاباً، ورأیت الحجاب نوراً لم أره غیر ذلك.“ [1]

”آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کیا آپ ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ میں نے ایک نہر دیکھی اور نہر کے اس پار ایک سراپا پردہ حجاب دیکھا اور حجاب کو سراپا نور ہی نور دیکھا، اس سراپا نورانی حجاب کے علاوہ میں نے کچھ اور نہ دیکھا۔“

حافظ ابن کثیر نے روایت مذکورہ تفسیر ابن ابی حاتم سے نقل کی ہے اور اس کی سند ابو العالیہ رفیع بن مہران تک معتبر ہے، مگر اسے ابو العالیہ نے مرسلاً روایت کیا ہے اور مرسل حدیث احناف کے یہاں حجت ہے اور دوسروں کے یہاں بشرط شواہد ومتابع حجت ہے اور اس کے معنوی شواہد ومتابع موجود ہیں، خاص طور سے روایت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ جس میں یہ فرمان نبوی منقول ہے کہ میں نے اللہ کو دیکھا وہ نور ہے۔

ایک طرف حدیث ابوذر میں یہ تصریح کی کہ اللہ سراپا نور ہے، میں اسے نہیں دیکھ سکتا تھا اور نہ میں نے اس کو دیکھا ہے۔ دوسری طرف موصوف کی روایت میں یہ تصریح نبوی کہ میں نے اسے دیکھا کہ وہ نور ہے، درحقیقت مختلف بات نہیں بلکہ اس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ کو آپ ﷺ بتصریح خویش اس لیے نہیں دیکھ سکے کہ

---

[1] تفسیر در منثور (۷/ ٦٤٨) سورة النجم بحواله ابن المنذر و ابن أبي حاتم، تفسیر ابن کثیر سورة النجم (۷/ ٤٤٨)

وہ سراپا نور ہی نور ہے، اسے دیکھنے سے پردہ نور مانع رہا، اور یہ بالکل مشاہدہ کی چیز ہے کہ کوئی آدمی مرد یا عورت کوئی بھی چیز حجاب سے مستور ہو تو اسے دیکھنے والا کہہ سکتا ہے کہ میں نے اسے دیکھا کہ وہ حجاب سے مستور ہے، حالانکہ اس نے اسے فی الحقیقت نہیں دیکھا۔

حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کا تجزیہ:

ان امور سے قطع نظر ناظرین کرام ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا والی زیرِ نظر حدیث پر پھر نظر ڈالیں، اس میں موصوفہ نے تین اہم مسائل کا ذکر کیا ہے:

① جس نے یہ کہا کہ آپ ﷺ نے اللہ کو دیکھا ہے وہ بہت بڑا افترا پرداز اور جھوٹا ہے۔

② جس نے یہ کہا کہ کتاب میں سے کوئی بات امت تک پہنچانے میں کوتاہی کی اور اسے چھپا دیا وہ بہت بڑا افترا پرداز ہے۔

③ جس نے کہا کہ آپ ﷺ عالم الغیب ہیں، وہ بہت بڑا افترا پرداز اور کذاب ہے۔

ان تینوں باتوں میں سے آخری دو باتیں اہل اسلام کے یہاں متفق علیہ اور اجماعی رہی ہیں، دونوں میں سے کسی کے معاملہ میں کوئی اختلاف نہیں رہا، مگر چودہویں صدی کے اوائل میں ظہور پذیر ہونے والے بدعت پرست فرقہ نے آخری بات کے خلاف خرق اجماع کرتے ہوئے لب کشائی کی اور کہا کہ آپ عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہیں، بخاری شریف میں متعدد مقامات پر منقول ہونے والی اس حدیث کے سلسلے میں ایک جگہ بارہویں صدی ہجری کے محشی صحیح بخاری علامہ سندی نے کہا ہے:

"قالته رضي الله عنها اجتهاداً." (صحیح البخاری مع حاشیه سندي: ٤/ ١٦٧)

یعنی یہ بات ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے اجتہاد و قیاس سے کہی ہے۔

ظاہر ہے کہ ام المؤمنین کی بیان کردہ ان تینوں باتوں کی بابت علامہ سندی نے یہ بات نہیں کہی ہے، خصوصاً دو نمبر والی بات کے بارے میں علامہ سندی کیا کسی بھی ہوش و گوش والے سلیم الطبع کا ایسی بات کہنا ناممکن و محال و بعید سے بھی زیادہ بعید تر ہے اور تیسرے نمبر والی بات یعنی آخری بات کہ جو آپ کو عالم الغیب کہے وہ بہت بڑے مفتری و کذاب ہے، بریلوی کے ظہور پذیر ہونے سے پہلے اجماعی تھی، جیسا کہ خود بریلوی بحر العلوم نے امام داودی سے نقل کیا ہے:

"أما علم الغب فما أحد يدعي لرسول الله صلى الله عليه وسلم أنه كان يعلم

الغيب إلا ما أعلم." (الشاهد جديد: ١٢٠ بحواله شرح بخاري للعيني: ٢/ ٧٨)

یعنی کہ جہاں تک علم غیب کا معاملہ ہے تو کوئی بھی آدمی ایسا نہیں جو یہ دعویٰ کر سکے کہ آپ عالم الغیب تھے، آپ علم غیب میں سے صرف وہی بعض امور کا علم رکھتے تھے جس کا علم اللہ نے آپ کو کرا دیا۔

بریلوی بحر العلوم کے نقل کردہ اس قول داودی کا مطلب بہت واضح ہے کہ آپ کے زمانہ تک کوئی بھی شخص اہل اسلام میں اس بات کا دعویٰ کرنے والا ظاہر نہیں ہوا کہ آپ ﷺ عالم الغیب ہیں، البتہ یہ بات سب کو معلوم ہے کہ آپ غیب کی کچھ باتیں اللہ تعالیٰ کے بتلانے سے جانتے تھے۔

امام داودی کی یہ بات بریلوی بحر العلوم نے بطور حجت نقل کی ہے، جس پر امام قسطلانی کا یہ اعتراض بھی بریلوی بحر العلوم نے نقل کیا:

"من لم يرسخ الإيمان كان يرى ذلك"

(ما حصل از الشاهد جديد، ص: ١٢٠، ١٢١، بحواله شرح قسطلاني، ص: ٢٩٦)

یعنی بعض ایسے لوگ جو پکا ایمان نہیں رکھتے تھے وہ اس وہم و گمان میں مبتلا تھے کہ آپ عالم الغیب ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ امام داودی والی یہ بات اپنی جگہ پر صحیح ہے کہ اہل اسلام میں کوئی شخص بھی آپ کے عالم الغیب ہونے کا دعوے دار نہیں، مگر کچا ایمان رکھنے والے بعض ایسے لوگ اس وہم و ظن میں گرفتار تھے کہ آپ ﷺ عالم الغیب ہیں، جن کی بات شاذ کا درجہ رکھنے یا تزلزل ایمان رکھنے والوں کی بات ہونے کی بنا پر کوئی وزن نہیں رکھتی۔ یوں تو بتلایا جا چکا ہے کہ عہد نبوی میں مجلس نبوی ہی میں ایک شادی کے موقع پر بعض نادان بچیاں آپ کو عالم الغیب کہنے لگیں تو آپ ﷺ نے انھیں ایسا کہنے سے منع فرمایا کہ تم ایسی بات نہ کہو، کیونکہ اللہ کے علاوہ کوئی عالم الغیب نہیں ہے۔

ظاہر ہے کہ لاعلمی و بے شعوری میں آپ کو عالم الغیب کہنے والوں کی بات شاذ ہونے کے سبب کالعدم ہے، اس لیے امام داودی نے مذکورہ بالا بات کہہ دی ہے، جس پر تعاقب مذکور بے وزن و کالعدم ہے، دریں صورت صاف ظاہر ہے کہ علامہ سندی ان تینوں باتوں کو ام المؤمنین کا اجتہاد نہیں کہہ سکتے، البتہ ان میں سے پہلی والی بات عہد صحابہ ہی میں اختلافی تھی، اگرچہ حق و صواب ام المؤمنین رضی اللہ عنہا ہی کے ساتھ ہے، جیسا کہ تفصیل گزری مگر علامہ سندی کا ذاتی رجحان یہ تھا کہ ام المؤمنین کے خلاف موقف رکھنے والوں ہی کا موقف صحیح ہے، اس لیے موصوف علامہ سندی نے اپنے طور پر سمجھ لیا کہ ام المؤمنین نے یہ بات اپنے اجتہاد سے کہی ہے، اپنے ذاتی رجحان کا چونکہ موصوف سندی کے ذہن و دماغ پر غلبہ تھا، اس لیے موصوف اس حقیقت ثابتہ کی طرف

دھیان نہیں دے سکے کہ ام المؤمنین نے اپنی یہ بات اپنی طرف سے نہیں کہی بلکہ جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی تصریحات کی متابعت کرتے ہوئے کہی ہے، موصوف سندی اس بات کی طرف بھی دھیان نہ دے سکے کہ آپ ﷺ سے اس بات کی نقل میں ام المؤمنین منفرد نہیں ہیں، بلکہ ان کی متابعت وموافقت کرنے والے ایک سے زیادہ صحابہ ہیں جو اس فرمان نبوی کے راوی وناقل ہیں کہ میں نے اپنے رب کو نہیں دیکھا۔

لفظ شاہد وشہید سے غیب نبوی پر بریلوی استدلال پر سلفی ردِّ بلیغ:

آپ کے لیے شب معراج میں دیداری الٰہی کے ثبوت وعدم ثبوت والی بحث کا سلسلہ اس طرح شروع ہوا تھا کہ بریلوی مولوی عتیق الرحمٰن سمیت عام بریلوی لوگ نصوصِ شرعیہ میں آپ کے لیے استعمال ہونے والے لفظ شاہد وشہید کا مطلب یہ باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں کہ آپ جب احوال واعمال امت کے شاہد وشہید ہیں تو لازم آتا ہے کہ آپ احوال واعمالِ امت کا ہمہ وقت بلکہ بعد وفات عالم برزخ میں بھی مشاہدہ کرتے ہیں، اور یہ بات اس چیز کو مستلزم ہے کہ آپ عالم الغیب اور حاضر وناظر ہیں، حالانکہ خطیب الاسلام مولانا جھنڈانگری سمیت عام سلفی علماء نے اس بریلوی دعویٰ ودلیل کی تکذیب وتردید میں کہا کہ اس بریلوی دلیل سے زیادہ سے زیادہ یہ لازم آرہا ہے کہ آپ احوال واعمال پر اپنی وفات سے پہلے تک حاضر وناظر ہوں، مگر بریلوی دعویٰ سے بریلوی دلیل مطابقت نہ رکھنے کے سبب ساقط الاعتبار اور باطل ہے، لیکن بریلوی لوگ بتلائیں کہ ہمارے نبی ﷺ جب کلمۂ شہادت "أشهد أن لا إله إلا الله" پڑھتے تھے تو کیا آپ اللہ تعالیٰ کا دیدار ومشاہدہ بھی کرتے تھے، یا یہ کہ ابتدائے آفرینش سے لے کر قیام قیامت تک انبیاء علیہم السلام سمیت تمام مسلمان جو کلمہ شہادت پڑھتے ہیں تو کیا سب لوگ اللہ تعالیٰ کا مشاہدہ کرتے ہیں اور اسے دیکھتے ہیں، جبکہ ہمارے رسول ﷺ کے لیے زیادہ سے زیادہ پوری زندگی میں دومرتبہ دیدار الٰہی کا دعویٰ کیا جاتا ہے، جو غیر صحیح ہونے کے سبب ساقط الاعتبار ہے؟

بالفرض یہ صحیح ہو کہ آپ نے دومرتبہ اللہ تعالیٰ کا مشاہدہ کیا اور اسے دیکھا تو اس سے اس بریلوی دعویٰ کی تکذیب لازم آتی ہے کہ شہادت کے معنی دیکھنے وحاضر وناظر اور عالم الغیب ہونے کے ہیں، یہ اتنی واضح بات ہے جس سے بریلویت کی جڑ کٹ کر رہ جاتی ہے، کیونکہ یہ ہر شخص جانتا ہے کہ پوری زندگی میں صرف دو بار دیدار الٰہی کے ثبوت سے یہ ہرگز لازم نہیں آتا کہ پوری زندگی ولادت سے لے کر وفات تک بلکہ تخلیق آدم سے لے کر قیامت تک ہمہ وقت اللہ کا مشاہدہ کرتے رہتے ہیں اور اسے دیکھتے رہتے ہیں بلکہ دوبار

دیکھنے کا لازمی معنی یہ ہے کہ دوبار کے علاوہ آپ نے اپنی زندگی میں کبھی بھی اللہ کو نہیں دیکھا اور پھر آپ نے بالفرض دو مرتبہ اللہ کو دیکھ بھی لیا تو آپ کے علاوہ کوئی بھی کلمہ پڑھنے والا کبھی بھی اللہ تعالیٰ کا نہ مشاہدہ کرتا ہے اور نہ دیکھتا ہے، پھر تو اس لفظ سے آپ کے حاضر و ناظر ہونے اور عالم الغیب ہونے کا بریلوی دعویٰ مکذوب ہی مکذوب اور باطل ہی باطل قرار پایا۔

بریلوی باطل پرستی و کذب نوازی پر اس سلفی رد بلیغ کا کوئی جواب نہ بریلوی بحر العلوم دے سکے اور نہ ان کے لیے اور نہ ان کی پوری بریلوی پارٹی کے لیے ممکن ہے کہ اس کا جواب دے سکیں۔ دریں صورت اس بریلوی استدلال کا مکذوب و باطل اور لغو و لا یعنی ہونا اور بریلویوں کا نصوص کتاب وسنت میں تحریف و تصرف کرنا بہت واضح طور پر ثابت ہوتا ہے، مگر ہٹ دھرمی اور بریلوی ضد اپنے اس استدلال کا ذکر کرنے پر اڑی ہوئی ہے، اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ الشاہد جدید (ص: ۹، ۱۰ و ۵۰ تا ۵۳ و ۵۹ تا ۱۷ و ۱۹۸، ۱۹۹ و ۲۳۵ تا ۲۴۰ و ۲۴۷ تا ۲۶۶ و ۳۰۶ تا ۳۰۸) میں نیز الشاہد قدیم میں متعدد جگہ اور دوسری کتب بریلویہ میں اس لفظ کے تعلق سے جو بریلوی تحریف بازی و موشگافی کی گئی ہے وہ بریلوی مدعا کے لیے کسی طرح بھی مفید ہونے کے بجائے زہر ہلاہل ہے۔

حقائق جو بالکل نظروں کے سامنے ہوں اور بہت واضح طور پر محسوس ہوتے ہوں ان کی تکذیب سے بریلوی لوگ اگر اپنی شریعت کے لیے فائدہ محسوس کرتے ہوں تو کوئی شک نہیں کہ نبوی پیش گوئی میں یہ بات واضح طور پر کہی گئی ہے کہ کتنے کذابین بہت ساری ایسی باتیں کہیں گے جن سے اہل اسلام قطعاً واقف و آشنا نہ ہوں گے، جس طرح بعض نصوص میں آپ کو شاہد و شہید کہا گیا ہے، اسی طرح بعض نصوص میں آپ ﷺ کے شاہد و شہید ہونے کی نفی بھی کی گئی، لہٰذا بریلوی اصول سے یہ لازم آیا کہ آپ حاضر و ناظر اور عالم الغیب نہیں ہیں، یعنی بریلوی اصول سے لازم آتا ہے کہ نعوذ باللہ آپ دو متضاد اوصاف کے حامل ہیں، ایک یہ کہ آپ ﷺ حاضر و ناظر اور عالم الغیب ہیں، دوسرے یہ کہ نہیں ہیں، مگر بریلوی شریعت میں نعوذ باللہ جمع اضداد جائز ہے۔

یہ معلوم ہو چکا ہے کہ اپنے متضاد موقف کے مطابق بریلوی لوگ ایک طرف کہتے ہیں کہ تخلیق آدم سے پہلے آپ حاضر و ناظر اور عالم الغیب ہیں، دوسری طرف کہتے ہیں کہ اپنی وفات سے ذرا سا پہلے آپ حاضر و ناظر اور عالم الغیب ہوئے، اس کے پہلے نہیں تھے اور قرآن مجید کا کہنا ہے:

﴿ وَمَا كُنْتَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴾ [القصص: ٤٤] آپ شاہد نہیں تھے۔

اس سے بریلوی مزاعم کی واضح طور پر بریلویوں کے اصول سے تکذیب ہوتی ہے متواتر المعنی حدیث میں مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: "لا أشهد علی جور" میں بے انصافی والی بات پر شاہد نہیں ہوسکتا۔ ❶

اپنے اس فرمان میں آپ نے ظلم و جور والے امور پر اپنے شاہد نہ ہونے کی صراحت کی ہے اور معلوم ہے کہ آپ کی زندگی میں اور آپ ﷺ کی ولادت سے پہلے اور وفات کے بعد کروڑہا کروڑ امور ظلم و جور پر مشتمل ہوتے ہیں، جن پر اپنے شاہد ہونے کی آپ ﷺ نے نفی کی ہے، اس سے بریلوی مزعومات کی قطعاً اور یقیناً تکذیب ہوتی ہے، اگر بریلوی لوگ ان دونوں نصوص سے ہمارے استدلال پر کوئی کلام کریں تو پہلے لفظ شاہد وشہید سے اپنے استدلال کی حقیقت پر اصول اسلام کوملحوظ رکھتے ہوئے نظر ڈالیں۔

ہم نے اس سلسلے میں بریلوی مزعومات وتوہمات وتلبیسات کے ابطال و ازالہ وتکذیب میں کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے بالصراحت یہ بات عیسیٰ بن مریم کی بابت فرمائی ہے وہ صرف اپنی زندگی میں وفات سے پہلے تک کے ظاہری احوالِ امت پر شاہد وشہید ہیں۔ (المائدہ: ١١٧)

اس سے صاف ظاہر ہے کہ تمام کے تمام رسول و نبی کا شہید ہونا دنیاوی زندگی کے ساتھ محدود ہے، وفات کے بعد وہ شہید نہیں رہتے، اور خود ہمارے رسول ﷺ نے اپنی بابت یہی بات بالصراحت متواتر المعنی حدیث میں فرمائی ہے، جس سے بریلوی اصول ہی کے ذریعہ اس بریلوی توہم وتلبیس کی تکذیب ہوتی ہے کہ وفات کے بعد بھی آپ ﷺ شاہد وشہید بمعنی عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہیں۔ (تصحیح العقائد: ٨٣، ٨٤)

ہماری اس بات کا کوئی جواب بریلوی بحر العلوم سے نہیں بن پڑا، صرف وہ بریلوی انداز کی لغوطرازی کر کے رہ گئے، جس کا حاصل یہ ہے کہ شاہد ہونے کی نفی سے عالم الغیب ہونے کی نفی نہیں ہوتی۔

(الشاهد جديد، ص: ٢٦٤، ٢٦٥)

اس بریلوی تلبیس کا کوئی کیا کرے؟ جب اسی لفظ پر آپ کے استدلال کا دارو مدار ہے اور وفات کے بعد دوسرے نبیوں پر اس لفظ کے اطلاق کی نفی قرآن مجید نے کر دی اور متواتر المعنی حدیث سے بھی، تو بریلویت کے سارے مزعومات مکذوبہ باطل ہوگئے، پھر اڑیل ضدی وصف بریلویت پر قائم رہنا کیوں کر مناسب ہوا؟ نیز ہم نے ان بریلوی بحر العلوم کو چیلنج کیا تھا کہ وفات نبوی کے بعد روح نبوی پر عرض اعمال والی روایت ساقط الاعتبار ہے اور اس سے وفات نبوی کے بعد آپ کے حاضر و ناظر و عالم الغیب ہونے پر

❶ صحيح البخاري مع فتح الباري: باب الإشهاد في الهبة، وباب الهبة للولد و كتاب الشهادات (٥/ ٢٠١ تا ٢١٦ و ٢٥٨ تا ٢٦١) و صحيح مسلم و عام كتب حديث.

بریلوی لوگوں کا استدلال خود بریلوی اصول سے بھی باطل ہے، پھر اس سلسلے میں بریلوی مشن کا کیا کہنا ہے؟ اگر دم خم ہے تو کچھ کہیے اس کے جواب سے بریلوی بحر العلوم عاجز وساکت رہے، صرف بریلوی انداز کی جو سخن سازی کی ان کا مکذوب ہونا واضح ہے۔

ایک تلبیس کاری بریلوی بحر العلوم نے یہ کی کہ ''آیتِ مذکورہ میں وفات نبوی کے بعد علم پر نفیاً واثباتاً کوئی روشنی نہیں ڈالی تو بعد وفات کا علم احادیث آحاد سے ثابت کرنا قرآن کے خلاف استدلال کیسے ہوا؟''

(الشاہد جدید ایڈیشن، ص:۲۶۶)

حالانکہ اس آیت کریمہ کا یہ مفہوم بہت واضح ہے کہ وفات کے بعد کوئی نبی ورسول اپنی امت پر شاہد و شہید نہیں رہ جاتا اور آپ نے حدیث متواتر کے ذریعہ اس قرآنی آیت کے مفہوم مذکورہ کو متعین طور پر واضح کر کے بتلا دیا ہے، پھر بھی بریلوی بحر العلوم کی مذکورہ سخن سازی کیا معنی رکھتی ہے؟

پھر ہم نے بریلوی بحر العلوم سے یہ کہا تھا کہ نصوصِ قرآنیہ کے خلاف و معارض جس عرضِ اعمال والی روایت سے بریلوی استدلال ہے، وہ خبر واحد نہیں بلکہ ساقط الاعتبار روایت ہے، دریں صورت مذکورہ بریلوی سخن سازی کیا معنی رکھتی ہے؟ اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اس ساقط الاعتبار روایت کا مضمون یہ ہے کہ ہفتہ میں ایک بار آپ ﷺ پر اعمال امت پیش ہوتے ہیں، جس سے لازم آتا ہے کہ ہفتہ میں چند لمحات کے لیے آپ اعمال امت پر حاضر و ناظر ہوتے ہیں، جبکہ بریلوی دعویٰ یہ ہے کہ آپ ﷺ ہمہ وقت احوال و اعمالِ امت کا مشاہدہ کرتے رہتے ہیں، بلکہ ساری کائنات کے احوال و واقعات کا مشاہدہ کرتے رہتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ بریلویہ کی یہ ساقط الاعتبار مستدل روایت معارض نصوص ہونے کے ساتھ ان کے دعویٰ باطلہ کے بھی خلاف اور غیر مطابق ہونے کے سبب قطعاً نا قابل قبول اور دعوائے بریلویت پر دلیل نہیں، ہم نے تصحیح العقائد میں اس بات کی طرف بھی بریلوی بحر العلوم کو توجہ دلائی تھی مگر حسب عادت بریلوی بحر العلوم نے اس پر بھی دھیان نہیں دیا اور یہ ساری باتیں مزعومات بریلویہ کی تکذیب کرتی ہیں۔

اس سے بھی بڑی بات یہ ہے کہ اگر بالفرض آپ ﷺ احوال امت کا مشاہدہ کر رہے ہیں تو آپ کے اس مفروضہ مشاہدہ کا مطابقِ حقیقت ہونا ضروری نہیں، جیسا کہ تصحیح العقائد (ص: ٦٠) میں آیت نمبر (١٣٠) کے تحت ہماری ذکر کردہ سورۂ انفال والی آیت کا مفاد ہے، اس سے بھی مزعوماتِ بریلویہ کی بھرپور تکذیب ہوتی ہے، نیز قرآن مجید میں دوسری جگہ صراحت ہے:

﴿ وَاِذَا رَاَیْتَهُمْ تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ وَاِنْ یَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ﴾ [المنافقون:٤]

یعنی منافقوں کے ظاہری اجسام و اقوال (مع اعمال) آپ کو دیکھنے میں بھلے معلوم ہوتے ہیں، مگر حقیقت اس کے خلاف ہے۔

اس سے بھی مزاعم بریلویہ اور توہمات قبوریہ کی تکذیب ہوتی ہے۔ اور ایک تیسری قرآنی آیت ﴿تَحْسَبُهُمْ جَمِیْعًا وَّقُلُوْبُهُمْ شَتّٰى﴾ [الحشر: ١٤] کا بھی یہی مفاد ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ اے نبی! آپ ﷺ بظاہر ان یہودیوں کو دیکھ کر یہ سمجھتے ہیں کہ متحد ہیں مگر ان کے قلوب غیر متحد ہیں۔ بریلوی مزعومات کی تکذیب کرنے والی اس طرح کی آیات بکثرت ہیں مگر ہم صرف انھی کے ذکر پر اکتفا کرتے ہیں۔

اس سے بھی بڑی بات یہ ہے کہ فقہ حنفی کی یہ تصریح ہم نقل کر آئے ہیں کہ آپ ﷺ زندہ حالت میں تو حاضر و ناظر اور عالم الغیب تھے ہی نہیں، پھر وفات کے بعد آپ ﷺ کا حاضر و ناظر اور عالم الغیب رہنا تو محال در محال ہے۔ فقہ حنفی کی یہ بات بھی بریلوی مزعومات کی تکذیب بہت صراحت سے کر رہی ہے مگر بریلوی بحر العلوم سمیت تمام بریلوی لوگ اپنے ایجاد کردہ اوہام میں پھنسے ہوئے ہیں، بریلوی بحر العلوم نے اس سلسلے میں جو مزید در مزید تلبیسات ولغو طرازیاں حسب عادت کی ہیں، ان سب کی تکذیب کے لیے ہماری مذکورہ بالا معروضات بہت کافی ہیں۔

یہ ایک بہت واضح بات ہے کہ ہر امت کے ظاہری اعمال و احوال کے بالمقابل باطنی و مخفی احوال و اعمال کی مقدار اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ ان کے سامنے ظاہری اعمال و احوال اقل قلیل ہونے کی بنا پر کالعدم قرار دیے جانے کے لائق ہیں، روز قیامت ہمارے نبی سمیت جب تمام انبیائے کرام علیہم السلام سے اللہ تعالیٰ پوچھے گا: ﴿ما ذا أجبتم﴾ تمھیں تمھاری دعوتِ اسلام کا تمھاری امتوں کی طرف سے کیا جواب ملا؟ تو سارے کے سارے انبیاء کرام علیہم السلام اپنی اپنی امت کے انھی مخفی و باطنی باتوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے یہ جواب دیں گے:

﴿لَا عِلْمَ لَنَا اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ﴾ [المائدہ: ١٠٩]

ہمیں ان کی باطنی باتوں کا کوئی بھی علم نہیں ہے۔

اور اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کے بارے میں کہا ہے کہ انھوں نے اپنی قوم سے اہل ایمان کی بابت کہا:

﴿ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا فِیْۤ اَنْفُسِهِمْ ﴾ [هود: ٣١] یعنی ان کے دلوں کے پوشیدہ و مخفی امور کا علم اللہ ہی کو بہتر ہے، مجھے نہیں ہے۔ انھی حضرت نوح علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے کہا تھا:

﴿ احْمِلْ فِیْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَیْنِ اثْنَیْنِ وَ اَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَیْهِ الْقَوْلُ وَ مَنْ اٰمَنَ ﴾ [هود: ٤٠]

آپ اپنی کشتی میں تمام جانوروں میں سے ایک ایک جوڑے اور اپنے گھر والوں کو مستثنیٰ کر کے، جن پر ہمارا سابق فیصلہ ہو چکا ہے، تمام اہل ایمان کو سوار کر لیں۔

پھر جب طوفان آیا اور موصوف نوح علیہ السلام کے گھر کا ایک فرد، جو انھی کا بیٹا تھا، ڈوبنے لگا تو حضرت نوح نے قول الٰہی ﴿ وأهلك ﴾ کے ظاہری مفہوم کے مطابق اللہ تعالیٰ سے فریاد کی:

﴿ رَبِّ اِنَّ ابْنِیْ مِنْ اَهْلِیْ وَ اِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ ﴾ [هود: ٤٥]

یعنی اے رب! میرا لڑکا میرے گھر ہی والوں میں سے ہے اور تو نے مجھ سے میرے گھر والوں کو عذاب سے بچانے کا وعدہ کر رکھا ہے اور تیرا وعدہ برحق ہے، اس لیے میرے بچے کو بچا دے۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ یٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَیْسَ مِنْ اَهْلِكَ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ فَلَا تَسْـَٔلْنِ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنِّیْۤ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِیْنَ ﴾ [هود: ٤٦]

یعنی اے نوح علیہ السلام! آپ کا یہ لڑکا معنوی اور حقیقی طور پر آپ کے اہل یعنی گھر والوں میں سے نہیں ہے، اگرچہ بظاہر آپ کے گھر ہی والوں میں سے ہے لیکن اس کا عمل ٹھیک نہیں، اس لیے آپ مجھ سے ایسی چیز کے بارے میں سوال نہ کیجیے جس کا آپ کو علم نہیں، میں آپ کو اس بات کی نصیحت کرتا ہوں کہ جاہلوں میں سے نہ ہوں

اس فرمانِ الٰہی سے معلوم ہوا کہ حضرت نوح جیسے نبی پر بھی اس موقع پر اپنی طرف اللہ کی وحی کردہ بات کے حقیقی معنی کا علم نہیں تھا، اس کے ظاہر پر موصوف کی نظر رہی، بنا بریں انھوں نے بے خبری میں اللہ سے سوال مذکور کر دیا۔

بریلوی لوگ حضرت نوح علیہ الصلاۃ والسلام سمیت ہر نبی کو عالم الغیب اور حاضر و ناظر قرار دیے ہوئے ہیں، حالانکہ اتنی ساری آیاتِ کریمہ سے ان کے زعم باطل کی تکذیب ہو رہی ہے مگر افسوس کہ حب الٰہی و حب نبوی کے یہ دعویدار اپنے ایجاد کردہ مکذوبہ مزعومات کے اندر مست رہ کر قرآنی آیات و احادیث نبویہ کے نصوص سے ذرہ برابر بھی عبرت پذیر نہیں ہوتے۔

حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ جس طرح کی بات ہوئی، اس طرح کی بہت ساری باتیں ہمارے نبی سمیت تمام انبیائے کرام کے ساتھ ہوئیں، جیسا کہ:

﴿ عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَ تَعْلَمَ الْكٰذِبِيْنَ﴾

[التوبة: ١٣]

اور اس جیسی آیت سے واضح ہے، یعنی کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی ﷺ سے فرمایا کہ افترا پرداز سخن ساز جھوٹے کذاب منافقوں کی ظاہری باتوں پر اعتماد کر کے آپ ﷺ نے انھیں شریک جہاد ہونے سے کیوں چھٹی کر دی، جب تک کہ آپ ﷺ پر ان کی حقیقت بیان واضح نہیں ہوگئی اور آپ کاذب کا حال جان نہیں گئے؟

اس فرمان الٰہی سے صاف ظاہر ہے کہ آپ کو سخن ساز و افترا پرداز وحیلہ باز منافقوں کا پورا علم نہیں تھا، اس طرح کی آیات سے بھی بریلوی مزعومات کی تکذیب ہوتی ہے، مگر ؏

دیدہ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے؟

بریلوی بحر العلوم سمیت تمام بریلوی تمام انبیائے کرام کے بارے میں یہ خانہ ساز عقیدہ باطلہ رکھتے ہیں کہ وہ اپنی پیدائش ہی سے عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہوا کرتے ہیں۔ (مواعظ تقسیم لاحمد یار، ص: ۱۹۲)

اس بریلوی عقیدۂ باطلہ کی تکذیب بہت سارے نصوص سے ہو رہی ہے، مگر متضاد عقائد کے حامل بریلوی لوگ اپنے نشۂ بریلویت سے کسی طرح بھی ہوش میں نہیں آتے اور کذب بیانی کرتے ہوئے کہہ دیتے ہیں کہ ہم پیدائش ہی کے وقت سے نبی کو عالم الغیب نہیں جانتے حالانکہ یہ لوگ تخلیقِ آدم سے بھی پہلے آپ کو عالم الغیب اور حاضر و ناظر مانتے ہیں۔ (کما تقدم)

کذب پرستی میں بدمست جو لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہوں کہ ہمارے نبی سمیت تمام انبیائے کرام علیہم السلام دنیا کے کروڑوں اور اربوں مردوں وعورتوں کے درمیان ہونے والے جائز و ناجائز مخفی جنسی اعمال و احوال و اقوال اور شراب خانوں کے احوال و اعمال کا ہمہ وقت مشاہدہ کر رہے ہیں اور پیشاب و پائخانہ کے وقت تمام ہی مردوں اور عورتوں کے پوشیدہ اعضاء اور ان کے حرکات وسکنات کا مشاہدہ کر رہے ہیں اور اس طرح کی دوسری باتیں ان کے مشاہدے میں ہمہ وقت ہیں وہ تمام انبیائے کرام کی شان میں کس قدر جھوٹ اور بے ادب و گستاخ ہیں؟

آپ کی وفات کے سیکڑوں سال بعد جو سائنسی ایجادات و اختراعات ہوئیں حتی کہ سورج و چاند جیسے سیاروں پر پہنچنے کے لیے مصنوعی سیارے بنائے گئے کیا ان تمام چیزوں کے بتانے کا اور ان سے متعلق جملہ امور کا آپ کو علم تھا؟ جب کہ آپ ﷺ نے متواتر المعنی حدیث میں فرمایا ہے:

"أنتم أعلم بأمور دنیاکم." لوگو! تم لوگ دنیاوی امور کا مجھ سے زیادہ علم رکھتے ہو۔

بریلوی لوگ ہمارے اس بات کے جواب میں جو کچھ کہیں نصوص کتاب وسنت کی روشنی میں کہیں۔

آیتِ کریمہ ﴿يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ﴾ اور غیب نبوی:

مذکورہ بالا عنوان میں مندرج آیت کریمہ کو بھی ہم نے بہت ساری آیات و احادیث نبویہ کے ساتھ مزاعم بریلویہ کی تکذیب کے لیے بطور نصِ قاطع ذکر کیا تھا جو اس مدعا پر بذات خود ہمارے ذکر کردہ دوسرے نصوص شرعیہ کی طرح بہت واضح ہے مگر بریلوی شریعت کی تخلیق و تدوین ہی ابطال نصوص کے مقصد سے ہوئی ہے تو اس کی حمایت و ترجمانی کرنے والے کسی بھی معقول بات پر کیوں دھیان دے کر اپنی پالیسی میں ردو بدل کریں؟ چونکہ اختصار ہمارے پیش نظر تھا، اس لیے دوسرے امور کی طرح اس آیت کے معاملہ میں بھی ہم نے اسی چیز کو ملحوظ رکھا تھا اور سرسری طور پر صرف ایسی بعض ٹھوس باتوں کا ذکر کیا تھا جو اکاذیب بریلویہ کے رد میں زیادہ مؤثر ہو سکیں مگر افسوس کہ حسب عادت بریلوی بحرالعلوم نے اپنی بریلوی تلبیس کاری سے کام لے کر سادہ لوح عوام کو دام بریلویت میں پھانسنے کی کوشش کی۔ الشاہد جدید (ص:۲۰۶) پر اس آیت کا ذکر کر کے لمبی سخن سازی کرتے ہوئے زعیم بریلویت مولوی نعیم الدین مرادآبادی کی یہ عبارت نقل کی:

''مخالف کس درجہ عقیل ہیں؟ بھلا یہ آیت کے کس لفظ کا ترجمہ ہے کہ آپ کو روح کا علم نہیں تھا۔'' الخ

(الشاہد جدید، ص:۲۱۰)

پھر آگے چل کر اسی بات کو دھراتے ہوئے بریلوی بحرالعلوم نے کہا:

''علم روح کے سلسلے میں علمائے اہل سنت (یعنی علمائے قبوری شریعت) نے اس جواب پر کہ آیت کریمہ میں ایک لفظ بھی ایسا نہیں جو اس بات پر دلالت کرتا ہو کہ آپ کو روح کا علم نہیں تھا، الی ان قال: حد یہ ہوگئی کہ اس سلسلے میں کوئی مرفوع حدیث بھی نہ لکھ سکے اور اتنا گر گئے کہ اپنے مشرب کے خلاف صوفیائے کرام کے دامن کا بھی سہارا لیا کہ فلاں فلاں مشائخ کا بھی یہی مسلک ہے۔'' الخ (الشاہد جدید، ص:۲۳۰)

خانہ ساز طور پر اپنے کو ''اہل سنت'' قرار دے لینے والے بدعت پرست وقبر پرست لوگوں کا ردحقائق کی خاطر اس طرح کی تلبیس کاری کے بغیر کام چلنے والا نہیں اور ہم نے اس طرح کے ہٹ دھرم اڑیل قسم کے بدعت پرستوں کے لیے یہ کتاب لکھی بھی نہیں تھی، بلکہ لوگوں کے سامنے بریلوی تلبیسات وتحریفات کے ایضاح حقیقت کے لیے لکھی تھی۔

بریلوی بحرالعلوم نے اپنے دام تزویر میں پھانسنے کے لیے جو یہ کہا ہے:

''ہم امام سیوطی کی کتاب شفاء الصدور سے ان کا یہ قول فیصل نقل کرتے ہیں، جس سے اس مسئلہ پر پوری روشنی پڑتی ہے:

"اختلف في أمر الروح على فريقين: فرقة أمسك عن الكلام فيها لأنها سرمن أسرار الله، لم يؤت عليها للبشرة، وهذه الطريقة هي المختارة، وفرقة تكلفت فيها، وبحثت عن حقيقتها، واختلف أهل الطريقة الأولىٰ هل علم النبي صلى الله عليه وسلم؟ فقال ابن أبي حاتم عن أبي هريرة: قبض النبي ولم يعلم الروح، وقالت طائفة: بل علمه، واطلع عليها، ولم يأمره أن يطلع عليها أمته، وهو نظير الخلاف في علم الساعة."

''لوگوں روح کے مسئلہ میں دو گروہ ہیں، ایک طبقہ روح میں کلام نہیں کرتا کہ یہ اللہ کا بھید ہے آدمی کو اس کی خبر نہیں اور یہ راستہ پسندیدہ ہے۔ دوسرا فرقہ اس حقیقت میں خوب بحث ومباحثہ اور غور وفکر کرتا ہے پہلے طبقہ کے لوگ دو جماعت ہوگئے۔ ایک: حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ آپ دنیا سے گئے مگر روح کو نہیں جان سکے۔ اور دوسری جماعت کہتی ہے کہ اللہ نے آپ کو روح کا علم دیا مگر امت کو اس پر مطلع کرنے سے روکا، یہ ایسا ہی اختلاف ہے جیسے علم قیامت کے بارے میں علماء کا خیال ہے۔ (الشاہد جدید، ص: ۲۳۴ بحوالہ شفاء الصدور للسیوطي، ص: ۱۳۳)

پس ظاہر ہوا کہ قیامت کی طرح علم روح کے سلسلے میں بھی مولوی رئیس حقیقتِ حال سے بے خبر و ناداں اور بھولے ہیں یا بوجھ کر بھولے ہیں اور اپنے پیشروؤں کا گایا ہوا گیت گا رہے ہیں۔''

(الشاہد جدید، ص: ۲۳۵)

ہم کہتے ہیں کہ سیوطی کا ''قول فیصل'' کہہ کر مذکورہ بالا بریلوی تلبیس کاری سراسر تحریف اور حذف واسقاط اور سیوطی کے بیان میں رد وبدل پر مشتمل ہے۔ اس بریلوی تلبیس وتحریف کے ایضاحِ حقیقت کے لیے عرض

ہے کہ سیوطی نے مسئلہ روح میں دو فرقوں کے موقف کا ذکر کرتے ہوئے پہلے فرقے کا موقف یہ بتلایا کہ "یہ فرقہ مسئلہ روح میں کلام کرنے سے اس لیے باز رہنے کا موقف اختیار کرتا ہے کہ روح اللہ تعالیٰ کے راز ہائے سربستہ میں سے ایک راز ہے جس کا علم بشر کو منجانب اللہ دیا ہی نہیں گیا، اس فرقے کے موقفِ مذکور کا ذکر کر کے سیوطی نے کہا: "هذه الطريقة هي المختاره" کہ یہی موقف اختیار و پسند کرنے کے لائق ہے۔

اس کے بعد سیوطی نے ایک طویل عبارت لکھی جسے بریلوی بحرالعلوم نے اپنی معروف پالیسی کے مطابق حذف کر دیا ہے۔ عبارت سیوطی یہ ہے:

"قال الجنيد: الروح شيء استأثر الله بعلمه، فلم يطلع عليها من خلقه، فلا يجوز لعباده البحث عنه أكثر من أنه موجود، وعلىٰ هذا ابن عباس وأكثر السلف، وقد ثبت عن ابن عباس أنه كان لا يفسر الروح، وأخرج ابن أبي حاتم عن عكرمة قال: سئل ابن عباس عن الروح، قال: الروح من أمر ربي، لا تنالوا هذه المسئلة فلا تزيدوا عليها، قولوا كما قال الله وعلم نبيه ﴿وما أوتيتم من العلم إلا قليلا﴾ وأخرج ابن جرير بسند مرسل أن الآية لما نزلت قال اليهود هكذا نجده عندنا، قلت فمسئلة أبهمها الله في القرآن والتوراة وكتم عن خلقه علمها من أين للمتعمقين الاطلاع على أمرها؟ الخ"

یعنی امام الصوفیاء جنید بغدادی نے کہا کہ روح کے علم کو اللہ نے اپنے لیے مخصوص کر لیا ہے، اس نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو اس سے باخبر نہیں کیا، لہٰذا اس کے بندوں کے لیے اس پر اس سے زیادہ بحث کرنا جائز نہیں کہ روح موجود ہے اور یہی ابن عباس اور اکثر سلف کا موقف ہے۔ ابن عباس سے ثابت ہے کہ وہ روح کی تفسیر نہیں کرتے تھے۔ ابن عباس سے پوچھا گیا تو موصوف نے کہا کہ "الروح من أمر ربي" (روح میرے رب کے امر سے ہے) تم اس کو جاننے کے پیچھے مت پڑو اور فرمان الٰہی پر کوئی اضافہ نہ کرو، اللہ تعالیٰ نے جو کچھ اس سلسلے میں فرمایا ہے اور جس کی اس نے اپنے رسول کو تعلیم دی وہی کہو۔ ابن جریر نے مرسل سند سے روایت کی کہ یہ آیت جب نازل ہوئی تو یہود نے کہا کہ یہی بات ہم اپنے یہاں تورات میں بھی پاتے ہیں۔ میں کہتا ہوں یعنی کہ سیوطی کہتے ہیں کہ جو مسئلہ اللہ نے قرآن اور تورات میں مبہم رکھا اور اپنی مخلوق کو جس کی جانکاری دینے کے بجائے اسے چھپایا اس کی حقیقت امر پر بال کی کھال ادھیڑنے والوں کو

اطلاع یابی کی گنجائش کیونکر ہوسکتی ہے؟ امام ابو القاسم قشیری سعدی نے اپنی کتاب ایضاح میں کہا ہے کہ نمائندہ قسم کے علماء فلاسفہ بھی روح کے معاملہ میں توقف ہی کے موقف پر گامزن ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ روح کا ہمیں احساس نہیں ہوسکتا، اس معاملہ میں عقل کو دخل دینے کی گنجائش نہیں۔ امام قشیری نے مزید کہا کہ حقیقت روح کا ادراک ہمارے لیے اسی طرح نہیں ہوسکتا جس طرح لیلۃ القدر کا۔ الخ

سیوطی کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ بریلوی بحر العلوم نے سیوطی کی طرف جس موقف کو منسوب کیا ہے وہ بریلوی بحر العلوم کا خانہ ساز انتساب ہے۔ سیوطی نے واضح طور پر امام الصوفیاء جنید و اکثر سلف و ابن عباس و امام ابو القاسم قشیری اور اماثل فلاسفہ کے اس موقف سے اپنی موافقت ظاہر کی ہے کہ حقیقت روح سے کوئی مخلوق بھی واقف نہیں، چنانچہ سیوطی نے کہا کہ جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے مبہم رکھا اور اس نے اپنے نبی کو بھی اسی کی تعلیم دی اور اپنی مخلوق کو اس سے باخبر نہیں کیا اس کی جانکاری کے پیچھے پڑنا نامناسب اقدام ہے۔ حاصل یہ ہے کہ سیوطی کا قول فیصل یہ ہے کہ روح کا علم اللہ تعالیٰ نے کسی کو نہیں بتلایا حتی کہ اپنے نبی سے بھی اسے مبہم ہی رکھا ہے، اللہ نے آپ ﷺ کو نہیں بتلایا بلکہ اس کے علم کو اپنے لیے خاص کیا تو ہمارا بھی موقف یہی ہے۔

سیوطی کی عبارت میں اس بات کی صراحت ہے کہ ابن عباس کا موقف یہ تھا کہ حقیقت روح کا علم اللہ تعالیٰ نے کسی کو بھی حتی کہ اپنے نبی کو بھی نہیں بتلایا۔ اور یہ معلوم ہے کہ صحابی کا وہ قول معنوی طور پر حدیث نبوی کا حکم رکھتا ہے جس میں اجتہاد کی کوئی گنجائش نہ ہو، جس کا حاصل یہ ہے کہ حدیث نبوی ہی میں صراحت کر دی گئی ہے کہ علم روح اللہ کے لیے خاص ہے اور دوسروں پر بشمول نبی ﷺ مبہم و غیر ظاہر ہے۔ اس سے بریلوی بحر العلوم کے اس مکذوب دعویٰ کی تکذیب ہوتی ہے کہ رئیس نے اس سلسلے میں کوئی مرفوع حدیث نہیں نقل کی، کیونکہ سیوطی سے اپنی نقل کردہ عبارت میں بریلوی بحر العلوم نے بذات خود ابن عباس والی بات کو معنوی طور پر ابو ہریرہ جیسے صحابی سے بھی نقل کیا ہے کہ ”رسول اللہ ﷺ دنیا سے فوت ہو کر چلے گئے مگر روح کو نہ جان سکے“ کیا بریلوی بحر العلوم کو اس مناظرہ بجرڈیہہ بنارس منعقدہ ۱۹۷۹ء کے موقع پر فرقہ بریلویہ کی تسلیم کردہ بات یاد نہیں کہ:

”احادیث نبویہ مرفوعہ ثابتہ میں وہ اقوال صحابہ بھی شامل ہیں جو معنوی اور حکمی طور پر مرفوع ہوں۔“

جس مناظرہ بجرڈیہہ میں خود بریلوی بحر العلوم بھی موجود تھے۔ ناظرین کرام دیکھ رہے ہیں کہ بریلوی بحر العلوم کی اپنی مستدل بنائی ہوئی عبارت سیوطی میں مذکور شدہ ابو ہریرہ والا قول معنوی طور پر حدیث مرفوع ہے۔ اس سے بھی بڑی بات یہ ہے کہ اس سلسلے میں حضرت ابن مسعود سے مروی شدہ متواتر المعنی حدیث کا

بھی معنی ومفہوم وہی ہے جو ابن عباس اور بریلوی بحرالعلوم کی نقل کردہ روایت ابو ہریرہ کا ہے۔ ان تینوں صحابہ سے مروی شدہ حدیث مرفوع حکمی کے باوجود بریلوی بحرالعلوم کا کہنا کہ رئیس نے اس سلسلے میں کوئی مرفوع حدیث نقل نہیں کی دروغ کے علاوہ کیا ہے؟ ابن مسعود وابن عباس وابو ہریرہ کے علاوہ یہ حدیث معنوی طور پر عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن ام الحکم ثقفی صحابی سے بھی مروی ہے اور متعدد تابعین کا بھی یہی مسلک منقول ہے۔
(در منثور: ۵/ ۳۳۲ و ۳۳۳)

حضرت ابن مسعود والی حدیث کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں متعدد مقامات پر ذکر کیا، کتاب التوحید یعنی صحیح البخاری کے بالکل اواخر میں اسے دو ابواب کے تحت ذکر کیا، بریلوی بحرالعلوم نے صحیح بخاری کی شرح از علامہ عینی حنفی کے حوالے سے تصحیح العقائد میں ہماری تردید میں ایک عبارت عینی سے نقل کی ہے، مگر یہی عینی آگے چل کر بالکل اواخر شرح صحیح بخاری میں مذکورہ حدیث ابن مسعود کی بابت فرماتے ہیں:

”ولم أر أحدًا من الشراح ذكر وجه المطابقة هنا، وخطر لي أن يؤخذ وجه المطابقة من قوله: ﴿يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ﴾ فإن فيها من أمر ربي، وإنه قد سبق في علم الله تعالىٰ أن أحدا لا يعلمه ما هو و أن علمه عندالله.“
(عمدة القاري شرح بخاري، كتاب التوحيد: ۱۰/ ۵۷۳)

یعنی شارحین بخاری میں سے میں نے کسی کو باب سے حدیث ابن مسعود کی مطابقت کا ذکر کرتے نہیں دیکھا، مگر میری سمجھ میں اس کی مطابقت قول الٰہی ﴿يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ﴾ سے یہ ہے کہ اس قول الٰہی میں ﴿الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ﴾ کہا گیا ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے علم میں پہلے ہی سے یہ بات موجود ہے کہ حقیقتِ روح کا علم اللہ کے علاوہ کسی کو بھی نہیں ہے اس کا علم صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

ناظرین کرام دیکھ رہے کہ جس حنفی مذہب کی طرف بریلوی بحرالعلوم اپنے کو منسوب کرتے ہیں اس کے عظیم المرتبت ترجمان، جن کی ایک عبارت اسی مسئلہ میں بریلوی بحرالعلوم نے ہمارے رد میں نقل کی ہے، وہ صاف صاف حضرت ابن مسعود سے مروی شدہ متواتر المعنی حدیث کا مطلب یہ بتلا رہے ہیں کہ روح کا علم اللہ کے علاوہ کسی کو بھی نہیں ہے، صرف اسی کے پاس اس کا علم ہے۔ اس حدیث نبوی کے ہم معنی ابن عباس صحابی کا مرفوع حکمی والا قول بھی باعتراف سیوطی صحیح سندوں سے مروی ہے اور یہ معلوم ہے کہ اس قول سیوطی کو بریلوی بحرالعلوم نے دلیل بھی بنا رکھا ہے، جس کا مطلب یہ ہوا کہ بریلوی بحرالعلوم کی مستدل حدیث ابن عباس روح کے معاملہ میں بریلوی موقف کی تکذیب کر رہی ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ عہد صحابہ میں ابن مسعود و

ابن عباس و ابو ہریرہ کے مرفوع حکمی والے اس قول کے خلاف کسی صحابی یا کسی تابعی نے کسی قسم کی کوئی لب کشائی نہیں کی۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اس موقف پر صحابہ و تابعین کا اجماع ہے، یعنی کہ بریلوی فرقہ نے نص قرآنی و نص نبوی کے ساتھ صحابہ و تابعین کے اجماع سے بھی اعراض و انحراف اختیار کیا ہے۔

بریلوی بحر العلوم کے اپنے شاہد و وکیل و ترجمان علامہ عینی حنفی نے ایک اور صحابی ابو بریدہ سے بھی نقل کیا ہے:

"مضى صلى الله عليه وسلم وما يعلم الروح."

(عمدة القاري: ٩/ ١٥، ١٦، دارالطباعة القاهرة ١٨٠٨ء)

یعنی آپ اس حال میں فوت ہو کر دنیا سے عالم برزخ میں گئے کہ روح کا علم نہیں رکھتے تھے۔

ہمارا اپنا خیال ہے کہ عینی کی عبارت میں واقع شدہ لفظ "ابو بریدہ" ابن بریدہ کی تصحیف ہے کیونکہ عام کتابوں میں یہ لفظ ابن بریدہ ہی وارد ہوا ہے، جس سے مراد بریدہ صحابی کے صاحب زادے عبداللہ بن بریدہ ہیں۔ اسی طرح بریلوی بحر العلوم نے سیوطی کے حوالہ سے "ابو ہریرہ" سے جو روایت نقل کر رکھی ہے وہ بھی ہمارے نزدیک اسی ابن بریدہ کی تصحیف ہے۔ حنفی امام نسفی عبداللہ بن احمد (متوفی ۷۰۱) کی تفسیر مدارک کے مطبوعہ نسخہ میں بھی یہ لفظ "ابو ہریرہ" ہی لکھا ہوا ہے۔ (تفسير مدارك: ٢/ ١٥١)

موصوف نسفی اس معاملہ میں بریلوی بحر العلوم کے بنائے ہوئے وکیل عینی حنفی سے علم و فضل و زمانہ میں کہیں مقدم ہیں اور انھوں نے خود اپنے اور جمہور کا یہی مسلک بیان کیا ہے کہ روح کا علم اللہ کے ساتھ مخصوص ہے، دوسرے کو اس کا کوئی علم نہیں۔

واضح رہے کہ اصابہ و تہذیب التہذیب میں "ابو بریدہ" نام کے ایک صحابی کا ذکر الکنی میں کیا گیا ہے اور ان کا نام عمرو بن سلمہ جری بتلایا گیا ہے۔ [1]

امام بغوی محی السنۃ ابو محمد حسین بن مسعود فراء بغوی (مولود ۴۳۵ھ و متوفی ۵۱۶ھ) اپنی مشہور و معروف تفسیر معالم التنزیل میں فرماتے ہیں:

"وأولى الأقوال أن يوكل علمه إلى الله، وهو أهل السنة، قال عبدالله بن بريدة: إن الله لم يطلع على الروح ملكا مقربا ولا نبيا مرسلا وهو الأصح." [2]

یعنی سب سے زیادہ قابل قبول بات یہ ہے کہ روح کا علم اللہ کے حوالہ کر دیا جائے۔ اہل سنت کا یہی

---

[1] ملاحظہ ہو: اصابه و تهذيب التهذيب، ترجمه عمرو بن سلمه و أبو بريده.

[2] معالم التنزيل، مطبوع نولكشور لكهنو (٣/ ٢٤٥) و معالم التنزيل بر تفسير خازن (٥/ ١٤٨)

موقف ہے، اور عبداللہ بن بریدہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی مقرب فرشتہ اور نبی مرسل کو روح کے علم سے مطلع نہیں کیا اور صحیح ترین بات یہی ہے۔

واضح رہے کہ مذکورہ بالا یہ بات کہ اللہ نے کسی مقرب فرشتہ اور نبی مرسل کو روح کا علم نہیں بتلایا، جس عبداللہ بن بریدہ سے مروی ہے وہ ابن عباس و ابن مسعود و ابو ہریرہ اور دیگر صحابہ کے شاگرد ہیں۔ (ملاحظہ ہو: تہذیب الکمال اور تہذیب التہذیب میں موصوف کا ترجمہ) اور جب ابن عباس و ابن مسعود و ابو ہریرہ و بریدہ سمیت سارے صحابہ کا موقفِ مذکور پر اجماع ہے تو بالکل ظاہر بات ہے کہ موصوف عبداللہ بن بریدہ کا موقف مذکور انھی صحابہ کے اجماع سے ماخوذ ہے۔

ناظرین کرام دیکھ رہے ہیں کہ امام بغوی نے تمام اہل سنت کا علی الاطلاق یہی موقف قرار دیا ہے، موصوف امام بغوی ۵۱۶ھ میں فوت ہوئے، جس سے مستفاد ہوتا ہے کہ جس وقت امام بغوی نے اپنی تفسیر معالم التنزیل لکھی اس وقت تک تمام اہل سنت کا یہی موقف تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ خود ساختہ طور پر اہل سنت بن جانے والے بدعت پرست بریلوی لوگوں کے موقف سے فی الواقع اہل سنت کہے جانے والے لوگوں کا موقف مختلف تھا۔

حقیقت یہ ہے کہ ابتدائی صدیوں میں اس موقفِ اہل سنت سے کسی کا کوئی اختلاف نہیں تھا، بعد میں رومی و یونانی و ہندوستانی کے فلسفہ کا بعض مسلم اہل قلم پر غلبہ ہوا تو ان فلاسفہ کی باتوں سے مغلوب ہوجانے والے بعض اہل قلم مسلم فلسفی اہل سنت کے خلاف دوسری بات بھی کہنے لگے۔ یہ معلوم ہے کہ امام غزالی ایک زمانہ تک فلسفیانہ نظریات سے مغلوب تھے، موصوف نے اسی مغلوبیت کے زمانہ میں لکھ دیا کہ حقیقت روح سے نبی ﷺ باخبر تھے، پھر ان کی تقلید کرنے والے بعد میں کچھ اہل قلم بھی اسی طرح کی بات لکھ گئے، غزالی کی یہ تحریر یا تو امام بغوی والی مذکورہ بات کے بعد لکھی گئی یا پھر موصوف چونکہ ایک زمانہ میں فلسفی محض تھے، اہل سنت میں سے نہیں تھے، اس لیے ان کی اور ان کے مقلدین کا کوئی اعتبار امام بغوی نے نہیں کیا۔

سب سے بڑی بات یہ ہے کہ عہد صحابہ سے لے کر کئی صدیوں تک جب اس معاملہ میں تمام امت اور اہل سنت کا اجماع رہا تو اسے توڑنے والوں کو غلط کار کے علاوہ کیا کہا جا سکتا ہے، انھیں بے شعوری کے سبب معذور تو قرار دیا جا سکتا ہے مگر ان کے موقف کو نہ موقف اہل سنت کہا جا سکتا ہے؟ نہ اسے قابل التفات و لائق اعتبار مانا جا سکتا ہے۔ ہماری اتنی بات بریلوی بحرالعلوم کی تکذیب کے لیے کافی ہے۔

البتہ موصوف نے جو یہ کہہ رکھا ہے:

''جن بزرگوں سے رئیس صاحب کے خلاف اقوال مروی ہیں ان کو بھی منکرین کی صف میں شمار کر لیا، چنانچہ لکھتے ہیں کہ حافظ ابن حجر و عینی حنفی کا بھی یہی فیصلہ ہے کہ حقیقتِ روح سے آپ باخبر نہ تھے۔'' (الشاہد جدید: ۲۳۰ بحوالہ تصحیح العقائد بابطال شواہد الشاہد، ص: ۶۰)

بریلوی عبارت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جن بزرگوں سے ہمارے موقف کے خلاف اقوال منقول ہیں انھیں بھی ہم نے اپنے موافقین میں شمار کر لیا ہے مگر اپنے اس مکذوبہ و خانہ ساز دعویٰ پر حسب عادت بریلوی بحرالعلوم نے کوئی دلیل نہیں دی۔ ان کا لفظ ''بزرگوں'' بتلا رہا ہے کہ ہم نے کم از کم تین بزرگوں کو منکرین میں شمار کر لیا ہے جبکہ وہ منکرین نہیں ہیں، مگر اپنے اس مکذوبہ دعویٰ پر بطور دلیل صرف ایک نام علامہ عینی حنفی کا پیش کیا اور موصوف کی ایک عبارت نقل کی جس کا حاصل یہ ہے کہ موصوف عینی اس بات کے قائل ہیں کہ آپ ﷺ حقیقتِ روح سے واقف تھے۔ (الشاہد جدید، ص: ۲۳۳)

بریلوی بحرالعلوم کا دعویٰ ان کی دلیل سے ناموافق ہونے کی بنا پر بہر حال ساقط الاعتبار ہے کہ بزرگوں کے بجائے صرف ایک بزرگ عینی حنفی کا نام لیا، مگر ہم کو افسوس ہے کہ ۷۶۲ھ میں پیدا ہونے والے اور ۸۵۵ھ میں فوت ہونے والے نوی صدی کے عینی حنفی عام تقلید پرستوں کی طرح اپنی عام باتوں میں تضاد بیانی کے شکار ہوئے، بلکہ یوں کہیے کہ پہلے تو موصوف عینی نے وہی بات لکھی جس کا ذکر بریلوی بحرالعلوم نے کیا ہے، مگر بعد میں ایک زمانہ کے گزر چکنے کے بعد موصوف نے اپنی پہلی والی بات سے رجوع کرتے ہوئے کسی تعلیق کے بغیر یہ صراحت کی:

''ابن مسعود سے مروی شدہ حدیث (جو متواتر المعنی ہے) کا معنی یہ ہے کہ اللہ کے علاوہ کوئی بھی حقیقتِ روح سے واقف نہیں''

اپنے اس بیان کے ذریعہ عینی حنفی نے ظاہر کر دیا کہ موصوف نے پہلے اہل سنت اور اجماع صحابہ و اجماع امت کے خلاف فلسفیوں والا جو موقف اختیار کر رکھا تھا اس سے رجوع کر رہے ہیں۔

یہی عینی حنفی کتاب التفسیر میں لکھتے ہیں:

"قال الزمخشري: الأكثر على أن الذي سألوه هو عن حقيقة الروح، فأخبر أنه من أمر الله أي مما استأثر بعلمه، وعن أبي بريدة: مضى صلى الله عليه وسلم

وما يعلم الروح، وعن ابن عباس: قالت اليهود إلى أن قال: قال الأشعري لا يعلمها إلا الله وقال الجمهور هي معلومة." (عمدة القاري شرح صحيح البخاري: ٩/ ١٥، ١٦)

یعنی محمود بن عمر زمخشری حنفی (متوفی ۵۳۸ھ) نے کہا کہ اکثر اہل علم کا موقف یہ ہے کہ آیت مذکورہ میں جس روح سے متعلق سوال کا ذکر ہے اس سے مراد حقیقت روح ہے کوئی دوسرا اسے نہیں جانتا اور ابو بریدہ سے مروی ہے کہ آپ فوت ہو کر دنیا سے اس حال میں گئے کہ آپ ﷺ روح سے واقف نہ تھے، اسی مفہوم کی بات ابن عباس سے بھی مروی ہے اور امام اشعری نے بھی یہی بات کہی ہے اور جمہور نے کہا کہ یہ معلوم چیز ہے۔

اپنے اس بیان میں بھی موصوف عینی نے اعتراف کیا ہے کہ معنوی طور پر مرفوع حکمی والے اقوال صحابہ، نیز بقول زمخشری اکثر اہل علم کے مطابق قرآن مجید کا کہنا یہ ہے کہ حقیقت روح سے اللہ کے علاوہ کوئی واقف نہیں۔ عینی نے یہاں بھی زمخشری کی نیز اس حکمی مرفوع حدیث کی تردید نہیں کی بلکہ بذریعہ سکوت موافقت کی کہ اللہ کے علاوہ کوئی بھی حقیقت روح سے واقف نہیں، البتہ عادت تضاد بیانی کے مطابق ایک طرف موصوف عینی نے کہا کہ بقول زمخشری اکثر لوگ اللہ کے علاوہ کسی کو بھی حقیقت روح سے واقف نہیں بتلاتے مگر آخر میں کہا کہ جمہور کہتے ہیں کہ روح معلوم چیز ہے، صاف ظاہر ہے کہ اکثر ہی کو جمہور کہا جاتا ہے، لہٰذا کلام عینی میں تضاد موجود ہے۔ ہمارے خیال سے موصوف عینی اپنی رائے پرستی کے غلبہ کے وقت اہلسنت کے خلاف فلاسفہ والی بات جوش تعقل پسندی میں ایک بار کہہ گئے، پھر موصوف کو اپنی غلطی کا احساس ہوا کہ عام احناف بھی اس تعقل وتفلسف پسندی والی بات کے خلاف ہی ہیں، اس لیے موصوف نے اہلسنت والے موقف کو ذکر کر کے بذریعہ سکوت اس سے اپنی موافقت ظاہر کی۔

بریلوی بحر العلوم نے اپنی فطرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے جو یہ کہا کہ ”جنید بغدادی و شیخ سہروردی کے اقوال کی تلاش میں آپ نے حواشی احیاء العلوم تک کی ورق گردانی کی زحمت اٹھائی اور اصل کتاب میں یہ قول غزالی آپ کو نظر نہ آیا جسے ہم نے نقل کیا ہے۔“ الخ (الشاہد جدید، ص: ۳۳۱) تو ہم نے حواشی احیاء العلوم پر شیخ سہروردی کی چھپی ہوئی کتاب عوارف المعارف کا حوالہ دینے کے لیے حواشی احیاء العلوم پر چھپی ہوئی کتاب کی ورق گردانی کی اور شیخ سہروردی کی کتاب سے جو بات ہم نے نقل کی ہے اسے بریلوی بحر العلوم کے حجت بنائے ہوئے حافظ سیوطی نے نیز حافظ ابن حجر نے بھی ذکر کیا ہے، جس کا ہم نے حوالہ دے دیا ہے۔

غزالی کی بات چونکہ ناقابل التفات تھی کیونکہ وہ نصوص شرعیہ و اجماع امت کے خلاف تھی، اس لیے

اس کا ذکر ہم نے نظر انداز کر دیا اور یہ معلوم ہے کہ امام جنید زمانہ اور علم وعمل کے اعتبار سے سیکڑوں غزالی سے زیادہ مقدم و باعظمت ہیں، امام جنید صرف امام الصوفیاء ہی نہ تھے بلکہ وہ ایک عظیم المرتبت محدث وفقیہہ ومفسر بھی تھے ان کی اور امام سہروردی کی بات ہم نے اس لیے نقل کی کہ بریلوی لوگ عام اہل علم کے بالمقابل صوفیوں کے بیان کردہ وہ نکات زیادہ دلیل بنانے کے عادی ہیں جو نصوص کتاب وسنت کے خلاف ہوں۔ ہم نے نصوص کے مطابق تصوف کے اماموں کی بابت بریلوی شریعت کے رد میں اسی حکمت کو ملحوظ رکھتے ہوئے نقل کی۔ آخر بریلوی بحرالعلوم نے اپنی اسی کتاب میں امام جنید کی طرف اپنی اور شیطان لعین کی خانہ ساز بات کو منسوب کر کے دلیل و حجت بنایا ہے۔ (الشاہد جدید، ص: ۲۹۲، ۲۹۵)

بریلوی بحرالعلوم کا اپنی خانہ ساز اور شیطان لعین کی ایجاد کردہ بات کو جنید بغدادی کی طرف مکذوب طور پر منسوب کر کے دلیل بنالینا تو جائز ہو، مگر بریلویت میں خود جنید بغدادی کی بیان کردہ بات کا نقل کرنا ہمارے لیے ناجائز ہو، بریلوی شریعت میں یقیناً یہ علمی و دینی وتحقیقی خدمت ہے مگر شرعی نقطۂ نظر سے یہ بریلوی تفریق وتلبیس مذموم حرکت ہے، شیخ سہروردی کا مقام بھی علمی وعملی اعتبار سے غزالی سے بلند ہے۔ امام قرطبی وابو السعود نے بھی جنید بغدادی وسہروردی جیسی بات کہی ہے۔ [1]

نصوص شرعیہ کے خلاف غزالی اور ان جیسے لوگوں کی باتوں کو دلیل بنانے والوں پر امام ابو شامہ عبدالرحمٰن بن اسماعیل مقدسی (متوفی ۶۶۵ھ) نے سخت نکیر کی ہے۔ [2]

غزالی باعتراف خویش ایک زمانہ شریعت کے بدیہی امور میں بھی شکوک کے شکار تھے، نیز موصوف اس بات کے بھی معترف تھے کہ علم کلام سے مستعار لیا گیا ایمان بہت کمزور ہے۔ [3]

بعد میں غزالی نے مسلک کتاب وسنت کی طرف رجوع کر لیا تھا۔ ظاہر ہے کہ موصوف کی کتاب احیاء العلوم موصوف کے اس رجوع سے پہلے کی تصنیف ہے جسے موصوف نے اپنے زمانہ بے اعتدالی میں بہت ساری غلط در غلط باتوں سے بھر دیا تھا۔ زیر نظر اس مسئلہ میں نصوص کے خلاف اپنے بریلوی موقف پر بارہویں صدی کے شیخ عبدالحق دہلوی کی عبارت کو بھی حجت بنایا ہے۔ (الشاهد جديد، ص: ۲۳۱ بحواله مدارج النبوة: ۲/ ٤١٤)

---

[1] ملاحظہ ہو: تفسیر قرطبی، سورة الإسراء (۱۰/ ۳۲۵) و تفسیر أبي السعود، سورة الإسراء.

[2] مختصر المؤمل في الرد إلى الأمر الأول لأبي شامة، مطبوع کویت (ص: ٦٨، ٦٩ و ٧١، ٧٢)

[3] ملاحظہ ہو: شرح عقیدہ أصبهانیه (ص: ٩٤ تا ٩٨) نیز ملاحظہ ہو: تفسیر روح المعاني (٨/ ١١٩)

بریلوی بحرالعلوم پر یہ بات واضح ہوچکی ہے کہ شیخ عبدالحق دہلوی کی یہ بات مسلک اہل سنت واجماع امت اور نصوص کتاب وسنت کے خلاف ہونے کے سبب تحقیقی نقطۂ نظر سے مردود و بے وزن ہے۔

بریلوی بحرالعلوم اپنی شان بریلویت کے ساتھ شیخ عبدالحق کی عبارت نقل کر کے کہتے ہیں کہ ''کہیے شیخ موصوف کو کس خانہ میں رکھیے گا؟ الخ (الشاہد جدید، ص: ۲۳۲)

ہم ہر اس شخص کو جو نصوص کتاب وسنت اجماع امت کے خلاف غیر شعوری طور پر کوئی بات کہے اس خانہ میں رکھتے ہیں جس میں کتاب وسنت واجماع امت نے رکھا ہے، مثلاً: حج تمتع اور بذریعہ تیمم نماز پڑھنے کی ممانعت کرنے میں حضرت عمر فاروق وابن مسعود نے نصوص شرعیہ واجماع امت کے خلاف موقف اختیار کیا تھا، مگر اس کی بنا پر ہم ان کی علمی عظمت اور دینی خدمت کے معترف ہیں اور ان سے سرزد ہونے والی خطا کو خطائے اجتہادی مانتے ہیں، البتہ شریعت اسلامیہ کے خلاف عمداً وقصداً دوسری شریعت کی ایجاد وتدوین کرنے والوں کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے۔

ہمارے خیال سے اس سلسلے میں بریلوی بحرالعلوم کی تلبیسات وایجادات کی تکذیب کے لیے ہماری مذکورہ بات کافی ہے، البتہ اتنی بات معلوم رہے کہ بہت سارے نصوص شرعیہ سے آپ ﷺ کا عالم الغیب اور حاضر و ناظر نہ ہونا واضح ہے۔ اس لیے اگر غیب والی کسی بھی بات سے وحی الٰہی کے ذریعہ آپ کا واقف ہونا ثابت ہوجائے تو اس سے آپ کا عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہونا لازم نہیں آتا۔ البتہ نبی ہونے کے بعد کسی زمانہ میں کسی غیب والی بات سے وحی الٰہی کے ذریعہ آپ کی واقفیت اس بریلوی جھوٹ کے ابطال کے لیے کافی ہے کہ آپ تخلیق آدم سے پہلے اور اپنی پیدائش کے وقت ہی عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہوگئے تھے۔ (کما لا یخفی)

حنفی مذہب کی تقلید کا دم بھرنے والے بریلوی لوگوں کا حنفی مذہب کی تصریحات کے خلاف اس معاملہ میں شیخ عبدالحق جیسے لوگوں کا مقلد بن کر یہ کہتے پھرنا کہ ''آپ ﷺ کو حقیقت روح کا علم اور امور خمسہ کا علم تھا مگر آپ ﷺ نے امت کو ان علوم کو بتانے کے بجائے امت سے چھپایا۔'' بریلویوں کے بہت بڑا کذاب وافترا پرداز ہونے کی بہت بڑی دلیل اس لیے ہے کہ ام المؤمنین عائشہ نے کہا کہ جو شخص اس کا مدعی ہو کہ آپ ﷺ نے اللہ کی وحی کردہ کسی بات کو امت سے چھپایا وہ بہت بڑا افترا پرداز اور کذاب ہے، اور یہ معلوم ہوچکا ہے کہ ام المؤمنین کی اس بات پر اجماع ہے۔

تنبیہ بلیغ:

زیرنظر مسئلہ میں بریلوی موقف کی تکذیب میں ہماری ذکر کردہ آیات واحادیث نبویہ کے جواب میں بریلوی بحرالعلوم نے معتبر وغیر معتبر اسانید پر مشتمل متعدد ایسی روایات نقل کر رکھی ہیں جن کا حاصل صرف اس قدر ہے کہ منصب نبوت پر فائز ہونے کے بعد خصوصاً ہجرت کے بعد آپ ﷺ بعض امور غیب سے وحی الٰہی کے ذریعہ واقف کرا دیے گئے تھے۔ ان روایات کی نقل اور ان سے استدلال میں بھی بریلوی بحرالعلوم نے اپنی بریلوی پالیسی کو برقرار رکھا ہے۔ (الشاہد جدید، ص: ۱۴۷ تا ۱۶۵)

مگر اس سے بہر حال بریلوی بحرالعلوم کی اس بات کی تکذیب ہوتی ہے کہ آپ ﷺ تخلیق آدم سے پہلے اور اپنی پیدائش کے وقت عالم الغیب اور حاضر و ناظر بن چکے تھے، پھر بریلوی بحرالعلوم کی اس بات کی تکذیب خود ان کی اپنی تصریحات سے بھی ہوتی ہے، جیسا کہ بیان ہوا۔

اس سلسلے میں بریلوی بحرالعلوم کی ذکر کردہ روایات میں سے بے سند و غیر معتبر روایات تو ناقابل التفات ہیں ہی مگر روایات معتبرہ سے صرف یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ نبی ہونے کے بعد مختلف زمانے میں کبھی کبھار آپ ﷺ کو وحی الٰہی کے ذریعہ بعض امور کی خبر دی گئی۔ اس سے بریلوی بحرالعلوم کے اس دعویٰ کی تکذیب ہوتی ہے کہ بعض آیات سے آپ کا عالم الغیب ہونا ثابت ہوتا ہے، کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو ان آیات میں جب آپ کو عالم الغیب قرار دیدیا گیا تو ان کے نزول کے بعد ایسی باتیں آپ کی زندگی میں نہ پیش آتی جن کا مفاد یہ ہوتا ہے کہ ان سے پہلے ان باتوں سے آپ ﷺ واقف نہ تھے۔ اس سلسلے میں موصوف کی تمام تلبیسات کی تکذیب ہو چکی ہے۔

موصوف بریلوی بحرالعلوم نے کامل ابن اثیر (۲/۲۷۲) سے بلال مزنی سے متعلق بے سند بات نقل کر کے خوب بریلوی عبارت آرائی کی ہے۔ (الشاہد، ص: ۱۵۹)

مگر بے سند روایات سے خانہ ساز شریعت کی حمایت میں عبارت آرائی دیانت داری کے خلاف ہے، ایک سے زیادہ بار ہم کہہ چکے ہیں کہ جن امور سے بذریعہ وحی آپ کے واقف ہونے کی بنیاد پر بریلوی لوگ آپ کو عالم الغیب اور حاضر و ناظر کہتے ہیں، وہ سارے امور آپ نے اپنی امت کو بتلائے، جس کا لازمی مفاد بریلوی اصول سے یہ ہوا کہ آپ کی امت کا ہر فرد خواہ وہ مجنون و دیوانہ اور جاہل محض نیز فاسق وفاجر اور کفر و شرک کی حد تک بدعت پرست ہو وہ عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہے؟ بریلوی لوگ اپنے اصول سے

لازم آنے والی بات نہ مان کر خود اپنی تکذیب آپ کر لیتے ہیں، ہم کو الگ سے ان کی تکذیب پر دلائل قائم کرنے کی حاجت نہیں، البتہ ایضاح حقیقت کے لیے اس طرح کی باتیں کہہ دینا ضروری ہے۔

قرآنی آیت: ﴿نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ﴾ سے متعلق ایک ضروری وضاحت:

ہم نے بریلوی بحرالعلوم کی تلبیسات کی پردہ دری وتکذیب کرتے ہوئے کہا تھا کہ جن آیتوں کے خانہ ساز معانی کے ذریعے بریلوی بحرالعلوم سمیت دوسرے تمام بریلوی لوگ آپ کا عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہونا ثابت کرتے ہیں، ان کا مفاد اگر فی الواقع وہی ہے جو خانہ ساز طور پر بریلوی لوگ بتلاتے ہیں تو اس کا لازمی مطلب یہ ہے کہ ان آیات کے نزول کے وقت جب آپ کو عالم الغیب اور حاضر و ناظر قرار دے دیا گیا تو ان کے نزول کے بعد ایسی کسی بات کا ثبوت نہیں ملنا چاہیے جس سے آپ کے عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہونے کی نفی ہوتی ہو مگر ہم دیکھتے ہیں کہ بریلوی سازش و کارستانی کے ذریعہ اس بریلوی عقیدہ پر جن آیات کو ناجائز طور پر استعمال کیا گیا ہے ان کے بعد بہت ساری آیات و احادیث نبویہ میں آپ کے عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہونے کی نفی کی گئی ہے۔

اس کے جواب میں مختلف بریلوی تلبیس کاری کے ساتھ ایک بات بریلوی بحرالعلوم نے یہ کہی ہے کہ اس عنوان میں مذکورشدہ قرآنی آیت مکی ہے، جس کا مطلب سلفی اصول سے یہ ہوا کہ دین سے متعلق تمام ضروری باتوں کی تفصیل کتاب اللہ میں موجود ہے، جس سے لازم آیا کہ اس آیت کے نزول کے ساتھ ہی تمام دینی باتیں مفصل طور پر کتاب اللہ میں بتلا دی گئیں، حالانکہ امر واقع اس کے خلاف ہے، بالکل یہی معاملہ بریلویوں کی مستدل ان آیات کا ہے جن میں اگرچہ آپ کو عالم الغیب اور حاضر و ناظر کہا گیا ہے، مگر ان کے بعد ایسی آیات کا نزول اور احادیث کا صدور ہوا ہے جن سے آپ کے عالم الغیب و حاضر و ناظر ہونے کی نفی ہوتی ہے۔ (ماحصل از الشاہد، ص: ۱۴۰ تا ۱۴۳)

ہم کہتے ہیں کہ یہ بھی خالص بریلوی تلبیس و دھاندلی بازی ہے، آیت مذکورہ میں واقع شدہ لفظ ''نزلنا'' باب تفعیل کا صیغہ ہے جس کا مفاد ہے کہ قرآن مجید آپ ﷺ پر بتدریج نازل کیا جا رہا ہے۔
(مفردات القرآن از راغب لفظ نزل)

اس اعتبار سے قرآن مجید کا جو حصہ جس وقت نازل ہوا وہ اپنے پہلے نازل ہونے والے حصوں سے مل کر دین سے متعلق ان ضروری باتوں کی تفصیل پر مشتمل تھا جن کی ضرورت اس کے نزول کے وقت تک تھی نہ

کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ آیت مذکورہ کے نزول ہی کے وقت دین سے متعلق تمام ضروری باتوں کی جو تفصیل پورے قرآن مجید اور احادیث نبویہ میں ہے ان کی تفصیل بیان کر دی گئی، لیکن آپ کے عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہونے کا معاملہ اس کے برعکس ہے، خاص طور سے بریلویوں کا ایک دعویٰ جو یہ ہے کہ آپ تخلیق آدم سے پہلے عالم الغیب اور حاضر و ناظر تھے، اس کی تکذیب ان لوگوں کی مستدل انھی آیات سے ہوتی ہے کیونکہ ان کا مفاد زیادہ سے زیادہ یہ ہوگا کہ دنیا میں بعثت نبوی کے بعد آپ کی چالیس سالہ زندگی کے بعد ہی آپ ﷺ کو عالم الغیب و حاضر و ناظر بنایا گیا۔

پھر اس بریلوی دعویٰ کی تکذیب اس کے معارض دوسرے بریلوی دعویٰ سے ہوتی ہے کہ آپ اپنی پیدائش کے وقت عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہوئے۔ یہ دونوں متعارض دعاوی ایک دوسرے کی تکذیب کرتے ہیں، پھر خود بخود ان دونوں متعارض دعاوی کے معارض تیسرے والے اس بریلوی دعویٰ سے مکذوب قرار پاتے ہیں کہ تکمیلِ نزولِ قرآن کے ساتھ آپ عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہوئے اور جب تکمیل نزول قرآن کے وقت آپ کے عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہونے کا تیسرا دعویٰ اپنے پہلے دونوں مکذوبہ دعاوی کے بعد بریلوی لوگوں نے کیا تو تضاد بیانی کے سبب یہ لوگ شریعت اور دانش کی نظر میں کذاب قرار پائے، جیسا کہ ان کا بہت بڑا کذاب و افترا پرداز ہونا اجماع امت سے ثابت ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے انھیں بہت بڑا کذاب کہا اور ان کی اس بات کی پوری امت نے تصدیق اور تائید کی۔

یہ تیسرا والا بریلوی دعویٰ انھی کی مستدل آیات کے ذریعہ مکذوب قرار پاتا ہے کہ بریلویوں کی مستدل آیات کے مطابق تو آپ ہجرت سے پہلے ہی عالم الغیب قرار پائے ہیں۔ دریں صورت اگر ان آیتوں میں آپ ﷺ کو ہجرت سے پہلے عالم الغیب کہا گیا تو بریلویوں کا یہ دعویٰ ان آیات کے مطابق قطعاً اور یقیناً مکذوب قرار پایا کہ تکمیل نزول قرآن سے پہلے یعنی وفات سے صرف ذرا سا پہلے آپ عالم الغیب ہوئے، پھر ان آیات کو اپنی خانہ ساز شریعت کے خانہ زاد موقف پر دلیل بنانے والی بات بھی خاص جھوٹ ہی جھوٹ ہے جس پر کتاب و سنت و اجماع امت سے کوئی دلیل قائم نہیں اور قرآن مجید نے دلیل شرعی کے بغیر کسی نظریہ وعقیدہ کی ایجاد اور اس ایجاد کردہ بات کو دین قرار دے لینے والوں کو بہت سارے مقامات پر کذاب و افترا پرداز کہا ہے، اور بریلوی مزعومات کی تکذیب کے لیے یہ دلیل بہت قوی ہے کہ ان بریلوی مزعومات پر خانہ ساز استدلال کے علاوہ کوئی شرعی دلیل نہیں، ظاہر ہے کہ نصوص شرعیہ کے بالمقابل قرآنی آیات و

احادیث نبویہ سے خانہ ساز استدلال صرف کذابین کا شیوہ وشعار ہوسکتا ہے۔

قرانی آیت ﴿وَ رُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ﴾ سے متعلق ایک وضاحت:

ہم نے مزعومات بریلویہ کی تکذیب کے لیے جہاں متعدد آیات واحادیث کا ذکر کیا تھا وہیں سورۂ نساء کی آیت ﴿وَ رُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ﴾ اور سورۂ مومن کی آیت: ﴿وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ﴾ کا بھی تذکرہ کیا تھا۔ (تصحیح العقائد، ص: ٥٤)

ان بریلویت شکن آیات کے جواب میں یہ کہا گیا:

"رئیس صاحب کو ان آیتوں کے سلسلے میں اگر کچھ بات بڑھانی تھی تو یہ ثابت کرتے کہ ان کے نزول کے بعد دیگر رسولوں کا بیان نہ وحی جلی کے ذریعہ اترا نہ وحی خفی کے ذریعہ، لیکن انھوں نے ایسا کیا جس سے ان کی نیک نیتی اور عربی دانی کا بھرم کھل گیا۔ نیت کی صفائی یہ ہے کہ رئیس صاحب نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، خازن، معالم التنزیل، تفسیر کبیر سراج منیر کے حوالہ سے لکھا کہ ان میں متفقہ طور پر کہا گیا کہ آپ کو بہت سے رسولوں کا تعارف نہیں کرایا گیا، جس سے قطعی طور پر معلوم یہ ہوا کہ ہزاروں نبیوں کے حالات آپ کو نہیں بتلائے گئے، اس عبارت میں تین باتیں کہی گئی:

1. بہت سے رسولوں کے تفصیلی حالات آپ کو نہیں بتلائے گئے۔
2. مذکورہ محدثین ومفسرین نے یہ بات متفقہ طور پر کہی۔
3. یہ بات نہ صرف چند مفسرین ومحدثین نے کہی بلکہ یہ بات قطعی ہے۔ سوال یہ ہے کہ کسی بات کے قطعی ہونے کے لیے خبر متواتر کی ضرورت ہے مگر رئیس صاحب خبر متواتر کیا معنی صحاح ستہ سے بھی کوئی حدیث نہیں لا سکے۔" الخ (الشاہد جدید، ص: ۲۱۴، ۲۱۵)

ہم کہتے ہیں کہ دونوں آیات ہمارے مدعا پر نص قاطع اور دلیل قاطع ہیں، مذکورہ مفسرین ومحدثین کی ذکر کردہ باتوں اور روایتوں کی بات محض ایضاح وتائید کے طور پر پیش کی گئی تھی۔ مگر بریلوی بحر العلوم خانہ ساز اکاذیب کو اپنے خانہ زاد عقائد پر دلیل بنانے کے وصف تلبیس کاری پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں۔ ہماری عبارت کا مطلب یہ ہے کہ ان دونوں نصوص قاطعہ کے ساتھ تصریحات اہل علم و روایات مذکورہ کے مجموعہ سے قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ آپ کو ہزاروں رسولوں کا تعارف نہیں کرایا گیا، پھر ان دونوں نصوص قاطعہ کے ساتھ تیسرے نص قاطع کا ذکر بھی ہم نے کیا کہ قرآنی آیت: ﴿اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ

قَوْمِ نُوحٍ وَّ عَادٍ وَّ ثَمُودَ وَ الَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِهِمْ لَا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا اللهُ﴾ [ابرھیم: ۹] بھی مذکورہ بالا دونوں آیات کے ہم معنی ہے کیونکہ اس میں مذکورہ تین قوموں اور ان کے نبیوں کے ذکر کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان تینوں کے بعد کتنی اقوام اور ان کے رسول و نبی ایسے ہیں جن کا علم اللہ کے علاوہ کسی کو نہیں۔ ان آیات کی بات کی وضاحت کرنے والی احادیث مذکورہ ظاہر ہے کہ تینوں آیات سے معنوی طور پر تائید یافتہ ہیں، پھر ان سے مستفاد ہونے والی بات ان آیات کی تائید کی بنا پر قطعی الدلالہ کیوں نہ ہوں گی؟

مذکورہ بالا تلبیس کاری کے بعد بریلوی بحر العلوم نے اپنے مذہب کے بانی اپنے اعلیٰ حضرت احمد رضا کی بات نقل کی، جس کا حاصل یہ ہے کہ تکمیل نزول قرآن کے ساتھ آپ ﷺ تمام امور غیب کے عالم ہوگئے تھے، جو اس بات کی دلیل ہے کہ آیات مذکورہ اور اس کی ہم معنی آیات میں آپ کے عالم الغیب ہونے کی جو نفی کی گئی ہے وہ نفی تکمیل نزول قرآن کے ساتھ اثبات میں بدل گئی۔ (الشاہد جدید، ص:۲۱۵)

ہم اس بریلوی تلبیس کی پردہ دری گزشتہ صفحات میں کر چکے ہیں مگر ایک طرف اس دعویٰ کے باوجود کہ آپ ﷺ تکمیل نزول قرآن کے بعد ہی عالم الغیب ہوئے، جس کا مطلب ہے کہ اس سے پہلے جن امور غیب کے علم کی نفی کی گئی ہے، وہ بریلوی فقرہ کو تسلیم ہے، الگ سے بریلوی بحر العلوم نے اکاذیب پر مشتمل اپنی دوسری تلبیسات بھی ظاہر کیں، چنانچہ مشہور و معروف حدیث نبوی کہ ''کل انبیاء ایک لاکھ چوبیس ہزار ہوئے ان میں سے تین سو پندرہ ہزار رسول تھے'' نقل کر کے موصوف بریلوی بحر العلوم نے ملا علی قاری کی ایک عبارت نقل کی جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ حدیث مذکورہ آیات کے منافی نہیں، کیونکہ ان آیات میں تمام انبیاء کے تفصیلی حالات بتانے کی نفی ہے اور حدیث مذکور سے ثابت ہونے والی بات صرف اجمالی چیز ہے، یا نفی والی بات وحی جلی (قرآن مجید) کے ساتھ مقید ہے اور حدیث مذکور سے نبیوں کے جس اجمالی علم کا ثبوت ملتا ہے وہ اجمالی علم وحی خفی یعنی حدیث نبوی سے ثابت ہوتا ہے، مگر بریلوی بحر العلوم نے حسب عادت ملا علی قاری کی عبارت کے اختراعی معنی یہ بتائے کہ موصوف اس کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ تفصیل قرآن کے ذریعہ نہیں لیکن دوسرے ذرائع یعنی وحی خفی مراد حدیث کے ذریعہ ضرور بتلا دی گئی۔ (الشاہد جدید، ص:۲۱۶، ۲۱۷)

جو لوگ تحریف بازی و تلبیس کاری کو پیشہ و شعار بنائے ہوئے ہوں اور عمداً و قصداً اختراعی باتوں کو دین و ایمان قرار دیتے ہوں انہیں نصوص و تصریحات اسلاف سے کیا فائدہ ہوسکتا ہے؟

ہم یہ کام بریلوی بحر العلوم جیسے تحریف بازوں کے لیے نہیں بلکہ ان کی تحریف بازی سے لوگوں کو واقف

کرانے کے لیے کر رہے ہیں۔ ہم نے ملاعلی قاری والی بات کو نہایت تلخیص کے طور پر اور ائمہ کرام کی باتوں کے ضمن میں ذکر کر دیا تھا، مگر ہماری اس اختصار پسندی کا ناجائز فائدہ حسب عادت اٹھا کر بریلوی بحرالعلوم نے بات کا بتنگڑ بنا دیا اور مصنف تصحیح العقائد ہی کی امانت و دیانت ونیت کا بھرم بذریعہ اکاذیب کھولنے کے دعویدار بن بیٹھے۔ اس کے بعد دوسری محولہ عبارتوں کے ساتھ بھی بریلوی دیانت داری کا ایسا کام لیا گیا۔ اول الذکر دونوں آیتوں کے ساتھ مؤخر الذکر تیسری آیت میں صاف طور پر جو یہ قول الٰہی مذکور ہے کہ ﴿لَا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا اللهُ﴾ وہ تمام مزعومات بریلویہ کی تکذیب کے لیے بہت کافی ہے، جس کا مفاد یہ ہے کہ اتنی ساری اقوام اور ان میں مبعوث کردہ انبیاء کرام علیہم السلام کے احوال اللہ کے علاوہ کسی کو نہیں معلوم مگر افسوس کہ جن لوگوں نے اسلامی شریعت کے بالمقابل منصوبہ بند پالیسی کے ذریعہ قبوری شریعت کی تخلیق وتدوین کر رکھی ہو ان کی تخطیط ومنصوبہ بندی میں یہ بات بھی شامل ہے کہ رد حقائق اور اثبات اکاذیب کے لیے ہر طرح کی تلبیس واختراع کا استعمال کیا جائے، دریں صورت ہمارے لیے صبر کے علاوہ دوسرا چارۂ کار نہیں۔

واضح رہے کہ قرآن وحدیث میں انبیاء سے متعلق جو تفصیل یا اجمال منقول ہے، وہ بھی سارے انبیاء کے تمام احوال کی تفصیل کا محض بعض جزو ہے جیسا کہ اہل نظر پر مخفی نہیں، تمام نبیوں کے جملہ احوال ولادت سے لے کر وفات تک کے تفصیلی حالات منقول نہیں۔ اسی طرح کی تلبیس کاری بریلوی بحرالعلوم نے ہماری پیش کردہ آیت ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ﴾ [السجدة: ۱۷] کے معاملہ بھی کی ہے۔ (الشاہد جدید، ص: ۲۲۱ تا ۲۳۰)

قرآنی آیت ﴿وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِيْ لَهٗ﴾ سے متعلق وضاحت:

ہم نے اس سلسلے میں بریلوی مزعومات کی تکذیب پر بطور دلیل بہت ساری آیات واحادیث نبویہ واقوال صحابہ حکمی مرفوعہ کے ساتھ سورۂ یٰسین والی مذکورہ بالا آیت بھی پیش کی، جس سے نہ صرف یہ کہ شعر اور اس سے متعلق جملہ علوم وفنون سے آپ ﷺ کے ناواقف ہونے کا واضح طور پر اس لیے ثبوت ملتا ہے کہ اللہ نے علی الاطلاق کسی استثناء کے بغیر اپنے اس فرمان میں فرمایا کہ آپ ﷺ کو ہم نے شعر کی تعلیم نہیں دی اور نہ یہ آپ کے شایانِ شان ہے۔ جس سے مستفاد ہوتا ہے کہ جتنے بھی علوم وفنون آپ ﷺ کے شایانِ شان نہیں، ان کی تعلیم سے اللہ نے آپ کو محفوظ و پاک وصاف رکھا، اور اہل نظر پر مخفی نہیں کہ بہت سارے علوم وفنون ہمارے نبی ﷺ کے شایانِ شان نہیں۔ امام قرطبی نے اس آیت کی تفسیر میں نہایت وضاحت کے ساتھ بتلایا کہ شعر کے متعلق جملہ امور کی تعلیم سے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو محفوظ رکھا۔ حتی کہ کسی دوسرے کا کوئی شعر اگر

آپ ﷺ پڑھنا چاہتے تھے تو اسے صحیح طور پر نہیں پڑھ سکتے تھے۔ آپ ﷺ کے اس وصف کو صحابہ کرام خصوصاً صدیق اکبر نے آپ ﷺ کے اوصاف حمیدہ اور نعمت ہائے عظیم میں شمار کیا۔ تمام اہل علم کا اس پر اجماع ہے:

"وإنما الذي نفاه الله عن نبيه عليه الصلوٰة والسلام فهو العلم بالشعر وأصنافه وأعاريضه وقوافيه والإنصات بقوله، ولم يكن موصوفا بذلك بالاتفاق."

(تفسیر قرطبی، آیت مذکورہ کی تفسیر: ۱۵/۵۴)

یعنی اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں آپ کی جس تعلیم کی نفی کی ہے وہ شعر کا علم اور شعر کے جملہ اصناف و فنون واوزان وقوافی کا علم ہے، اس وصف سے آپ ﷺ بالا جماع متصف نہیں تھے۔

بریلوی شریعت میں امت کے اس اجماعی موقف کی بھی تکذیب کر کے اپنی عرفی حیثیت ظاہر کی گئی اور الشاہد جدید (ص: ۲۱۱ تا ۲۱۴) میں اپنی بریلوی تلبیسات کے ذریعہ آیت مذکورہ اور اس کے مطابق منعقد ہونے والے اجماع امت کے خلاف موقف اختیار کیا گیا۔ یہ پتہ ہی نہیں چلتا کہ بریلوی شریعت اپنے کو کس بنیاد پر شریعت محمدی کا تابع کہتی ہے؟ ہم اسی سلسلے میں اسی اجمالی گفتگو پر اکتفا کرتے ہیں، جس کا حاصل بہر حال یہ ہے کہ اس آیت کریمہ اور اس سے متعلق احادیث نبویہ و اقوال سلف و اجماع امت سے مزعومات بریلویہ کی تکذیب ہوتی ہے، خواہ بریلوی لوگ اس حقیقت ثابتہ کے خلاف کتنی ہی زیادہ تلبیس سے کام لیں۔

قرآنی آیت: ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ أُخْفِيَ لَهُمْ﴾ سے متعلق وضاحت:

مزعومات بریلویہ کی تکذیب کے لیے ہم نے مذکورہ بالا آیت کریمہ بھی نقل کی تھی اور اس سے متعلق بعض احادیث نبویہ وآثار صحابہ و تابعین کا ذکر کیا تھا۔ (تصحیح العقائد، ص: ٥٦ تا ٥٧)

اس سلسلے میں بھی بریلوی بحر العلوم نے تلبیس کاری سے کام لے کر اس سے مستفاد ہونے والی بات کو رد کر دیا اور بعض احادیث نبویہ کا بے جا و غلط استعمال کیا اور تاویلات باطلہ سے کام بنایا۔

(الشاہد جدید، ص: ۲۲۱ تا ۲۳۰)

اس آیت اور اس سے متعلق احادیث و اقوال سلف کا بریلوی عقیدہ کے ابطال پر دلیل قاطع ہونا بہت واضح ہے، مگر جو لوگ منصوبہ بندی کے ساتھ اسلامی شریعت کے بالمقابل نئی شریعت ایجاد کیے ہوئے ہوں انہیں اس قسم کی باتوں پر دھیان دینے کی کہاں فرصت ہے؟

ہم بہر حال اس پر ایمان رکھتے ہیں کہ جن امور غیب سے آپ کا باخبر ہونا نصوص شرعیہ سے ثابت ہے ان کا علم آپ کو تھا، مگر اس سے آپ کا عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہونا لازم نہیں آتا۔ کیونکہ بعض امور غیب کا

علم ہونے کے باوجود نصوص شرعیہ میں آپ کے عالم الغیب ہونے کی صریح طور پر نفی کی گئی ہے، انھی نصوص میں آیت مذکورہ بھی ہے۔

تردید حاضر و ناظر و تردید علم غیب کے چند انوکھے دلائل:

مذکورہ بالا عنوان کے تحت ہم نے بریلوی مزعومات کی تکذیب کرنے والی سات آیات کا ذکر اور ان سے متعلق مزید ضروری باتوں کا تذکرہ کیا تھا۔ (تصحیح العقائد، ص: ٦١ تا ٦٤)

بریلوی بحر العلوم نے اپنے مزعومات بریلویہ کی یہ درگت ان آیات کریمات کے ہاتھوں دیکھ کر حسب عادت بریلوی تلبیس کاری سے کام بنانے کی کوشش کی۔ (الشاہد جدید، ص: ۲۴۱ تا ۲۴۵)

حالانکہ ان آیات میں سے ہر آیت موصوف بریلوی کے مزعومات کی تکذیب کرتی ہے اور موصوف کے مزعومات کی تکذیب کے سلسلے میں اتنی بحث ہو چکی ہے کہ اب آیات کے سلسلے میں تکذیب بریلویت کے لیے مزید کچھ لکھنا ضروری نہیں رہ گیا۔

ہم الشاہد اور بریلوی عبارتوں کے حوالے سے بتلا آئے ہیں کہ ایک طرف بریلوی لوگ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ آپ تخلیق آدم سے پہلے عالم الغیب اور حاضر و ناظر تھے، حتی کہ بریلوی بحر العلوم نے کہا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سمیت تمام انبیاء کرام اور اولیاء عظام کو ہمارے رسول ﷺ ہی نے تعلیم دی۔ دوسری طرف اس کے معارض ان بریلویوں کا دعویٰ ہے کہ ہمارے نبی سمیت ہر نبی اپنی پیدائش کے وقت سے حاضر و ناظر اور عالم الغیب ہیں۔ تیسری طرف ان دونوں دعاوی کے معارض ان کا یہ دعویٰ ہے کہ آپ ﷺ تکمیل نزول قرآن سے پہلے عالم الغیب اور حاضر و ناظر نہیں تھے۔ چوتھی طرف ان لوگوں نے ان آیات و احادیث کے اس معنی و مفہوم کو رد کر دیا کہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ تکمیل نزول قرآن سے پہلے آپ عالم الغیب اور حاضر و ناظر نہیں تھے، اگر ان بریلویوں کا دعویٰ یہی ہے کہ تکمیل نزول قرآن سے پہلے آپ ﷺ عالم الغیب اور حاضر و ناظر نہیں تھے، تو ان آیات و احادیث کو رد کرنے سے بریلویوں کا کون سا مفاد وابستہ ہے جو تکمیل نزول قرآن سے پہلے آپ ﷺ کے عالم الغیب اور حاضر و ناظر نہ ہونے پر نص قاطع ہیں؟ بریلوی بحر العلوم نے رد حقائق اور تصدیق و اختراع اکاذیب پر مشتمل اپنی کتاب الشاہد جدید میں ایک دعویٰ یہ کیا کہ مصنف تصحیح العقائد کو اقرار ہے کہ بریلویوں کا یہ دعویٰ ہے کہ آپ اپنی زندگی کے آخر میں عالم الغیب بنے۔

(الشاہد جدید، ص: ۲۳۹ بحوالہ تصحیح العقائد بابطال شواہد الشاہد، ص: ۵۰)

حالانکہ تصحیح العقائد کے جو الفاظ بریلوی بحر العلوم نے اپنے اس مکذوب دعویٰ پر بطور دلیل نقل کیے ہیں وہ یہ ہیں:

''اگر محض بریلوی کا یہ دعویٰ صحیح بھی ہو کہ آپ ﷺ زندگی کے آخر میں عالم الغیب بن گئے۔''

صاف ظاہر ہے کہ تصحیح العقائد کے ان الفاظ کا مطلب صرف یہ ہے کہ اپنے دونوں متعارض و مضطرب دعاوی کے بالکل خلاف اگر بریلویوں کا یہ تیسرا دعویٰ بالفرض صحیح ہو تو بھی بریلویوں کا یہ مکذوب دعویٰ باطل ہے، مصنف الشاہد نے ہمارے فقرہ شرط کا ذکر اپنے مکذوبہ دعویٰ پر کیا اور اس کی جزا کا ذکر چھوڑ دیا جس کا حاصل یہ ہے کہ اگر بالفرض بریلویوں کا یہ تیسرا دعویٰ جو اپنے دوسرے دعاوی کے معارض اور باہم ملکر ایک دوسرے کی تکذیب کرنے والا ہے تو بھی چونکہ وفات نبوی کے بعد تمام صحابہ اور ان کے بعد والے اسلاف امت اس بات پر متفق ہیں کہ آپ ﷺ عالم الغیب اور حاضر و ناظر نہیں تھے۔ اس لیے پہلے والے بریلوی دعاوی کے معارض ان کا تیسرا دعویٰ اگر بالفرض صحیح مان لیا جائے تو بھی اجماع امت کے مخالف و معارض ہونے کی بنا پر یہ تیسرا والا بریلوی دعویٰ مکذوب محض اور خالص جھوٹ ہے۔ (حاصل از تصحیح العقائد، ص: ۵۰، ۵۱)

یہ بتلایا جا چکا ہے کہ وفات نبوی ﷺ کے زمانہ بعد حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ ؓ نے نہایت واضح طور پر اعلان فرمایا تھا کہ آپ ﷺ کو عالم الغیب اور حاضر و ناظر کہنے والے بہت بڑے افترا پرداز اور بہت بڑے کذاب ہیں جو نصوص شرعیہ کے بالکل خلاف یہ خانہ زاد جھوٹی بات کہتے پھرتے ہیں اور ام المؤمنین عائشہ صدیقہ ؓ کے اس بیان کی سارے کے سارے صحابہ نے بذریعہ سکوت موافقت کی اور کسی نے بھی اس کے خلاف لب کشائی نہیں کی، تا آنکہ بریلوی شریعت نبوی پیش گوئی کے مطابق یہود و نصاریٰ و مجوس و یونان و روم کے کذابین کی تقلید کرنے والے نام نہاد مسلمانوں کے اختراع کردہ مواد و مسالہ سے ایجاد کر کے منصوبہ بند طریقہ پر مرتب و مدون کر لی گئی، ظاہر ہے کہ ہماری اس بات کا جواب بریلوی بحر العلوم انسانی و شرعی حدود و قیود کے دائرہ میں رہتے ہوئے ہرگز نہیں دے سکتے تھے، اس لیے موصوف نے اپنے حصول مدعا کے لیے اکاذیب کا استعمال اپنے اسلاف کے طریق پر چلتے ہوئے کیا۔ بریلوی لوگوں کا اگر صرف اتنا ہی دعویٰ ہوتا کہ آپ تکمیل نزول قرآنی کے ساتھ عالم الغیب ہوئے تو اس بریلوی دعویٰ کی تکذیب کے لیے علماء اسلام کو زیادہ بحث و نظر کی ضرورت نہ پڑتی۔

بس اس بات کا ثبوت دے دینا تکذیب بریلویہ کے لیے کافی تھا کہ وفات نبوی کے بعد تمام صحابہ

سمیت بعد والے اہل اسلام اس بریلوی دعویٰ کو بہت بڑے کذابین اور افترا پرداز لوگوں کا دعویٰ قرار دینے پر متفق ہیں، لہٰذا یہ بریلوی دعوی مکذوب محض ہے، اور اگر بریلوی بحرالعلوم اپنے اس آخری والے دعویٰ کو فی الواقع صحیح مانتے ہیں جوان کے دوسرے وعاوی کے معارض ہونے کے سبب مکذوب قرار پاتا ہے، تو موصوف نے اس لمبی چوڑی کتاب میں ان نصوص کتاب وسنت کو بذریعہ اکاذیب وتلبیسات رد کرنے کی محنت شاقہ کیوں اٹھائی جوان کے دعویٰ کے مطابق صرف اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ آپ ﷺ تکمیل نزول قرآن سے پہلے عالم الغیب اور حاضر و ناظر نہیں تھے؟

پھر جن نصوص شرعیہ میں صراحت کے ساتھ وضاحت ہے کہ آپ ﷺ علی الاطلاق عالم الغیب نہیں، ان میں تکمیل نزول قرآن سے پہلے اور بعد کی کوئی قید نہیں، ان نصوص شرعیہ کے خلاف کون سی آیات و احادیث صحیحہ متواترہ یا غیر متواترہ اس مکذوبہ بریلوی دعویٰ پر دلالت کرتی ہیں کہ تکمیل نزول قرآن کے بعد آپ ﷺ عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہوگئے؟ اپنے اس مکذوبہ دعویٰ پر بریلوی لوگ کوئی دلیل پیش کیے بغیر ایک طرف نصوص شرعیہ کے خلاف و معارض اس دعویٰ کو حق وصواب قرار دیتے ہیں دوسری طرف ان کے اس مکذوبہ دعویٰ کے خلاف پوری امت کا اجماع صحابہ سے لے کر تولید بریلویت کے پہلے تک رہا۔ دریں صورت ایک حق پسند آدمی کیا کرے اور کیا کہے؟

یہ معلوم ومعروف بات ہے کہ اجماع امت سے بہت بڑے کذاب و افترا پرداز قرار پائے ہوئے لوگوں کا اجماع امت سے انحراف انعقاد اجماعت امت پر کچھ بھی اثر انداز نہیں ہوسکتا۔

احادیث سے غیب کی نفی پر چند دلائل:

بریلوی مزعومات کی تکذیب پر دلالت کرنے والی اپنی ذکر کردہ آیات اور ان سے تعلق رکھنے والی بعض احادیث اور ان کے ہم معنی اقوال و آثار سلف و اجماع امت نقل کرنے کے بعد ہم نے مذکورہ بالا مستقل عنوان کے تحت سولہ احادیث صحیحہ کا تذکرہ بھی کیا تھا۔ (تصحیح العقائد، ص: ٦٧ تا ٧٤)

جو بریلوی مزعومات کی تکذیب پر بذات خود نص قاطع ہیں اور ان کے پہلے مذکورہ احادیث و آیات کو ملا دینے سے معاملہ اور بھی زیادہ واضح ہوجاتا ہے، مگر انھی نصوص اور ان جیسے دوسرے نصوص شرعیہ کے رد و ابطال کے لیے ہی بریلوی شریعت کی تخلیق و تدوین ہی جب منصوبہ بند تخطیط کے مطابق ہوئی ہے تو اس اختراعی شریعت کے موجدین وحمایت کرنے والے اس قسم کے نصوص سے کیوں متاثر ہونے لگے؟ چنانچہ جس

طرح مذکورہ آیات اور ان سے متعلق احادیث و اقوال سلف و اجماع امت کے رد میں انھوں نے مزید در مزید اکاذیب وتلبیسات وتحریفات کا استعمال کیا، اسی طرح ان احادیث کے ساتھ کیا۔ ہم نے پہلے نمبر پر ذکر کیا تھا کہ آپ ﷺ نے "أي البقاع خیر؟" (یعنی کون سا خطۂ زمین بہتر ہے) کے جواب میں صاف طور پر فرمایا کہ "لا أدري"سوال مذکور کا ذکر آپ ﷺ نے بعد میں حضرت جبرئیل یعنی اپنے استاذ و معلم سے کیا تو انھوں نے بھی یہی جواب دیا، پھر آپ نے فرمایا کہ اللہ سے پوچھ کر آپ اس سوال کا جواب دیں، حضرت جبرئیل نے ایسا ہی کیا یعنی کہ آپ ﷺ کو آپ ﷺ کے اس سوال کا جواب بتلا دیا۔

اس حدیث نبوی سے بریلوی دعویٰ کی بہر حال تکذیب ہوتی ہے، جو عام طور سے علی الاطلاق آپ کو عالم الغیب کہتے ہیں یا کبھی یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ آپ تخلیق آدم سے پہلے ہی سے عالم الغیب ہیں اور کبھی یہ کہتے ہیں کہ دنیا میں اپنی ولادت کے وقت سے آپ عالم الغیب ہیں۔ اس حدیث کا یہ جزو ہم نے بالصراحت نقل کر دیا کہ آپؐ کی درخواست کے مطابق آپ ﷺ کو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے سوال مذکور کا جواب دے دیا تھا۔ (تصحیح العقائد، ص: ٦٧ و ١٦، ١٧)

بریلوی بحر العلوم نے حسب عادت اپنی تلبیسات جاری رکھیں اور ان تلبیسات کے ساتھ تحریفات و تکذیب حقائق اور ترتیب میں الٹ پھیر و انتشار اندازی کا شعار حسب سابق برقرار رکھا، ترتیب وار جواب کے بجائے جیسا کہ ہمیشہ سے اس قوم کا شعار رہا ہے، حدیث نمبر سات پر اس طرح کلام کیا:

> "آپ ﷺ نے شب معراج سدرۃ المنتہیٰ کو ڈھک لینے والے رنگوں کے بارے میں فرمایا کہ میں ان کی حقیقت نہ جان سکا۔ اور حدیث نمبر (۱۵) میں ہے کہ بہت سے اسماء الٰہیہ صرف اللہ جانتا ہے، رئیس صاحب نے ان کا ذکر کرنے میں بے فائدہ محنت اٹھائی کیونکہ فرقہ بریلویہ اس بات کا قائل ہے کہ اللہ کی ذات و صفات سے متعلق بے شمار علوم کو مخلوقات میں سے کوئی نہیں جانتا اور سدرۃ المنتہیٰ کو ڈھک لینے والی تجلیوں اور اسمائے الٰہیہ کے علم سے اگر آپ نے لاعلمی ظاہر کی اس سے اہل سنت (قبوری لوگوں) کو کیا نقصان؟" (ملخص از الشاہد جدید، ص: ۲۴۱)

حالانکہ دروغ گورا حافظہ نہ باشد کے مصداق بریلوی بحر العلوم کہہ آئے ہیں کہ آپ ﷺ کا جسد اطہر ہر زمان و مکان وعرش و کرسی ولوح وقلم میں موجود ہے اور ہمہ وقت سب کا مشاہدہ کر رہے ہیں۔
(الشاہد جدید، ص: ۴۴ تا ۴۷)

جب بریلوی دعویٰ یہ ہے کہ کوئی زمان و مکان حتی کہ عرش و کرسی پر بھی آپ جسمانی وجود کے ساتھ

موجود رہ کر ہر چیز کا مشاہدہ کرتے اور علم رکھتے ہیں تو سدرۃ المنتہیٰ اور اس پر وارد ہونے والی باتوں پر جسمانی طور پر موجود رہتے ہوئے آپ کا مشاہدہ و معاینہ کرنا اور سب سے باخبر رہنا لازم آتا ہے۔ کیونکہ سدرۃ المنتہیٰ بہر حال عرش سے بہت کمتر چیز ہے، دریں صورت اپنی ہی بات کی تکذیب بریلوی بحرالعلوم کا اپنی مذکورہ بالا بات کے ذریعہ کرنا اس بات کو مستلزم ہے کہ موصوف کی مختلف باتیں باہم متعارض ہونے کے ساتھ ایک دوسرے کی تکذیب کر رہی ہیں۔ کیا سدرۃ المنتہیٰ کے بدلنے والے رنگ صفات الٰہیہ ہیں؟ کیا یہ بریلوی بحرالعلوم کا خاص جھوٹ اور شرکیہ بات نہیں ہے؟ سدرۃ المنتہیٰ کے بدلنے والے رنگوں کو صفات الٰہیہ قرار دینا صاف طور پر شرک و کفر اور نصوص کی تکذیب ہے اور ان کے علم سے آپ ﷺ کا اپنی ناواقفیت ظاہر کرنا بریلوی مزعومات کی تکذیب پر نص قاطع ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات کا علم غیر اللہ کو نہ ہونا بریلوی بحرالعلوم کو تسلیم ہے اسی طرح اسی قسم کے نصوص سے عالم الغیب ہونے کے دعویٰ سے بریلوی بحرالعلوم کو دست بردار ہو جانا چاہیے، مگر اپنے اصول سے انحراف کر کے اور اپنی تکذیب کا سامان خود فراہم کر کے بھی رد حقائق میں بریلوی بحرالعلوم سرگرم عمل ہیں اور الٹ کر اہل حدیثوں پر اپنی عادت کے مطابق بیہودہ گوئی کر رہے ہیں۔ اس تلبیس کاری کے ساتھ بریلوی بحرالعلوم نے کہا ہے:

> ''رئیس صاحب کی ذکر کردہ احادیث میں سے حدیث نمبر (۱و۲) میں علی الترتیب یہ ہے کہ آپ نے سب سے اچھی زمین کے علم سے ناواقفیت اور تبع کے ملعون ہونے نہ ہونے اور ذوالقرنین کے نبی ہونے نہ ہونے اور حدود کے کفارہ ہونے نہ ہونے سے بھی ناواقفیت ظاہر کی۔ اس پر ہم بریلوی بحرالعلوم کا کہنا ہے کہ رئیس صاحب نے پہلی حدیث کا صرف وہی ٹکڑا نقل کیا جس میں علم کی نفی ہے اور جس میں اثبات علم ہے اسے الحدیث کے لفظ سے گول کر گئے۔'' الخ

(ماحصل از الشاہد جدید، ص: ۲۴۲)

ہم کہتے ہیں کہ کذب بیانی کی عادت رکھنے والے اور اس کے لیے ادھار کھا لینے والے بریلوی بحرالعلوم کی تلبیس کاری نہایت جارحانہ انداز میں ملاحظہ ہو کہ ہم نے صاف لکھ دیا ہے کہ پہلی حدیث میں مذکورہ سوال کا ذکر اپنے استاذ و معلم جبرئیل سے کر کے جب آپ ﷺ نے درخواست کی کہ اللہ سے پوچھ کر مجھے اس کا جواب دیجیے تو حضرت جبرئیل نے ایسا ہی کیا، یعنی کہ آپ ﷺ کو اللہ سے پوچھ کر اس کا جواب بتلا دیا، نیز اسی معنی کی ایک دوسری حدیث میں بھی اسی طرح کی بات ہے۔ اس کے باوجود بریلوی بحرالعلوم

کی مصنف تصحیح العقائد پر مذکورہ افترا پردازی کیا معنی رکھتی ہے؟ بہر حال یہ حدیث نبوی بریلوی مزعومات کی تکذیب ہی کر رہی ہے، بعد میں اس سوال کا جواب معلوم ہونے سے آپ کے عالم الغیب نہ ہونے پر کوئی اثر نہیں پڑتا، جیسا کہ اہل نظر پر مخفی نہیں ہے۔

بریلوی بحرالعلوم نے کہا: کہ "دوسری حدیث میں رئیس صاحب نے دبی زبان سے اقرار کیا کہ بعد میں آپ کو حدود کے کفارہ ہونے اور تبع کے ملعون نہ ہونے کی اطلاع ملی، لیکن ذوالقرنین کے بارے میں آپ کی لا علمی زائل ہونے نہ ہونے کے بارے میں رئیس صاحب خاموش اس لیے ہیں کہ یہی ان کے لیے مفید ہے۔ الخ (الشاہد جدید، ص: ۲۴۲)

بریلوی بحرالعلوم نے مصنف تصحیح العقائد پر یہ الزام لگایا کہ دبی زبان سے اس نے اقرار مذکور کیا، افترا پردازی ہے کیونکہ دبی زبان سے نہیں بلکہ اظہار حقیقت کا برملا مظاہرہ کرتے ہوئے اس نے یہ حدیث نقل کر دی تھی کہ حدود کفارہ ہوجاتے ہیں اور تبع ملعون نہ تھا جس طرح کہ حدیث اول والے سوال مذکور کے جواب سے آپ کی واقفیت کا ذکر بھی بالصراحت رئیس نے کر دیا تھا اور ساتھ ہی ساتھ یہ صراحت کر دی تھی کہ زبان نبوی سے بریلوی مزعومات کی تکذیب کرنے والی یہ تلبیس بریلویوں کے خود ساختہ دلائل میں مذکورشدہ آیات کے نزول کے بعد صادر ہوئے ہیں جن سے مزعومات بریلویہ کی خوب تکذیب ہوتی ہے۔ (تصحیح العقائد، ص: ٦٨)

ہم نے ذوالقرنین کے نبی ہونے یا نہ ہونے سے متعلق اس لیے صراحت نہیں کہ کوئی بھی معتبر دلیل ہم کو ایسی نہیں مل سکی جس میں بالصراحت کہا گیا ہو کہ موصوف ذوالقرنین نبی تھے اور نہ بالصراحت ذوالقرنین کے نبی ہونے کی نفی ہی کی گئی ہے، اس سے ہمارے موقف پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ حدیث مذکور سے بریلوی مزعومات کی بہر حال تکذیب ہوتی ہے۔

بریلوی بحرالعلوم نے تفسیر روح المعانی کے حوالہ سے حضرت علی مرتضٰی کی طرف منسوب جو روایت نقل کی ہے کہ ذوالقرنین نہ نبی تھی نہ فرشتہ بلکہ ایک صالح آدمی تھے تو روح المعانی میں مذکورشدہ روایت روح المعانی لکھے جانے سے پہلے حافظ سیوطی نے درمنثور تفسیر سورۂ کہف میں ابن عبدالحکم، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن الانباری، ابن مردویہ وابن ابی عاصم کے حوالے سے نقل کی ہے مگر یہ معلوم ہے کہ اس کی سند حذف کر دی گئی ہے اور محولہ مراجع تک نہ صاحب روح المعانی کی رسائی تھی نہ ہماری ہے کہ اس روایت کی سند دیکھ کر پتہ لگ سکے کہ معتبر ہے یا غیر معتبر۔ اس کے بالمقابل حافظ ابن کثیر نے عبداللہ بن عمرو بن عاص سے نقل کیا ہے کہ ذوالقرنین نبی تھے۔

(البداية والنهاية: ٣/ ١٢٢)

مگر اس کی سند میں جابر جعفی مشہور ضعیف راوی ہے، لیکن بریلوی بحرالعلوم کی مستدل روایت کا حال معلوم نہیں، البتہ اس کا ایک راوی عبداللہ بن کواد غیر موثق یعنی مجہول ہے اور جن روایات میں ذوالقرنین کو صالح کہا گیا ہے، لیکن موصوف کے نبی ہونے کی نفی نہیں کی گئی ہے، ان سے موصوف کے نبی ہونے کی نفی لازم نہیں آتی، کیونکہ حضرت نوح ولوط علیہم السلام جیسے نبیوں کو قرآنی آیت میں ﴿عَبْدَيْنِ صَالِحَيْنِ﴾ کہا گیا ہے۔ (التحریم: ۱۰) ویسے ہمارا ذاتی رجحان یہ ہے کہ موصوف شرف نبوت سے بہرہ ور تھے، مولانا ابو الکلام آزاد نے ذوالقرنین پر ترجمان القرآن میں تفصیل سے بحث کی ہے۔

الحاصل اگر آپ کو ذوالقرنین کا نبی یا غیر نبی ہونا معلوم ہوگیا ہو تو حدیث مذکور سے بریلوی عقیدہ کے رد پر ہمارا استدلال اپنی جگہ قائم رہتا ہے، کیونکہ ہمارا عقیدہ ہے کہ بہت ساری باتیں جو پہلے آپ کو معلوم نہ تھیں وہ اعلام الٰہی سے بعد میں معلوم ہوگئیں، لہٰذا جن باتوں کی بابت آپ ﷺ کی جانکاری کا ثبوت ہو انہیں ماننا لازم ہے، مگر ان سے آپ ﷺ کا عالم الغیب ہونا اس لیے لازم نہیں آتا کہ نصوص قاطعہ میں آپ کے عالم الغیب ہونے کی نفی کی گئی ہے۔

اس کے بعد بریلوی بحرالعلوم نے ہماری ذکر کردہ باقی احادیث کا اجمالی ذکر کرتے ہوئے کہا ہے کہ ان سے لازم نہیں آتا کہ بعد میں آپ ﷺ کو یہ باتیں معلوم نہ ہوئی ہوں۔ (الشاہد جدید، ص: ۲۴۴، ۲۴۵)

سوال یہ ہے کہ ثبوت علم کے بغیر محض اوہام وظنون کی بنیاد پر احادیث کا رد جائز نہیں تو بریلوی بحرالعلوم نے یہ وطیرہ کیوں رد احادیث کے لیے اختیار کر رکھا ہے، پھر ان احادیث مذکورہ کے علاوہ بہت ساری احادیث اس مضمون کی موجود ہیں، ہم نے صرف بطور نمونہ ان کا ذکر کیا تھا:

> ''حقیقت یہ ہے کہ اگر آپ روز ازل ہی سے عالم الغیب ہوتے تو اس کی ضرورت ہی نہ ہوتی کہ دین کی باتیں بتلانے کے لیے آپ ﷺ حضرت جبرئیل کا انتظار فرماتے۔'' (تصحیح العقائد، ص: ۴۷)

بریلوی بحرالعلوم سمیت سارے بریلوی لوگ اپنے پہلے والے دونوں متعارض دعاوی پر قائم رہتے ہوئے ہماری اس بات پر لب کشائی کر ہی نہیں سکتے۔ ان دونوں متعارض دعاوی کی تکذیب کرنے والے آخری دعویٰ کی تکمیل نزول کے ساتھ آپ ﷺ عالم الغیب ہونے کی بنیاد پر بریلویوں کی بات چل سکتی ہے، مگر جب یہ تینوں بریلوی دعاوی ایک دوسرے کی تکذیب کر رہے ہیں تو سب سے پہلے اپنے ان دعاوی پر بریلویوں کو نظر ڈال کر فیصلہ کرنا چاہیے کہ ان متعارض دعاوی میں سے وہ اپنے کس دعویٰ پر قائم رہ کر خانہ زاد بریلوی شریعت کے پرستار رہ سکتے ہیں، کیونکہ وفات نبوی کے بعد تمام صحابہ سے لے کر تولید بریلویت سے پہلے آپ ﷺ کے عالم الغیب

اور حاضر و ناظر نہ ہونے پر اجماع امت منعقد ہو چکا ہے اور اس اجماع امت کے خلاف بریلوی لوگ اپنے تینوں متعارض دعاوی میں سے جس پر بھی قائم ہونے کا دعویٰ کریں گے اجماع امت کے مطابق بہت بڑے کذاب و افترا پرداز قرار پائیں گے، جیسا کہ بارہا کہا جا چکا ہے، اس کے باوجود بریلوی بحرالعلوم نے جو یہ کہا ہے:

''اگر کوئی حدیث متواتر قطعی الدلالہ و الافادہ میں وضاحت ہو کہ تکمیل نزول قرآن کے بعد آپ ﷺ عالم الغیب نہیں تھے تو مدعا ثابت ہو سکتا ہے، یہ سوال نصف صدی سے فضا میں لہرا رہا ہے اور منکرین پر سکوت مرگ طاری ہے۔'' الخ (الشاہد جدید، ص: ۲۴۵)

تو نصف صدی پہلے اس دعویٰ کے موجد و اختراع کنندہ یعنی قبوری شریعت کی تخلیق کرنے والے کی عرفی حیثیت ہمارے ذکر کردہ مذکورہ بالا اجماع سے ظاہر ہے کہ اس طرح کے مدعی بہت بڑے کذاب و مفتری ہیں، یہ بات اسی وقت سے اہل علم کہتے لکھتے آئے ہیں جس وقت سے قبوری شریعت ایجاد کی گئی ہے اور یہ بات اہل علم عہد نبوی سے لے کر تخلیق بریلویت تک کے اجماع امت اور نصوص قاطعہ کی بنیاد پر کہتے ہیں، پھر بھی اگر باجماع امت بڑے کذاب و مفتری قرار پانے والے اپنے خانہ ساز موقف پر اڑے رہیں اور مذکورہ بالا قسم کی بیہودہ گوئی کرنے میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے پر کمر بستہ رہیں تو کیا کیا جائے؟

بریلوی بحرالعلوم کی بات کہ نصف صدی سے سوال مذکور فضا میں لہرا رہا ہے۔ اس بات کی دلیل ہے کہ خود بریلوی بحرالعلوم کو اعتراف ہے کہ بس یہی پچاس سالوں سے عقیدہ مذکورہ کی تولید و تخلیق کی گئی ہے، اس کے پہلے اسلامی شریعت کے خلاف اس اختراعی عقیدہ کا وجود نہیں تھا۔

برزخ سے واپسی:

بریلوی بحرالعلوم کا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ عالم برزخ سے تمام عالم کی سیر کرتے اور حاجت مندوں کی حاجت روائی کرتے اور محافل میلاد میں بھی شریک ہوتے ہیں۔

(خیر الأنبیاء، ص: ۴۳ و ۸ و الشاہد قدیم، ص: ۳۷ و الشاہد جدید، ص: ۴۴ تا ۴۸ و ۳۰۹)

ہم نے اس پر کہا تھا کہ نصوص شرعیہ کے مطابق عالم برزخ سے دنیا میں کسی کا بھی واپس آنا محال ہے، نیز یہ کہ جب ہمارے رسول سمیت تمام انبیاء دنیاوی زندگی میں عالم الغیب نہیں تھے، تو برزخ میں ان کے لیے اس کا دعویٰ شرعی دلیل کے بغیر مکذوب دعویٰ ہے۔ (تصحیح العقائد، ص: ۱۰۳ تا ۱۰۵)

بریلوی بحرالعلوم اس پر لکھتے ہیں کہ کچھ لوگوں کا مرنے کے بعد زندہ ہو جانا ثابت ہے اس لیے دعویٰ مصنف تصحیح العقائد باطل ہے۔ (ما حصل از الشاہد جدید، ص: ۳۰۹، ۳۱۰)

ہم کہتے ہیں کہ معجزہ وخرق اجماع کے طور پر اصول عام کے خلاف کبھی کسی بات کے صادر نہ ہونے سے اسے قضیہ دائمہ بنالینا باطل ہے۔(تصحیح العقائد، ص: ۱۱۰) مگر بریلوی بحرالعلوم اپنی بات پر اڑے ہوئے ہیں۔

ملائکہ وجنوں پر بشری نبی کا قیاس:

مصنف الشاہد نے ملک الموت اور ابلیس کی بابت کہا کہ ان کا بیک وقت مختلف جگہوں پر آناً فاناً موجود ہونا ثابت ہے اور ہمارے رسول کا مقام ان سے بڑا ہے، اس لیے آپ ﷺ عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہیں۔
(الشاہد جدید، ص: ۳۸، ۳۹)

- حالانکہ نوری مخلوق فرشتوں اور ناری مخلوق جنات پر بشری رسول کا قیاس بلا دلیل شرعی کرنا باطل و فاسد ہے، فرشتے اور جنات تو انسانوں کو نظر نہیں آتے تو کیا ہمارے رسول اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام لوگوں کو نظر نہیں آتے تھے؟ ہر انسان کے ساتھ ہمہ وقت فرشتوں اور شیطان کا عام طور سے رہنا خصوصاً کراماً کاتبین کا ثابت ہے، مگر وہ انسانوں کو نظر نہیں آئے مگر کیا ہمارے رسول اور جملہ رسولوں کا بھی یہی حال تھا کہ جہاں موجود ہوں وہاں کے لوگوں کو نظر نہ آئیں، ان قسم کے دعاوی مکذوبہ شرعی دلیل کے بغیر کیا معنی رکھتے ہیں۔

عدم فتویٰ کفر سے غیب نبوی کا ثبوت:

ہم نے تصحیح العقائد میں بتلایا تھا کہ عام علمائے احناف اور دوسرے اہل علم آپ ﷺ کے عالم الغیب ہونے کا عقیدہ رکھنے والوں پر فتویٰ کفر لگائے ہوئے ہیں۔ اس کا جواب بریلوی بحرالعلوم نے یہ دیا ہے کہ بعض لوگوں نے اس بنا پر فتویٰ کفر نہیں بھی لگایا کہ آپ ﷺ بعض امور غیب کا علم رکھتے تھے۔
(الشاہد جدید، ص: ۱۲۸ تا ۱۲۹)

حالانکہ ہم نے عرض کیا تھا کہ قتل حسین بن ابی طالب کو بھی حنفی لوگوں نے کفر نہیں کہا تو کیا یہ بات صحیح و کار فضیلت ہے۔(تصحیح العقائد، ص: ٢٦ تا ٢٩)

اس کا جواب تو بریلوی بحرالعلوم سے کچھ نہ بن پڑا مگر اپنی بریلوی سرگرمی موصوف نے جاری رکھی۔

نبوت خضر:

حضرت خضر کے نبی ہونے پر کوئی نص نہیں مگر اکثر اہل علم موصوف کو نبی مانتے ہیں، اس کا ہم نے ذکر کر دیا ہے۔(تصحیح العقائد، ص: ٩٥، ٩٦) اس پر بھی مصنف الشاہد نے بے معنی لغوطرازی کی، حالانکہ ہم نے کہہ دیا تھا کہ موصوف کے نبی ہونے یا نہ ہونے سے اصل مسئلہ پر کوئی فرق نہیں پڑتا، اور نصوص سے ثابت ہے

کہ اللہ کے علاوہ کوئی عالم الغیب نہیں، اسی طرح ہم نے بہت سارے دلائل انبیاء سابقین کے عالم الغیب نہ ہونے پر پیش کیے تھے۔(تصحیح العقائد، ص: ۹۳ تا ۹۵) اس کے جواب سے بھی بریلوی بحرالعلوم خاموش رہے۔

متفرقات:

بریلوی بحرالعلوم نے مذکورہ بالاعنوان کے تحت اپنی عادت کے مطابق کچھ مزید بریلوی باتیں کہی ہیں اور یہ معلوم ہو چکا ہے کہ بریلوی عادت باجماع امت بہت زیادہ افترا پردازی و کذب آفرینی ہے، چنانچہ بریلوی بحرالعلوم کے سرپرست مولوی عتیق الرحمٰن نے اپنے وصف مذکور کے مطابق بہت سارے مکذوبہ دعاوی کے ساتھ یہ دعویٰ بھی کیا تھا کہ حضرت اسماعیل شہید رحمہ اللہ کی بدعت شکن کتاب ''تقویۃ الایمان'' شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب نجدی کی کتاب ''کتاب التوحید'' کا ترجمہ ہے۔(خیرالأنبیاء از مولوی عتیق الرحمٰن، ص:۲)

اس بریلوی افترا پردازی پر ہم نے کہا تھا کہ دونوں کتابیں عام طور سے ملتی ہیں جن کے مطالعہ سے اس بریلوی کذب بیانی و نادانی و جہالت پر واقفیت حاصل کی جا سکتی ہے۔(تصحیح العقائد، ص:۱۱، ۱۲)

ہماری اس بریلویت شکن بات پر بریلوی بحرالعلوم اپنی عادت کے مطابق فرماتے ہیں:

''۱۲۳۳ھ تک محمد بن عبدالوہاب (مولود ۱۱۱۱ھ و متوفی ۱۲۰۶ھ) کی تحریک ایک مسلمہ گمراہی تھی اور دنیائے اسلام ان کی بد مذہبی و بد دینی پر متفق تھی۔ مولوی اسماعیل دہلوی (مولود ۱۱۹۳ھ و متوفی ۱۲۴۶ھ) کی تحریک کے تعارف میں کہا کہ مولوی اسماعیل دہلوی کی کتاب ''تقویۃ الایمان'' کتاب التوحید شیخ نجدی کا ترجمہ ہے، خود مولانا کے چچیرے بھائی مولانا مخصوص اللہ فرماتے ہیں کہ وہابی کا رسالہ گویا متن تھا یہ کتاب ''تقویۃ الایمان'' اس کی شرح ہے۔''

(الشاہد جدید، ص: ۲۷۷ بحوالہ اسمٰعیل وتقویۃ الایمان، ص: ۱۰۲)

بریلوی بحرالعلوم کے سرپرست اور ان جیسے لوگوں کا دعوی ہے کہ ''تقویۃ الایمان'' ''کتاب التوحید'' کا اردو ترجمہ ہے مگر جب اس بریلوی جھوٹ پر نکیر کی گئی تو بریلوی بحرالعلوم نے اپنے ہی جیسے بریلوی معاصر مولوی ابوالحسن زید فاروقی کی کتاب ''مولانا اسمٰعیل اور تقویۃ الایمان'' کے حوالہ سے مذکورہ بات کہہ دی۔

اولاً: بریلوی بحرالعلوم کی محولہ کتاب کے مصنف مولوی زید فاروقی بھی بریلوی آدمی ہیں، جو اپنے مزعومہ باطل عقائد کی بنا پر باجماع امت بہت بڑے کذاب و افترا باز ہیں اور اس قسم کے آدمی پر اجماع امت

کے ذریعہ لگے ہوئے اس الزام کو دھوئے بغیر اس کی تحریر کو کسی بھی بریلوی مقصد پر بطور حجت پیش کرنا خود کو اجماع مذکور کا مصداق بنانا ہے۔

ثانیاً: باجماع امت اوصاف مذکورہ سے متصف مولوی زید فاروقی کی جو عبارت بریلوی بحرالعلوم نے اپنے دعویٰ مکذوبہ پر بطور دلیل پیش کی، اس کا ماحصل صرف یہ ہے کہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ تقویۃ الایمان، کتاب التوحید کی شرح ہے اور شرح اور اردو ترجمہ میں جو فرق ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ دعویٰ و دلیل میں نامطابقت بریلوی بحرالعلوم کی تکذیب کے لیے کافی ہے۔

ثالثاً: بریلوی بحرالعلوم مذکورہ بالا بیان میں کہ ۱۲۱۳ھ تک شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب کی تحریک ایک مسلمہ گمراہی تھی اور دنیائے اسلام اس پر متفق تھی، یقیناً اسی اجماع صحابہ و تابعین اور اسلاف امت کے مصداق ہیں کہ اس طرح کے عقائد فاسدہ رکھنے والے بہت بڑے افترا پرداز و کذاب ہیں، کیونکہ دونوں ہی کتابوں میں اسی طرح کے عقائد باطلہ کا ابطال نصوص شرعیہ کی روشنی میں کیا گیا ہے جن عقائد کے مخالفین باجماع امت بہت بڑے کذاب و مفتری ہوں، ان عقائد کی مخالفت میں قلم اٹھانے والے اور ان کے مخالفین کی تکذیب کرنے والے جب باجماع امت و باجماع صحابہ حق بجانب ہیں تو اس اجماع کے خلاف دوسرے مکذوب دعاوی کرنے والوں کا کذاب و مفتری ہونا ثابت ہوگیا، جس سے لازم آیا کہ بریلوی بحرالعلوم کا دعوئ مذکورہ مکذوب محض ہے۔

تقویۃ الایمان اور کتاب التوحید کے مضامین میں یکسانیت بالکل ایسی ہی ہے جیسے کتب حدیث کی احادیث و مضامین اور قرآنی آیات کے مضامین و آیات میں یکسانیت اور مشابہت ہے۔ اس یکسانیت و مشابہت کی بنا پر مؤخر کتاب کو مقدم کا ترجمہ قرار دینا مکذوب محض ہے۔ ایک ہی موضوع پر حق پرست لوگوں کی لکھی ہوئی کتابوں کے مضامین میں یکسانیت و مشابہت کا پایا جانا لازمی ہے، اسے معیوب قرار دینا باجماع امت بہت بڑے کذاب قرار پائے ہوئے لوگوں کا شیوہ و شعار ہوسکتا ہے، حقیقت بیں وحقیقت پسند لوگوں کا نہیں۔ حق پرستوں کے بالمقابل باطل پرست انبیاء و مرسلین علیہم السلام کے متبعین کے خلاف شیاطین اور متبعین شیاطین اگر اپنے باہمی اتفاق کا نام اجماع و اتفاق رکھ لیں تو یہ چیز ان کی اپنی اصطلاح میں درست ہوسکتی ہے، مگر نصوص شرعیہ کے مطابق اہل باطل کا مصطلح اتفاق و اجماع یقیناً شیطانی اتفاق و اجماع ہے۔ اگر مولوی زید فاروقی بریلوی مذہب کی حمایت میں عام بریلویوں کی طرح اپنے سارے اکاذیب کے باوجود اپنے کو غیر جانب دار کہتے ہیں تو باجماع امت بہت بڑے کذاب و مفتری قرار پائے ہوئے لوگوں سے اسی قسم کی باتوں

کی توقع بھی کی جاسکتی ہے۔ اس قسم کے اکاذیب بریلویہ کے رد میں بہت ساری سلفی تحریریں موجود ہیں۔

تقویۃ الایمان کے رد میں بریلوی ''اطیب الایمان'' کی تکذیب میں لکھی گئی معروف کتاب ''اکمل البیان'' کے جواب سے فرقہ بریلویہ بشمول زید فاروقی و بریلوی بحرالعلوم عاجز ہونے کے سبب آج تک خاموش ہیں، اس بریلوی لغوطرازی کے رد میں اتنی سی بات کو فی الوقت ہم کافی سمجھتے ہیں۔

چلتے چلتے اس حقیقت کی طرف اشارہ کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بریلوی بحرالعلوم اپنے ہم مشرب لوگوں کے اس مناظرہ بجرڈیہہ بنارس منعقدہ اکتو ۱۹۷۸ء میں موجود تھے جس کے دو موضوع میں سے ایک موضوع بریلویوں نے ''آج کل کے غیر مقلدین گمراہ و گمراہ گر اور جہنمی ہیں'' رکھ چھوڑا تھا، مگر موضوع سے ہٹ کر پورا زور انھوں نے مولانا اسماعیل کو کافر قرار دینے پر صرف کیا، جس کا ایسا بدعت شکن جواب اہل حدیث کی جانب سے دیا گیا کہ قصر بریلویت میں زلزلہ آ گیا اور بہت سارے لوگ بریلویت سے تائب ہو کر سلفی بن گئے، اس روداد مناظرہ کو دیکھ کر بھی تقویۃ الایمان کی عظمت معلوم کی جاسکتی ہے۔

نجد و عراق:

کتاب التوحید اور تقویۃ الایمان سے متعلق اپنی بریلوی بیان بازی جاری رکھتے ہوئے بریلوی بحرالعلوم نے نجد کے بارے میں بھی بریلوی انداز والی گفتگو شروع کر دی۔ (الشاہد جدید، ص: ۲۸۰ تا ۲۹۲) حالانکہ ہم نے تصحیح العقائد (ص: ۱۲، ۱۴) میں اس کی حقیقت واضح کر دی تھی کہ نجد سے مراد عراق ہے جہاں کے امام ابوحنیفہ اور شیخ جیلانی کو بریلوی لوگ اپنے مرجع قرار دیے ہوئے ہیں، اس موضوع پر تازہ ترین ایک مستقل کتاب مولوی ابوالقاسم سلفی مدنی مئوی نے لکھی ہے، اس کا مطالعہ حقیقت فہمی کے لیے کافی ہوگا۔ پہلے ہمارا ارادہ تھا کہ اس کتاب میں کچھ تفصیل ہم بھی پیش کریں مگر حوالہ مذکورہ ہی کو ہم کافی سمجھتے ہیں، اس سلسلے میں بریلوی بحرالعلوم کا بیان اکاذیب سے بھرا ہوا ہے، جس کی حقیقت صرف اس بات سے ظاہر ہے کہ باجماع امت بریلوی لوگ بہت بڑے کذاب اور افترا باز ہیں۔

ابلیس اور بریلوی بحرالعلوم:

یہاں بریلوی بحرالعلوم نے اپنی قبوری شریعت کی حمایت میں ایک جھوٹی خانہ ساز بات جنید بغدادی رحمہ اللہ اور مولانا روم رحمہ اللہ کی طرف منسوب کر کے یہ کہہ دیا کہ ابلیس نے محض اس لیے آدم کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا تھا کہ آدم اللہ نہیں تھے اور غیر اللہ کو سجدہ کرنا جائز نہیں۔ (الشاہد جدید، ص: ۲۹۲ تا ۲۹۶)

اس بریلوی جھوٹ کی تکذیب ہم کر آئے ہیں، یہاں یہ عرض ہے کہ کیا بریلوی شریعت میں غیر اللہ کو سجدہ کرنا کار خیر ہے کہ غیر اللہ کو نہ سجدہ کرنا موصوف شیطان کا کام بتلا رہے ہیں؟ مولانا روم کی بات کا حاصل یہ ہے کہ کفار و مشرکین کا نبیوں اور رسولوں کو بشر کہہ کر ان کی رسالت و نبوت اور لائی ہوئی شریعت کو ماننے سے انکار کر دینا شرارت ہے، اور یہ بات ہم بھی کہتے ہیں مگر رسولوں و نبیوں کے بشر ہونے کا انکار بہت سارے نصوص شرعیہ کے انکار کو مستلزم ہے۔

رسول امی ﷺ:

ہمارے رسول ﷺ کا امی ہونا بالکل منصوص ہے، جس پر قرآن و احادیث کے بیانات شاہد عدل ہیں، مگر بریلوی بحر العلوم سمیت تمام بریلویوں نے شریعت اسلامیہ سے ثابت اس وصف نبوی کو بھی باقی نہیں رہنے دیا اور اپنے خودساختہ اکاذیب کے ذریعہ خوب ہرزہ سرائی کی۔ (الشاہد جدید، ص: ۲۹۵ تا ۳۰۱)

اس سلسلے میں بریلوی بحر العلوم نے اپنی بات بہت سارے اہل علم کی طرف منسوب کر دی ہے، مگر معتبر ثبوت کا ذکر نہیں کیا۔ ہم نے اس سلسلے میں جو کہا تھا کہ ایک لفظ لکھ دینے کے دعویٰ باجی کے خلاف تمام عالم اسلام نے شدید نکیر کی۔ (تصحیح العقائد، ص: ٦٣، بحواله تفسير ابن كثير: ٣/ ٤١٧، سورة العنكبوت)

بس اس مکذوبہ دعویٰ پر عالم اسلام کا اجماع اس کے مکذوب ہونے پر دلیل قاطع ہے۔

الشاجد جدید پر ہمارا یہ مختصر سا تبصرہ ہماری نظر میں حقیقت پسند لوگوں کے لیے کافی ہے، مگر یہ امید نہیں کہ جو لوگ اس اجماع امت کے مصداق ہوں کہ آپ کو عالم الغیب اور حاضر و ناظر کہنے والے بہت بڑے افترا پرداز و کذاب ہیں، ان کے لیے بھی ہمارا یہ تبصرہ کافی ہوگا۔

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين والصلوٰة والسلام على جميع المُرسلين خصوصاً على خاتم النبيين محمد وآله وأصحابه أجمعين برحمتك يا أرحم الراحمين.

محمد رئیس ندوی
جامعہ سلفیہ بنارس
۳۰ جولائی ۱۹۹۳ء